فارسی ادبِ منظوم کی معروف کتاب

بوستان

شیخ شرف الدین سعدی ابن عبد اللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

ضو فشاں

مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں ڈاون لوڈ کرنے کے ٹیلگرام پر ان چینل و گروپ کو جوائن کریں

https://telegram.me/Tehqiqat

https://telegram.me/faizanealahazrat

https://telegram.me/FiqaHanfiBooks

https://t.me/misbahilibrary

آرکایو لنک

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://archive.org/details/@muhammad_tariq_hanafi_sunni_lahori

بلوگسپوٹ لنک

http://ataunnabi.blogspot.in

فارسی ادبِ منظوم کی معروف کتاب

بوستان

شیخ شرف الدین سعدی ابنِ عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء   وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

ضوفشاں

مولانا نصراللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ———— بوستان

تصنیف ———— شیخ شرف الدین سعدی ابن عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ———— مولانا نصراللہ رضوی مصباحی

باہتمام ———— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ———— مارچ 2017ء

سرورق ———— اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
0322-7202212

طباعت ———— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ———— روپے

شبیر برادرز ® ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرست

شیخ سعدی

۵۸۹ھ ــــ ۶۹۱ھ

حیات ـــــ اور ـــــ کارنامے

نام و وطن شیخ کا اصل نام "شرف الدین" اور لقب "مصلح الدین" والد کا نام عبداللہ تھا۔ ان کے والد عبداللہ "اتابک سعد بن زنگی" والی شیراز کے ملازم تھے، جو شیخ کا ممدوح بھی ہے، اسی کی مناسبت سے سعدی تخلص اختیار کیا۔

ایران کے مردم خیز شہر شیراز کو آپ کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے، وہی شیراز جو صدیوں ایران کا پایۂ تخت اور علوم وفنون کا مرکز رہ چکا ہے۔

پیدائش غالباً ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۸۴ء میں اور وفات ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں ہوئی، ایک مقام جس کا نام "دلکشا" تھا وہاں مزار بنا، جو سعدیہ کہلاتا ہے اور زیارت گاہِ عجم ہے(۱)۔

بچپن شیخ بچپن ہی سے علم کے شوقین تھے، چوں کہ باپ عبداللہ باخدا آدمی تھے، گھر میں دین داری کا چرچا تھا، آبا واجداد اہل علم ودانش تھے، دینی علوم میں شہرت رکھتے تھے، خود فرماتے ہیں

همه قبیلهٔ من عالمان دیں بودند　　　مرا معلم عشق تو شاعری آموخت

پورا ماحول دین داری کا تھا، ان کی نشو ونما دینی ماحول میں ہوئی، اسی لیے چھوٹی سی عمر میں روزمرہ کے دینی مسائل سے واقفیت ہو چکی تھی اور والدین کی تربیت نے دینی مزاج کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، شب بیداری، تلاوت کلام اللہ اور ذکر وفکر کا کامل شوق بیدار ہو چکا تھا۔

شیخ کے والدان کی تربیت میں بڑے چست تھے، کڑی نگرانی رکھتے، بے موقع زبان کھولنے پر زجر ومنع کرتے، وہ اپنے بیٹے کی اس طرح تربیت کرتے جیسے کوئی عارف اپنے مرید کو تزکیۂ نفس کی منزلیں طے کراتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ نے ان کو اپنی تادیب کا بڑا سبب قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت والد کے ہم راہ تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے، وہاں باقی سب لوگ سو رہے تھے، آپ نے والد سے کہا، دیکھئے! یہ لوگ کیسے بے خبر سو رہے ہیں! کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اٹھ کر دو رکعت تہجد پڑھ لیتا۔ باپ نے کہا جان پدر! اس عیب جوئی سے بہتر یہ تھا کہ تم بھی سو رہتے! مگر ایسی زبان نہ کھولتے۔ (گلستاں باب دوم)

شیخ کے تفصیلی حالات کسی تاریخ میں درج نہیں البتہ خود ان کی تصانیف میں جا بجا حالات آگئے ہیں جن سے اچھا خاصا مواد جمع ہو سکتا ہے، چنانچہ ان کے اشعار ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خورد سالی ہی میں یتیم اور جوان ہونے سے پہلے ہی باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، خود کہتے ہیں ؎

مرا باشد از حال طفلاں خبر　　　که در طفلی از سر برفتم پدر
من آنگه سر تاجور داشتم　　　که سر در کنار پدر داشتم

مگر والدہ شیخ کے عہد شباب تک زندہ رہیں اور ان کی صالح تربیت میں نیک کوشش کرتی رہیں۔

شوق تعلیم شیخ نے ابتدائی تعلیم شیراز ہی میں حاصل کی، شعور وآگہی کی منزل میں قدم رکھا تو شیراز میں علما وفضلا اور مشائخ کا ہجوم تھا، علم وفضل کے اس ماحول میں ولولۂ شوق بڑھا، مگر اس وقت ملک ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار تھا، چنانچہ شیخ نے ترک وطن کی ٹھان لی اور بغداد پہنچ گئے، بیس بائیس سال کی عمر رہی ہوگی جب یہ بغداد پہنچے اور بغداد اس وقت ہلاکو خاں کے ہاتھوں برباد نہیں ہوا تھا، بدستور دار الخلافہ اور علم وعلما کا مرکز تھا، اس وقت دنیائے اسلام کی سب سے بڑی دینی درس گاہ دار العلوم نظامیہ تھا جسے ملک شاہ سلجوقی الپ ارسلاں کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی م ۴۸۵ھ نے سال ۴۵۹ھ میں قائم کیا تھا، اس کی شہرت پوری اسلامی دنیا میں گونج رہی تھی، اس دار العلوم کی شہرت ہی شیخ کو شیراز سے بغداد کھینچ لائی، ورنہ شیراز میں مظفر الدین تکلہ بن زنگی م ۵۹۱ھ کا مدرسہ خود مجمع علما وفضلا تھا۔

بہرکیف شیخ نے نظامیہ بغداد میں داخل ہو کر تحصیل علم شروع کر دی اور ابو اسحٰق شیرازی نے (جو مدرسہ نظامیہ کے متولی تھے) شیخ کا وظیفہ مقرر کر دیا جس کی وجہ سے شیخ کو دل جمعی بھی حاصل ہوگئی، کہتے ہیں کہ بغداد میں جن علما وفضلا سے اکتساب علم کیا ان میں امام جلیل القدر علامہ یوسف بن ابو الفرج عبد الرحمٰن بن جوزی (۵۸۰-۶۵۶ھ) ہیں جن کی کفش برداری ہر صاحب علم کے لیے باعث افتخار ہے اور ان سے شرف تلمذ شیخ کی عظمت وبرتری کے لیے کافی ہے۔

حسب تصریح دولت شاہ لگ بھگ تیس سال آپ نے طالب علمی میں گزارے۔

(۱) قطعۂ تاریخ وصال ہے "ز خاصاں بود تا تاریخ شد" "خاص"۔ ۱۹۵۱ء میں سعدی کے مقبرہ کی از سر نو تعمیر کی گئی۔

طالب علمی کا ایک واقعہ وہ بچپن ہی سے خوش بیانی اور حسن گفتار کے خوگر تھے، مدرسہ نظامیہ کے بعض طالب علم حسد سے جلے جاتے تھے، ایک دن شیخ نے اپنے استاذ ابن جوزی سے حاسدوں کی شکایت کی تو استاذ نے فرمایا وہ بھی اپنی عاقبت خراب کررہے ہیں اور تم بھی، وہ حسد سے جلے جاتے ہیں اور تم بدگوئی میں مرے جاتے ہو۔

قوالی سے اجتناب شیخ کی طبیعت ابتدا ہی سے تصوف اور درویشی کی طرف مائل تھی، وجد وسماع کی محفلوں میں شریک ہوا کرتے، شیخ کے استاذ ابن جوزی اس کو پسند نہ کرتے اور شیخ کو بھی سختی سے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتے، آخر ایک بدآواز قوال سے پالا پڑ گیا اور ساری رات اسی مکروہ صحبت میں بسر ہوئی، جب مجلس ختم ہوئی، شیخ نے سر سے عمامہ اتارا، جیب سے ایک دینار نکالا اور قوال کو نذر کیا، ساتھیوں نے تعجب کیا تو شیخ نے کہا قوال صاحب کرامت بزرگ ہے، استاذ کی نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا جو اس کے "لحن داؤدی" نے کیا ہے اور اب میں سماع سے توبہ کرتا ہوں۔

زمانۂ سیاحت تحصیل علم سے فارغ ہوکر سیر وسیاحت شروع کی، بعض تذکروں میں بیس برس اور بعض میں تیس برس بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ زمانہ طالب علمی کو بھی بعض نے تیس برس بتایا ہے۔ بہر حال سیاحت کی جو مدت ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ شیخ بہت بڑے سیاح تھے۔

سیر وسیاحت کی غرض مختلف ہوتی ہے، اور جو غرض پیش نظر ہوتی ہے سیاح اسی نظر سے چیزوں کو دیکھتا ہے۔ شیخ شاعر تھے فقیہ تھے صوفی مشرب تھے، واعظ تھے، رند تھے اور شوخ طبع تھے۔ غرض کہ مختلف حیثیتیں ان کے اندر جمع تھیں، اس لیے انہوں نے دنیا کے ہر رنگ کو ہر زاویہ سے خوب دیکھا بھالا، جانچا پرکھا۔

شام یا عراق کے ایک شہر میں ایک دل چسپ واقعہ پیش آیا، قاضی شہر کی مجلس جمی ہوئی تھی شیخ بھی پہونچ گئے، لباس نہایت بوسیدہ اور کثیف تھا، آگے کسی نمایاں جگہ پر بیٹھ گئے، خدام نے اٹھا دیا، بڑی مشکل سے کسی گوشے میں جا بیٹھے، مجلس میں کسی فقہی مسئلے پر گرما گرم بحث ہو رہی تھی، ہر طرف سے شور وغل کی آوازیں بلند تھیں، مگر عقدہ نہ کھلتا، شیخ سے نہ رہا گیا، اسی گوشے سے للکار کر کہا۔

کہ برہان قوی باید ومعنوی نہ رگہاے گردن بہ حجت قوی

شان دار لباسوں میں ملبوس علما اور دیگر حاضرین خرقہ پوش شیخ کی طرف متوجہ ہو گئے، شیخ نے مسئلے کو نہایت خوبی وفصاحت کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا کہ لوگ عش عش کرنے لگے، قاضی نے اپنی مسند چھوڑ دی اور اپنا عمامہ اتار کر شیخ کے سامنے پیش کر دیا، شیخ نے کہا! یہ غرور کا سامان ہے، مجھے نہیں چاہیے۔ (باب چہارم بوستاں)

انہوں نے شوق جہاں گردی لگ بھگ تیس سال مسافرت میں گزارے، بغداد، شام، حجاز سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے رہے، مختلف شہروں اور گوناگوں لوگوں کو دیکھا مختلف مذاہب اور فرقوں سے واقف ہوئے اور مختلف طبقات انسانی سے اختلاط پیدا کیا، شاید کہ اس شعر میں۔

ندانی کہ من در اقالیم گرداں چرا روز گاری بکردم درنگی

اسی کی طرف اشارہ ہو۔

شیخ دوران سیاحت ہندوستان بھی آئے، انہوں نے سومنات کا مندر بھی دیکھا، اس کا ذکر انہوں نے بوستاں میں کیا ہے، مندر کا بڑا بت ہر روز صبح دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے دکھاوے کے طور پر بت کے ہاتھ چومے۔ اور بت خانے میں پجاریوں کے مانند رہنے لگا، ایک دن مجھے موقع مل گیا، بت خانے کا دروازہ بند کر دیا۔ اور غور سے دیکھنا شروع کیا، بت کی پشت پر ایک قیمتی پردہ تھا، پردے کی آڑ میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں رسی تھی، جو بت کے ہاتھوں میں بندھی تھی، جب یہ رسی کھینچتا تو بت کے ہاتھ اٹھ جاتے، مجھے دیکھ کر وہ شخص بھاگا، میں نے اس کا پیچھا کر کے کنویں میں ڈھکیل دیا اور اسے مار کر خود بھاگ نکلا اور وہاں سے براہ یمن حجاز آیا۔

کئی مرتبہ (غالباً پانچ بار) حج بیت اللہ شریف کیا، پیغمبروں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی، انہیں سیاحتوں کے دوران شیخ شہاب الدین سہروردی (ابو حفص عمر بن محمد صاحب عوارف المعارف متوفی ۶۳۲ھ) کے مرید ہوئے، تصوف کی تعلیم حاصل کی، اور ان کے فیض سے تزکیہ مراتب طے کیے، خود فرماتے ہیں:

مرا پیر دانائے فرخ شہاب دو اندر زفرمود بر روے آب
یکے آں کہ برخویش خودبیں مباش دگر آن کہ بر غیر بدبیں مباش

وہ ہندوستان وشام وبلقان ہوتے ہوئے بلاد روم پہونچے جہاں مولانا روم سے ملاقات ہوئی، (امیر خسرو سے ہند میں ملاقات ثابت نہیں، ہاں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو کا کلام سن کر پسند کیا تھا)۔

شیخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سروسامان متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر لیتے مگر اف تک نہ کرتے، خوفناک جنگلوں، چٹیل میدانوں پیدل سفر کر لیتے، رات ہو جاتی تو عین راستے میں پتھریلی زمین پر سو رہتے۔

ایک مرتبہ بیت المقدس گئے، پھر فلسطین کے بیابانوں میں جا پہونچے، یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا، چنانچہ عیسائیوں نے پکڑ لیا اور طرابلس الشرق میں ان سے

خندق کھودواتے رہے، مدتوں بعد آپ کے ایک پرانے ملنے والے حلب کے معزز آدمی ادھر سے گزرے، حال پوچھا تو شیخ نے کہا!

ہمی گریختم از مردماں بہ کوہ بہ دشت — کہ از خدائے نہ بودم بہ دیگرے پرداخت
قیاس کن کہ چہ حالت بود دریں ساعت — کہ با طویلۂ نامردم بباید ساخت

یعنی آدمیوں سے بھاگتا تھا، جانوروں میں پھنس گیا ہوں، ظاہر ہے میری کیا حالت ہونی چاہیے، اس دوست کو رحم آیا، دس دینار شیخ کو قید فرنگ سے آزاد کرایا اور اپنے ساتھ حلب لے گیا، اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی بیٹی سے سو دینار مہر پر شادی کر دی، مگر بیوی بدمزاج اور زبان دراز نکلی، شیخ کا ناک میں دم کر دیا، ایک دن طعنہ دیا کہ جناب وہی تو ہیں کہ میرے باپ نے دس دینار میں خریدا ہے! شیخ نے برجستہ جواب دیا! جی ہاں! میں وہی ہوں کہ آپ کے باپ نے مجھے دس دینار میں مول لیا، اور سو دینار میں آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

ترکستان کے صدر مقام کاشغر میں شیخ کی زندہ دلی کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے، یہ وہ زمانہ تھا کہ تاتاریوں اور خوارزم شاہیوں کے درمیان صلح ہو چکی تھی، جامع کاشغر میں ایک طالب علم کو دیکھا کتاب نحو زمخشری ہاتھ میں لیے "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْراً" کی رٹ لگا رہا ہے، آپ نے لڑکے سے کہا! کیوں میاں صاحب زادے! خوارزم میں تو صلح ہو گئی مگر زید و عمرو میں اب بھی مار پیٹ جاری ہے؟ طالب علم ہنس پڑا اور شیخ کا وطن پوچھا، شیراز کا نام سنا تو فرمائش کی کہ سعدی کا کچھ کلام یاد ہو تو سنائیے، شیخ نے حسب موقع یہ شعر موزوں کر کے پڑھ دیا۔

اے دل عشاق بدام تو صید — ما بتو مشغول و تو با عمرو و زید

بعد میں کسی نے اسے بتایا کہ سعدی یہی ہیں، معذرت خواہانہ حاضر ہوا، مگر اب وہ کاشغر سے رخصت ہو رہے تھے۔

غرضے کہ جہاں گردی کے ان طویل ایام میں طرح طرح کے واقعات پیش آئے جن کا ذکر شیخ کی تصانیف میں جگہ جگہ موجود ہے۔

وطن واپسی شیخ کو وطن سے نکلے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا تھا، انہیں وطن کی یاد بے چین کیا کرتی تھی بالآخر اس طولانی سفر اور آفاق و انفس کی سیر کے بعد یہ درویش صفت جہاں دیدہ شاعر و فقیہ تجربات معنوی اور افکار عالیہ کے سوغات کی دنیا لیے ہوئے ۶۵۸ھ میں شیراز واپس ہوا، ان دنوں وہاں قتلغ خان اتابک ابوبکر بن سعد زنگی (۶۲۳ھ — ۶۶۸ھ) شیراز کے تخت سلطنت پر حکومت کر رہا تھا۔ ہر طرف امن و امان بحال اور نظم و نسق قائم ہو چکا تھا، خود کہتے ہیں۔

چو باز آمدم کشور آسودہ دیدم — پلنگاں رہا کردہ خوے پلنگی
چناں بود در عہد اول کہ دیدی — جہانے پر آشوب و تشویش و تنگی
چنیں شد در ایام سلطان عادل — اتابک ابو بکر بن سعد زنگی

یہ بادشاہ بیدار مغز، اولوالعزم اور علم و علما کا قدر دان تھا، اس نے شیخ کی کافی قدر و منزلت کیا، یہی بادشاہ شیخ کا ممدوح بھی رہا، اب پھر علما، فضلا اور شعرا دور دور سے کھنچ کر شیراز آنے لگے اور ایک بار پھر شیراز زنگی کی سرپرستی میں گہوارۂ علم و فضل بن گیا اور سعدی اس کی سرپرستی میں بہ اطمینان تصنیف و تالیف کر سکے۔

اسی کے زمانے میں سعدی نے گلستاں اور بوستاں تصنیف کی اور دوسری تصانیف معرض وجود میں آئیں، ان کی تصانیف میں ان دو کتابوں کے سوا مختصر منظوم مناجات بنام "کریما" اور دیگر قصائد، غزلیات، قطعات، ترجیع بند، رباعیات، مقالات اور عربی قصائد بھی ہیں، جو ان کے دیوان و کلیات میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

اخیر عمر میں شیخ نے زاویہ نشینی (گوشہ نشینی) اختیار کر لی اور ارغوں خاں کے زمانے کے بعد ۱۰۲ برس کی عمر پا کر ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں وصال فرمایا، مگر ان کتابوں کی وجہ سے زندۂ جاوید ہو گئے۔

بوستاں

شیخ سعدی کی تصنیفات میں گلستاں کی طرح بوستاں بھی ان کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کا بہترین مرقع ہے۔ یہ کتاب بھی فارسی ادب کا بیش بہا خزانہ اور حسین شاہکار ہے۔ الفاظ و عبارات دلکش و دلنشیں، پیرایہ بیان اچھوتا اور نرالا، اسلوب تحریر، دل آویز اور دلچسپ نہایت سادگی اور صفائی سے لبریز، مگر معنی خیز اور اثر آفریں۔ مضامین نہایت بلند، سیرت و اخلاق، پند و نصیحت، حکمت و موعظت، عشق و محبت، جوانی و پیری، رندی و ہوسناکی، ظرافت و مزاح، زہد و ریاکاری، عیاری و مکاری، فنکاری و چالاکی پھر شمشیر زنی و نیزہ بازی، معرکہ آرائی و رزم حق و باطل ان سب کا بیان نہایت خوبی و لطافت اور پاکیزگی و نظافت کے ساتھ پایا جاتا ہے شیخ کی اس تراوش قلم کو بھی گلستاں ہی کی طرح قبول عام حاصل ہوا کیونکہ مضامین عام طبائع کے مناسب اور حسب حال واقع ہوئے۔ الفاظ میں سادگی اور سلاست ہے تو انداز بیان میں دلکشی اور لطافت، اشعار ایسے کہ انہیں ضرب المثل بنایا جا سکے جملے اور فقرے اتنے چست کہ نوک زبان پر بآسانی چڑھ جائیں اور

سامعین ان کی لطافت وندرت سے لذت یاب ہوں۔ شیریں بیانی اور فصاحت زبان سے لطف اندوز ہوں۔ ایک جہاں دیدہ، سردوگرم آزمودہ کی جچی تلی معنی خیز باتیں اپنے اندر زبردست اثر آفرینی رکھتی ہیں۔ ہر کس وناکس ان کی پندونصائح سے حسب ظرف فائدہ اٹھاتا ہے۔

وہ بزمیہ شاعری کے خوگر تھے مگر رزمیہ شاعری پر بھی دستگاہ رکھتے تھے۔ انہوں نے زمانہ ایسا پایا جب کہ ہر طرف بدامنی اور طوائف الملوکی پھیل گئی تھی۔ امراء وسلاطین کی زیادتیاں رعایا پر عام ہو چکی تھیں، تاتاری حملوں کا کشت وخون، حکومتوں کی شکست وریخت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ گردشِ لیل ونہار کی صف میں خود بھی سہہ رہے تھے۔

چنانچہ طبعی طور پر عوام رعایا سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حتی الامکان بادشاہوں کو بھی نصیحت کرنا اور ظلم وشقاوت سے باز رہنے کی تلقین کرنا آپ نے شیوہ بنالیا۔ مگر ان کے پنجۂ ظلم واستبداد سے بچنے کے لئے حکایتوں کے دامن میں پند ونصیحت کے آب دار موتی جمع فرماتے اور لٹاتے جنہیں شاہانِ زمانہ بھی قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھتے اور اپنے دامن میں سمیٹ لیتے۔

طریقہ یہ تھا کہ شعراء بادشاہوں اور نوابوں کے دربار سے وابستہ ہوتے ان کی شان میں مدحیہ قصیدے کہتے جن میں کبھی بے حد مبالغہ سے کام لیتے جو بسا اوقات غیر مقبول مبالغے کی حد میں داخل ہو جاتے۔ شیخ سعدی بھی بعض بادشاہوں کے دربار سے وابستہ رہے۔ مگر ان کی ویسی تعریف وتوصیف پسند نہ کی جیسی بعض درباری شعراء نے روا رکھی۔ بلکہ ایک جگہ تو انہوں نے اس طریقے کو ناگوار رکھتے ہوئے ایک شاعر پر زبردست تعریض کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

براہ تکلف مرو سعدیا	اگر صدق داری بیار و بیا
تو منزل شناسی و شہ راہ رو	تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
چہ حاجت کہ نُہ کرسی آسماں	نہی زیر پائے قزل ارسلاں (بوستاں باب اول)

وہ اپنے ممدوح کی تعریف میں تکلفات کو روا نہ رکھتے دوسرے شاعروں کی طرح خوشامد، تملق، چاپلوسی، جھوٹ، اور بے اصل مبالغوں سے دامن بچائے رکھتے اسی لئے کہتے ہیں کہ جب ممدوح حقیقت آگاہ ہے تو ظہیر فاریابی کے ان بے اصل مبالغوں کی جو اس نے قزل ارسلاں کی تعریف میں کئے ہیں کوئی ضرورت نہیں۔ مبالغہ کر کے بادشاہوں کو متکبر نہیں بنانا چاہئے۔ بلکہ انہیں خاکساری کی تعلیم دینی چاہئے۔ وہ کہتے ہیں۔

مگو پائے عزت بر افلاک نہ	بگو روئے اخلاص برخاک نہ (بوستاں باب اول)

سیرت واخلاق، پند ونصیحت پر مشتمل شاعری اور مثنوی کے تو یہ شہنشاہ ہیں جب کہ غزل گوئی میں انہیں ''پیغمبرِ سخن'' کہا گیا ہے۔ پوری بوستاں مثنوی ہے اور مثنوی کی مشہور کتابوں پر بعض وجوہ سے فوقیت اور برتری بھی اسے حاصل ہے۔ مثنوی گو شعرا میں اس اعتبار سے شیخ کا ہم پلہ کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے مقبول ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس مثنوی میں اخلاق، تہذیب نفس، پند وموعظت کے مضامین عالیہ کو جس خوبی ولطافت کے ساتھ شیخ نے بیان کیا ہے وہ خوبی ولطافت اوروں کے یہاں نظر نہیں آتی۔ اخلاقیات پر بیسیوں کتابیں تصنیف ہوئیں اور اہل کمال نے اپنے اپنے جوہر دکھائے مگر جو قبولیت عام اور شہرت دوام اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ کسی کتاب کو نہ ملی۔ کیونکہ قبولِ عام کا مدار حسنِ بیان اور لطفِ ادا پر ہے۔ اور اس کتاب کے محاسن کا تعلق عموماً حسنِ معنیٰ اور اسلوبِ بیان سے ہے اور یہ خوبی تو اسے اور برتری عطا کرتی ہے کہ اس کے مضامین ہر دور کے معاشرتی وتمدنی حالات سے ہم آہنگ ہیں آج اس تصنیف کو ساڑھے سات سو برس سے زیادہ کا زمانہ گذر گیا مگر آج بھی معاشرتی وتمدنی نظام زندگی میں جو خوبیاں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں وہ اس کی آئینہ دار معلوم ہوتی ہیں۔ بوستاں کی مثنوی کے مشمولات اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ شیخ تو ان کے خوگر تھے یہاں تک کہ ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ مگر کسی نے طعنہ دے دیا کہ سعدی تو فقط بزمیہ شاعری کر سکتے ہیں۔ رزمیہ شاعری تو اوروں کی شان ہے۔ یعنی صرف فردوسی اور نظامی گنجوی، کا حصہ ہے۔ سعدی کیا جانیں!۔

چنانچہ اس جولانگاہ میں بھی ان کے شہبازِ فکر وتخیل نے اڑان بھری۔ اور رزمیہ شاعری کے جوہر دکھائے۔ وہ کہتے ہیں۔

توانم کہ تیغ زباں برکشم	جہانِ سخن را قلم درکشم
بیاتا دریں شیوہ چالش کنم	سرِ خصم را سنگ بالش کنم

اس اظہار دستگاہی کے بعد ''شاطر سپاہانی'' کے عنوان سے ایک طویل رزمیہ مثنوی کہہ ڈالی اور خوب داد شاعری دی۔ مگر وہاں بھی وہی پند ونصیحت کا رنگ نظر آیا جس کے وہ خوگر تھے۔ اور چونکہ طبیعت اس شاعری کی عادی نہیں اس لئے وہاں جوش وولولہ کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

بوستاں کی اہم خصوصیات میں سے ہے کہ دنیا کی بیشتر متمدن زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اور ایران وہندوپاک ہی نہیں، بلکہ ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، اور دیگر بلادِ عالم میں مقبول ومتداول چلی آ رہی ہے۔ جس سے ہر پیر وجواں فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس کتاب نے سالِ تصنیف ۶۵۵ھ

سے لیکر رہتی دنیا تک کے لئے مرتبہ دوام حاصل کرلیا، اور گلستاں، بوستاں کی بدولت آج شیخ سعدی کا نام بھی زندہ وتابندہ ہے۔

شیخ کی فصاحت وبلاغت کا شہرہ تو ان کی زندگی ہی میں اطراف واکناف میں پھیل چکا تھا، نہ صرف ایران وعراق بلکہ ترکستان وتاتار اور غیر منقسم ہندوستان وافغانستان میں شیخ کی فارسی شاعری کا ڈنکا بج رہا تھا۔

شیخ کے کلام کی مقبولیت اور اثر آفرینی کا اندازہ ذیل کے واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے تحفۃ الابرار کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ جس وقت حضرت شیخ نظام الدین اولیا (م ۷۲۵ھ) کا جنازہ چلا تو قوال حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کی غزل گا رہے تھے۔

سرو سیمینا! بصحرا می روی — نیک بدعہدی کی بے ما می روی
کس بایں شوخی و رعنائی نہ رفت — خود چنینی یا بعمداً می روی

جس وقت اس شعر پر پہنچے۔

اے تماشا گاہِ عالم روے تو — تو کجا بہر تماشا می روی

شوقِ سماع نے حضرت سلطان المشائخ پر غلبہ کیا۔ ہاتھ جنازے سے اٹھائے۔ اور چاہا کہ حرکت میں آویں حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح نے امتناعِ سماع فرمایا اور آپ نے ہاتھ نیچے کرلیا۔

بعض کتب میں درج ہے کہ جب آپ نے ہاتھ جنازے سے اٹھایا اور متحرک ہونے لگے تو حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے یہ کیفیت دیکھتے ہی فرمایا "شیخا! باش کہ قدمِ سید در میان است" پس وہ ہاتھ ٹھہر گیا (تذکرہ شیخ نظام الدین اولیا)۔

ازواج واولاد شیخ کی کتنی بیویاں اور کتنی اولادتھیں ان کا یکجا تذکرہ تاریخ میں کہیں دستیاب نہیں۔ جس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کی مکمل سوانح دستیاب نہیں بلکہ انہیں کی تصنیفات سے ان کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

ایک بیوی کا تذکرہ تو انہوں نے اپنی تصنیف گلستاں میں کیا ہے کہ حلب کا ایک دوست مجھے قیدِ فرنگ سے چھڑا کر حلب لے گیا۔ وہاں میرے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا یہاں تک کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کردی۔ سوے اتفاق بیوی بدمزاج نکلی۔ جس نے ناک میں دم کردیا (تفصیل گلستاں ص ۸) مگر نہ جانے پوری زندگی اس بیوی کے ساتھ گذر بسر ہوسکی یا نہیں۔ انہوں نے تو ان شعروں پر واقعہ کا بیان ختم کردیا کہ۔

شنیدم گوسپندے را بزرگے — رہانید از دہان ودست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید — روانِ گوسفند ازوے بنالید
کہ از چنگالِ گرگم در ربودی — چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

غالب گمان یہی ہے کہ اس سے نجات حاصل کرلی ہوگی۔ کیونکہ وہ خود کہتے ہیں۔

زنِ بد درسرائے مردِ نیکو — ہمدریں عالم است دوزخِ او
زینہار از قرینِ بد زینہار — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار (گلستاں ص ۱۰۱ باب دوم)

یونہی اپنے ایک لڑکے کا تذکرہ بوستاں باب نہم (ص ۲۲۶) میں کیا ہے جو صنعاے یمن میں انتقال کرگیا۔ جس کی جدائی پر اپنے گہرے رنج وغم اور انتہائی قلق واضطراب کا اظہار کیا ہے۔

ادارہ مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ گلستاں کی طرح بوستاں کو بھی نئی آب وتاب، نئی وضع اور نئے قالب اور نئے حاشیے کے ساتھ بڑے اہتمام سے منظرِ عام پر لا رہا ہے۔

امید ہے کہ ادارے کی اس کامیاب کوشش کو اربابِ علم ودانش قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تحسین وآفریں سے یاد کریں گے۔

امید ہے کہ یہ محشیٰ کتاب ہر صاحبِ ذوق کے لئے عموما اور طلباء کے لئے خصوصا مفید تر ثابت ہوگی۔

نصر اللہ رضوی مصباحی
استاد مدرسہ عربیہ فیض العلوم
محمد آباد گوہنہ ضلع مئو



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنامِ جہاندارِ جاں آفریں	حکیمے سخن در زباں آفریں
خداوندِ بخشندۂ دستگیر	کریم خطا بخش پوزش پذیر
عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
سرِ پادشاہانِ گردن فراز	بدرگاہِ او بر زمینِ نیاز
نہ گردن کشاں را بگیرد بفور	نہ عذر آوراں را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردارِ زشت	چو باز آمدی ماجرا در نوشت
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگماں خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد ز خویش	چو بیگانگانش براند ز پیش
وگر بندہ چابک نیاید بکار	عزیزش ندارد خداوندگار
وگر بر رفیقاں نباشد شفیق	بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
وگر ترکِ خدمت کند لشکری	شود شاہِ لشکر کش از وے بری
ولیکن خداوندِ بالا و پست	بعصیاں درِ رزق بر کس نہ بست
دو کونش یکے قطرہ در بحرِ علم	گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم

بنام: یہ شعر بسم اللہ کا قایم مقام ہے برائے حصول برکت مذکور ہے۔ (اس کے بعد والے اشعار حمد کی جگہ ہیں)۔ جہاندار اور جاں آفریں: دونوں اسم فاعل ترکیبی ہیں۔ ذات خدا سے کنایہ ہے اور یہ دونوں اسی محذوف کی صفت ہیں۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو۔ جہان: بقول بعض کہاں سے تبدیل شدہ ہے۔ جان: روح۔ جان آفریں: جان پیدا کرنے والا، اس میں اشارہ ہے کہ روح مخلوق اور حادث ہے اور کسی نسخے میں تو یوں ہے بنامِ خدائے کہ جاں آفرید۔ بحکمت سخن بر زبان آفرید، یہ شعر اور پوری کتاب بحر متقارب مثمن مقصور پر ہے، اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعول دوبار) حکیمے: یائے تنکیر برائے وحدت و تعظیم موصوف پر بجائے کسرۂ توصیف بڑھاتے ہیں۔ بمعنی حکمت والا۔ سخن: کلام، بات: بضم اول وفتح ثانی۔ وفتح اول وضم ثانی۔ وفتح اول وثانی بھی آیا ہے۔ سخن در زباں آفریں: بعض صحیح نسخوں میں ہے "برزباں"۔ ایسا حکمت والا جو زبان پر قوت گویائی پیدا کرنے والا ہے۔ خداوند: خدا کا مزید علیہ مجازاً بمعنی مالک وخواجہ اور خدا اصل میں خود آ تھا بمعنی خود آیندہ یعنی ذات واجب الوجود۔ دستگیر: گرفتن سے اسم فاعل سماعی ترکیبی، بمعنی مددگار۔ کریم: مہربان، سخی۔ پوزش: عذر، معذرت۔ عزیز: اسمائے حسنٰی سے ہے اور بمعنی ارجمند وقادر وغالب بر ہمہ چیز۔ کز درش: کہ از در او: کہ جس نے اس کی درگاہ والا جاہ سے سر پھیرا (منہ موڑا) شد: بمعنی رفت۔ گردن فراز: گردن اونچی کرنے والا، متکبر ومغرور نیز باقدرت۔ بر زمین نیاز: حاجتمندی کی زمین پر (سجدہ ریز ہیں) یعنی سب اس کے محتاج ہیں۔ گردن کشاں: متکبرین، سرکش۔ بفور: فوراً بمعنی حال۔ عذر آوراں: توبہ کرنے والے یعنی فرمانبردار بندے۔ جور: ظلم، ستم۔ خشم: غصہ۔ خشم گرد: غضب فرمائے، ناراض ہو۔ کردار زشت: برا فعل، بدعملی یعنی ارتکاب معاصی۔ ماجرا: گزرا واقعہ، سرگزشت۔ درنوشت: یعنی معاف کردیتا ہے۔ کسے: یعنی بیٹا۔ بسے: بہت، دونوں میں تجنیس ہے۔ خویش: رشتہ دار، اپنا۔ بیگانگاں: واحد بیگانہ، غیر، اجنبی۔ بندہ: غلام۔ چابک: چست۔ عزیز: پیارا۔ خداوندگار: خداوند کا مزید علیہ بمعنی آقا۔ رفیقاں: واحد رفیق، دوست۔ شفیق: مہربان۔ فرسنگ: تین میل=4.8 کلومیٹر۔ مراد کوسوں دور ہے۔ ترک خدمت کند: یعنی تقصیر وکوتاہی کرے۔ لشکر کش: سپہ سالار۔ خداوند بالا وپست: بلندی وپستی یعنی آسمان وزمین کا مالک۔ عصیان: نافرمانی، گناہ۔ کس: یہاں بمعنی نوع انسان، کبھی کس بمعنی اہل ہوتا ہے، مقابل ناکس۔ دو کون: دونوں عالم مراد سارا جہاں ہے۔ در بحر علم: علم کے سمندر کا۔ حلم: بردباری۔

ادیم: پکائی ہوئی کھال، اور بمعنی چہرہ۔ ادیم زمیں: یعنی روئے زمین۔ سفرہ: دسترخوان۔ خوان یغما: وہ دسترخوان جس کا کھانا ہر ایک کو مباح ہو۔ جفا پیشہ: ظالم، ستمگر۔

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست | چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست

اگر بر جفا پیشہ بشتافتے | کہ از دستِ قہرش اماں یافتے

بری ذاتش از تہمتِ ضد و جنس | غنی مُلکش از طاعتِ جن و انس

پرستار امرش ہمہ چیز و کس | بنی آدم و مُرغ و مور و مگس

چناں پہن خوانِ کرم گسترد | کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

لطیفِ کرم گسترِ کارساز | کہ دارائے خلقت دانائے راز

مر او را رسد کبریا و منی | کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

یکے را بسر بر نہد تاجِ بخت | یکے را بخاک اندر آرد ز تخت

کلاہِ سعادت یکے بر سرش | گلیمِ شقاوت یکے در برش

گلستاں کند آتشے بر خلیل | گروہے بر آتش برد ز آبِ نیل

گر آنست منشورِ احسانِ اوست | ور اینست توقیعِ فرمانِ اوست

پسِ پردہ بیند عملہائے بد | ہم او پردہ پوشد بآلائے خود

بتہدید اگر بر کشد تیغِ حکم | بمانند کروبیاں صُمّ و بُکم

وگر در دہد یک صلائے کرم | عزازیل گوید نصیبے برم

بدرگاہِ لطف و بزرگیش بر | بزرگاں نہادہ بزرگی ز سر

فروماندگاں را برحمت قریب | تضرع کناں را بدعوت مجیب

بر احوالِ نابودہ علمش بصیر | باسرارِ ناگفتہ لطفش خبیر

بقدرت نگہدارِ بالا و شیب | خداوندِ دیواں روزِ حسیب

نہ مستغنی از طاعتش پشتِ کس | نہ بر حرفِ او جائے انگشتِ کس

بشتافتے: قہر و عتاب فرماتا۔ کہ: بمعنی کدام کس (استفہامیہ)۔ دست قہر: قہر کا ہاتھ یعنی عذاب۔ بری: پاک۔ تہمت: یعنی عیب۔ ضد و جنس: یعنی مقابل و ہمسر، یعنی اس کی ذات شریک و ہمسر سے پاک و بے عیب ہے۔ ملک: بادشاہی۔ طاعت: بندگی۔ پرستار امر: حکم کے تابع دار، مطیع و منقاد۔ بنی آدم: اولاد آدم یعنی انسان۔ مرغ و مور و مگس: یعنی ساری مخلوقات۔ پہن: فراخ، وسیع۔ خوان: طباق، دسترخوان۔ کرم: لطف و مہربانی۔ سیمرغ: ایک فرضی پرندہ جانور ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے اس کے پروں میں تیس پرندوں کے سے سارے رنگ موجود ہیں۔ بعض نے اسی کو عنقا لکھا ہے۔ قاف: ایک پہاڑ کا نام جو زمین کے گرداگرد ہے، اس کی بلندی پانچ سو فرسنگ ہے۔ قسمت: روزی، نصیبہ۔ دارا اور دانا: دونوں اسم فاعل ہیں، امر کے اخیر میں الف بڑھا کر بنایا گیا ہے، نیز ملحق بمفعول ہیں۔ مر: لفظ مر معنی قصر کا افادہ کرتا ہے۔ کبریا: بزرگی۔ منی: خودی، بڑائی۔ قدیم: غیر حادث، ازلی۔ غنی: بے نیاز۔ تاج بخت: نصیبے کا تاج۔ ز تخت: یعنی تخت شاہی سے۔ سعادت: نیک بختی۔ گلیم شقاوت: بدبختی کی گدڑی۔ در بر: بدن

پر۔ گلستاں: گلزار۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں، انہیں نمرود بادشاہ نے بہت بڑی آگ میں ڈال دیا مگر اللہ نے ان کے لیے آگ کو گلزار بنا دیا۔ گروہے: یعنی فرعون اور فرعونیوں کو آتش جہنم میں لے جاتا ہے۔ ز آب نیل: مشہور یہی ہے کہ فرعونیوں کو دریائے نیل میں غرقاب کیا گیا مگر صحیح یہ ہے کہ وہ بحر قلزم میں ڈبوئے گئے جو بحر فارس کے کنارے پر ہے۔ نیل: مصر کا مشہور دریا جس کا پانی نہایت شیریں، شفاف ہے۔ گر آنست: یعنی آگ گلزار ہو جانا۔ منشور: فرمان۔ ور ایں: یعنی آتش دوزخ میں ڈال دینا۔ توقیع: حکم نامہ، سزا کی مہر (منشور کی ضد) آلائے: (جمع ہے) نعمتیں، الطاف و کرم۔ تہدید: دھمکی۔ بر کشد: سونت لے۔ کروبیاں: (جمع) وہ فرشتے جن کے ذمہ تدبیر عالم نہیں صرف عبادت الٰہی میں پرے جمائے کھڑے ہوتے ہیں۔ صم: بہرے۔ بکم: گونگے۔ دونوں صیغہ جمع ہیں، اصم اور ابکم واحد ہے۔ صلا: صدا۔ عزازیل: شیطان کا نام۔ نصیب: حصہ۔ بزرگاں ......الخ: یعنی یہاں انبیاء و اولیا بھی اظہار عجز و انکساری کرتے ہیں۔ فروماندگاں: عاجزوں۔ تضرع: گریہ وزاری۔ دعوت: دعا۔ مجیب: قبول کرنے والا۔ نابودہ: معدوم۔ اسرار: (سر کی جمع) راز۔ لطف: خدا کی صفت خاص باریک بینی۔ شیب: پستی۔ نشیب کا مخفف۔ دیوان: اجلاس عدالت۔ روز حسیب: (حساب کا امالہ) حساب کا دن، روز محشر۔ مستغنی: بے نیاز۔ نہ بر حرف او......الخ: نہ اس کی کوئی بات انگلی رکھنے کی جگہ ہے۔

قدیمے نکو کار نیکی پسند | بکلکِ قضا در رحم نقشبند
زمشرق بمغرب مہ و آفتاب | رواں کرد و گسترد گیتی بر آب
زمیں از تبِ لرزہ آمد ستوہ | فرو کوفت بر دامنش میخِ کوہ
دہد نطفہ را صورتے چوں پری | کہ کردست بر آب صورت گری
نہد لعل و فیروزہ در صلبِ سنگ | گلِ لعل در شاخِ پیروزہ رنگ
ز ابر افگند قطرۂ سوئے یم | ز صلب آورد نطفہ در شکم
ازاں قطرہ لولوئے لالا کند | وزیں صورتے سروِ بالا کند
بر و علمِ یک ذرہ پوشیدہ نیست | کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست
مہیّا کنِ روزئے مار و مور | وگر چند بیدست و پااند و زور
بامرش وجود از عدم نقش بست | کہ داند جز او کردن از نیست ہست
دگرہ بکتم عدم در برد | وز انجا بصحرائے محشر برد
جہاں متفق بر الٰہیتش | فرو ماند در کنہِ ماہیتش
بشر ماورائے جلالش نیافت | بصر منتہائے جمالش نیافت
نہ بر اوجِ ذاتش پرد مرغِ وہم | نہ در ذیلِ وصفش رسد دستِ فہم
دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار | کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار
چہ شبہا نشستم دریں سیر گم | کہ دہشت گرفت آستینم کہ قُم
محیط است علمِ ملک بر بسیط | قیاسِ تو بر وے نگردد محیط
نہ ادراک در کنہِ ذاتش رسد | نہ فکرت بغورِ صفاتش رسد
تواں در بلاغت بسحباں رسید | نہ در کنہِ بیچونِ سبحاں رسید

بکلکِ قضا: قضا کے نوکِ قلم سے۔ در رحم نقش بند: رحم مادر میں بچے کی صورت بنانے والا۔ مہ: ماہ کا مخفف، ماہتاب، چاند۔ رواں کرد: چلایا، گردش دیا۔ گیتی: دنیا۔ تپ: بخار۔ ستوہ: عاجز و ملول اور بمعنی مصدر بھی آیا ہے، رنج و ملال۔ میخ: کھونٹی۔ نطفہ: آب منی۔ کہ: کہ امیر ہے خدا کے علاوہ پانی پر صورت گری اور نقاشی کون کرسکتا ہے؟ کہ پانی پر نقاشی مخلوق سے محال ہے مگر خدا کرتا ہے۔ لعل و فیروزہ: دونوں بڑے قیمتی پتھر ہیں۔ صلب سنگ: یعنی جوف سنگ، پتھر کے پیٹ سے۔ گل لعل: لعل کے رنگ کا پھول یعنی سرخ گلاب۔ در شاخ......رنگ: فیروزہ جیسی یعنی ہری شاخ میں سرخ گلاب پیدا فرماتا ہے۔ ابر: یعنی ابر نیساں۔ یم: سمندر۔ زصلب: ریڑھ کی ہڈی سے یعنی صلب پدر سے۔ در شکم: یعنی شکم مادر میں۔ ازاں قطرہ: یعنی سواتی کے پانی سے جو سمندر میں گرا۔ لولو: موتی۔ لالا: روشن۔ جگمگاتا ہوا۔ وزیں: یعنی اس قطرہ منی سے۔ صورتے سرو بالا: سرو جیسی زیبا قامت حسین شکل بناتا ہے۔ پیدا و پنہاں: کھلا اور چھپا، موجود و معدوم۔ مار و مور: سانپ اور چیونٹی۔ وگر چند: ہر چند۔ بے دست و پا: یعنی سانپ اور بے زور چیونٹی ہے۔ نقش بست: ظہور میں آیا۔ کہ داند......الخ: نیست سے ہست کرنا۔ (معدوم سے موجود کرنا) اس کے سوا کون جانتا ہے۔ دگرہ: یعنی اس کے بعد۔ کتم عدم: پردۂ عدم۔ بصحرائے محشر: بعث و نشر کے بعد جزا و مکافات کے لیے میدانِ محشر میں لے جائے گا۔ الٰہیت: معبود ہونا۔ کنہ: حقیقت۔ ماورا: اس جانب، علاوہ۔ جلالش: یعنی اللہ کی صفات جلال۔ بصر: یعنی بشری نگاہ۔ منتہا: آخری حد۔ جمالش: یعنی خدا کی صفات جمال کی کوئی حد و نہایت نہ جان سکا کیوں کہ اس کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ اوج: بلندی، یعنی اس کی عظمت و بلندی کا ادراک ناممکن ہے۔ ذیل وصف: یعنی صفات کی تہہ میں۔ دریں ورطہ: اس بھنور میں یعنی کنہ حقیقت کی دریافت میں حیرت و استعجاب حد یں نہ رہیں۔ کشتی: یعنی سفینۂ عقل و تمیز۔ چہ شبہا: بہت سی راتیں۔ دریں سیر: یعنی سیر معرفت و شناخت میں۔ قم: کھڑا ہو، یعنی جو کچھ عقل و حواس کی استعانت سے دریافت کیا جاسکتا ہے، اللہ سبحانہ اس سے برتر ہے، ملک: بادشاہ، مراد باری تعالیٰ ہے۔ بر بسیط: ساری موجودات ساری کائنات یا حقیقت بسیط پر۔ قیاس: یعنی قوت فکر۔ بر وے: تیری قوت فکر ان موجودات کا احاطہ نہیں کرسکتی یا یہ کہ جب ترا علم حقیقت بسیط کو نہیں پہنچ سکتا تو خدا کا احاطہ کیسے کرسکتا ہے۔ (وغیر ذالک من المطالب) ادراک یعنی تیرا علم۔ کنہ: حقیقت۔ غور: گہرائی۔ سحبان: ابن وائل، عرب کا مشہور فصیح و بلیغ خطیب، خوش بیانی میں ضرب المثل ہے، وفات ۵۴ھ میں خلافت حضرت معاویہ میں ہوئی) بیچون: بے مثل و بے مثال۔ سبحان: پاک ذات خدا۔

که خاصان دریں ره فرس رانده اند | بلا احصی از تگ فرو مانده اند

نه هر جائے مرکب تواں تاختن | که جاہا سپر باید انداختن

وگر سالکے محرم راز گشت | به بندند بروے در باز گشت

کسے را دریں بزم ساغر دہند | که داروئے بیہوشیش در دہند

یکے باز را دیده بر دوخته است | یکے دیده ہا باز و پر سوخته است

کسے ره سوئے گنج قاروں نبرد | وگر برد ره باز بیروں نبرد

بمردم دریں موج دریائے خوں | کزو کس نبرده ست کشتی بروں

اگر طالبی کیں زمیں طے کنم | نخست اسپ باز آمدن پے کنم

تأمل در آئینۂ دل کنی | صفائی بتدریج حاصل کنی

مگر بوی از عشق مستت کند | طلبگار عہدِ الستت کند

به پائے طلب ره بدینجا بری | وزینجا ببالِ محبت پری

بدرّد یقیں پرده ہائے خیال | نماند سرا پرده الّا جلال

وگر مرکبِ عقل را پویه نیست | عنانش بگیرد تحیر که ایست

دریں بحر جز مردِ داعی نرفت | گم آں شد که دُنبالِ راعی نرفت

کسانے کزیں راه برگشته اند | برفتند بسیار و سرگشته اند

خلافِ پیمبر کسے راه گزید | که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مپندار سعدی که راهِ صفا | تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

در نعت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات

کریم السجایا جمیل الشیم | نبی البرایا شفیع الامم

خاصاں: خاصانِ حق، انبیاء اولیاء۔ لا احصی: حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ" از تگ: سالکین گھوڑا دوڑانے سے تھک گئے اور انھیں کہنا پڑا کہ ہم تیری شایانِ شان تعریف نہیں کر سکتے، یعنی حمد و ثنا کے کمالِ بیان سے عاجز ہیں اور گھوڑا دوڑانا، فکر کو گردش دینے سے کنایہ ہے۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ سپر: ڈھال۔ سپر انداختن: اظہارِ عجز کرنا۔ سالک: راہِ معرفت کا راہ رو ولی۔ محرمِ راز: اسرارِ الٰہی کا واقف کار۔ در: دروازہ۔ باز گشت: واپسی یعنی رجوع الی الخلق کا دروازہ۔ بزم: بزمِ معرفت، مجلسِ محرمیت۔ ساغر: جامِ شرابِ معرفت۔ ساغر دہند: یعنی باریاب کرتے ہیں۔ داروئے بیہوشی: بے ہوشی کی شراب یعنی اس کو جمالِ وصال میں محو اور مدہوش و متحیر بنا دیتے ہیں تاکہ راز کو آشکارا نہ کر سکے۔ باز: ایک شکاری جانور ہے یہاں وہ سالک مراد ہے جس کی آنکھیں ابھی نورِ معرفت سے منور نہیں ہوئی ہیں، مصرع دوم میں "باز" بمعنی کھلی ہوئی۔ اس میں احوالِ مجاذیب کی جانب اشارہ ہے۔ گنج: خزانہ۔ قاروں: فرعون کا وزیرِ اعظم، نہایت مالدار تھا، چالیس گھر خزانوں سے بھرے تھے یا اس کے خزانوں کی کنجیاں چالیس گدھوں پر بار کی جاتیں، یہاں "گنجِ قاروں" "گنجِ عرفان" سے کنایہ ہے۔ وگر برد رہ: اگر وہاں پہنچ بھی گیا، یعنی عرفانِ الٰہی حاصل بھی ہو گیا۔ بمردم ...... الخ: یعنی میں اس ہلاکت خیز دریائے عشقِ الٰہی کی موجوں میں فنا ہو گیا (معلوم ہوا کہ شیخ سعدی بھی سالکِ کامل تھے) کشتی: یعنی سفینۂ عقل یا سفینۂ ہستی۔ ایں زمیں: یعنی زمینِ معرفت۔ اسپ باز آمدن را پے کردن: واپسی کے گھوڑے کی کوچیں کاٹنا۔ نخست ...... الخ: پہلے واپسی کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دو، یعنی ایسے کام کرو جس سے رجوع الی الخلق نہ ہو سکے۔ تأمل: غور و فکر۔ بتدریج: دھیرے دھیرے۔ مگر: شاید۔ عہدِ الست: وہ پیمانِ بندگی جو "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کہہ کر روزِ میثاق خدا نے وعدہ لیا تھا۔ بدیں جا: یعنی مقامِ عشق و محبتِ الٰہی۔ بالِ محبت: محبت کے پروں کے ذریعہ۔ یقیں: یعنی وحدتِ ذات و کمالِ صفات کا یقین۔ سراپردہ: ترکیب مقلوب ہے یعنی پردۂ سرائے۔ الّا: مگر۔ جلال: یعنی وہاں صرف حجابِ جلالِ ذات رہ جاتا ہے، باقی حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ مرکبِ عقل: اضافتِ تشبیہی۔ پویہ: رفتار۔ عناں: باگ۔ تحیر: یہ شہود و تجلیِ ذات کا مرتبہ ہے، یہاں سالک گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایست: ٹھہر اور۔ دریں بحر: یعنی بحرِ عشق و معرفت۔ یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنبال: یعنی اتباع و پیروی۔ راعی: اس سے بھی مراد نبی کریم ہیں (رسول اللہ کے لیے لفظِ راعی کا استعمال محلِ نظر ہے) اور بعض نسخوں میں "داعی" کی جگہ "ساعی" اور "راعی" کی جگہ "داعی" ہے تب یہ شعر بے غبار ہے۔ زیں راہ: یعنی پیرویِ نبی کریم سے۔ "بسیار و سرگشتہ": اور بعض نسخوں میں "و بسیار گرگشتہ" ہے یعنی بہت مشقتیں جھیلیں پھر بھی منزلِ مقصود پر نہ پہنچے۔ راہِ صفا: یعنی صاف و پاکیزہ راہِ نجات رسولِ مصطفیٰ علیہ السلام کی پیروی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ کریم: شریف۔ السجایا: واحد سجیہ، عادت۔ الشیم: واحد شیمہ، خصلت۔ البرایا: واحد بریہ، خلق۔ یعنی وہ شریف عادتوں، عمدہ خصلتوں والے ہیں، ساری مخلوقات کے نبی اور کل امتوں کی بارگاہِ خدا میں سفارش کرنے والے ہیں۔

رُسُل: رسول کی جمع۔ سبیل: راہ، مراد شریعت ہے۔ مہبط: یعنی وحی لے کر اترنے کی جگہ۔ جبرئیل: سید الملائکہ ہیں، انبیاء کرام کے پاس وحی لانے پر مقرر ہیں۔ شفیع:

امامِ رُسُل پیشوائے سبیل | امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
شفیعُ الوریٰ خواجۂ بعث و نشر | امامُ الہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر
کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست | ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست
یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست | کتب خانۂ چند ملّت بشست
چو عزمش برآہیخت شمشیرِ بیم | بمعجز میانِ قمر زد دو نیم
چو صیتش در افواہِ دنیا فتاد | تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد
بلَا قامتِ لات بشکست خرد | باعزاز دیں آبِ عُزّیٰ ببرد
نہ از لات و عُزّیٰ برآورد گرد | کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
شبے برنشست از فلک برگذشت | بتمکین و جاہ از ملک درگذشت
چناں گرم در تیہِ قربت براند | کہ در سدرہ جبریل از و بازماند
بدو گفت سالارِ بیت الحرام | کہ اے حاملِ وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی | عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند | بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یکسرِ موئے برتر پرم | فروغِ تجلیٰ بسوزد پرم
نماند بعصیاں کسے در گرو | کہ دارد چنیں سیّدِ پیشرو
چہ نعتِ پسندیدہ گویم ترا | علیک السلام اے نبیِّ الوریٰ
درودِ ملک بر روانِ تو باد | بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد
نخستیں ابوبکرِ پیرِ مُرید | عمر پنجہ بر پیچِ دیوِ مَرید
خردمند عثمانِ شب زندہ دار | چہارم علی شاہِ دُلدل سوار

بارگاہِ خدا میں گنہگاروں کی بخشش کرانے والے۔ خواجہ: سردار۔ بعث و نشر: یعنی قیامت۔ صدرِ دیوان: عدالت عالیہ کا اعلیٰ افسر۔ دیوانِ حشر: میدان محشر کا اجلاسِ عدالت عام۔ کلیمے: (بیائے توصیفی) کلیم: خدا سے ہم کلام ہونے والے۔ چرخِ فلک: مراد عرش الٰہی ہے جہاں شب معراج خدا سے آپ ہم کلام ہوئے۔ طورِ او: چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر شرف ہم کلامی حاصل ہوا اسی مناسبت سے "طورِ او" کہا مراد ہے، ہم کلامی کی جگہ۔ ناکردہ قرآں درست: یعنی ابھی قرآن کا نزول و ترتیب مکمل بھی نہ کیا تھا کہ۔ ملت: یعنی آسمانی دین۔ بشست: یعنی منسوخ کردیا۔ عزم: ارادہ۔ میانِ قمر: چاند کو دو ٹکڑے کرنا آپ کا مشہور معجزہ ہے۔ صیت: شہرہ، ذکر خیر۔ افواہ: فوہ کی جمع منہ۔ تزلزل: لرزش۔ ایوان: محل۔ کسریٰ: ایران کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا، جیسے قیصر روم کے بادشاہ کا نبی کریم کی پیدائش کے روز کسریٰ کا محل تھرا گیا جس سے دیواریں پھٹ گئیں اور چودہ کنگورے گر گئے، یہ بہت مشہور معجزہ ہے۔ بلا: یعنی لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ۔ قامت لات: لات کا مجسمہ جو مشرکین عرب کا بت اور معبود باطل تھا۔ بشکست خرد: چکنا چور کردیا۔ فتح مکہ ۸ھ کے وقت عرب کے یہ سارے بت توڑے گئے، کچھ کعبہ میں تھے کچھ باہر اِدھر اُدھر بھی تھے۔ آب: رونق۔ لات و عزیٰ: عرب کے مشہور بت ہیں، کفار ان کی قسمیں بھی کھاتے تھے۔ برآورد گرد: نہ صرف ان کی گرد اڑائی یعنی نابود کیا بلکہ توریت و انجیل بھی منسوخ کردیا۔ توریت: آسمانی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ شبے: یہاں سے واقعہ معراج کا بیان شروع ہے۔ برنشست: یعنی براق پر۔ تمکین و جاہ: عزت و مرتبہ۔ ملک: فرشتہ۔ گرم: تیز۔ تیہ: میدان۔ قربت: یعنی قرب الٰہی۔ سدرہ: سدرۃ المنتہیٰ، جہاں فرشتوں کی آخری حد ہے۔ بازماند: رک گئے۔ سالار بیت الحرام: یعنی حضور نبی کریم نے۔ حامل وحی: وحی کے لانے والے یعنی جبرئیل۔ عنان از صحبت تافتن: ساتھ چھوڑ دینا اور صحبت بمعنی رفاقت ہے۔ مجال: طاقت۔ نیرو: طاقت و قوت۔ بال: پر، حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نورانی پر ہیں۔ فروغ تجلی: تابشِ انوار و تجلیات ربانی (لفظ تجلی ہے مگر اہل فارس تجلیٰ پڑھتے ہیں اگرچہ قاعدہ عربی کے خلاف ہے جیسے تمنی کو تمنا اور تماشی کو تماشا پڑھتے ہیں) عصیاں: یعنی گناہ۔ گرو: قید جہنم۔ چہ: یعنی میرے بس سے باہر ہے۔ اے: حرف ندا بمعنی یا۔ الوریٰ: ساری مخلوق۔ ملک: فرشتہ۔ رواں: روح۔ باد: ہمیشہ نازل ہوتی رہے۔ ابوبکر: خلیفہ اول ہیں م ۱۳ھ۔ پیر مرید: یعنی بوڑھوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ مرید: ارادت مند۔ عمر: حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوم ہیں م ۲۳ھ۔ دیو مَرید: سرکش شیطان، حدیث میں ہے شیطان عمر کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ عثمان: خلیفہ سوم ہیں م ۳۵ھ۔ خلیفۂ چہارم حضرت علی کا وصال ۴۰ھ میں ہوا۔ دلدل: وہ خچر جو حاکم اسکندریہ نے سرکار کو تحفہ میں بھیجا اور حضور نے حضرت علی کو عنایت فرمایا۔

خدایا بحقِ بنی فاطمہ
کہ بر قولِ ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول

چہ کم گردد اے صدرِ فرخندہ پے
ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حے

کہ باشند مشتے گدایانِ خیل
بمہمانِ دار السلامت طفیل

خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد
زمیں بوسِ قدرِ تو جبریل کرد

بلند آسماں پیشِ قدرت خجل
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست

ندانم کدامیں سخن گویمت
کہ والاتری زانچہ من گویمت

ترا عزِّ لولاک تمکیں بس ست
ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس ست

چہ وصفت کند سعدئ ناتمام
علیک الصّلوٰۃ اے نبی والسّلام

سَبَبِ نظمِ کتاب

در اقصائے عالم بگشتم بسے
بسر بردم ایام باہر کسے

تمتع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

چو پاکانِ شیراز خاکی نہاد
ندیدم کہ رحمت براں خاک باد

تولائے مردانِ ایں پاک بوم
برانگیختم خاطر از شام و روم

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
تہیدست رفتن سوئے دوستاں

بدل گفتم از مصر قند آورند
برِ دوستاں ارمغانے برند

مرا گر تہی بود ازاں قند دست
سخنہائے شیریں تر از قند ہست

بنی فاطمہ: حضرت فاطمہ کی اولاد یعنی حسنین کریمین اور ان کی اولاد سادات، انہیں آلِ رسول کہتے ہیں، حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں۔ وصال ۱۱ھ میں ہوا۔ کنم: کن فعل امر ہے، میم ضمیر متصل خاتمہ کا مضاف الیہ ہے، قول ایمان پر میرا خاتمہ کر۔ اگر دعوتم: میری دعا خواہ تو قبول فرمائے یا رد کردے، میں ہوں، میرا ہاتھ ہے اور آلِ رسول کا دامن یعنی بہرحال میں آلِ رسول کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ چہ کم: استفہام انکاری۔ اے صدر: یعنی اے صدر بالا نشیں۔ فرخندہ پے: مبارک خصلت والے، مراد رسول کریم شافع روز جزا ہیں۔ قدر رفیع: مرتبۂ بلند۔ حی: زندہ، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے۔ مشتے: یعنی تھوڑی مقدار۔ گدایانِ خیل: یعنی جماعت صوفیہ۔ دار السلامت: یعنی جنت۔ طفیل: یعنی بطفیل تو، آپ کے واسطے سے۔ تبجیل: تعظیم۔ جبرئیل: سید الملائکہ ہیں۔ قدر: مرتبہ۔ خجل: شرمندہ۔ آدم: حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں سے پہلے پیدا کئے گئے، آپ ابوالبشر ہیں۔ ہنوز آب و گل: حدیث شریف کا مضمون ہے "کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ"۔ (مشکوٰۃ) میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی آب و گل کے درمیان تھے۔ اصلِ وجود: حدیث شریف ہے "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ" ایک دوسری حدیث میں ہے "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ" اگر آپ نہ ہوتے، زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا۔ والاتری: تو والا تر ہستی۔ آپ اس سے بلندتر ہیں جو میں کہوں۔ عز لولاک: مذکورہ حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ طٰہٰ و یٰسین: یعنی یہ دونوں سورتیں آپ کی تعریف و توصیف سے لبریز ہیں۔ چہ: یعنی میں عاجز ہوں بہتر یہ ہے کہ درود و سلام بایں الفاظ پیش کروں "الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ"۔ در اقصائے عالم: عالم کے اطراف و اکناف میں۔ بسر بردن: گزارنا۔ ایام: زمانہ۔ تمتع: بہرہ مندی، نفع اندوزی۔ خرمن: انبار غلہ، کھلیان۔ خوشہ: بالی یعنی ہر مجلس و دربار فیض سے تھوڑا فائدہ ضرور اٹھایا۔ چو پاکانِ شیراز: شیرازی باشندے متواضع اور خلیق ہیں۔ کہ رحمت......رخ: جملہ معترضہ دعائیہ ہے، خاک سے مراد سرزمین شیراز ہے، اس سرزمین پر خدا کی رحمت ہمیشہ نازل ہوتی رہے۔ تولا: اس کی اصلی تولّی ہے، دوستی۔ پاک بوم: یعنی شیراز۔ شام: جسے اب سیریا کہتے ہیں۔ دریغ: افسوس۔ بوستاں: یعنی شام و روم۔ از مصر: قندِ مصری مشہور ہے۔ بر: نزدیک۔ ارمغاں: سوغات، تحفہ، بعض اسے ارمغانی بروزن لن ترانی کہتے ہیں۔

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند | کہ اربابِ معنیٰ بکاغذ برند
چو ایں کاخِ دولت بپرداختم | برودہ در از تربیت ساختم
یکے باب عدلست و تدبیر و رائے | نگہبانئ خلق و ترسِ خدائے
دوم باب احساں نہادم اساس | کہ مُحسن کند فضلِ حق را سپاس
سوم بابِ عشقست و مستی و شور | نہ عشقے کہ بندند برخود بزور
چہارم تواضع رضا پنجمیں | ششم ذکرِ مردِ قناعت گزیں
بہفتم در از عالمِ تربیت | بہشتم در از شکر بر عافیت
نہم راہِ توبہ است و راہِ صواب | دہم در مناجات و ختمِ کتاب
بروزِ ہمایون و سالِ سعید | بتاریخِ فرّخ میانِ دو عید
ز ششصد فزوں بود پنجاہ و پنج | کہ پُر دُر شد ایں نامبردار گنج
اَلا اے خردمندِ فرخندہ خوی | ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوی
قبا گر حریرست و گر پرنیاں | بناچار حشوش بود در میاں
تو گر پرنیانی بایذا مکوش | کرم کار فرما و حشوم بپوش
ننازم بسرمایۂ فضلِ خویش | بدریوزہ آوردہ ام دستِ پیش
شنیدم کہ در روزِ امید و بیم | بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
تو نیز ار بدی بینیم در سخن | بخلقِ جہاں آفریں کار کن
چو بیتے پسند آیدت از ہزار | بمردی کہ دست از تعنّت بدار
ہمانا کہ در پارس انشاءِ من | چو مشک ست بے قیمت اندر ختن
چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود | بعیبہ درم عیب مستور بود

مردم بصورت: آدمی صورت لوگ، یعنی ظاہر بیں۔ اربابِ معنیٰ: باطن بیں لوگ۔ کاخ: محل، قلعہ۔ کاخِ دولت: اس سے یہی کتاب مراد ہے۔ دہ در: یعنی اس کتاب کے دس باب میں وضع کئے۔ ترسِ خدا: خوفِ خدا، تقویٰ۔ اساس: بنیاد۔ مُحسن: احسان اور بھلائی کرنے والا۔ سپاس: شکر گزاری۔ عشق: یعنی عشقِ حقیقی بخدا۔ مستی و شور: یعنی ولولۂ حیرت کہ تصوف جس درجے میں معشوق کا مشاہدۂ جمال ہوتا ہے۔ صواب: درستگی۔ ختمِ کتاب: یعنی یہی بوستاں جس کی تاریخ اور سالِ تصنیف نیچے بیان ہے۔ روزِ ہمایوں: یعنی روزِ جمعہ۔ میانِ دو عید: ایک حساب سے ۵رذی قعدہ تاریخ تصنیف بنتی ہے مگر تاریخِ فرخ سے اشارہ ملتا ہے کہ ۱۰رذی الحجہ بروز جمعہ ۶۵۵ھ میں اس کی تصنیف مکمل ہوئی۔ الا: آگاہ، خبردار۔ قبا: چوغہ۔ حریر: ریشم۔ پرنیاں: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا، یعنی خواہ کسی کپڑے کی ہو اس میں روئی کا بھراؤ ہوتا ہے۔ حشو: بھرتی کی چیز، روئی۔ اگر پرنیانی: اگر تم صاحبِ فضل و کرم ہو۔ ایذا: آزار پہنچانا۔ حشوم: یعنی میرا عیب۔ دریوزہ: گداگری۔ روزِ امید و بیم: روزِ محشر۔ کریم: یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلق: نیک عادت۔ بمردی: جوانمردی و کرم کی قسم۔ تعنّت: لغزش کی تلاش اور عیب جوئی۔ ہمانا: یقیناً۔ چو مشک: یعنی جس طرح ختن میں مشک بے قدر و قیمت ہے اسی طرح فارس میں میرا کلام ہے کہ گھر کی مرغی دال برابر۔ ختن: ایک شہر کا نام جہاں مشک بکثرت دستیاب ہے۔ دُہل: ڈھول، نقارہ۔ ہول: ہیبت، رعب۔ از دور بود: یعنی دور کے ڈھول سہانے۔ عیبہ: پوٹلی، زنبیل۔ مستور: چھپا ہوا۔

گل آورد سعدی سوئے بوستاں — بشوخی چو فلفل بہندوستاں
چو خرما بشیرینی اندودہ پوست — چو بازش کنی استخوانے دروست

ذکرِ محامد اتابک ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود — سرِ مدحتِ پادشاہاں نبود
ولے نظم کردم بنامِ فلاں — مگر باز گویند صاحبدلاں
کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود — در ایامِ بوبکر بن سعد بود
سزد گر بدورش بنازم چناں — کہ سیّد بدورانِ نوشیرواں
جہاندارِ دیں پرورِ دادگر — نیامد چو بوبکر بعد از عمر
سرِ سرفرازان و تاجِ مہاں — بدورانِ عدلش بنازد جہاں
گر از فتنہ آید کسے در پناہ — ندارد جز ایں کشور آرامگاہ
فطوبیٰ لباب کبیت العتیق — حوالیہ من کل فج عمیق
ندیدم چنیں گنج و ملک و سریر — کہ وقفست بر طفل و درویش و پیر
نیامد برش دردناکِ غمے — کہ ننہاد بر خاطرش مرہمے
طلبگارِ خیرست و امیدوار — خدایا امیدے کہ دارد بر آر
کلہ گوشہ بر آسمانِ بریں — ہنوز از تواضع سرش بر زمیں
زگردن فرازان تواضع نکوست — گدا گر تواضع کند خوئے اوست
اگر زیر دستے بیفتد چہ خاست — زبردست افتادہ مردِ خداست
نہ ذکرِ جمیلش نہاں میرود — کہ صیتِ کرم در جہاں میرود

فلفل: مرچ (سرخ، سبز، سیاہ، سفید) ہندوستان کی پیداوار ہے۔ اندودہ پوست: چھوہارے کے چھلکے (گودے) میں مٹھاس ہوتی ہے۔ استخوان: یعنی گٹھلی۔ محامد: جمع ہے، واحد محمدۃ ہے قابلِ تعریف خوبی۔ اتابک: بمعنی استاد و اتالیق۔ سلطان سنجر کا اتالیق ہونے کے سبب اتابکانِ شیراز کا یہ لقب پڑا۔ مرا طبع: میرا مزاج اس قسم کا خواہاں نہ تھا۔ سر: خیال۔ مدحت: تعریف۔ گوئے بلاغت ربود: یعنی بلاغت کلام میں سبقت لے گیا۔ ایام: زمانہ، بوبکر بن سعد زنگی، قتلغ خاں والی شیراز (۶۲۳ھ-۶۶۸ھ) سزد: سزاوار ہے، زیب دیتا ہے۔ کہ سید: مراد سید عالم ہیں۔ نوشیرواں: نوشیں رواں، مراد شہنشاہِ ایران، خسرو پرویز کا دادا ہے، وہ عدل گستری میں مشہور تھا، مطلب یہ ہے کہ جس طرح سید عالم نے نوشیرواں کے زمانے میں ہونے پر فخر کیا ہے، اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے، "وُلِدتُ فی زمن الملک العادل" مگر یہ حدیث بالکل موضوع ہے جس کی کوئی اصل نہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں ہمارا حاشیۂ گلستاں ص ۲۹ نیز اس کے ملفوظات واحکام کا مطالعہ کرنے والوں پر واضح ہے کہ کسی شہزادے کا قتل کر ڈالنا، کسی کمزور پر زیادتی کا حکم دینا اس کے لیے معمولی امر تھا، شہرت عدل عیسائی مورخین کی فریب دہی ہے، غالبًا برہنائے شہرت فخریہ یہ بات کہی ہے۔ چوں بوبکر: مراد ابو بن بن سعد زنگی ہے۔ بعد از عمر: مراد حضرت عمر بن خطاب خلیفۂ دوم ہیں جن کی عدل پروری مشہور اور ضرب المثل ہے، یا حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں کہ ان کی خلافت بھی منہاج نبوت پر تھی۔ سر: سردار۔ مہاں: بزرگ، بڑے بڑے منصب دار۔ جہاں: اہل جہاں۔ ایں کشور: یعنی شیراز اور ابوبکر کے دیگر ممالک محروسہ۔ فطوبیٰ..... الخ: خوشا حال اس در کو جو آزاد گھر (کعبہ) کی طرح ہے جس کے گرد ہر دور کی راہ سے لوگ آتے ہیں۔ "باب" سے مراد بارگاہ ممدوح ہے اور بیت العتیق اور من کل فج عمیق سورۂ حج کی آیت نمبر ۲۷ اور ۲۹ سے اقتباس ہے۔ سریر: تخت۔ کہ وقفست: یعنی ہر شخص کے فائدے کے لیے وقف ہے۔ دردناک: دردمند۔ کہ ننہاد: یعنی ہر ایک کے دکھ درد کو دور کرتا ہے۔ خدایا: اے خدا اس کی ہر امید پوری کردے۔ کلہ گوشہ: بترکیب مقلوب، گوشۂ کلاہ، یعنی وہ نہایت بلند رتبہ ہونے کے باوجود متواضع اور خاکسار ہے۔ تواضع: خاکساری، فروتنی۔ بیفتد: تواضع کرے کیا حاصل؟ زبردست: طاقتور۔ افتادہ: یعنی تواضع میں گرا ہوا، متواضع۔ صیتِ کرم: نوازش و کرم کا شہرہ۔

چنوئے خردمند فرخ نہاد | ندارد جہاں تا جہانست یاد
نہ بینی در ایامِ او رنجۂ | کہ نالد زبیدادِ سرپنجۂ
کس ایں رسم و ترتیب و آئیں ندید | فریدوں باآں شکوہ ایں ندید
ازاں پیش حق پایگاہش قویست | کہ دستِ ضعیفاں بجاہش قویست
چناں سایہ گسترد بر عالمے | کہ زالے نیندیشد از رستمے
ہمہ وقت مردم زجورِ زماں | بنالند واز گردشِ آسماں،
در ایامِ عدلِ تو اے شہریار | ندارد شکایت کس از روزگار
بعہدِ تو می بینم آرامِ خلق | پس از تو ندانم سرانجامِ خلق
ہم از بختِ فرخندہ فرجامِ تست | کہ تاریخ سعدی در ایامِ تست
کہ تا بر فلک ماہ و خورشید ہست | دریں دفترت ذکرِ جاوید ہست
ملوک ار نکونامی اندوختند | زپیشینگاں سیرت آموختند
تو در سیرتِ پادشاہیِ خویش | سبق بردی از پادشاہانِ پیش،
سکندر بدیوارِ روئیں و سنگ | بکرد از جہاں راہِ یاجوج تنگ
ترا سدِّ یاجوجِ کفر از زرست | نہ روئیں چو دیوارِ اسکندرست
زباں آورے کاندریں امن و داد | سپاست نگوید زبانش مباد
زہے بحرِ بخشایش و کانِ جود | کہ مستظہرند از وجودت وجود
بروں بینم اوصافِ شاہ از حساب | نگنجد دریں تنگ میداں کتاب
گر آں جملہ را سعدی املا کند | مگر دفترے دیگر انشا کند
فروماندم از شکرِ چندیں کرم | ہماں بہ کہ دستِ دعا گسترم

فرخ نہاد: مبارک سرشت۔ ندارد ...... رخ: جب سے دنیا ہے اہل جہاں کو اس جیسا یاد نہیں یعنی کوئی پیدا نہ ہوا۔ ایام: زمانہ۔ رنجہ: ہائے نسبت، صاحب رنج و ملال۔ بیداد: ظلم، سرپنجہ: ظالم، ستمگر۔ رسم: طریقہ، رواج۔ آئین: دستور۔ فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ضحاک کو شکست دیا اور خود تخت سلطنت پر قابض ہوا اور ایک نسخے میں ہے "باآں شوکتش"۔ پایگاہ: مرتبہ۔ کہ دست ضعیفاں: کمزوروں کا ہاتھ اس کی بارگاہ میں قوی ہوجاتا ہے، یعنی اس کی مدد سے۔ زالے: بیائے تحقیر، یعنی کوئی کمزور کسی طاقتور سے اندیشہ نہ رکھتا۔ زال: نہایت بڑھیا عورت، رستم پہلوان کے باپ کا نام۔ جور: ظلم۔ زماں: زمانہ، جمع ازمنہ۔ اے شہریار: اے بادشاہ! یعنی اتابک ابوبکر۔ عہد: زمانہ، دور۔ ہم از بخت فرخندہ: یعنی تیرے عہد کے قابل تعریف آثار اور تیری خوش بختی سے ایک یہ ہے کہ سعدی کا دور بھی تیرے عہد میں ہے۔ تاریخ: یہاں بمعنی عہد و وقت ہے۔ کہ تا بر فلک ...... رخ: یعنی تا قیامت کیوں کہ چاند سورج قیامت تک آسمان میں چمکتے رہیں گے، تو یہ کسی چیز کا دوام بیان کرنے کا طریقہ ہے۔ دفتر: کتاب۔ ذکر جاوید: دائمی اور پائدار تذکرہ۔ سیرت آموختند: یعنی دیگر بادشاہوں نے تو اگلوں سے بادشاہ کرنا سیکھا مگر تو نے اپنی ذاتی خوبیوں کی بنیاد پر بادشاہی کی اور نئی طرح ڈالی۔ از پادشاہانِ پیش: اگلے بادشاہوں پر تم سبقت لے گئے کہ ترکستان کے اکثر بادشاہ ظالم و جابر گزرے ہیں اور تو انصاف پرور۔ سکندر: سکندر ذوالقرنین جس نے کانسے پگھلا کر پتھروں کی دیوار بنوائی اور تانبہ پگھلا کر پھر اس پر گویا پلاستر کردیا، اس کے پرلی طرف یاجوج و ماجوج دو قومیں نہایت شر انگیز، فتنہ پرور تھیں جن کو روکنے کے لیے یہ سدّ سکندری بنائی گئی۔ تنگ: یعنی بند کردیا۔ سدّ: رکاوٹ، دیوار۔ یاجوجِ کفر: یعنی چنگیزی قوم کفار جن کے اتابکان شیراز باج گزار تھے، گویا یہ چنگیزی قوم یاجوج ماجوج کی طرح لوٹ مار کرتی۔ از زرست: (تقا مل ہے) یعنی سکندر نے تو کانسے اور پتھر کی دیوار (سد سکندری) بنائی مگر تم نے چنگیزیوں کے لیے سونے کی کوہ پیکر دیوار کھڑی کردی۔ یعنی چنگیزی فوجوں کو سونے کے سکے دے کر ملک کو تباہی سے بچالیا۔ زباں آور: شاعر و فصیح۔ سپاست: تیری شکر گزاری۔ زہے: کلمہ تحسین، کیا خوب!۔ کانِ جود: معدنِ سخاوت و کرم۔ کہ مستظہرند: کہ تیرے وجود سے قوی پشت ہیں۔ از حساب: شمار و بیان سے۔ آں جملہ را: ان تمام کو۔ املا کند: یعنی تحریر کرے۔ انشا کند: لکھ کر تیار کرے۔

جهانت بکام و فلک یار باد | جهان آفرینت نگهدار باد
بلند اخترت عالم افروخته | زوال اخترِ دشمنت سوخته
غم از گردشِ روزگارت مباد | وز اندیشه بر دل غبارت مباد
که بر خاطرِ پادشاهاں همے | پریشاں کند خاطرِ عالمے
دل و کشورت جمع و معمور باد | ز ملکت پراگندگی دور باد
تنت باد پیوسته چوں دیں درست | بداندیش را دل چو تدبیر سست
درونت بتائیدِ حق شاد باد | دل و دین و اقلیمت آباد باد
جهاں آفریں بر تو رحمت کناد | دگر هرچه گویم فسانست و باد
همینت بس از کردگارِ مجید | که توفیقِ خیرت بود بر مزید
نرفت از جهاں سعدِ زنگی بدرد | که چون تو خلف نام بردار کرد
عجب نیست ایں فرع زاں اصلِ پاک | که جانش باوجست و جسمش بخاک
خدایا بر آں تربتِ نامدار | بفضلت که بارانِ رحمت ببار
گر از سعدِ زنگی مثل ماند و یاد | فلک یارِ سعدِ بوبکر باد

در مدح شاهزادهٔ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

جوانِ جواں بخت روشن ضمیر | بدولت جوان و بتدبیر پیر
بدانش بزرگ و بهمت بلند | ببازو دلیر و بدل هوشمند
زهے دولتِ مادرِ روزگار | که رودے چنیں پرورد در کنار
بدستِ کرم آبِ دریا ببرد | برفعت محلِ ثریا ببرد

کام: مقصد۔ فلک: آسمان، جمع افلاک۔ جہاں آفریں: یعنی خدائے تعالیٰ۔ اختر: یعنی ستارۂ قسمت۔ عالم: یعنی در عالم۔ افروختہ: روشن و تابناک رہے۔ غبار: یعنی رنج و کدورت کا غبار۔ ہمے: بمعنی ہم و غم اور یا برائے تحقیر۔ خاطر عالمے: ایک بڑی دنیا کے دل کو۔ جمع و معمور: یعنی دل مطمئن، کشور آباد رہے۔ پراگندگی: انتشار و بدحالی۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ بداندیش: بد خواہ، دشمن۔ دل چو تدبیر: یعنی دل اور تدبیر دونوں سست ہوں۔ دروں: باطن، دل۔ تائید حق: خدا کی مدد۔ اقلیم: ربع مسکون مراد ملک ہے، جمع اقالیم۔ کناد: کند کو دعا کے موقع پر کناد بولتے ہیں۔ فسانہ: بے اصل کہانی۔ باد: ہوا یعنی بے حقیقت شئی۔ مجید: بزرگ۔ کہ توفیق خیرت: کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تیرے لیے خیر کی توفیق بڑھتی رہے۔ سعد زنگی: یعنی تمہارا باپ۔ خلف: جانشین۔ نام بردار: نام روشن کرنے والا۔ فرع: شاخ، بیٹا، ممدوح مراد ہے۔ اصل: جڑ، آدمی کی اصل باپ دادا ہیں۔ جان: روح۔ باوج ست: بلندی پر ہے یعنی اعلیٰ علیین بہشت اعلیٰ میں ہے۔ خدایا: اے خدا!۔ تربت: قبر۔ نام دار: نامور، تربت نامدار سے ممدوح کے باپ سعد زنگی کی قبر مراد ہے۔ بفضلت: بائے قسمیہ ہے، اس فضل کی قسم جو تیرے لیے ثابت ہے۔ مثل: کہاوت۔ یاد: یادگار، تذکرہ یعنی اگر سعد زنگی ضرب المثل اور تذکار جمیل بن گیا یعنی رحلت کر گیا تو فلک اس مبارک جانشین بوبکر کا یاور و مددگار رہے، مددگاری کی نسبت فلک کی طرف مجاز ہے، اصل ہے اللہ تعالیٰ۔ مدح: تعریف۔ سعد بن ابوبکر: سعد بن ابوبکر جب ہلاکو خاں کے دربار بغداد سے باعزاز تمام لوٹ رہا تھا، راستے میں باپ کے مرنے کی خبر سنی، صدمہ برداشت نہ کر سکا اور باپ کی وفات کے بارہ روز بعد انتقال کیا۔ تصنیف بوستاں کے وقت ایک جوان شہزادہ تھا۔ جواں بخت: بخت روز افزوں۔ روشن ضمیر: روشن دل۔ زیرک۔ بدولت جواں: دولت و اقبال مندی میں جوان اور تدبیر جہانبانی میں پیرانہ عقل و خرد رکھتا۔ دلیر: بہادر اور نڈر۔ رود: فرزند۔ کنار: آغوش۔ آب دریا ببرد: دریا کی عزت و آبرو مٹا دی۔ رفعت: بلندی۔ محل: قدر و مرتبہ، مقام۔ ثریا جس کا مقام بلند فلک ہشتم ہے، یعنی سخاوت و بلندی میں دریا اور ثریا بھی ہیچ ہیں۔

زہے چشمِ دولت بروئے توباز
ہمہ شہر یارانِ گردن فراز

صدف راکہ بینی ز دُردانہ پُر
نہ آں قدر دارد کہ یکدانہ دُر

توآں دُرِّ مکنونِ یک دانہٗ
کہ پیرایۂ سلطنت خانہٗ

نگہدار یارب بچشمِ خودش
بپرہیز از آسیبِ چشمِ بدش

خدایا درآفاق نامی کنش
بتوفیقِ طاعت گرامی کنش

مقیمش در انصاف وتقویٰ بدار
مرادش بدنیا وعقبیٰ برار

غم از دشمنِ ناپسندت مباد
ز دورانِ گیتی گزندت مباد

بہشتی درخت آورد چو تو بار
پسر نامجوی وپدر نامدار

ازاں خانداں خیر بیگانہ داں
کہ باشند بدگوئے ایں خانداں

زہے دین ودانش زہے عدل وداد
زہے ملک ودولت کہ پاینده باد

بابِ اوّل درعدل ورای وتدبیرِ جہانداری

نگنجد کرمہائے حق در قیاس
چہ خدمت گزارد زبانِ سپاس

ق

خدایا تو ایں شاہِ درویش دوست
کہ آسایشِ خلق درظلِّ اوست

بسے برسرِ خلق پاینده دار
بتوفیقِ طاعت دِلش زنده دار

برومند دار از درختِ امید
سرش سبز وروئیش برحمت سفید

براہِ تکلّف مرو سعدیا
اگر صدق داری بیار وبیا

تو منزل شناسی وشہ راہ رو
تو حق گوی وخسرو حقائق شنو

چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں
نہی زیرپائے قزل ارسلاں

زہے: کیا ہی خوب! - باز: یعنی کشادہ اند - ہمہ شہر یاران: یعنی تمام بادشاہانِ گردن فراز نے تیرے اوپر نگاہ امید لگا رکھی ہے - صدف: سیپ - در دانہ: بترکیب مقلوب دانۂ در - یکدانہ در: موتی جو سیپ کے اندر سے اکیلا ہی نکلے - درّ یکتا: درِّ یتیم - درِ مکنون: چھپا ہوا موتی - پیرایہ: آرائش، زیبائش، زینت - سلطنت خانہ: (بترکیب مقلوب) بادشاہ کا گھر - بچشم خودش: اس کو خود اپنی نگرانی میں - آسیبِ چشم بد: بد نگاہی کی آفت - آفاق: یعنی پوری دنیا - افق کی جمع ہے کنارۂ آسمان - نامی: نامدار، مشہور ومعروف - کنش: کن فعل امر اور شین ضمیر متصل شہزادہ سعد بن ابوبکر کی طرف ہے - گرامی: بزرگ، قابل عزت و تکریم - مقیمش بدار: اس کو ثابت قدم رکھ - مرادش برآر: اس کی مراد پوری فرما - دورانِ گیتی: گردش دنیا - بہشتی درخت: کنایہ ہے ابوبکر بن سعد سے - نامجوی: نیک نامی کا طالب یعنی سعد بن ابوبکر - نامدار: نیک نامی میں مشہور - ازاں خاندان: اس کنبے کی بھلائی نہ سمجھو جو اس خاندان کا بد خواہ ہو - زہے: واہ! کیا خوب ہے! - پاینده باد: ہمیشہ قایم ہے - کرمہائے حق: خدا کی مہربانیاں - قیاس: اندازہ - زبانِ سپاس: شکر کی زبان - شاہِ درویش دوست: مراد شیخ کا ممدوح بوبکر بن سعد زنگی ہے - در ظلِ اوست: یعنی اس کے سایۂ عاطفت میں ہے - پاینده دار: قایم رکھ - برومند: پھلدار یعنی کامیاب وکامراں - مند کے ساتھ دوسرا لفظ جوڑتے وقت کبھی و بڑھا دیتے ہیں جیسے برومند، تنومند - سرش سبز: یعنی جوانی کے تروتازہ سیاہ بال کو سبز کہتے ہیں (کھیتی ہری ہونے کی مناسبت سے) روئیش برحمت سفید: یہاں سفید سے مراد روشن وتابناک ہے، نیز اپنی رحمت سے اسے سرخرو اور باعزت بنا - تکلف: تصنع، بناوٹ اور ظاہرداری - صدق: سچائی - منزل شناسی: تو منزل شناس ہستی، شیخ سعدی کامل صوفی اور شیخ تھے اور بادشاہ ارادت مند اور عقیدت کیش) - وخسرو حقائق شنو: یعنی بادشاہ ابوبکر حقیقت بھری باتیں سننے والا ہے - نہ کرسی آسمان: آسمان کی نو کرسیاں، افلاک نو ہیں، نواں فلک اعظم کہلاتا ہے، یعنی ممدوح کی تعریف میں اتنا زیادہ مبالغہ کرنیکی حاجت نہیں کہ سارے افلاک زیرِ قدم ہیں - نہی زیرپائے: یہ ظہیر فاریابی پر تعریض ہے جس نے اپنے ممدوح قزل ارسلان کی مدح میں یہ بات کہی، اس کا شعر یوں تھا

"نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے ☆ تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلان دہد"

اس شاعر کو فلک الکلام وصدر الحکما کہا گیا ہے، وفات ۵۹۸ھ میں ہوئی۔

مگو پائے عزت بر افلاک نہ | بگو روئے اخلاص بر خاک نہ

بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں | کہ اینست سر جادۂ راستاں

اگر بندۂ سر بریں در بنہ | کلاہِ خداوندی از سر بنہ

چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش | چو درویشِ مخلص بر آور خروش

کہ پروردگارِ توانگر توئی | توانا و درویش پرور توئی

نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم | یکے از گدایانِ ایں در گہم

چہ بر خیزد از دست و کردارِ من | مگر دستِ لطفت شود یارِ من

تو بر خیر و نیکی دہم دسترس | وگرنہ چہ خیر آید از من بکس

دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز | اگر میکنی پادشاہی بروز

کمر بستہ گردن کشاں بر درت | تو بر آستانِ عبادت سرت

زہے بندگاں را خداوندگار | خداوند را بندۂ حق گزار

حکایت

یکے دیدم از عرصۂ رودبار | کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار

چناں ہول زاں حال بر من نشست | کہ ترسیدنم پائے رفتن ببست

تبسم کناں دست بر لب گرفت | کہ سعدی مدار انچہ دیدی شگفت

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ | کہ گردن نپیچد ز حکمِ تو ہیچ

چو خسرو بفرمانِ داور بود | خدایش نگہبان و یاور بود

محالست چوں دوست دارد ترا | کہ در دستِ دشمن گزارد ترا

رہ اینست رو از طریقت متاب | بنہ گام و کامیکہ خواہی بیاب

پائے عزت بہ افلاک نہ: (یہ تو غرور سکھاتا ہوا) آسمان پر قدم رکھنا یعنی فخر و غرور کرنا اور روئے اخلاص خاک پر رکھنا خاکساری اور انکساری ہے۔ حاصل یہ کہ بادشاہوں کو غرور و گھمنڈ کی تعلیم نہیں دینا چاہئے بلکہ اخلاص و خاکساری کی نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔ بر آستاں: یعنی آستانِ خداوندی پر۔ سر جادہ: سر کہ ہے جیسے سرمایہ۔ راہ و روش راستان: جماعتِ صادقین۔ اگر بندۂ: یائے خطاب یعنی اگر تو خدا کا مخلص بندہ ہے۔ کلاہ خداوندی: بادشاہی کی ٹوپی یعنی شہنشاہی غرور۔ لبس شاہی: شاہی لباس مراد شاہانہ مزاج ہے۔ مخلص: بے ریا۔ خروش: یعنی گریہ و زاری۔ توانا: قادر مطلق۔ کشور خدائے: (بترکیب مقلوب) خدائے کشور، صاحب ملک۔ فرماں دہم: فرماں دہ ہستم۔ چہ بر خیزد: کیا ہو سکتا ہے؟ مگر: لیکن یہ کہ۔ ہاں یہ کہ۔ دستِ لطف: مہربانی کا ہاتھ۔ دہم: فعل امر حاضر ہے اور میم ضمیر متصل مفعولی ہے، از من بکس: مجھ جیسے شخص سے۔ بسوز: یعنی سوزِ دل سے۔ گردن کشاں: شاہان و متکبریں۔ خداوندگار: بمعنی بادشاہ (مراد ممدوح ہے) خداوند: اللہ تعالیٰ یعنی بندوں کے لیے کیا ہی خوب بادشاہ ہے جو کہ اپنے اللہ تعالیٰ کا حق گزار بندہ ہے۔ عرصہ: میدان۔ رودبار: بروزن کوہسار، گیلان اور قزوین کے درمیان لب دریا ایک شہر۔ آمدم: میم ضمیر متصل پیش کا مضاف الیہ ہے، میرے سامنے آیا۔ پلنگ: بروزن خدنگ، تیندوا بعض اس کا معنی چیتا کرتے ہیں اور ہاء فارسی کو کسرہ سے پڑھتے ہیں، دونوں قابل اصلاح ہے۔ ہول: ہیبت، رعب۔ کہ ترسیدنم: کہ خوف نے میرے پاؤں باندھ دیئے (کہ میں بھاگ نہ سکا) تبسم کناں: مسکراتے ہوئے۔ شگفت: تعجب۔ داور: خدا۔ مپیچ: مت موڑ۔ ہیچ: کوئی شخص، کوئی چیز۔ خسرو: بادشاہ، ا ہے مگر مراد عام ہے کوئی شخص۔ فرمان: حکم۔ داور: بروزن خاور، خدا۔ یاور: بروزن ساغر، مددگار۔ ترا: مخاطب عام مراد ہے۔ دست: یعنی اختیار و غلبہ۔ طریقت: روش و مذہب۔ گام: قدم۔ کام: مقصود۔ بیاب: حاصل کر۔

نصیحت کسے سودمند آیدش | کہ گفتارِ سعدی پسند آیدش

پند دادن کسرٰے ہرمز را

شنیدم کہ در وقتِ نزعِ رواں | بہرمز چنیں گفت نوشیں رواں
کہ خاطر نگہدارِ درویش باش | نہ در بندِ آسایشِ خویش باش
نیاساید اندر دیارِ تو کس | چو آسایشِ خویش خواہی و بس
نیاید بنزدیکِ دانا پسند | شباں خفتہ و گرگ در گوسفند
بروپاسِ درویش محتاج دار | کہ شاہ از رعیّت بود تاجدار
رعیّت چو بیخند و سلطاں درخت | درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
مکن تا توانی دلِ خلق ریش | وگر میکنی میکنی بیخِ خویش
اگر جادۂ بایدت مستقیم | رہِ پارسایاں امیدست و بیم
گزندِ کسانش نیاید پسند | کہ ترسد کہ در مُلکش آید گزند
وگر در سرشتِ وے ایں خوی نیست | دراں کشور آسودگی بوئے نیست
اگر پائے بندی رضا پیش گیر | وگر یکسوارہ سرِ خویش گیر
فراخی دراں مرز و کشور مخواہ | کہ دلتنگ بینی رعیّت ز شاہ
ز مستکبرانِ دلاور بترس | ازاں کو نترسد ز داور بترس
دگر کشور آباد بیند بخواب | کہ دارد دلِ اہلِ کشور خراب
خرابی و بدنامی آید ز جور | بزرگاں رسند ایں سخن را بغور
رعیّت نشاید بہ بیداد کشت | کہ مر سلطنت را پناہند و پشت

سودمند: نفع بخش۔ رَواں: روح، جان، نزع، نکلنا یعنی بوقت جانکنی۔ ہرمز: کئی گزرے ہیں، شاپور کا بیٹا ہرمز یہ نوشیرواں سے صدیوں پہلے تھا،
یہاں ہرمز چہارم مراد ہوسکتا ہے جو
نوشیرواں کے بیٹے الوشہ زاد کے بعد
تخت نشیں ہوا۔ خاطر: دل۔ بند: فکر،
خیال۔ آسائش: عیش و آرام۔ دیار:
ملک۔ دانا: عقلمند، دانستن کا اسم فاعل
سماعی۔ شباں: چرواہا۔ گرگ: بھیڑیا۔
پاس: رعایت، نگہداشت۔ رعیت:
رعایا۔ تاتوانی: جہاں تک تم سے
ہوسکے، جتنا ممکن ہو۔ ریش: زخمی۔
میکنی: کندیدن سے مشتق ہے، اپنی جڑ
کھودتے ہو، اکھاڑتے ہو۔ جادہ:
راستہ۔ مستقیم: سیدھا۔ رہِ
پارسایاں......الخ: یعنی اللہ والوں کا
طریقہ خوف ورجا کے درمیان ہے (اس
کے غضب سے ڈرتے اور رحمت و کرم
کی امید لگائے رہتے ہیں) واضح رہے
کہ کسرٰی عقیدتاً مجوسی تھا۔ گزند:
تکلیف، مصیبت۔ کہ ترسد: بیانِ
علت ہے، سرشت: پیدائش، عادت و
خصلت۔ کشور: ملک۔ اگر پائے
بندی: یعنی اگر تم جاہ و خدم و حشم والے ہو
تو عام رعایا کی خوشنودی حاصل کرو اور
اگر تنہا ہو تو با اختیار ہو۔ فراخی: یعنی
کشادہ حالی۔ مرز: زمین۔ دل تنگ:
آزردہ خاطر۔ زمستکبرانِ دلاور بترس:
یعنی اپنی شجاعت پر مغرور بہادروں سے
ڈرتے رہو انہیں کارہائے سلطنت سپرد
نہ کیا کرو۔ ازاں کو نترسد: جو خدائے تعالیٰ سے نہ ڈریں ان سے ڈرتے رہو۔ دگر کشور: دگر یعنی اس کے بعد۔ بیند: بمعنی خواہد دید۔ کہ: بمعنی ہر کہ۔
معنی یہ ہے کہ جو شخص مردم آزار ہے اور امید و بیم کا اعتبار نہیں رکھتا یقین ہے کہ اس کا ملک بسبب ظلم ویران ہو جائے گا اس کے بعد اس کو خواب میں آباد
دیکھے گا نہ کہ بیداری میں، کہ کہتے ہیں کہ خواب کی تعبیر الٹی۔ خرابی: ویرانی۔ ایں سخن را بغور: یعنی بغور ایں سخن، عقلمند اس بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔
بیداد: ظلم و ستم۔ نشاید کشت: قتل کرنا نہیں چاہیے۔ پناہند و پشت: کیوں کہ رعایا یقیناً سلطنت کے لیے پناہ اور قوت ہیں۔

مراعاتِ دہقاں کن از بہرِ خویش | کہ مزدورِ خوشدل کند کار بیش
مروّت نباشد بدی با کسے | کز و نیکوئی دیدہ باشی بسے

پند دادن خسرو شیرویہ را

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت | دراں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت
براں باش تا ہرچہ نیت کنی | نظر در صلاحِ رعیّت کنی
مپیچ اے پسر گردن از عقل و رای | کہ مردم ز دستت نپیچند پای
گریزد رعیّت ز بیداد گر | کند نام زشتش بگیتی سمر
بسے بر نیاید کہ بنیادِ خود | بکند آنکہ بنہاد بنیادِ بد
خرابی کند شیر و شمشیر زن | نہ چندانکہ دودِ دلِ طفل و زن
چراغے کہ بیوہ زنے برفروخت | بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت
وزاں بہرہ ورتر در آفاق کیست | کہ در ملک رانی بانصاف زیست
چو نوبت رسد زیں جہاں غربتش | ترحّم فرستند بر تربتش
بد و نیک مردم چو می بگذرند | ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
خدا ترس را بر رعیّت گمار | کہ معمارِ ملکست پرہیزگار
بد اندیشِ تست آن و خونخوارِ خلق | کہ نفعِ تو جوید در آزارِ خلق
ریاست بدستِ کسانے خطاست | کہ از دستِ شاں دستہا بر خداست
نکوکار پرور نہ بیند بدی | چو بد پروری خصمِ جانِ خودی
مکافاتِ دشمن بمالش مکن | کہ بیخش بر آوردہ باید ز بن

مراعات: رعایت، مروت۔ دہقاں: دیہات کا باشندہ اور چودھری۔ مروت: جوانمردی، انسانیت۔ بدی با کسے: یعنی اس شخص کے ساتھ برائی کا برتاؤ انسانیت نہیں جس سے بارہا بھلائی دیکھی جا چکی ہو۔ خسرو: ساسانی شہنشاہ ایران خسرو پرویز جو زیادہ دنوں سلطنت نہ کر سکا اور اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا، شیرویہ بڑا ظالم تھا، بادشاہ ہوتے ہی اپنے اٹھارہ بھائیوں کو قتل کر ڈالا، یہ سب بعد ولادت نبوی کے واقعات ہیں۔ دم: وقت۔ کہ چشمش: یعنی جب مرنے لگا۔ صلاح: بھلائی، خوش اقبالی۔ مپیچ اے پسر: یعنی اے بیٹے! عقل و تدبر سے کام کرنا، رعایا تابعدار رہے گی۔ بیداد گر: ستمگر، ظالم۔ گیتی: دنیا۔ سمر: افسانہ و قصہ یعنی مشہور (مقولۂ شیخ ہے) بسے بر نیاید: زیادہ دن نہیں گزرتا کہ۔ بکند: کندیدن سے مشتق ہے، اکھیڑنا، کھودنا۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا یعنی بہادر، فوجی۔ دودِ دل: یعنی آہیں اور بد دعائیں۔ بیوہ زن: مراد بے سہارا عورت۔ بہرہ ور: نصیبہ ور، اقبال مند۔ آفاق: دنیا، افق کی جمع ہے، کنارۂ آسمان۔ ملک رانی: حکمرانی۔ نوبت: باری۔ غربت: مسافرت۔ ترحم: یعنی دعائے رحمت۔ تربت: قبر، مراد صاحب قبر ہے۔ بد و نیک مردم: اچھے برے لوگ۔ چو می بگذرند: یعنی جب سب کو مرنا ہی ہے تو یہی بہتر ہے کہ تیرا نام مرنے کے بعد نیکی سے لیا جائے۔ خدا ترس: (اسم فاعل ترکیبی) خدا سے ڈرنے والا، یعنی متقی پرہیزگار۔ معمار ملک: ملک کو آباد کرنے والا، ترقی دینے والا۔ بد اندیش: بدخواہ۔ خونخوار خلق: یعنی مخلوق کو ستانے والا۔ آزار: تکلیف، مصیبت۔ کہ از دست شاں: جن کے سبب سے لوگوں کے ہاتھ خدا کے حضور (بددعا کے لیے) اٹھے ہوئے ہوں۔ نکوکار پرور: نیکوں کی پرورش کرنے والا۔ چو بد پروری: جب تو کسی برے کی پرورش کرے گا تو اپنی ہی جان کا دشمن ہے۔ مکافات: بدلہ و سزا۔ بمالش مکن: یعنی صرف اسکے مال سے نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے۔

عامل: کارندہ، کارکن، گورنر، حاکم۔ پوست کندن: کھال ادھیڑ لینا۔ سرِ گرگ: بھیڑیئے کا سر تو بکریاں پھاڑنے سے پہلے ہی اتار لینا چاہئے۔

مکن صبر بر عاملِ ظلم دوست | چہ از فربہی بایدش کند پوست
سرِ گرگ باید ہم اوّل برید | نہ چوں گوسفندانِ مردم درید

حکایت

چہ خوش گفت بازارگانِ اسیر | چو گردش گرفتند دزداں بہ تیر
چو مردانگی آید از رہزناں | چہ مردانِ لشکر چہ خیلِ زناں
شہنشہ کہ بازارگاں را بخست | درِ خیر بر شہر و لشکر ببست
کے آنجا دگر ہوشمنداں روند | چو آوازۂ رسم بد بشنوند،
نکو بایدت نام و نیکی قبول | نکودار بازارگان و رسول
بزرگاں مسافر بجاں پرورند | کہ نامِ نکوئی بعالم برند
تبہ گردد آں مملکت عنقریب | کزو خاطرِ آزردہ آید غریب
غریب آشنا باش و سیّاح دوست | کہ سیّاح جلّاب نامِ نکوست
نکودار ضیف و مسافر عزیز | وز آسیبِ شاں برحذر باش نیز
زبیگانہ پرہیز کردن نکوست | کہ دشمن تواں بود در زیِّ دوست
قدیمانِ خود را بیفزای قدر | کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر
چو خدمت گزاریت گردد کہن | حقِ سالیانش فراموش مکن
گر او را ہرم دستِ خدمت ببست | ترا بر کرم ہمچناں دست ہست

حکایت

شنیدم کہ شاپور دم درکشید | چو خسرو برسمش قلم درکشید
چو شد حالش از بینوائی تباہ | نبشت ایں حکایت بنزدیکِ شاہ

بازارگاں: سوداگر، تاجر۔ اسیر: قیدی۔ دزداں: درد، چور۔ مردانگی: دلیری، بہادری۔ راہ زن: ڈاکو۔ مردانِ لشکر: لشکر کے سپاہی۔ خیلِ زناں: عورتوں کا گروہ۔ چو مردانگی: یعنی جب نوبت یہ ہو جائے کہ چور مال لوٹ لیں اور فوج بزدلی دکھائے، بادشاہ توجہ نہ دے تو ایسے لشکر و بادشاہ سے کیا حاصل۔ بخست: زخمی کیا، آزردہ بنایا۔ درِ خیر: بھلائی کا دروازہ۔ آوازہ: شہرہ۔ رسم: طور، طریقہ، رواج، روش۔ نکو بایدت: لفظاً اگر محذوف ہے، یعنی اگر تمہیں نیک نامی اور قبولیت عامہ چاہئے تو سوداگروں اور قاصدوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرو۔ بجاں پروردن: عمدہ دیکھ بھال کرنا۔ کہ نام نکوئی: کہ انہیں مسافروں کے ذریعہ ہی نیک نامی مشہور ہوتی ہے۔ تبہ: تباہ کا مخفف۔ مملکت: سلطنت، حکومت، بادشاہی (جمع ممالک) عنقریب: یعنی بہت جلد۔ خاطر: دل۔ آزردہ: رنجیدہ غریب: مسافر، اجنبی۔ غریب آشنا: یعنی مسافر دوست۔ سیاح: سیاحت کرنے والا، مسافر۔ جلاّب: منتقل کرنے والا، ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والا۔ ضیف: مہمان (جمع ضیوف و اضیاف) عزیز: پیارا، محبوب۔ آسیب: فتنہ، صدمہ۔ برحذر: اور بعض نسخوں میں ہے پرحذر، یعنی نہایت محتاط رہو۔ بیگانہ: اجنبی، درزی دوست: دوست کے لباس میں ہوسکتا ہے۔ قدیمانِ خود: اپنے پرانے متعلقین۔ قدر: مرتبہ۔ غدر: بیوفائی، دھوکہ۔ خدمت گزار: کارکن، ملازم۔ حق سالیانہ: سالانہ وظیفہ۔ ہرم: بڑھاپا۔ کرم: مہربانی۔ دست ہست: قدرت ہے، قابو ہے۔ شاپور: خسرو کا وزیر تھا، بڑا عالم بہترین نقاش تھا اسی نے شیریں کو خسرو سے ملایا جس کے لیے بڑے حیلے اور تدبیریں کیں، نظامی نے شیریں خسرو نامی مثنوی میں بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ دم در کشید: آہ سرد کھینچنا۔ برسمش قلم درکشید: اس کے نام پر قلم کھینچ دیا یعنی وزارت سے برطرف کر دیا۔ بینوائی: بے سروسامانی۔

کہ اے شاہِ آفاق گستر بعدل
اگر من نماندم تو مانی بفضل

چو بذلِ تو کردم جوانئے خویش
بہنگامِ پیری مرانم ز پیش

غریبے کہ پر فتنہ باشد سرش
میازار و بیروں کن از کشورش

تو گر خشم بروے نرانی رواست
کہ خود خوئے بد دشمنش در قفا ست

وگر پارسی باشدش زاد بوم
بصنعاش مفرست و سقلاب و روم

ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت
نشاید بلا بر دگر کس گماشت

کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں
کزو مردم آیند بیروں چنیں،

عمل گر دہی مردِ منعم شناس
کہ مفلس ندارد ز سلطاں ہراس

چو مفلس فرو برد گردن بدوش
ازو بر نیاید دگر جز خروش

چو مشرف دو دست از امانت بداشت
بباید برو ناظرے بر گماشت

ورا و نیز در ساخت با خاطرش
ز مشرف عمل بر کن و ناظرش

خدا ترس باید امانت گزار
امیں کز تو ترسد امینش مدار

بیفشاں و بشمار و عاقل نشیں
کہ از صد یکے را نہ بینی امیں

دو ہمجنسِ دیرینہ را ہم قلم
نباید فرستاد یکجا بہم

چہ دانی کہ ہمدست گردند و یار
یکے دزد باشد یکے پردہ دار

چو دزداں زہم باک دارند و بیم
رود در میاں کاروانے سلیم

یکے را کہ معزول کردی زجاہ
چو چندے برآید بہ بخشش گناہ

برآوردنِ کامِ امیدوار
بہ از قید بندی شکستن ہزار

نویسندہ را کن ستونِ عمل
نیفتد نبُرّد طنابِ امل

آفاق گستر بعدل: دنیا بھر میں عدل پھیلانے والے۔ اگر من نماندم: عرض مدعا سے پہلے دعا ہے، یعنی اگر میں فضل وانعام کے ساتھ باقی نہ رہا تو کوئی مضایقہ نہیں مگر تو فضل خدا کے ساتھ باقی رہے کہ تو رعایا کی ضرورت ہے۔ چوں بذل تو: یعنی جب میں نے اپنی جوانی کے ایام تیرے یہاں بڑے بڑے کاموں میں صرف کردیا تو اب بڑھاپے میں مجھے اپنے پاس سے مت بھگا۔ غریب: پردیسی۔ سرش: یعنی اس کا دماغ۔ کشور: ملک۔ خشم: غصہ، عتاب۔ خوئے بد: بری عادت۔ در قفا است: کھوپڑی میں ہے۔ زاد بوم: جائے پیدائش۔ صنعا: یمن کا ایک شہر جو اس کا پایۂ تخت ہے۔ سقلاب: ترکستان کا ایک شہر۔ مفرست: یعنی ایسے کو دنیا کے کسی شہر نہ بھیجو بلکہ راہِ عدم کا مسافر بنا دو (قتل کردو)۔ بچاشت: چاشت کے وقت تک یعنی تھوڑی دیر بھی زندہ مت چھوڑ۔ برگشتہ باد آں زمیں: خدا کرے وہ ملک تباہ ہوجائے۔ منعم: مالدار، آبرومند۔ ہراس: خوف۔ مفلس: قلاش۔ گردن بدوش فرو بردن: متفکر ہونا، متأمل و سرنگوں ہونا۔ ازو بر نیاید: یعنی سرقہ وخیانت کے بعد بوقت محاسبہ سر جھکا کر رہ جائے گا کچھ وصول نہ ہوسکے گا۔ مشرف: صاحب دیوان، اعلیٰ افسر، ناظر، نگراں، داروغہ، جاسوس۔ درساخت: ساز باز کرلے۔ سازش کرلے۔ ز مشرف: یعنی ان دونوں کو معزول کردو۔ خدا ترس: یعنی امانت گزار کو خدا ترس ہونا چاہئے۔ بیفشاں: بشبہ پر ہیانی جھاڑ کر شمار وحساب کرتے ہیں۔ عاقل نشیں: کل کے باوجود ہوشیار بیٹھو۔ ہم قلم: شریک کار۔ ہم دست: شریک ورفیق۔ زہم باک دارند وبیم: یعنی باہم مخالف ہوجائیں۔ سلیم: سالم و بے گزند، لہذا دیوان اور نگراں کا باہم مخالف ہونا بہتر ہے تاکہ کام میں خلل نہ پڑے۔ چو چندے برآید: جب کچھ دن گزر جائیں۔ کام: مقصد، حاجت۔ بندی: قیدی۔ نویسندہ: یعنی ماہر فن تحریر، محرر ومحاسب۔ کن ستونِ عمل: کام کا مدار بنا۔ نیفتد: لغزش نہ کھائے گا، لہذا امید کی رسی نہ کاٹے گا (امید نہ توڑے گا) پھر معزولی سے بے خوف ہوکر پوری خیر خواہی کے ساتھ حکومت کے کام انجام دے گا۔

فرماں بر: تابعدار، ماتحت۔ برشہ دادگر: بر زائد ہے، یعنی بادشاہ کو ماتحتوں پر باپ کی طرح شفقانہ برتاؤ رکھنا چاہئے۔ دردناک: دردمند۔ گہے می

بفرمان براں بر شہِ دادگر | پدر وار خشم آورد بر پسر
گہش میزند تا شود دردناک | گہے میکند آبش از دیدہ پاک
چو نرمی کنی خصم گردد دلیر | وگر خشم گیری شوند از تو سیر
درشتی و نرمی بہم در بہ ست | چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ ست
جوانمرد و خوش خلق و بخشندہ باش | چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
چو یاد آیدت عہدِ شاہانِ پیش | ہمیں نقش برخواں پس از عہدِ خویش
نیامد کس اندر جہاں کو بماند | مگر آں کز و نامِ نیکو بماند
نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے | پل، وخانی و خوان و مہماں سرائے
ہر آنکو نماند از پسش یادگار | درختِ وجودش نیاورد بار
وگر رفت و ایثار و خیرش نماند | نشاید پسِ مرگش الحمد خواند
چو خواہی کہ نامت بود در جہاں | مکن نامِ نیکِ بزرگاں نہاں
ہمیں کام و ناز و طرب داشتند | بآخر برفتند و بگذاشتند
یکے نامِ نیکو ببرد از جہاں | یکے رسمِ بد ماند ازو جاوداں
بسمعِ رضا مشنو ایذائے کس | وگر گفتہ آید بغورش برس
گنہگار را عذرِ نسیاں بنہ | چو زنہار خواہند زنہار دہ
گر آید گنہگارے اندر پناہ | نہ شرط است کشتن باوّل گناہ
چو بارے بگفتند و نشنید پند | دگر گوشمالش بزندان و بند
وگر پند و بندش نیاید بکار | درختِ خبیث است بیخش بر آر
چو خشم آیدت بر گناہِ کسے | تأمل کنش در عقوبت بسے

کند: کبھی اس کو آنکھوں سے آنسو پونچھتا ہے۔ خصم: دشمن۔ دلیر: جری، بیباک۔ شوند از تو سیر: تجھ سے سیر اور بیزار ہو جائیں گے۔ سیر: دل برداشتہ، متنفر، بیزار۔ (شوند: فاعل خصم ہے چونکہ خصم کا اطلاق مفرد و جمع پر یکساں ہے) درشتی: سختی۔ بہم در: ملی جلی۔ بہ: بہتر۔ رگ زن: فصاد جو نشتر سے رگ کاٹ کر فاسد خون نکالتا ہے۔ جراح: زخم کرنے والا۔ چیر پھاڑ کرنے والا۔ مرہم نہ: دوا لگانے والا۔ بر تو پاشد: یعنی جب خدا تجھ پر اپنے فضل و کرم کا چھڑکاؤ کرتا ہے تو تو مخلوق پر نچھاور کر۔ ہمیں نقش برخواں: اپنے بعد کے لیے یہی نقشہ تصور کرو۔ بھلا یا برا ذکر ہوگا۔ کو بماند: کوئی ہمیشہ نہ رہا ،ہاں اس کا نیک نام باقی رہا۔ نمرد آنکہ: یعنی جو کوئی یادگار چھوڑ جائے وہ مرتا نہیں۔ خانی: بروزن فانی، تالاب، کنواں، حوض وغیرہ۔ خواں: لنگر۔ مہماں سرائے: یعنی مسافر خانہ۔ یادگار: نشانی، علامت، آثار۔ بار: پھل، یعنی ایسا آدمی درخت بے ثمر ہے۔ وگر رفت: یعنی اگر مرنے والے میں ایثار و خیر کی خوبی نہ رہی ہو تو اس پر فاتحہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ الحمد خواند: فاتحہ خوانی مراد ہے۔ طرب: مستی، بآخر

برفتند: آخر سارے سامانِ عیش چھوڑ کر چلے گئے۔ رسمِ بد: برا طریقہ۔ جاوداں: لازوال، سدا، ہمیشہ۔ سمعِ رضا: خوشنودی اور رضامندی کے کان سے کسی کی برائی مت سنو اور کہی ہوئی بات کان میں پڑ ہی جائے تو اس کی گہرائی میں پہنچو (کہ کیوں کہی جارہی ہے)۔ گنہگار: مجرم و خطا کار۔ زنہار خواہند: معافی و امان چاہیں۔ نہ شرط است: شرط انصاف نہیں، ضروری نہیں۔ اول گناہ: پہلا جرم، پہلی خطا۔ نشنید: یعنی خطا کارنے۔ گوشمال: سزا۔ بند: قید۔ بیخش برآر: یعنی قتل کردو۔ تأمل: غور و فکر۔ عقوبت: سزا۔

کہ سہلست لعلِ بدخشاں شکست	شکستہ نشاید دگر بارہ بست

حکایت در تدبیر پادشاہاں وتاخیر کردن در سیاست

زدریائے عمّاں برآمد کسے	سفر کردہ ہامون و دریا بسے
عرب دیدہ وترک وتاجیک وروم	زہر جنس درنفسِ پاکش علوم
جہاں گشتہ و دانش اندوختہ	سفر کردہ وصحبت آموختہ
بہیکل قوی چوں تناور درخت	ولیکن فروماندہ بے برگ سخت
دو صد رقعہ بالائے ہم دوختہ	زحرّاق واو درمیاں سوختہ
بشہرے درآمد ز دریا کنار	بزرگے دراں ناحیت شہریار
کہ طبعے نکونامی اندیش داشت	سرِعجز برپائے درویش داشت
بشستند خدمتگزارانِ شاہ	سر و تن بحمامش از گردِ راہ
چو بر آستانِ ملک بر نہاد	نیایش کناں دست بر بر نہاد
زرفتم دریں مملکت منزلے	کز آسیب آزردہ دیدم دلے
ندیدم کسے سرگراں ازشراب	مگر ہم خرابات دیدم خراب
ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس	کہ راضی نگردد بآزارِ کس
سخن گفت ودامانِ گوہر فشاند	بنطقے کہ شہ آستیں برفشاند
پسند آمدش حسنِ گفتارِ مرد	بنزدِ خودش خواند واکرام کرد
زرش داد و گوہر بشکرِ قدوم	بپرسیدش از گوہر و زاد بوم
بگفت آنچہ پرسیدش از سرگذشت	بقربت ز دیگر کساں درگذشت

سہل: آسان۔ لعل بدخشاں: بدخشاں کا لعل بہت مشہور ہے، نہایت عمدہ ہوتا ہے، شراب سرخ کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں، کثیرالانواع کا ہوتا ہے۔ بدخشان: ایک مشہور شہر۔ شکستہ نشاید: یعنی اس کا توڑنا آسان ہے ٹوٹے کو جوڑنا ممکن نہیں۔ دریائے عمان: مشہور دریا ہے جس میں موتی بکثرت پیدا ہوتے ہیں، بحیرۂ عمان۔ سفر کردہ......الخ: یعنی بڑا تجربہ کار تھا۔ ہامون: صحرا و بیابان۔ تاجیک: عجمی غیر ترک۔ ز ہر جنس: ہر قسم کا (علم وفن) دانش: حکمت و دانائی۔ صحبت آموختہ: یعنی آداب ملاقات و رفاقت سیکھے ہوئے تھا۔ ہیکل: جسم و جثہ۔ بے برگ: بے سروسامان۔ دوصد رقعہ: یعنی سیکڑوں پیوند۔ زحراق: سوختنی کپڑے کا (ہم دوختہ سے متعلق ہے) دراں ناحیت: یعنی اس علاقہ واطراف میں ایک بزرگ سن رسیدہ شخص حکمراں تھا۔ نکونامی اندیش: نیک نامی کی فکر رکھنے والا۔ بحمامش از گرد راہ: یعنی نہلا دھلا کر سنوار دیا۔ سر نہاد: یعنی آستاں بوسی کی اور حاضری کے آداب بجالایا۔ نیایش: تعریف و توصیف۔ بر بر نہاد: پہلا بر بمعنی پر اور دوسرا بمعنی سینہ۔ یعنی ہاتھ سینے پر رکھا (برائے تعظیم و ادب بطریق معروف) زرفتم: نیایش کا بیان ہے۔ آسیب: صدمہ، مصیبت۔ سرگراں: یعنی بدمست و متوالا۔ خرابات: میخانہ۔ خراب: ویران۔ ملک را: بادشاہ کے لیے۔ پیرایہ: زینت آرائشگی۔ بس: کافی۔ گوہر: یعنی الفاظ کے موتی بکھیر دیے۔ نطق: گویائی شہ آستیں برفشاند: بادشاہ جھوم اٹھا۔ حسن گفتار: خوبی تقریر۔ اکرام کرد: عزت بخشی۔ بشکر قدوم: تشریف آوری کے شکریے میں۔ از گوہر وزاد بوم: یعنی اصل ونسب اور وطن پوچھا۔ بقربت: یعنی قربت شاہی میں دوسرے اراکین سلطنت سے مرتبہ میں بڑھ گیا۔

ملک با دلِ خویشتن رائے زد ... کہ دستورِ ملک ایں چنینے سزد

ولیکن بتدریج تا انجمن ... بسستی نخندند بر رای من

بعقلش بباید نخست آزمود ... بقدرِ ہنر پایگاہش فزود

بَرد بر دل از جورِ غم بارہا ... کہ نا آزمودہ کند کارہا

چو قاضی بفکرت نویسد سجل ... نگردد ز دستار بنداں خجل

نظر کن چو سوفار داری بشست ... نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز ... بیکساں باید کہ گردد عزیز

بایام تا بر نیاید بسے ... نشاید رسیدن بغورِ کسے

زہر نوعِ اخلاقِ او کشف کرد ... خردمند پاکیزہ دیں بود مرد

نکو سیرتش دید و روشن قیاس ... سخن سنج و مقدارِ مردم شناس

برای از بزرگاں بہش دید و بیش ... نشاندش زبردستِ دستورِ خویش

چناں حکمت و معرفت کار بست ... کہ در امر و نہیش دروں نے نخست

در آورد ملکے بزیرِ قلم ... کز و بر وجودے نیامد الم

زبانِ ہمہ حرف گیراں ببست ... کہ حرفے بدش بر نیامد ز دست

حسودے کہ یک جو خیانت ندید ... بکارش نیامد چو گندم طپید

ز روشن دلش ملک پرتو گرفت ... وزیرِ کہن را غمِ نو گرفت

ندید آں خردمند را رخنۂ ... کہ در وے تواند زدن طعنۂ

امین و بداندیش طشتند و مور ... نشاید درو رخنہ کردن بزور

ملک را دو خورشید طلعت غلام ... بسر بر کمر بستہ بودے مدام

رائے زد: رائے قایم کیا۔ دستور: وزیر (آئین اور قانون نیز کتاب قانون کو بھی کہتے ہیں) بتدریج: رفتہ رفتہ، درجہ بدرجہ۔ انجمن: مجلس یعنی ارکان دولت داعیان بارگاہ۔ سستی: کمزوری۔ نخست: پہلے۔ بقدر ہنر: استعداد کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے۔ برد بر دل: مقولۂ شیخ ہے۔ بارہا: بار کی جمع بوجھ۔ کہ نا آزمودہ: یعنی بے آزمائے کام سپرد کرنے پر بھی بڑی مشکلات سہنی پڑتی ہیں۔ بفکرت: غور و خوض کر کے۔ سجل: حکمنامہ، دستاویز، فیصلہ۔ دستار بنداں: اعیان علما و فضلا۔ خجل: شرمندہ۔ نظر کن: غور کرلو، سوچ لو۔ سوفار: تیر۔ شست: بفتح اول چٹکی۔ نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست: نہ اس وقت جب کہ تیر کو تو ہاتھ سے چھوڑ دے۔ چو یوسف: جب حضرت یوسف علیہ السلام جیسے ذی فہم اور ذی ہوش کو بھی دفعۃً وزیر نہیں بنایا جاسکتا بلکہ ان کی بھی خوب آزمائش ہوتی ہے، تب عزیز مصر بنائے جاتے ہیں۔ بیکسال باید: حضرت یوسف علیہ السلام قید سے رہائی کے بعد ایک سال تک شاہِ مصر کے حضور ندیم اور غلہ کے امین رہے، اسکے بعد عہدۂ وزارت تک پہنچے۔ عزیز: یعنی وزیر۔ بغور کسے: کسی کی حقیقت کی تہ تک پہنچنے کے لیے کچھ دن گزر جانا ضروری ہے۔ کشف کرد: معلوم کیا۔ روشن قیاس: صاحب فہم و فراست۔ سخن سنج: سمجھ دار۔ مقدار

مردم شناس: لوگوں کا قدر شناس۔ برائے: یعنی در حسن رائے۔ بہش دید و بیش: اس کو بہتر اور زیادہ دیکھا۔ زبردست: صدر مجلس کو کہتے ہیں۔ دستور خویش: یعنی اپنا وزیر اعظم بنا دیا۔ چناں حکمت و معرفت: یعنی امور مملکت میں۔ درو نے نخست: کسی کو آزردہ نہ کیا۔ زیر قلم: یعنی اپنے زیر تصرف۔ بر وجودے: کسی شخص پر۔ الم: درد، تکلیف۔ حرف گیر: نکتہ چیں، عیب جو۔ حرفے بد: کوئی برا حکم۔ طپید: بمعنی مصدر ہے تڑپنا اور گندم محض بمقابلۂ جو ہے۔ پرتو گرفت: نور و رونق حاصل کیا۔ کہن اور نو: مقابلہ قابلِ ملاحظہ ہے۔ غم نو: یعنی حسد۔ آں خردمند: یعنی وزیر نو۔ رخنہ: سوراخ مراد نقص و عیب ہے۔ امین: امانتدار۔ بداندیش: بدخواہ۔ طشت اند و مور: یعنی امین اور بدخواہ آپس میں طشت اور چیونٹی کے مانند ہیں کہ کہ چیونٹی طشت میں سوراخ نہیں کرسکتی۔ خورشید طلعت غلام: غلام موصوف مؤخر ہے، خورشید طلعت، ترکیب تشبیہی ہے یعنی زیبا طلعت، درخشاں چہرے والے۔ کمر بستہ: مستعد و حاضر، تیار۔ مدام: سدا، ہمیشہ۔

پاکیزہ پیکر: خوبصورت۔ گورے چٹے۔ از سہ دیگر بری: یعنی ان جیسا کوئی اور نہ تھا دونوں ۔ تھے۔ دو صورت ...... الخ: یعنی دونوں بالکل ہم شکل

ب ۱

دو پاکیزہ پیکر چو حور و پری	چو خورشید و ماہ از سہ دیگر بری
دو صورت کہ گفتی یکے نیست بیش	نمودہ در آئینہ ہمتائے خویش
سخنہائے دانای شیریں سخن	گرفت اندراں ہر دو شمشاد بن
چو دیدند کاوصاف خلقش نکوست	بطبعش ہوا خواہ گشتند و دوست
درو ہم اثر کرد میل بشر	نہ میلے چو کوتاہ بیناں بشر
از آسایش آنگہ خبر داشتے	کہ در روئے ایشاں نظر داشتے
چو خواہی کہ قدرت بماند بلند	دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند
دگر خود نباشد غرض درمیاں	حذر کن کہ دارد بہیبت زیاں
وزیر اندریں شمۂ راہ برد	بخبث ایں حکایت بر شاہ برد
کہ ایں را ندانم چہ خوانند و کیست	نخواہد بساماں دریں ملک زیست
شنیدم کہ با بندگانش سرست	خیانت پسندست و شہوت پرست
سفر کردگاں لاابالی زیند	کہ پروردۂ ملک و دولت نیند
نشاید چنیں خیرہ روئے تباہ	کہ بدنامی آرد در ایوان شاہ
مگر نعمت شہ فراموش کنم	کہ بینم تباہی و خامش کنم
بہ پندار نتواں سخن گفت زود	نگفتم ترا تا یقینم نبود
ز فرمانبرانم کسے گوش داشت	کزیناں دو یکتن در آغوش داشت
من ایں گفتم اکنوں ملک راست رای	چناں کازمودم تو نیز آزمای
بنا خوبتر صورتے شرح داد	کہ بد مرد را نیک روزی مباد
بد اندیش بر خوردہ چوں دست یافت	درون بزرگاں بآتش بتافت

تھے۔ ہمتا: نظیر، مانند، عکس۔ سخن: بضم اول و فتح ثانی، نیز فتح اول و ضم ثانی، بات۔ شمشاد بن: شمشاد قد۔ شمشاد: ایک خوبصورت قد و قامت کا درخت ہے، اکثر معشوق کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ہوا خواہ: خیر خواہ۔ میل بشر: انسانی میلان طبع یعنی عشق و محبت۔ کوتاہ بین: کم نظر، ناعاقبت اندیش۔ بہ شر: شر سے بھری ہوئی۔ از آسایش ...... الخ: یعنی اس کو اسی وقت چین ملتا جب دیکھ لیتا، نہ دیکھتا تو بے چین رہتا۔ قدرت: تیرا مرتبہ۔ سادہ رویاں: بے داڑھی مونچھ والے یعنی امرد، خوبرو معشوق کو بھی کہتے ہیں۔ دل در سادہ رویاں مبند: یعنی دل پری چہرہ امردوں میں مت لگا۔ غرض: یعنی خواہش نفسانی۔ حذر: پرہیز۔ ہیبت: رعب، شان و شوکت، دبدبہ۔ زیاں: نقصان۔ وزیر: یعنی وہی وزیر کہن۔ شمہ راہ برد: تھوڑا اس کے پیچھے پڑ گیا۔ خبث: بد باطنی۔ بر: نزدیک، پاس۔ ندانم: مجھے معلوم نہیں۔ چہ خوانند: کیا کہتے ہیں۔ چہ نام دارد؟ بساماں: عزت و آبرو کے ساتھ۔ سر: خیال یعنی میلان طبع۔ سفر کردگاں ...... الخ: سیاحین بے پروائی کی آزادانہ زندگی گزارتے ہیں۔ خیرہ روئے تباہ: بے شرم و بے حیا، بدکار۔ ایوان شاہ: شاہی محل۔ گر: حرف استثنا ہے اور مستثنیٰ محذوف ہے، یعنی اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی کہ تباہی دیکھ کر خاموش رہوں مگر یہی کہ شاہی نعمتیں فراموش کر جاؤں۔ پندار: خیال و گمان۔ گوش داشت: یعنی میرے خدمت گاروں میں سے ایک شخص اسے دیکھ رہا تھا۔ یکتن: ایک کو۔ آغوش: بغل۔ بنا خوبتر صورت: بہت بری صورت کے ساتھ نمک مرچ لگا کر۔ شرح داد: تفصیل بیان کی۔ کہ بد مرد را: یعنی واقعہ ایسی تصویر کشی کہ ہر سننے والا کہہ اٹھے کہ بدکار کو نیک روزی میسر نہ ہو۔ بد اندیش: بدخواہ یعنی وزیر کہن۔ خوردہ: یعنی عیب جوئی پر۔ دست یافت: قابو پایا، قدرت پائی۔ درون: دل۔ بزرگاں: مراد بادشاہ اور اعیان بارگاہ ہیں۔ بآتش بتافت: یعنی غصے کی آگ بھڑکا دی۔

خردہ: یعنی چنگاری۔ منجل: درانتی۔ فراخ زخم نیزہ، یعنی ایسا غضب ناک ہوا کہ جوش میں بھر آیا، جیسے درانتی سر تک اٹھا چکا ہو کہ جس کو پائے گا ہلاک کردے گا۔ ولیکن سکوں: یعنی لیکن حلم شاہی آڑے آیا۔ ستم در پے داد: بے مہری و سخت گیری انعام و اکرام کے بعد بد مزگی و بدی ہے۔ تیر تو دارد: تیری پناہ میں ہے۔ بیداد: ظلم۔ خون خوردن: قتل کرنا۔ قرینت نہ شود: تیرا ہم نشین یعنی وزیر نہ ہوا۔ گزند: ایذا رسانی۔ این راز۔ وزیر کہن کا بیان کہ وزیر نو نے خیانت کی۔ نیوشیدہ داشت: سن رکھا تھا۔ دل ست: قول حکما کا بیان ہے۔ زندانِ راز: راز کا قید خانہ، راز کا صندوق۔ باز: واپس۔ خلل: نقص و عیب۔ کہ ناگہ: خلل کا بیان ہے۔ زی: جانب۔ یکے بندہ: یعنی اچانک انہیں دو میں سے ایک غلام کی جانب نظر ڈالی، وہ پری چہرہ بھی زیر لب مسکرا پڑا۔ دو کس را: مقولہ شیخ ہے۔ باہم جان و ہوش: یعنی اتحاد و وداد ہو تو اشاروں کنایوں میں بات ہو جاتی ہے۔ صاحب نظر: عارف و عاشق۔ زیر زیر: پوشیدہ و پنہاں، دزدیدہ نگاہی سے۔ مستسقی: مریض استسقا۔ جلندھر کا مریض جو پانی سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ دجلہ: بغداد کا مشہور دریا جس کا پانی نہایت شیریں شفاف ہے۔ راست شد: یعنی یقین سے بدل گیا۔ بسودا: خیال فاسد سے۔ خشمگین خواست

بخردہ تواں آتش افروختن	پس آنگہ درختِ کہن سوختن
ملک را چناں گرم کرد ایں خبر	کہ جوشش برآمد چو منجل بسر
غضب دست در خونِ درویش داشت	ولیکن سکونش ست درپیش داشت
کہ پروردہ کشتن نہ مردی بود ق	ستم در پے داد سردی بود
میازار پروردۂ خویشتن	چو تیرِ تو دارد بہ تیرش مزن
بنعمت نبایست پروردنش	چو خواہی بہ بیداد خوں خوردنش
ازو تا ہنرہا یقینت نشد	در ایوانِ شاہی قرینت نشد
کنوں تا یقینت نگردد گناہ	بگفتارِ دشمن گزندش مخواہ
ملک در دل ایں راز پوشیدہ داشت	کہ قولِ حکیماں نیوشیدہ داشت
دل ست اے خردمند زندانِ راز	چو گفتی نیاید بزنجیر باز
نظر کرد پوشیدہ کارِ مرد	خلل دید در رائِ ہشیار مرد
کہ ناگہ نظر زی یکے بندہ کرد	پری چہرہ در زیرِ لب خندہ کرد
دو کس را کہ باہم بود جان و ہوش	حکایت کنانند و ایشاں خموش
تو دانی کہ صاحب نظر زیر زیر	نگردد چو مستسقی از دجلہ سیر
ملک را گمانِ بدی راست شد	بسودا بر و خشمگن خواست شد
ہم از حسنِ تدبیر و رائے تمام	باہستگی گفتش اے نیکنام
ترا من خردمند پنداشتم	بر اسرارِ ملکت امیں داشتم
گماں بردمت زیرک و ہوشمند	ندانستمت خیرہ و ناپسند
چنیں مرتفع پایہ جائے تو نیست	گناہ از من آمد خطائے تو نیست

شد: وزیر نو پر غضب ناک ہونا چاہا۔ باہستگی: نرمی سے۔ اسرار مملکت: مہمات ملکی و مالی۔ امین: امانتدار یعنی وزیر۔ خیرہ: شوخ و بے حیا۔ ناپسند: ناپسندیدہ۔ چنیں مرتفع پایہ: اتنا بلند مرتبہ یعنی وزارت عظمیٰ کا منصب تیرا مقام نہیں، تیرے لائق نہیں۔ گناہ از آمد: کہ تجھ کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا۔

که چوں بدگہر پرورم لاجرم | خیانت روا داردم در حرم
برآورد سر مردِ بسیار داں | چنیں گفت با خسروِ کارداں
مرا چوں بود دامن از جرم پاک | نیاید ز خبثِ بد اندیش باک
بخاطر برم ہرگز ایں ظن نرفت | ندانم کہ گفت اینچہ بر من نرفت
شہنشہ برآشفت کاینک وزیر | تعلل میندیش و حجت مگیر
تبسم کناں دست بر لب گرفت | کز و ہرچہ گوید نیاید شگفت
حسودیکہ بیند بجائے خودم | کجا بر زباں آورد جز بدم
من آں ساعت انگاشتم دشمنش | کہ بنشاند شہ زیر دستِ منش
چو سلطاں فضیلت نہد بر ویم | نداند کہ دشمن بود در پیم
مرا تا قیامت نگیرد بدوست | چو بیند کہ در عزِ من ذلِ اوست
بریںت بگویم حدیثے درست | اگر گوش با بندہ داری نخست

مثل

مر ابلیس را دید شخصے بخواب | بقامت صنوبر بروی آفتاب
نظر کرد و گفت اے نظیرِ قمر | ندارند خلق از جمالت خبر
ترا سہمگن روئے پنداشتند | بگرمابہ در زشت بنگاشتند
بخندید و گفت آں نہ شکلِ منست | ولیکن قلم در کفِ دشمنست
برانداختم بیخِ شاں از بہشت | کنونم بکیں میںنگارند زشت
مرا ہمچنیں نامِ نیک ست لیک | ز علت نگوید بد اندیش نیک

کہ چوں: بیان علت ہے۔ بد گہر: بد اصل۔ لاجرم: ناچار۔ داردم: میم ضمیر متصل حرم کا مضاف الیہ ہے۔ در حرم: میرے گھر میں۔ خسرو: بادشاہ۔ کارداں: زیرک۔ خبث: بد باطنی۔ بد اندیش: بد خواہ، دشمن۔ باک: خوف۔ بخاطر برم: بر زائد ہے۔ کہ گفت ایں چہ بر من نرفت: یعنی میں نے تو کیا نہیں پھر تم سے نہ جانے کس نے کہہ دیا یہ جو کچھ مجھ سے سرزد نہ ہوا۔ برآشفت: غصہ ہوا، وگفت مقدر ہے۔ کہ اینک وزیر: کہ اسی وزیر قدیم نے کہا۔ اینک: ایں کا مصغر ہے۔ تعلل: بہانہ بازی۔ حجت مگیر: دلیل سازی مت کر۔ تبسم کناں: ہنستے ہوئے۔ دست بر لب: یعنی اظہار تعجب کیا۔ کز و: کہ از او یعنی وزیر کہن سے۔ شگفت: تعجب و نادر۔ بجائے خودم: اپنی جگہ مجھ کو۔ جز بدم: میری برائی کے سوا۔ زیر دست: ماتحت۔ بر ویم: بر روے مرا۔ نداند: اس کا فاعل سلطان ہے۔ در پیم: میرے پیچھے لگا ہوا۔ نگیرد بدوست: مجھے دوست نہیں بنا سکتا۔ عز: عزت۔ ذل: ذلت، رسوائی۔ حدیث: یعنی قصہ۔ ابلیس: ناری مخلوق ہے کوئی شکل اختیار کرسکتا ہے مگر کسی نبی کی شکل اختیار نہیں کرسکتا، ہاں خدا کی شکل اختیار کرسکتا ہے کہ خدا کے لیے کوئی شکل نہیں اور بندہ دھوکہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ صنوبر: ایک قسم کا سرو جس سے معشوق کے قد اور اس کے خرام کو تشبیہ دیتے ہیں۔ نظیر قمر: مانند ماہتاب، ماہ رو۔ جمال: حسن و خوبروئی۔ سہمگن: ہولناک۔ گرمابہ: حمام، طریقہ تھا کہ حمام میں خوفناک تصویریں بناتے تھے۔ زشت: بری۔ گفت آں: یعنی حمام کی تصویر۔ کف: ہتھیلی ہاتھ۔ برانداختم: دشمنی کی علت بتائی۔ بیخ شاں: یعنی انسانوں کی اصل حضرت آدم علیہ السلام کو میں نے جنت سے نکلوایا۔ کیں: کینہ، بغض۔ علت: دل کی بیماری یعنی حسد۔ بد اندیش: بدخواہ یعنی انسان۔

جاہ: مرتبہ۔ آبش بریخت: اسی کی آبرو برباد کردی۔ فرسنگ: تین میل یعنی کوسوں دور۔ خشم: غصہ۔ دلاور: نڈر، بے باک، جری۔ حرف: یعنی بات۔

ب ا

وزیرے کہ جاہِ من آبش بریخت | بفرسنگ باید ز مکرش گریخت
ولیکن نیندیشم از خشمِ شاہ | دلاور بود در سخن بیگناہ
چو حرفم برآید درست از قلم | مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم
بیاوردہ عامل غش اندر میاں | نیندیشد از رفعِ دیوانیاں
اگر محتسب گردد آنرا غمست | کہ سنگ ترازوئے بارش کمست
مَلِک در سخن گفتنش خیرہ ماند | سرِ دست فرماندہی برفشاند
کہ مجرم بزرق و زباں آوری | ز جرمیکہ دارد نگردد بری
ز خصمت ہمانا کہ نشنیدہ ام | نہ آخر بچشم خودت دیدہ ام
کزیں زمرۂ خلق در بارگاہ | نمی باشدت جز درایناں نگاہ
بخندید مردِ سخنگوی و گفت | حقست ایں سخن حق نشاید نہفت
دریں نکتۂ ہست اگر بشنوی | کہ حکمت رواں باد و دولت قوی
نہ بینند کہ درویش بیدستگاہ | بحسرت کند در توانگر نگاہ
مرا دستگاہِ جوانی برفت | بلہو و لعب زندگانی برفت
ز دیدار ایناں ندارم شکیب | کہ سرمایہ دارانِ حسنند و زیب
مرا ہمچنیں چہرہ گلفام بود | بلوریں تنم از خوبی اندام بود
دریں غایتم رشت باید کفن | کہ مویم چو پنبہ ست و دوکم بدن
مرا ہمچنیں جعدِ شبرنگ بود | قبا در بر از نازکی تنگ بود
دو رستہ دُرم در دہاں داشت جاے | چو دیوارے از خشتِ سیمیں بپاے
کنونم نگہ کن بوقتِ سخن | بیفتاد یک یک چو جسرِ کہن

حرف گیر: نکتہ چیں، عیب جو۔ عامل: کارکن۔ غش: کھوٹ۔ از رفع دیوانیان: کچہری والوں کے محاسبہ و معاینہ سے۔ محتسب: کوتوال کی طرح ایک عہدہ دار افسر جو غلے کا نرخ اور ترازو کے باٹ وغیرہ کی جانچ پر مقرر ہوتا ہے۔ گردد: گھومے۔ بازار کا چکر لگائے۔ خیرہ: ششدر، حیران۔ سر دست افشاندن: غضب ناک ہونا، یعنی سطوت وغضب سلطانی کو عمل میں لایا۔ زرق: حیلہ وفن۔ چرب زبانی: زبان آوری۔ نہ آخر: یعنی صرف وزیر سے سنی سنائی نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ میں نے تیری حرکتوں کو خود دیکھا ہے۔ زمرہ: جماعت، گروہ۔ زمرۂ خلق: یعنی لوگوں کا مجمع۔ ایناں: یعنی یہ دونوں خوبرو غلام۔ حق نشاید نہفت: حق چھپانا نہیں چاہئے۔ نکتہ: باریکی، باریک بات۔ سرخی: کہ حکمت ...... الخ: (دعائیہ ہے) خدا کرے تیرا حکم جاری اور تیری حکومت مضبوط رہے۔ بے دستگاہ: بے قدرت و طاقت، بے سرو سامان۔ دستگاہِ جوانی: جوانی کی طاقت۔ لہو و لعب: کھیل کود۔ شکیب: صبر۔ کہ سرمایہ داران: کیوں کہ وہ دونوں حسن و زیبائش کے سرمایہ دار ہیں، یعنی انتہائی حسین و زیبا ہیں۔ گلفام: یعنی پھول کے مانند سرخ وشگفتہ۔ بلور: ایک چمک دار جوہر جو نہایت شفاف ہوتا ہے۔ بلوریں: بلور کے مانند۔ اندام: جسم، بدن۔ دریں غایتم: اس کبرسنی میں، درِ غایتم پڑھیں تو ترکیب مقلوبی ہے یعنی غایت الامر اور غایت الباب میرا حال یہ ہے کہ اپنے لیے کفن تیار کروں۔ رشتن: بمعنی ریسیدن کاتنا۔ دوکم بدن: میرا بدن تکلا ہوگیا۔ دوک: روئی کاتنے کا تکلا۔ جعد: گھونگھریالے بال، زلفیں۔ شبرنگ: یعنی سیاہ۔ در بر: سینے پر، جسم پر۔ دو رستہ: بفتح را، دو قطار، دو رویہ۔ دُر: موتی، دانت مراد ہیں۔ خشتِ سیمیں: چاندی کی اینٹ۔ جسر: پل۔ کہن: پرانا، یعنی پرانے پل کی اینٹوں کی طرح میرے سارے دانت ایک ایک کرکے گر چکے ہیں۔ جسر کہن سے اس بنا پر تشبیہ دیا کہ پل دیگر عمارتوں کے مقابلے میں پانی کے دھکے کے سبب جلد تر منہدم ہوجاتا

-ے

در ایشاں بحسرت چرا نگرم ۔۔۔ کہ عمرِ تلف کردہ یاد آورم

برفت از من آں روزہائے عزیز ۔۔۔ بپایاں رسد ناگہ ایں روز نیز

چو دانشور ایں دُرِ معنی بسُفت ۔۔۔ بگفت ایں کزاں بہ محالست گفت

در ارکانِ دولت نگہ کرد شاہ ۔۔۔ کزیں خوبتر لفظ و معنی مخواہ

کسے را نظر سوئے شاہد رواست ۔۔۔ کہ داند بدیں شاہدی عذر خواست

بعقل ار نہ آہستگی کردمے ۔۔۔ بگفتارِ خصمش بیازردمے

بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ ۔۔۔ بدنداں بَرد پشتِ دستِ دریغ

ز صاحب غرض تا سخن نشنوی ۔۔۔ کہ گر کار بندی پشیماں شوی

نکونام را جاہ و تشریف و مال ۔۔۔ بیفزود و بدگوی را گوشمال

بتدبیرِ دستورِ دانشورش ۔۔۔ بہ نیکی بشد نام در کشورش

بعدل و کرم سالہا مُلک راند ۔۔۔ برفت و نکونامی از وے بماند

چنیں پادشاہاں کہ دیں پرورند ۔۔۔ ببازوئے دیں گوئے دولت برند

از اناں نہ بینم دریں عہد کس ۔۔۔ وگر ہست بوبکر سعدست و بس

خدیوِ خردمند فرخ نہاد ۔۔۔ کہ شاخِ امیدش برومند باد

بہشتی درختی تو اے پادشاہ ۔۔۔ کہ افگندۂ سایہ یکسالہ راہ

طَمَع بود در بختِ نیک اخترم ۔۔۔ کہ بالِ ہمای افگند بر سرم

خرد گفت دولت نہ بخشد ہمای ۔۔۔ گر اقبال خواہی دریں سایہ آی

خدایا برحمت نظر کردۂ ۔۔۔ کہ ایں سایہ بر خلق گستردۂ

دعا گوئے ایں دولتم بندہ وار ۔۔۔ خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار

حسرت: افسوس۔ عمر: زندگی۔ تلف کردہ: برباد کی ہوئی مراد گزری ہوئی۔ روزہائے عزیز: یعنی ایام جوانی۔ پایان: نہایت۔ آخر۔ دُرِ معنی بسفت: معنی کے موتی پروئے۔ یعنی سخن لطیف و آبدار کہا اور اس خوابی سے تقریر کیا کہ بادشاہ مطمئن ہوگیا۔ مگفت: یعنی بادشاہ نے دل میں کہا کہ اس سے بہتر جوابی گفتگو نہیں ہوسکتی۔ ارکان دولت: کار گزارانِ سلطنت مراد وزیر کہن ہے۔ شاہد: معشوق۔ کہ داند: جو اس خوبی و عمدگی کے ساتھ عذر خواہی کا ڈھنگ جانتا ہو۔ آہستگی: تحمل، بردباری۔ خصم: دشمن، وزیر کہن مراد ہے۔ تندی: تیزی۔ سبک: عجلت۔ جلد بازی۔ دست بردن بہ تیغ: قتل کرنے سے عبارت ہے۔ دریغ: افسوس۔ صاحب غرض: (بفکِ اضافت) خود غرض، دشمن۔ کہ گر کار بند ...... الخ: اس لیے کہ اگر عمل کروگے تو پشیمان ہوگے۔ نکونام را: یعنی وزیر نو کے لیے۔ تشریف: بزرگ بنانا، اعزاز عطا کرنا۔ بدگو: یعنی پرانا وزیر۔ گوشمال: یعنی سزا۔ دستورِ دانشور: عقلمند وزیر۔ بشد: یعنی بادشاہ کا نام روشن ہوگیا۔ برفت: یعنی بادشاہ اس دنیا سے چلا گیا۔ کہ دیں پرورند: جو دین کو فروغ دیتے ہیں۔ گوئے: گیند، سبقت۔ از آناں: یعنی دین پرور بادشاہوں میں سے۔ بوبکر سعد: یعنی ابوبکر بن سعد زنگی (٦٢٣ھ - ٦٦٨ھ)

خدیو: بادشاہ۔ فرخ: مبارک۔ کہ شاخ ...... الخ: جملہ دعائیہ ہے۔ برومند: پھلدار۔ بہشتی درختی (بیائے خطاب) تو جنتی درخت ہے، یعنی شجر طوبیٰ جس کا سایہ ایک سالہ راہ ہے (باعتبار کثرت سایہ۔ طمع: امید۔ بخت: مقدر۔ اختر: یعنی ستارۂ قسمت۔ بالِ ہما: ہما پرندے کا سایہ مبارک اور باعث اقبال سمجھا جاتا ہے یعنی تو مجھے اقبال مند بنا دے۔ دریں سایہ یعنی ممدوح کے سایہ عاطفت میں۔ کہ ایں سایہ: کہ اس عدل گستر بادشاہ کا سایہ۔ ایں دولتم: یعنی میں بھی غلامانہ اسی ممدوح کی دولت و حکومت کا دعا گو ہوں۔ پایندہ دار: ہمیشہ قایم رکھ۔

صواب ست: بعد دعا بطور پند و نصیحت مضمون سابق کی طرف رجوع ہے، یہ شعر سابق میں مذکور شعر سے تعلق رکھتا ہے یعنی "سہلست لعل بدخشاں شکست"۔ پیش از کشش: یعنی پیش از کشتن او، اس کو قتل کرنے سے پہلے قید کرنا درست ہے۔ خداوند فرمان: یعنی بادشاہ حکمراں۔ شکوہ: سطوت و دبدبہ۔ ستوہ: عاجز۔ تحمل: بردباری، برداشت۔ پائدار: ثابت قدم رہو۔ چو خشم ......: یعنی جنگ میں پامردی تو غیرت مند کا جوہر ہے اسے میں کچھ نہیں کہتا البتہ کمال یہ ہے کہ جب تجھے غصہ آئے تو تو اپنے کو قابو میں رکھے اور غصہ پی جائے۔ عقل بر جائے دار: عقل ٹھکانے رکھو۔ زیردست: یعنی مغلوب۔ چو لشکر: یعنی جب غصہ کا دشمن گھات سے نکل کر لشکر کشی کرتا ہے تو پھر نہ انصاف رہ جاتا ہے نہ دین و تقویٰ، سب کا نقصان ہوتا ہے۔ دیو: یعنی غصے کا بھوت۔ ملک: آسمان۔ ملک: فرشتہ، انسان جب غصہ کرتا ہے فرشتے دور بھاگتے ہیں یا یہ کہ ملک کنایہ ہے صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ سے یعنی انسان غصہ کے وقت صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ نہ بر حکم شرع: نہ برائے استفہام انکاری یعنی یوں تو پانی پینا مباح ہے لیکن کیا ایسا نہیں ہے کہ حکم شرع کے مطابق رمضان کے دن میں پانی پینا گناہ و خطا ہے۔ بفتویٰ: یعنی حکم شرع کے مطابق۔ خوں بریزی: خون بہائے، قتل کرے یعنی شرعی حد جاری کرے۔ شرع: شریعت اسلام۔ ز کشتنش: (بسکون نون بوجہ ضرورت شعری) اس کو قتل کرنے سے۔ الا: حرف تنبیہ۔ آگاہ، خبردار، تا ہرگز۔ باک: خوف، ڈر۔ تبار: خاندان، کنبہ۔ کساں: کس کی جمع۔ اگر دانی: اگر تم مقتول کے کنبے میں کچھ ایسے لوگوں سے واقف ہو جو محتاج مراعات ہیں تو ان کی راحت رسانی کا انتظام کرو۔ ستمگارہ: ستمگر، ظالم۔ تاوان: جرم و جنایت کا بدلہ۔ تنت: اس سے پہلے فرض کردم مقدر ہے۔ وے: یعنی دشمن۔ حصار: قلعہ، قلعہ کی دیوار۔ کشور: یعنی اہل کشور، رعایا۔ زندانیاں: زندانی کی جمع قیدی۔ دیار: ملک۔ خساست: کمینگی۔ خویش و تبار: اپنے اور کنبہ والے، عزیز و اقارب۔ اقلیم: ملک۔ غربت: مسافرت، پردیس۔ کہ مسکیں ......الخ: یعنی وہ کہیں گے کہ بیچارہ پردیسی ملک میں مر گیا، اس نے جو کچھ مال و متاع چھوڑا ظالم حکمراں دبا لے گیا۔

صوابست پیش از کشش بند کرد — که نتواں سر کشته پیوند کرد
خداوند فرماں و رای و شکوه — ز غوغائے مردم نگردد ستوه
سر پر غرور از تحمل تهی — حرامش بود تاج شاهنشهی
نگویم چو جنگ آوری پایدار — چو خشم آیدت عقل بر جای دار
تحمل کند هر کرا عقل هست — نه عقلے که خشمش کند زیردست
چو لشکر بروں تاخت خشم از کمیں — نه انصاف ماند نه تقوی نه دیں
ندیدم چنیں دیو زیر فلک — کزو میگریزند چندیں ملک

گفتار

نه بر حکم شرع آب خوردن خطاست — وگر خوں بفتوی بریزی رواست
اگر شرع فتوی دهد بر ہلاک — الا تا نداری ز کشتنش باک
وگر دانی اندر تبارش کساں — بر ایشاں ببخشای و راحت رساں
گنه بود مرد ستمگاره را — چه تاوان زن و طفل بیچاره را
تنت زورمند ست و لشکر گراں — و لیکن در اقلیم دشمن مراں
که وے بر حصارے گریزد بلند — رسد کشورے بیگنه را گزند
نظر کن در احوال زندانیاں — که ممکن بود بیگنه در میاں
چو بازارگاں در دیارت بمرد — بمالش خساست بود دست برد
کزاں پس که بر وے بگریند زار — ق — بهم باز گویند خویش و تبار
که مسکیں در اقلیم غربت بمرد — متاعے کزو ماند ظالم ببرد

بیندیشش از آں طفلکِ بے پدر | وز آہِ دلِ دردمندش حَذَر
بسا نام نیکوئے پنجاہ سال | کہ یک نام زشتش کند پائمال
پسندیدہ کارانِ جاوید نام | تطاول نکردند بر مالِ عام
بر آفاق گر سر بسر بادشاست | چو مال از توانگر ستاند گداست
بمرد از تہیدستی آزاد مرد | ز پہلوئے مسکیں شکم پر نکرد

حکایت

شنیدم کہ فرماندہے دادگر | قبا داشتے ہر دو رو آستر
یکے گفتش اے خسروِ نیک روز | قبائے ز دیبائے چینی بدوز
بگفت ایں قدر ستر و آسایش ست | وزیں بگذری زیب و آرایش ست
نہ از بہر آں میستانم خراج | کہ زینت کنم بر خود و تخت و تاج
چو ہمچوں زناں حُلّہ در تن کنم | بمردی کجا دفعِ دشمن کنم
مرا ہم ز صد گونہ آز و ہواست | ولیکن خزینہ نہ تنہا مراست
خزائن پُر از بہرِ لشکر بود | نہ از بہر آئین و زیور بود
سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ | ندارد حدودِ ولایت نگاہ
چو دشمن خرِ روستائی بَرَد | مَلِک باج و دہ یک چرا میخورد
مخالف خرش بُرد و سلطاں خراج | چہ اقبال بینی دراں تخت و تاج
مروّت نباشد برافتادہ زور | بَرَد مرغِ دوں دانہ از پیشِ مور
رعیّت درختست گر پروری | بکامِ دلِ دوستاں برخوری

طفلک: کاف تصغیر برائے ترحم۔ بے پدر: یتیم۔ حذر: بمعنی حذر کن، پرہیز کرد، بچو۔ بسا: یعنی بسا اوقات۔ کہ یک نام: کہ ایک بدنامی اس کو برباد کر دیتی ہے۔ پسندیدہ کار: عمدہ کام کرنے والا، جاوید نام: ہمیشہ نام باقی رکھنے والے۔ تطاول: دست درازی، ظلم وزیادتی۔ آفاق: دنیا، افق کی جمع ہے، کنارۂ آسمان۔ ستاند: یعنی براہِ ظلم ستم۔ تہی دستی: تنگ دستی، مفلسی۔ آزادمرد: غیرت مند بہادر۔ ز پہلوئے مسکین: لیکن کسی مسکین کا چھین کر شکم پُر نہیں کرتا یعنی اپنی منفعت کے لیے کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ فرماندہ: حاکم، بادشاہ۔ دادگر: انصاف ور۔ قبا: دو تہوں والا، اچکن۔ ہر دو رو آستر: دونوں رخ پر معمولی کپڑا (استر)۔ قبائے دیبائے چینی: چینی ریشم کا کپڑا۔ بدوز: یعنی ایسی قبا سلا لے جس کا اوبرا چینی ریشمی کپڑے کا عمدہ ہو۔ ستر: پردہ۔ آسایش: یعنی بدن ڈھانکنے اور آرام کے لیے ہے۔ زیب: زینت۔ آرایش: بناؤ سنگھار۔ آں: یعنی زینت و آرائش۔ خراج: زمین کا محصول، لگان اور باج: تاجروں سے وصول کی جانے والی چنگی۔ کہتے ہیں کہ حربی سے ۱۰/ فیصدی، ذمی سے ۵/ فیصدی اور مسلمان سے ۲/۱، ۲ فیصد لی جاتی ہے۔ حلہ: ریشمی لباسِ فاخرہ۔ بمردی: با قسیہ۔ بہادری کی قسم ہے۔ دفع: مدافعت۔ آز و ہوا: خواہش وتمنا۔ خزینہ: خزانہ شاہی۔ خزائن: خزینہ کی جمع۔ آئین وزیور: آراستگی اور سجاوٹ۔ حدودِ ولایت: ملک کی سرحدیں۔ روستائی: دہقانی۔ دہ یک: دسواں، عشر۔ مخالف: دشمن۔ اقبال: فروغ وترقی سے عبارت ہے۔ مروت. انسانیت، شرافت۔ دوں: کمینہ۔ کام: مقصد۔ برخوری: پھل کھاؤ گے یعنی فائدہ اٹھاؤ گے۔

از بیخ و بارش مکن: اس درختِ رعایا کو جڑ بنیاد سے مت اکھیڑو۔ حیف: افسوس۔ کساں: یعنی ایسے ہی لوگ بخت و جوانی سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں جو

بہ بیرحمی از بیخ و بارش مکن ‌ کہ ناداں کند حیف بر خویشتن
کساں برخورند از جوانی و بخت ‌ کہ بر زیردستاں نگیرند سخت
اگر زیردستے در آید ز پای ‌ حذر کن ز نالیدنش بر خدای
چو شاید گرفتن بنرمی دیار ‌ بہ پیکار خوں از مسامے میار
بمردی کہ ملکِ سراسر زمیں ‌ نیرزد کہ خونے چکد بر زمیں

حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ‌ بسر چشمۂ بر سنگے نوشت
بریں چشمہ چوں ما بسے دم زدند ‌ برفتند چوں چشم برہم زدند
گرفتیم عالم بمردی و زور ‌ ولیکن نبردیم با خود بگور
چو بر دشمنے باشدت دسترس ‌ مرنجانش کو را ہمیں غصہ بس
عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت ‌ بہ از خونِ او گشتہ در گردنت

حکایت

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار ‌ ز لشکر جدا ماند روز شکار
دواں آمدش گلہ بانے بپیش ‌ شہنشہ بر آورد تغلق ز کیش
بصحرا در از دشمناں دار باک ‌ کہ در خانہ باشد گل از خار پاک
بر آورد چوپانِ بددل خروش ‌ کہ دشمن نیم در ہلاکم مکوش
من آنم کہ اسپانِ شہ پرورم ‌ بخدمت دریں مرغزار آورم

ضعیفوں اور ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے۔ حذر کن: بارگاہ خداوندی میں ان کی گریہ و زاری اور دعا کرنے سے بچو، ڈرو، خوف کرو کہ ان کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔ شاید گرفتن: حاصل کیا جا سکتا ہو۔ دیار: ملک۔ پیکار: جنگ۔ مسام: بال کی جڑوں کا سوراخ۔ بمردی: جوانمردی کی قسم، کہ ایک جان ناحق ضائع کر کے پورے روئے زمین کی بادشاہی حاصل کرنا مناسب نہیں (کم آزاری کی ترغیب میں مبالغہ ہے) جمشید: شاہانِ عجم سے ہے کہتے ہیں جن و شیاطین اس کے لیے مسخر تھے، تین سو یا پانچ سو سال حکومت کیا۔ آخر ضحاک کے ہاتھوں مارا گیا۔ فرخ سرشت: مبارک خصلت والا۔ بر سنگے نوشت: ایک پتھر پر کندہ کرا کے کتبہ لگا دیا۔ دم زدند: یعنی ہم جیسے بہتوں نے دم مارا، دعویٰ کیا۔ برفتند: بمعنی مردند۔ عالم: دنیا۔ نبردیم با خود بگور: اپنے ساتھ قبر میں نہ لے سکیں گے۔ دسترس: قابو و زور۔ ہمیں غصہ: یعنی تمہاری فتحیابی کا۔ سرگشتہ: پھرتا ہوا۔ پریشان۔ پرامن: ارد گرد۔ بہ از خون او: یعنی اس کے خون کا وبال۔ دارا: ایران کا مشہور بادشاہ، سکندر کا حریف۔ تبار: خاندان، اصل و نسب۔ دواں: دوڑتا ہوا۔ گلہ بان: گھوڑوں کے ریوڑ کا محافظ، چرواہا۔ شہنشہ: یعنی دارا۔ تغلق: تیر بے پیکان (ترکی لفظ ہے) کیش: تیردان، ترکش۔ بصحرا: (مقولۂ شیخ ہے) در: زائد ہے۔ کہ در خانہ: کہ گھر میں تو پھول بے خار دار باڑھ کے محفوظ رہتا ہے، جب کہ گلشن میں کانٹوں کی باڑھ ضروری ہے۔ چوپان: چرواہا (گھوڑے یا بکریوں کا) بددل: یعنی خوف زدہ۔ خروش: فریاد و گریہ، شور و غوغا۔ کہ دشمن نیم: خروش کا بیان ہے، اسپان: اسپ کی جمع، الف نون کے ساتھ کبھی غیر ذوی العقول کی بھی جمع بنا لیتے ہیں۔ مرغزار: سبزہ زار، چراگاہ۔

ملک: بادشاہ۔ دلِ رفتہ: اڑا ہوا دل۔ آمد بجائے: یعنی حواس بحال ہوئے۔ نکوہیدہ رائے: مذموم عقل، بد عقل۔ یاوری: مدد۔ سروش: حضرت جبرئیل

ملک را دلِ رفتہ آمد بجای | بخندید وگفت اے نکوہیدہ رای
ترا یاوری کرد فرخ سروش | وگرنہ زہ آوردہ بودم بگوش
نگہبانِ مرعیٰ بخندید وگفت | نصیحت ز یاراں نشاید نہفت
نہ تدبیرِ محمود و رائے نکوست | کہ دشمن نداند شہنشہ ز دوست
چنانست در مہتری شرطِ زیست | کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
مرا بارہا در حضر دیدۂ | ز خیل و چراگاہ پرسیدۂ
کنونت بمہر آمدم پیش باز | نمیدانیَم از بد اندیش باز
توانم من اے نامور شہریار | کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
مرا گلہ بانی بعقلست و رای | تو ہم گلۂ خویش داری بپای
دراں دارِ ملک از خلل غم بود | کہ تدبیرِ شاہ از شباں کم بود

گفتار

تو کے بشنوی نالۂ داد خواہ | بکیواں برت کلۂ خوابگاہ
چناں خسپ کاید فغانت بگوش | اگر داد خواہے برآرد خروش
کہ نالد ز ظالم کہ در دورِ تست | کہ ہر جور کو میکند جورِ تست
نہ سگ دامنِ کاروانے درید | کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید
دلیر آمدی سعدیا در سخن | چو تیغے بدستست فتحے بکن
بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ | نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ دہ
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوی | طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوی

علیہ السلام یا ہر فرشتۂ پیغام آور۔ زہ: کمان کا چلہ۔ نگہبانِ مرعیٰ: چراگاہ کا محافظ یعنی چرواہا۔ تدبیر محمود: پسندیدہ تدبیر۔ کہ دشمن نداند: کہ دشمن کو ممتاز نہ کر سکے۔ مہتری: سرداری یہاں بادشاہی مراد ہے۔ کہتر: چھوٹا۔ حضر: یعنی دربار۔ خیل: گھوڑے۔ مہر: محبت۔ نمی دانیم: میم ضمیر مفعولی ہے۔ بد اندیش: بدخواہ، دشمن، یعنی مجھ کو دشمن و بدخواہ سے ممتاز نہ کر سکے۔ کہ اسپے......الخ: یعنی میں اپنا ایک گھوڑا لاکھوں میں پہچان کر نکال سکتا ہوں۔ گلہ بانی: ریوڑ کی نگہبانی۔ گلۂ خویش: یعنی اپنی رعایا کو۔ دارِ ملک: دارالسلطنت۔ شباں: چرواہا۔ نالہ: آہ و فغاں۔ داد خواہ: طالب انصاف، فریادی۔ کیواں: زحل، فلک ہفتم پر ایک ستارہ ہے۔ برت: بر زائد ہے اور تا ضمیر خوابگاہ کا مضاف الیہ۔ کلّہ: مچھر دانی، یعنی تو کسی فریادی کی فریاد کیسے سن سکتا ہے جب کہ تیری خوابگاہ ساتویں آسمان پر ہو (دوری بتانے میں مبالغہ ہے) فغاں: یعنی فریاد کی آواز۔ خروش: فریاد کا شور، چیخ و پکار۔ جورِ تست: یعنی ہر ظالم کو ظلم سے روکو اور مظلوم کو فریاد کا موقع نہ دو، ورنہ تمہارا ظلم متصور ہوگا۔ کہ دہقاں: کہ بمعنی بلکہ۔

کہ سگ پرورید: جس نے کتا پالا۔ سعدیا: اے سعدی۔ چو تیغے: یعنی جب تیغ زبانِ حق ترجمان تیرے پاس ہے تو جو کچھ گفتنی بات ہو کہہ ڈالو۔ عشوہ: کرشمہ، فریب۔ زباں بند: یعنی یا تو حکیمانہ پند و نصائح سے کتاب دھو ڈالو اور زبان روک لو یا لالچ چھوڑ دو اور بیباکی سے حق بولو اور پند و نصیحت کرو۔

حکایت

خبر یافت گردن کشے در عراق ۔۔۔ کہ میگفت مسکینے از زیرِ طاق
توہم بر درے ہستی امیدوار ۔۔۔ پس امید بردر نشیناں برار
دلِ دردمنداں برآور زبند ۔۔۔ کہ ہرگز نباشد دلت دردمند
پریشانئ خاطرِ دادخواہ ۔۔۔ براندازد از مملکت پادشاہ
تو خفتہ خنک در حرم نیمروز ۔۔۔ غریب از بروں گو بگرما بسوز
ستانندۂ دادِ آں کس خداست ۔۔۔ کہ نتواند از پادشہ داد خواست

حکایت

یکے از بزرگانِ اہلِ تمیز ۔۔۔ حکایت کند ز ابنِ عبد العزیز
کہ بودش نگینے بر انگشتری ۔۔۔ فرو ماندہ در قیمتش جوہری
بشب گفتی آں جرمِ گیتی فروز ۔۔۔ درے بود در روشنائی چو روز
قضارا درآمد یکے خشک سال ۔۔۔ کہ شد بدرِ سیمائے مردم ہلال
چو در مردم آرام و قوّت ندید ۔۔۔ خود آسودہ بودن مروّت ندید
چو بیند کسے زہر در کامِ خلق ۔۔۔ کیش بگذرد آبِ نوشیں بحلق
بفرمود و بفروختندش بسیم ۔۔۔ کہ رحم آمدش بر غریب و یتیم
بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد ۔۔۔ بدرویش و مسکین و محتاج داد
بُریدند بر وے ملامت کناں ۔۔۔ کہ دیگر بدستت نیاید چناں
شنیدم کہ میگفت و بارانِ دمع ۔۔۔ بعارض فرو میدویدش چو شمع

گردن کش: یعنی بادشاہ۔ عراق: مشہور ملک ہے، پہلے دو تھے (۱) عراق عرب بسوئے دجلۂ بغداد (۲) عراق عجم زمین ایران میں۔ طاق: شاہی محل۔ یا مراد محل ہے۔ توہم: یعنی اے بادشاہ تو بھی۔ بردرے: یعنی دربار ایزدی میں۔ امید بر در نشیناں: یعنی دربار شاہی کے امیدواروں کی امید پوری کر۔ حاجت روائی کر۔ بند: قید۔ خاطر: دل۔ دادخواہ: طالب انصاف، مظلوم۔ از مملکت: یعنی تخت سلطنت سے بادشاہ کو اتار پھینکتی ہے۔ خنک: یعنی آرام سے۔ حرم: گھر، محل، زنانخانہ۔ نیمروز: دوپہر۔ بگرما: یعنی موسم گرما کی تپش۔ کہ نتواند داد خواست: جو انصاف نہ طلب کرسکے۔ اہل تمیز: اہل علم، ممتاز (شاید ابن جوزی مراد ہیں) ابن عبدالعزیز: حضرت عمر بن عبدالعزیز، مشہور اموی خلیفہ ہیں ،خلفائے راشدین میں سے ہیں کہ آپ کی خلافت بھی منہاج نبوت پر قایم تھی، صفر ۹۹ھ میں خلیفہ ہوئے رجب ۱۰۱ھ میں ۲/سال ۵/مہینہ کی خلافت کے بعد بعمر ۳۹ سال ۶ مہینہ وصال فرمایا۔ نگینہ: نگ۔ انگشتری: انگوٹھی، فرو ماندہ: یعنی جوہری اس کی قیمت لگانے میں عاجز تھے کیوں کہ نہایت قیمتی تھا۔ گفتی: گویا۔ جرم: جسم۔ گیتی فروز: دنیا روشن کرنے والا۔ دُر: موتی۔ قضارا: را بمعنی از ہے، حکم الٰہی سے، اتفاقاً۔ خشک سال: یعنی قحط پڑ گیا۔ کہ شد: یعنی لوگوں کا ماہِ تمام جیسا روشن چہرہ ماہِ نو کے مانند بے رونق ہوگیا، یعنی چہروں پر غم کی جھریاں پڑ گئیں۔ آدمیت: جوانمردی، اخلاقی تقاضا۔ کام: حلق۔ کیش: کے اورش ضمیر بحلق کا مضاف الیہ راجع بجانب کس ہے۔ آبِ نوشیں: شیریں پانی۔ بفروختند: یعنی اصحاب اعتماد۔ سیم: چاندی یعنی دراہم۔ غریب و یتیم: یعنی بے سہارا اور کمزور۔ نقدش: یعنی اس کی قیمت میں ملے سکّے۔ تاراج داد: لٹا دیا۔ محتاج: حاجت مند۔ بریدند: طعنہ دیا اور ایک نسخے میں ہے "فتادند"۔ ملامت کناں: سرزنش کرتے ہوئے، یعنی رقم خیرات کرنے پر لوگوں نے ملامت کیا کہ آپ نے یہ نگینہ کیوں بیچ ڈالا۔ بارانِ دمع: آنسوؤں کی بارش، یعنی وہ کہہ رہے تھے اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ عارض: رخسار یعنی وہ رخسار پر شمع کی طرح آنسو رول رہے تھے۔ چوں شمع: موم بتی جلتی ہے تو پگھل کر گویا آنسو بہاتی ہے۔

زشت: برا۔ پیرایہ: زینت، آرائش۔ شہریار: بادشاہ، شہری رعایا۔ ناتوانی: ضعف، بدحالی۔ فگار: خستہ، زخمی۔ نشاید: مناسب ہے۔ اندوگیں: رنجیدہ و غمناک۔ خنک: خوش و خرم۔ مردوزن: فارسی محاورے میں اس طرح کی دو لفظوں کی بالمقابل ترکیب سے جمع اور سب کا معنی مراد لیتے ہیں، جیسے عرش وفرش، مرغ و ماہی، مرد و زن۔ گزیند: یعنی ترجیح دیتا ہے۔ ہنر پروراں: اہل فضل یعنی بادشاہانِ عادل۔ شادی: خوشی۔ خوش: یعنی بآرام و بے فکر۔ سریر: تخت۔ فقیر: مراد عام پریشان حال رعایا ہے۔ زندہ دارد: یعنی راتوں کو بھی رعایا کی خبر گیری رکھے۔ دیر یاز: بمعنی دراز۔ بحمداللہ: یعنی خدا کا شکر بجالاتا ہوں۔ اتا بک ابوبکر بن سعد: شیخ سعدی کا ممدوح، فرمانروائے شیراز۔ پارس: یعنی شیخ کا ملک۔ دیگر: یعنی اب، اس کے بعد، قامت: قدِ ناز۔ مہوشاں: معشوقوں، حسینوں۔ وش: بمعنی مانند، مہ مخفف ہے ماہ کا۔ مہ وشاں: ماہتاب کے مانند۔ پنج بیت: یعنی پانچ شعری غزل۔ خوش آمد: کان کی بھلی لگی، عمدہ محسوس ہوئی۔ مجلس: محفل۔ می سرودند: یعنی مستی ونشاط والے۔ دوش: گزشتہ رات۔ ماہ رو: خوبرو معشوق۔ آغوش: گود، بغل۔ خواب: نیند۔ اے: منادیٰ محذوف ہے، یعنی اے معشوقِ خوش اندام! کہ سرو بھی تیرے سامنے پست ہے۔ دمے: تھوڑی دیر، نرگس: معشوق کی آنکھ مراد ہے۔ خواب نوشین: میٹھی نیند۔ گلبن: یعنی گلاب۔ فتنہ روزگار: زمانہ بھر کے لیے فتنہ۔ مے لعل دوشیں: گزشتہ رات کی شرابِ سرخ۔ شوریدہ از خواب: نیند سے بدحال۔ مخفت: خفتن مصدر سے فعل نہی خلاف قیاس ہے، مت سو، مطابق قیاس، مخسپ ہے۔ سلطان روشن نفس: اس سے مراد اتابک ابوبکر بن سعد زنگی سلطانِ شیراز ہے۔ اخبار شاہان: یعنی کتب تواریخ سلاطین۔ پیشینہ: گزشتہ۔ تکلہ: برادر سعد، مختصر اجمالی تاریخ اتابکان شیراز یوں ہے۔ اول: اتابک سنقر ۵۴۳ھ بعہد سلطان مسعود سلجوقی حکومت تک پہنچا، تیرہ سال بادشاہی کیا، دوم: اتابک زنگی بن مودود جس نے اتابک سنقر کے بعد ۱۴ سال ملک چلایا اور ۵۷۰ھ میں گزر گیا، سوم: تکلہ بن زنگی جس نے باپ کے بعد بیس سال فرمانروائی کر کے ۵۹۰ھ میں اس جہاں کو کوچ کیا، چہارم: طغرل بن سنقر، جو چچازاد بھائی کے بعد نو سال سلطنت کر سکا۔ پنجم: اتابک سعد بن زنگی جس نے ۵۹۹ھ میں طغرل کو قتل کر کے اس کی جگہ حاصل کی اور اتابک سعد سلطان محمد خوارزم شاہ کے زمانے میں اس کا باجگوار تھا۔ سعد بن زنگی کے بعد اس کا لڑکا ابوبکر بن سعد زنگی (۶۲۳-۶۶۸) مسند آرائے خلافت ہوا اور حضرت شیخ اسی ابوبکر کے زمانے میں تھے۔

کہ زشتست پیرایہ بر شہریار	دل شہری از ناتوانی فگار
مرا شاید انگشتری بے نگیں	نشاید دلِ خلقے اندوہ گیں
خنک آنکہ آسایشِ مرد و زن	گزیند بر آسایشِ خویشتن
نکردند رغبت ہنر پروراں	بشادیِ خویش از غمِ دیگراں
اگر خوش بخسپد ملک بر سریر	نہ پندارم آسودہ خسپد فقیر
وگر زندہ دارد شبِ دیر یاز	بخسپند مردم بآرام و ناز
بحمداللہ ایں سیرت و راہِ راست	اتابک ابوبکر بن سعد راست
کس از فتنہ در پارس دیگر نشاں	نہ بیند مگر قامتِ مہوشاں
یکے پنج بیتم خوش آمد بگوش	کہ در مجلسے می سرودند دوش

قول

مرا راحت از زندگی دوش بود	کہ آں ماہ رویم در آغوش بود
مر او را چو دیدم سر از خواب مست	بدو گفتم اے سرو پیشِ تو پست
دمے نرگس از خوابِ نوشیں بشوی	چو گلبن بخند و چو بلبل بگوی
چہ می خسپی اے فتنۂ روزگار	بیا و زمئے لعلِ دوشیں بیار
نگہ کرد شوریدہ از خواب و گفت	مرا فتنہ خوانی و گوئی مخفت
در ایامِ سلطانِ روشن نفس	نہ بیند دگر فتنہ بیدار کس

حکایت

در اخبارِ شاہانِ پیشینہ ہست	کہ چوں تکلہ بر تختِ زنگی نشست

بدوراَنش: یعنی تکلہ کی حکومت کے دوران میں۔ سبق برد: سبقت وفوقیت لے گیا۔ همیں: یہی خوبی یعنی رعایا کا کسی سے آزردہ نہ ہونا۔ یکرہ: ایک

بار۔ بیحاصلے: یعنی میری زندگی بے نتیجہ برباد ہوگئی۔ جاہ: مرتبہ۔ سریر: تخت۔ الا فقیر: مگر فقیر دنیا سے دولتِ عبادت کا توشہ لے گیا، لہٰذا مجھے بھی گوشہ تنہائی میں عبادت کرنی چاہئے تاکہ آخرت کا توشہ بنا سکوں۔ کنج: گوشہ۔ کہ دریابم: تاکہ ان بچے ہوئے پانچ دنوں کو نتیجہ خیز بنا سکوں یعنی توشۂ عبادت تیار کر سکوں۔ دانائے روشن نفس: وہی صاحب دل مراد ہے۔ تندی: تیزی۔ غصہ۔ برآشفت: غصہ ہوگیا۔ طریقت: یعنی تصوف یہی ہے کہ خدمتِ خلق کئے جاؤ اور یہ نہ سمجھو کہ تصوف گدڑی، مصلی اور تسبیح کا نام نہیں ہے۔ سجادہ: مصلی۔ درویش باش: یعنی سلطانی کرتے ہوئے درویش صفت بنے رہو۔ (یادِ الٰہی میں مصروف رہو) صدق: یعنی حقیقت نمائی۔ ارادت: عقیدت۔ میاں بستہ دار: یعنی آمادہ و مستعد رہو۔ طامات: ڈینگیں، بعض درویش بہت ڈینگتے ہیں وہ ریاکار ہوتے ہیں۔ قدم باید: یعنی درویشانہ عمل چاہئے۔ دم: دعوٰی۔ دمِ بے قدم: بے عمل کا دعوٰی۔ نقد صفا: صفائی قلب و عمل کا سرمایہ۔ بر: پاس۔ پایاب: طاقت، امکانِ مقابلہ۔ از دست دشمن: غلبہ دشمن کے سبب یعنی بڑھاپا غالب

بدوراَنش از کس نیازرد کس	سبق برد گر خود همیں بود و بس
چنیں گفت یکره بصاحبدلے	که عمرم بسر رفت بیحاصلے
چو می بگذرد ملک و جاه و سریر	نبرد از جهاں دولت الّا فقیر
بخواهم بکنجِ عبادت نشست	که دریابم ایں پنج روزے که هست
چو بشنید دانائے روشن نفس	به تندی برآشفت کاے تکله بس
طریقت بجز خدمتِ خلق نیست	به تسبیح و سجّاده و دلق نیست
تو بر تختِ سلطانئے خویش باش	باخلاقِ پاکیزه درویش باش
بصدق و ارادت میاں بسته دار	ز طامات و دعوی زباں بسته دار
قدم باید اندر طریقت نه دم	که اصلے ندارد دمِ بے قدم
بزرگاں که نقدِ صفا داشتند	چنیں خرقه زیرِ قبا داشتند

حکایت

شنیدم که بگریست سلطانِ روم	بر نیکمردے ز اهلِ علوم
که پایابم از دستِ دشمن نماند	جز ایں قلعه و شهر با من نماند
بسے جهد کردم که فرزندِ من	پس از من بود سرورِ انجمن
کنوں دشمنِ بدگهر دست یافت	سرِ دستِ مردی و جهدم بتافت
چه تدبیر سازم چه چاره کنم	که از غم بفرسود جان و تنم
برآشفت دانا که ایں گریه چیست	بریں عقل و همّت بباید گریست
ولایت چه باشد غمِ خویش خور	که از عمر بهتر شد و بیشتر

آنے کے سبب۔ جهد: کوشش۔ سرور انجمن: محفل کا سردار یعنی، بادشاہ۔ پس از من بود: یعنی میں نے بہت کوشش کیا کہ میرا لڑکا میرے بعد اس ملک کا بادشاہ بن جائے مگر افسوس! کوئی لڑکا پیدا نہ ہو سکا۔ بدگهر: بداصل، کمینہ۔ دشمن بدگهر سے مراد بڑھاپا ہے۔ سر دستِ مردی: جوانمردی کا پنجہ مروڑ دیا۔ چارہ: علاج، تدبیر۔ که از غم: کہ غم سے میری جان اور میرا بدن گھلتا جا رہا ہے۔ برآشفت: غصہ ہوگیا۔ بباید گریست: اس عقل و ہمت پر رونا چاہئے، یعنی قابلِ افسوس ہے۔ ولایت: ملک۔ که از عمر بهتر: کہ زندگی کا بہتر اور زیادہ حصہ گزر چکا۔

ترا ایں قدر: تیرے لیے یہ مال و دولت اور حکومت۔ تا بمانی: جب تک تم زندہ رہو۔ چو رفتی: یعنی جب تو مر جائے گا۔ غم او مخور: تم اس کی فکر میں نہ پڑو

ترا ایں قدر تا بمانی بس است — چو رفتی جہاں جائے دیگر کس است

اگر ہوشمند است اگر بیخرد — غم آو مخور کو غم خود خورد

مشقت نیرزد جہاں داشتن — گرفتن بشمشیر و بگذاشتن

تو تدبیر خود کن کہ آں پُر خرد — کہ بعد از تو باشد غم خود خورد

بدیں پنج روزہ اقامت مناز — باندیشہ تدبیر رفتن بساز

کرا دانی از خسروانِ عجم — کہ کردند بر زیر دستاں ستم

کہ در تخت و مُلکش نیامد زوال — نماند بجز مُلکِ ایزد تعال

کرا جاوداں ماندن امید نیست — کہ گیتی ہمیں جائے جاوید نیست

کرا سیم و زر ماند و گنج و مال — پس از وے بچندیں شود پایمال

وزاں کس کہ خیرے بماند رواں — دمادم رسد رحمتش بر رواں

بزرگے کزو نامِ نیکو بماند — تواں گفت با اہلِ دل کو بماند

الا تا درختِ کرم پروری — کہ بیشک برِ کامرانی خوری

کرم کن کہ فردا کہ دیواں نہند — منازل بمقدارِ احساں دہند

یکے را کہ سعیِ قدم بیشتر — بدرگاہِ حق منزلت پیشتر

یکے باز پس خائن و شرمسار — بپوشد ہمی مرد ناکردہ کار

بہل تا بدنداں برد پشت دست — تنورے چنیں گرم و نانے نہ بست

بدانی گہِ غلہ برداشتن — کہ سستی بود تخم ناکاشتن

حکایت

خدا دوست نامی در اقصائے شام — گرفت از جہاں کنجِ غارے مقام

جس کو خود اپنی فکر ہو، یعنی فرزند جسے اپنی سلطنت کی پڑی رہے گی۔ مشقت نیرزد: رنج کشی قیمت نہیں رکھتی، یعنی جہانبانی کہ جس کا آغاز قتل و غارت اور لوٹ ہے اور انجام حسرت و ناکامی ہے تو ایسے امر کے لیے مشقت کرنا اور رنج سہنا پسندیدہ نہیں ہے۔ آں پر خرد: یعنی فرزند۔ پنج روزہ اقامت: یعنی اس مختصر سی زندگی پر ناز مت کرو۔ تدبیر رفتن بساز: یعنی توشۂ آخرت تیار کرو۔ کرا دانی: استفہامیہ ہے۔ عجم: ماورائے عرب عموماً، اور خطۂ ایران خصوصاً۔ کہ در تخت......الخ: جس کے ملک و تخت پر زوال نہ آیا ہو۔ ایزد تعال: اللہ تعالیٰ۔ کرا: کسی کو بھی۔ جاوید ماندن......الخ: ہمیشہ رہنے کی امید نہیں ہے۔ کہ گیتی: کیوں کہ دنیا۔ کرا سیم: یعنی ہر کرا سیم و زر......الخ: جس کسی کے پاس بھی چاندی، سونا اور خزانہ و مال رہا ہو اس کے بعد چند ہی دنوں میں پامال ہو جاتا ہے۔ خیرے بماند رواں: کوئی بھلائی جاری رہ جائے یعنی آثار یادگار جیسے تعمیر مسجد و مدرسہ و کنواں و علمی آثار تصنیف کتاب وغیرہ۔ دمادم: پیہم، مسلسل۔ بر رواں: اس کی روح پر رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ نام نیکو بماند: نیک نامی زندۂ جاوید بناتی ہے۔ الا: حرف تنبیہ ہے، آگاہ ہو۔ تا: بمعنی ضرور ضرور۔ بر کامرانی: کامیابی کا پھل۔ فردا: کل قیامت میں۔ دیوان نہند: عدالت کا اجلاس قائم کریں گے اور اعمال نامہ کھولیں گے۔ منازل: یعنی جنت کے درجات۔ بیشتر: زیادہ۔ منزلت: قدر و جاہ۔ باز پس: یعنی شرمندگی سے پسماندہ، پچھڑا ہوا۔ بپوشد ہمی: (معنی لازم میں ہے) چھپتا پھرتا ہے اور بعض نسخوں میں یہاں یوں ہے، نیاید ہمی مرد ناکردہ کار، بے عمل کیے ہوئے اجر و ثواب نہیں پاتا ہے۔ بہل: چھوڑ جا۔ بدنداں برد: یعنی سستی کرنے والا۔ نانے نہ بست: یعنی دنیا میں کارہائے خیر کے مواقع ملے پھر بھی توشۂ آخرت جمع نہ کیا۔ گہ: گاہ کا مخفف۔ گہ غلہ برداشتن: یعنی بیج نہ بونے کی سستی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب لوگ اپنے کھلیانوں سے غلہ اٹھا رہے ہوں۔ در اقصائے شام: شام کے سرحدی اطراف میں۔

بصبرش دراں کنج تاریک جای | بگنج قناعت فرورفتہ پای
بزرگاں نہادند سر بر درش | کہ در ہی نیامد بدر ہا سرش
تمنا کند عارف پاکباز | بدریوزہ از خویشتن ترکِ آز
چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ | بخواری بگرداندش دہ بدہ
دراں مرز کیں پیر ہشیار بود | یکے مرزبانِ ستمگار بود
کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے | بسرپنجگی پنجہ برتافتے
جہانسوز و بے رحمت و خیرہ کش | ز تلخیش روی جہانے ترش
گروہے برفتند زاں ظلم و عار | ببردند نامِ بدش در دیار
گروہے بماندند مسکین و ریش | پسِ چرخہ نفریں گرفتند پیش
یدِ ظلم جائیکہ گردد دراز | نہ بینی لبِ مردم از خندہ باز
بدیدارِ شیخ آمدے گاہ گاہ | خدا دوست در وے نکردے نگاہ
ملک نوبتے گفتش اے نیکبخت | بنفرت ز ما در مکش روئے سخت
مرا با تو دانی سرِ دوستیست | ترا دشمنی با من از بہر چیست
گرفتم کہ سالارِ کشور نیم | بعزت ز درویش کمتر نیم
نگویم فضیلت نہم بر کسے | چناں باش با من کہ با ہر کسے
شنید ایں سخن عابدِ ہوشیار | برآشفت و گفت اے ملک ہوشدار
وجودت پریشانیِ خلق از وست | ندارم پریشانیِ خلق دوست
تو با دوستدارانِ من دشمنی | نہ پندارمت دوستدارِ منی
گرافتد ہمی دوستی با منت | مگر آں کہ دارد خدا دشمنت

بصبر: بائے استعانت، یعنی صبر کے سبب۔ کنج: گوشہ۔ فرورفتہ پائے: یعنی قناعت حاصل کر چکا تھا۔ بزرگاں: امیر، کبیر، سردار۔ کہ درہی نیامد: (علت ہے) کیوں کہ اس کا سر اُوروں کے دروازوں پر نہیں جھکتا تھا۔ عارف: خدا کی معرفت والا۔ دریوزہ: گدائی۔ ترک: چھوڑ دینا۔ آز: حرص۔ خواری: ذلت۔ دہ بدہ: گاؤں گاؤں۔ دیہات دیہات۔ مرز: زمین۔ مرزبان: زمیندار حاکم۔ ستمگار: ظالم۔ سرپنجگی: طاقت کے بل پر۔ جہاں سوز: دنیا کو تباہ کرنے والا۔ خیرہ کش: بیگناہ قتل کرنے والا۔ ز تلخیش: جس کی تلخ مزاجی سے ایک جہان کا منہ ترش بنا ہوا تھا، یعنی سب لوگ پریشان تھے۔ برفتند: یعنی وہ ملک چھوڑ کر کہیں اور چلے گئے۔ زاں ظلم و عار: اس ظلم و ذلت کے سبب۔ دیار: ملک و اطراف۔ ریش: زخمی۔ پسِ چرخہ: لعنت، ملامت۔ پیش گرفتن: اختیار کرنا۔ یدِ ظلم: دستِ ظلم (مقولۂ شیخ بطور جملہ معترضہ بر سبیل تمثیل ہے) نہ بینی لب مردم......الخ: یعنی وہاں مسرت و شادمانی نہ ہوگی۔ آمدے: یعنی وہی ظالم حکمراں۔ نکردے نگاہ: یعنی نگاہ التفاف نہ کرتا۔ ملک: بادشاہ وہی ظالم حکمراں مراد ہے۔ نوبتے: ایک بار۔ سرِ دوستی: دوستی کا خیال۔ گرفتم: میں نے مان لیا کہ میں سارے ملک کا بادشاہ نہیں ہوں۔ نہم: نہ فعل امر اور میم ضمیر منصوف مفعولی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے کسی پر فضیلت دو، بس اوروں جیسا برتاؤ میرے ساتھ بھی کرو۔ عابد ہوشیار: خدا دوست، نامی بزرگ۔ ہوشدار: ہوش رکھو اور لغو باتیں نہ کرو۔ وجودت......الخ: تیرے وجود مخلوق پریشان ہے۔ تو با دوستداران من: تو میرے دوستوں (مخلوق خدا) کا دشمن ہے تو میں تیرے بارے میں گمان نہیں کر سکتا کہ تو دوست رکھنے والا ہے۔ گرافتد ہمی: یعنی اگر میرے ساتھ تیری دوستی ہو بھی جائے تو خدا تو تجھے مبغوض رکھتا ہے۔

خداودوست را...... الخ: یا تو وہی بزرگ مراد ہیں جن کا نام خدادوست تھا یا عام ہے کہ جو بھی خدا کا دوست ہو، یعنی خدادوست کی کھال بھی اگر لوگ ادھیڑ دیں تو بھی دوست خدا کے دشمن کا دوست نہیں ہوسکتا۔ از خواب آں سنگدل: اس ظالم کی نیند سے۔ تنگدل: بدحال، پریشان۔ الا: آگاہ ہو۔ فضل و ترحم: جود و کرم، رحم و مروت۔ میاں بند: مستعد رہو۔ مہا: الف برائے ندا، مہ بڑا کہ چھوٹا (کہاں جمع ہے) نمط: طریقہ، روش۔ ناتواں: ضعیف کمزور، دست۔ یابد: قابو پائے گا۔ برآید بہیچ: معمولی چیز سے غالب آجائے گا۔ پا از جابردن: قدر و منزلت گرادینا۔ جمع: مطمئن۔ کہ رنج: کہ بمعنی از۔ کہ مردم: کہ بمعنی از۔ رنج: تکلیف و پریشانی۔ کار در پا انداختن: سستی کرنا، تاخیر کرنا۔ کہ افتد: اتفاق ہوسکتا ہے۔ تحمل: برداشت۔ بہمت برآر...... الخ: ہمت کے ساتھ لڑنے والے کا بھیجا نکال لا، یعنی اسے ہلاک کردے۔ لب خشک...... الخ: ظالم سے کہہ دو مظلوم کے خشک ہونٹوں پر نہ ہنس، کیوں کہ وہ اپنی آہوں کے ذریعہ ظالم کے دانتوں کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ ببانگِ دہل: نقارے کی آواز سے (پاسبانوں کی عادت تھی کہ رات بھر نگرانی کے بعد اخیر شب میں نقارہ بجا کر پھر سوتے تھے) کارواں: قافلہ۔ برخر پشت ریش: زخمی پیٹھ والے گدھے پر اس کا دل نہ دُکھے، چوں افتادہ بینی: جب کسی کو گرا ہوا (عاجز) دیکھ رہے ہو۔ چرا ایستی: کھڑے کیوں ہو؟ مدد اور دستگیری کیوں نہیں کرتے۔ سرگزشت: گزرا ہوا حال۔ ماجرا۔ برنیت: تا ضمیر مفعولی ہے، اسی بات پر یعنی بحالِ توانائی غریبوں کمزوروں، بدحالوں کی مدد اور دستگیری کرنے پر تمہیں ایک ماجرا سناتا ہوں۔ سستی بود: نادانی ہوگی۔ حکایت: درمعنی رحمت بر ناتواں در حال توانائی۔ حکایت: توانائی کی حالت میں ضعیفوں، کمزوروں پر رحم و کرم کرنے کے بیان میں۔ چناں قحط شد سالے: متعدد نسخے میں۔ دوسرے میں یوں ہے "قحط سالے شد" اور ہے "قحط سالی شد" دمشق میں ایک سال ایسا سوکھا پڑ گیا۔ دمشق: ملک شام (سیریا) کا دارالسلطنت۔ یاراں...... الخ: پریشانی اور بدحالی کے سبب عشق بازی بھول گئی۔

خدادوست را گر بدرّند پوست — نخواہد شدن دشمنِ دوست دوست

عجب دارم از خوابِ آں سنگدل — کہ شہرے بخسپند از و تنگدل

الا گر ہنر داری و عقل و ہوش — بفضل و ترحم میاں بند و کوش

گفتار

مہا زورمندی مکن برکہاں — کہ بریک نمط می نماند جہاں،

سرِ پنجۂ ناتواں بر مپیچ، — کہ گر دست یابد برآید بہیچ،

مبر گفتمت پائے مردم زجائے — کہ عاجز شوی گر درآئی زپائے،

دلِ دوستاں جمع بہتر کہ گنج، — خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج،

مینداز در پائے کارِ کسے — کہ افتد کہ در پایش افتی بسے

تحمل کن اے ناتواں از قوی، — کہ روزے توانا تر از وے شوی

بہمت برآر از ستیزندہ شور — کہ بازوئے ہمت بہ از دستِ زور

لبِ خشکِ مظلوم را گو مخند — کہ دندانِ ظالم بخواہند کند

ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت — چہ داند شبِ پاسباں چوں گذشت

خورد کاروانی غمِ بارِ خویش — نسوزد دلش بر خرِ پشت ریش

گرفتم کز افتادگاں نیستی — چو افتادہ بینی چرا ایستی

برینت بگویم یکے سرگذشت — کہ سستی بود زیں سخن درگذشت

حکایت

چناں قحط شد سالے اندر دمشق — کہ یاراں فراموش کردند عشق

برزمین شد بخیل: یعنی زمین پر آسمان سے بارش نہ ہوئی گویا اس نے روک لی۔ لب تر نکردند: تھوڑی بھی سیرابی نہ پائی۔ زرع: کھیتی۔ نخیل: باغات۔

چناں آسماں برزمیں شد بخیل | کہ لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمہائے قدیم | نماند آب جز آبِ چشم یتیم
نبودے بجز آہِ بیوہ زنے | اگر برشدے دودے از روزنے
چو درویش بے برگ دیدم درخت | قوی بازواں سست و درماندہ سخت
نہ برکوہ سبزی نہ در باغ شخ | ملخ بوستاں خوردہ مردم ملخ
دراں حال پیش آمدم دوستے | ازو ماندہ بر استخواں پوستے
شگفت آمدم کو قوی حال بود | خداوندِ جاہ و زر و مال بود
بدو گفتم اے یارِ پاکیزہ خوی | چہ درماندگی پیشت آمد بگوی
بغرید برمن کہ عقلت کجاست | چو دانی و پرسی سوالت خطاست
نہ بینی کہ سختی بغایت رسید | مشقت بحدِّ نہایت رسید
نہ باراں ہمی آید از آسماں | نہ برمیرود دودِ فریاد خواں
بدو گفتم آخر ترا باک نیست | کُشد زہر جائیکہ تریاک نیست
گر از نیستی دیگرے شد ہلاک | ترا ہست بط را ز طوفاں چہ باک
نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ | نگہ کردنِ عالم اندر سفیہ
کہ مرد ارچہ بر ساحلست اے رفیق | نیاساید و دوستانش غریق
من از بینوائی نیم روی زرد | غمِ بینوایاں دلم خستہ کرد
نخواہم کہ بیند خردمند ریش | نہ بر عضوِ مردم نہ بر عضوِ خویش
بحمد اللہ ار چہ ز ریشش ایمنم | چو ریشے بہ بینم بلرزد تنم
منغص بود عیشِ آں تندرست | کہ باشد بپہلوئے بیمارِ سست

بخوشید: نہیں ابلے، خشک رہ گئے۔ قدیم: پرانے۔ جز آب چشم یتیم: یعنی یتیموں کی آنکھوں کے آنسو رواں تھے، ان آنسوؤں کے سوا کوئی پانی نہیں تھا۔ بیوہ زن: یعنی زن بیوہ، جس کا شوہر مر چکا ہو مراد بے سہارا عورت ہے۔ برشدن: بلند ہونا۔ دودے از روزنے: یعنی گھروں سے کھانا پکنے کا دھواں نہ نکلتا بلکہ صرف بیوہ عورتوں کی آہوں کا دھواں بلند ہوتا تھا۔ چوں درویش: یعنی فقیر بے نوا کی طرح درخت بھی بے پتیوں کے ہوگئے۔ سبزی: اور سبزہ ایک معنی میں ہیں۔ شخ: شاخ۔ ملخ: ٹڈی۔ بوستاں: باغ یعنی باغ کے پتے۔ پیش آمدم: میم ضمیر متصل پیش کا مضاف الیہ ہے، میرے سامنے آیا۔ بر استخواں پوستے: یعنی ضعف و نقاہت کے سبب صرف ہڈی چمڑا رہ گیا تھا۔ شگفت: تعجب۔ قوی حال: مضبوط حالت والا، مالدار، خداوند: مالک۔ خداوند جاہ: صاحب مرتبہ۔ درماندگی: مجبوری، پریشانی۔ بغرید برمن: مجھ پر غرایا اور معتبر صحیح نسخہ ہے بخندید برمن: مجھ پر ہنسا۔ سوالت: تیرا پوچھنا، استفسار کرنا۔ بغایت: انتہا کو۔ بحد نہایت: یعنی آخری سرے پر۔ نہ برمی رود: یعنی فریادیوں کی آہیں بابِ رحمت پر سر پٹکتی ہیں مگر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ باک: خوف، ڈر۔ تریاک: زہر اتارنے کی دوا۔ اسے ق سے بھی لکھتے ہیں تریاق: از نیستی: بے سروسامانی کی وجہ سے۔ ترا ہست: تیرے پاس مال و دولت ہے، تو مالدار ہے۔ بط راز طوفاں چہ باک: بطخ کو طوفان سے کیا ڈر ہے، کیوں کہ وہ تیراک آبی پرندہ ہے۔ فقیہ: عالم فقہ: بامعنی دانشمند۔ ترکیب میں یا تو من کی صفت ہے یا نگہ کرد کا فاعل ہے۔ عالم: دانا۔ سفیہ: احمق، بیوقوف۔ کہ مرد ارچہ......الخ: یعنی اس عاقل نے بنظر تعجب دیکھتے ہوئے کہا کہ اے دوست! اگر چہ آدمی دریا کے کنارے پر ہو لیکن اس کو چین نہیں رہتا جب کہ اس کے دوست ڈوب رہے ہوں۔ بینوائی: بے سروسامانی۔ مفلوک الحال۔ بینوایاں: بینوا کی جمع۔ بے سامان۔ نخواہم......الخ: یعنی مجھے ناپسند ہے کہ کوئی عقلمند انسان لوگوں کے عضو پر یا اپنے عضو پر زخم دیکھے اور پسند کرے۔ بحمد اللہ: اللہ کا شکر ہے۔ خدا کے شکر سے۔ ریش: زخم۔ ایمن: بے خوف۔ محفوظ۔ چو ریشے: یعنی جب دوسرے کے عضو پر کوئی زخم دیکھ لیتا ہوں۔ منغص: مکدر، بدمزہ۔

چو بینم کہ درویشِ مسکیں نخورد | بکام اندرم لقمہ زہرست و درد
یکے را بزنداں بری دوستاں | کجا ماندش عیش در بوستاں

حکایت

شبے دودِ خلق آتشے برفروخت | شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
یکے شکر گفت اندراں خاک و دود | کہ دُکانِ ما را گزندے نبود
جہاندیدہ گفتش اے بوالہوس | ترا خود غمِ خویشتن بود و بس
پسندی کہ شہرے بسوزد بنار | وگرچہ سرایت بود بر کنار
بجز سنگدل کے کند معدہ تنگ | چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
توانگر خود آں لقمہ چوں میخورد | چو بیند کہ درویش خوں میخورد
مگو تندرست ست رنجوردار | کہ می پیچد از غصہ رنجور وار
تنگدل چو یاراں بمنزل رسند | نخسپد کہ واماندگاں از پسند
دلِ پادشاہاں شود بارکش | چو بینند در گل خرِ خارکش
اگر در سرائے سعادت کس ست | ز گفتار سعدیش حرفے بس ست
ہمینت بسند ست اگر بشنوی | اگر خار کاری سمن ندروی

گفتار

خبرداری از خسروانِ عجم | کہ کردند بر زیر دستاں ستم
نہ آں شوکت و پادشائی بماند | نہ آں ظلم بر روستائی بماند

مسکین: محتاج، بیچارہ۔ کام: حلق۔ دُرد: تلچھٹ۔ یکے را: یعنی یکے را از دوستاں، دوستوں میں سے کسی ایک کو اگر تو جیل خانہ لیجائے، تو اس کے باقی دوستوں کو باغ میں عیش ونشاط اور چین وسکون کیسے رہ جائے گا۔ دود: دھواں مراد مخلوق کی آہ ہے۔ بغداد: عراق کا پایہ تخت: مشہور شہر ہے۔ بغداد اصل میں باغ داد" تھا، یہ ایک ایسا باغ تھا جس میں نوشیرواں ہفتہ میں ایک بار دربار عام کرتا اور مظلوموں کی دادرسی کرتا، پھر اس شہر کو اسی نام سے موسوم کر دیا اور الف بجہت تخفیف گرا دیا۔ خاک و دود: مراد خاکستر اور دھواں ہے۔ دکان: جمع دکاکین (عربی ہے) فارسی اور اردو دوکان ہے۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ بوالہوس: ہوس پرست خواہشات کا پیروکار۔ بنار: آگ میں۔ سرایت: تیرا گھر۔ بجز سنگ دل: مقولہ شیخ ہے۔ سنگ دل: سخت دل۔ جس پر دوسروں کے غم کا اثر نہ ہو۔ معدہ تنگ کردن: شکم پر کر لینا، بہت زیادہ کھانا۔ بر شکم بستہ سنگ: بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے۔ چوں میخورد: یعنی چگونہ میخورد۔ خون خوردن: مشقت سہنا، غم کھانا۔ رنجوردار: تیمار دار۔ رنجور وار: بیمار کی طرح۔ رنجور: مرکب ہے بمعنی صاحب رنج جیسے گنجور، دستور، مزدور۔ از غصہ: ہچکی بندھ جانے سے، گلوگیر ہونے کے سبب۔ تنگ دل: نرم دل۔ واماندگان: پسماندگان۔ پیچھے رہ جانے والے یعنی مجبور اور معذور لوگ جیسے بوڑھے، عورتیں، بچے۔ از پسند: پیچھے رہ گئے ہیں۔ بارکش: بوجھ کھینچنے والا۔ در گل: یعنی کیچڑ میں۔ خر: گدھا۔ خارکش: لکڑ ہارا۔ سرائے سعادت، نیک بختی کا گھر، مراد منزل سعادت ہے۔ حرفے: ایک بات۔ ہمینت......الخ: تیرے لئے یہی کافی ہے اگر تو سنے کہ تو کانٹے بوئے گا تو سمن نہ کاٹے گا۔ کاری: کاشتن سے بنا ہے۔ درودن: فصل کاٹنا۔ سمن: ایک عمدہ پھول ہے ماوراء النہر میں پیدا ہوتا ہے۔ خسروانِ عجم: شاہانِ عجم۔ زیردست: ماتحت یعنی رعیت۔ روستائی: دہقانی۔

خطا بیں کہ بر دستِ ظالم برفت ۔۔۔ جہاں ماند و با مظالِم برفت
خُنک روزِ محشر تنِ داد گر ۔۔۔ کہ در سایۂ عرش دارد مُقر
بقومے کہ نیکی پسندد خدائے ۔۔۔ دہد خسروے عادلِ نیک رائے
چو خواہد کہ ویراں شود عالمے ۔۔۔ کند مُلک در پنجۂ ظالمے
سِگالند از نیکمرداں حذر ۔۔۔ کہ خشمِ خدا ایست بیداد گر
بزرگی ازو داں و منّت شناس ۔۔۔ کہ زائل شود نعمتِ ناسپاس
نہ خود خواندۂ در کتابِ مجید ۔۔۔ کہ در شکرِ نعمت شود بر مزید
اگر شکر کردی بریں مُلک و مال ۔۔۔ بمالے و مُلکے رسی بے زوال
وگر جورِ در پادشاہی کنی ۔۔۔ پس از پادشاہی گدائی کنی
حرامست بر پادشہ خواب خوش ۔۔۔ چو باشد ضعیف از قوی بارکش
میازار عامی بیک خردلہ ۔۔۔ کہ سلطاں شبانست و عامی گلہ
چو پرخاش بینند و بیداد ازو ۔۔۔ شُباں نیست گرگست فریاد ازو
بد انجام رفت و بد اندیشہ کرد ۔۔۔ کہ با زیر دستاں جفا پیشہ کرد
نہ خواہی کہ نفریں کنند از پست ۔۔۔ نکو باش تا بد نگوید کست

حِکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر ۔۔۔ برادر دو بودند از یک پدر
سپہدار و گردن کش و پیلتن ۔۔۔ نکوروی و دانا و شمشیر زن
پدر ہر دو را سہمگن مرد یافت ۔۔۔ طلبگارِ جولان و ناورد یافت

خطا بیں: یعنی دیکھو اور ملاحظہ کرو کہ ظلم وخطا تو رفت وگذشت ہو جاتا ہے دنیا تو جوں کی توں باقی رہی مگر وہ اپنے مظالم پر گناہوں کا پشتارہ ساتھ لے گیا۔ (یا وہ اپنے مظالم کا پشارہ ساتھ لے گیا۔) مظالم: مظلہ کی جمع بمعنی گناہ و بمعنی ستمہا۔ خنک: آسودہ۔ مقر: جائے قرار۔ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ بروز قیامت سات لوگ سایہ الٰہی میں ہوں گے، ان میں ایک بادشاہ عادل ہے، مذکورہ شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ بقومے کہ...... الخ: جس قوم کی اللہ بھلائی چاہتا ہے، اس پر نیک منصف بادشاہ مقرر فرما دیتا ہے۔ کند...... الخ: اس ملک کو کسی ظالم کے پنجۂ استبداد میں دیتا ہے۔ سگالند حذر: پرہیز کی سوچتے ہیں۔ کہ خشم خدا...... الخ: کہ ظالم بادشاہ خدا کا قہر وغضب ہے۔ بزرگی ازوداں: بڑائی اسی کی عطا جانو اور احسان پہچانو (شکر ادا کرو) کیونکہ ناشکرے کی نعمت چلی جاتی ہے۔ شود بر مزید: یعنی شکر میں نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ آیت کریمہ ہے "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ"۔ بے زوال: یعنی آخرت میں لازوال نعمتوں اور بہشتی حسنات سے تم سرفرازی پاؤ گے۔ جور: ظلم۔ گدائی کنی: یعنی تم ذلیل ورسوا ہو گے دنیا میں کسی دشمن کے تسلط کی بنا پر اور آخرت میں نقد آخرت سے تہی دست ہونے کے سبب۔ خواب خوش: میٹھی نیند۔ چو باشد...... الخ: جب کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم کرے اور بادشاہ فریاد کو نہ پہونچے۔ عامی: یعنی عوام، رعایا۔ خردلہ: رائی، سرسوں۔ شباں: چرواہا، نگہبان۔ گلہ: مویشیوں کا ریوڑ۔ پرخاش: جنگ ودشمنی۔ بیداد: ناانصافی، ظلم۔ شباں نیست...... الخ: تو وہ بادشاہ نگہبان اور رعایا کا محافظ نہیں بلکہ بھیڑیا ہے۔ فریاد ازو!: جملہ دعائیہ ہے، اس سے فریاد ہو۔ خدا بچائے۔ بد انجام: برے انجام والا یعنی ظالم۔ بد اندیشہ کرد: بری بات سوچی۔ زیر دستاں: محکومین، رعایا۔ جفا: ظلم۔ نہ خواہی کہ: اگر حذف ہے۔ از پست: یعنی تیرے مرنے کے بعد۔ حکایت: دو ظالم اور عادل بھائی اور ان کا انجام۔ مرز زمین: آباد زمین۔ باختر: بروزن کاشغر، مغرب و بمعنی مشرق۔ مشترک ہے جیسے خاور۔ اور بمعنی مشرق اکثر ہے۔ از یک پدر: لگتا ہے کہ دونوں کی ماں الگ الگ تھیں، یعنی علاتی بھائی تھے اور ہو سکتا ہے بطور استطرادہو۔ سپہدار: لشکر وسپاہ رکھنے والے۔ سہمگن: ہولناک۔ جولان وناورد: جنگ و جدال۔

برفت آں زمیں را دو قسمت نہاد ۔۔۔ بہر یک پسر زاں نصیبے بداد
مبادا کہ بر یکدگر سر کشند ۔۔۔ بہ پیکار شمشیرِ کیں بر کشند
پدر بعد ازاں روزگارے شمرد ۔۔۔ بجاں آفریں جانِ شیریں سپرد
اَجَل بگسلانیدش طنابِ اَمَل ۔۔۔ وفائش فرو بست دستِ عمل
مقرر شد آں مملکت بر دو شاہ ۔۔۔ کہ بیحد و مر بود گنج و سپاہ
بحکم نظر در بہ افتادہ خویش ۔۔۔ گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
یکے عدل تا نام نیکو برد ۔۔۔ یکے ظلم تا مال گرد آورد
یکے عاطفت سیرتِ خویش کرد ۔۔۔ درم داد و تیمارِ درویش کرد
بنا کرد و ناں داد و لشکر نواخت ۔۔۔ شب از بہر درویش شبخانہ ساخت
خزائن تہی کرد و پُر کرد جیش ۔۔۔ چناں کز خلائق بہنگامِ عیش
بگردوں شدے بانگِ شادی چو رعد ۔۔۔ ق ۔۔۔ چو شیراز در عہدِ بوبکر سعد
خدیوِ خردمند فرخ نہاد ۔۔۔ کہ شاخِ امیدش برومند باد
حکایت شنو کودکِ نامجوے ۔۔۔ پسندیدہ پے بود و فرخندہ خوے
ملازم بدلداریٔ خاص و عام ۔۔۔ ثنا گوئے حق بامداداں و شام
دراں ملک قاروں برفتے دلیر ۔۔۔ کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
نیامد بر ایّامِ اُو بر دلے ۔۔۔ بگویم کہ خارے کہ برگِ گلے
سر آمد بتائید ملک از سراں ۔۔۔ نہادند سر بر خطش سروراں
دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج ۔۔۔ بیفزود بر مردِ دہقاں خراج
طمع کرد در مالِ بازارگاں ۔۔۔ بلا ریخت بر جانِ بیچارگاں

برفت: یعنی دنیا سے چلا گیا اور مرتے وقت اس زمین و ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر گیا۔ نصیب: حصہ۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ پیکار: جنگ، لڑائی۔ کیں: کینہ۔ روزگارے شمرد: ایک زمانہ شمار کیا یعنی کچھ عرصہ زندہ رہا۔ جاں آفریں: جان پیدا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ اجل: موت۔ طناب: رسی۔ امل: امید۔ وفائش...... الخ: اس کی موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا۔ مقرر شد: ثابت و متعین ہو گئی۔ مملکت: سلطنت، حکومت۔ مر: حساب و عدد۔ بحکم نظر: یعنی دونوں نے اپنی اپنی نظر و فکر کے مطابق اپنی بہتری کی راہ اختیار کر لی۔ یکے عدل: ایک نے راہِ عدل اختیار کی۔ تا مال گرد آورد: تا کہ مال جمع کرے۔ عاطفت: مہربانی کرنا۔ سیرت خویش کرد: اپنی عادت بنائی۔ تیمار: غمخواری۔ بنا کرد: یعنی پل، سرائے، کنواں اور رفاہی عمارتوں کی تعمیرات کیں۔ شب از بہر...... الخ: مصرع کی اصل ترتیب یوں ہے: از بہر شب درویش۔ خزائن: واحد خزینہ۔ خزانہ، مال، و دولت۔ خلائق: جمع ہے واحد خلیقہ بمعنی مخلوق۔ ہنگام: وقت۔ گردوں: آسمان۔ بانگ: آواز۔ شادی: خوشی۔ رعد: گرج اور کڑک۔ بگردوں شدے...... الخ: خوشی و شادمانی کی آواز گرج کی طرح آسمان تک پہنچ رہی تھی۔ جیسے کہ ابوبکر بن سعد زنگی کے دور میں شیراز کا حال ہے۔ ابوبکر بن سعد ۶۲۳ تا ۶۶۸ تک شیراز کا بادشاہ تھا اور یہی شیخ سعدی کا ممدوح بھی ہے۔ خدیو: بادشاہ۔ کہ شاخ امیدش...... الخ: خدا کرے اس کی شاخ امید (اولاد) ہمیشہ پھلے پھولے۔ نامجو: نامور۔ ملازم: لازم رکھنے والا، پابند۔ ثنا گوئے حق: خدا کی تعریف کرنے والا یعنی پابند شرع۔ قارون: موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک نہایت مالدار مگر سخت بخیل آدمی تھا اور فرعون کا وزیر تھا، اب اس سے مالدار بخیل مراد لیا جاتا ہے۔ کہ شہ دادگر بود: کہ بادشاہ (ابوبکر بن سعد) انصاف ور اور درویش آسودہ ہیں، یعنی سب لوگ خوشحال ہیں، لہٰذا لوٹ مار، ڈاکہ زنی، کا کوئی خطرہ نہیں۔ ایام: عہد، زمانہ۔ کہ خارے...... الخ: یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ کانٹا نہیں چبھا بلکہ پھول کی پنکھڑی سے بھی کسی دل کو صدمہ نہیں پہنچا۔ سر آمد: غالب آگیا، برتری حاصل کی۔ سراں: سرداروں۔ سر بر خط نہادن: اطاعت کرنا۔ سروراں: سرداروں، بادشاہوں۔ دگر: یعنی دوسرے بھائی نے۔ خراج: ٹیکس محصول اور لگان۔ بازارگاں: سوداگر، تاجر۔ بیچارگاں: بیچاروں، مجبوروں۔

بدخواہ: برا چاہنے والا۔ دشمن۔ بامید بیشی: یعنی مال بڑھانے کی حرص میں۔ ناخوب کرد: برا کیا۔ گربزی: مکاری۔ پراگندہ: تتر بتر۔ بکھرا ہوا۔

نگویم کہ بدخواہِ درویش بود
حقیقت کہ او دشمنِ خویش بود

بامیدِ بیشی نداد و نخورد
خردمند داند کہ ناخوب کرد

کہ تا جمع کرد آں زر از گربزی
پراگندہ شد لشکر از عاجزی

شنیدند بازارگاناں خبر
کہ ظلمست در بوم آں بے ہنر

بریدند ازانجا خرید و فروخت
زراعت نیامد رعیت بسوخت

چو اقبالش از دوستی سر بتافت
بناکام دشمن برو دست یافت

ستیزِ فلک بیخ و بارش بکند
سمِ اسپِ دشمن دیارش بکند

وفا در کہ جوید چو پیماں گسیخت
خراج از کہ خواہد چو دہقاں گریخت

چہ نیکی طمع دارد آں بے صفا
کہ باشد دعائے بدش در قفا

چو بختش نگوں بود در کافِ کن
نکرد آنچہ نیکانش گفتند کن،

چہ گفتند نیکاں بر اں نیکمرد
تو بر خور کہ بیدادگر بر نخورد

گمانش خطا بود و تدبیر سست
کہ در عدل بود آنچہ در ظلم جست

حکایت

یکے بر سرِ شاخ و بُن میبرید
خداوندِ بستاں نگہ کرد و دید

بگفتا گر ایں مردِ بد میکند
نہ با من کہ با نفسِ خود میکند

نصیحت نجاتست اگر بشنوی
ضعیفاں میفگن بکتفِ قوی

کہ فردا بداور برد خسروے
گدائے کہ پیشت نیرزد جوے

چو خواہی کہ فردا بوی مہترے
مکن دشمنِ خویشتن کہترے

بازارگاناں: یعنی دوسرے شہروں کے تجار نے۔ خبر: یعنی بادشاہ کے ظلم و زیادتی اور ناجائز ٹیکس کی خبر سنی تو انہوں نے اس ملک سے تجارت کا بائیکاٹ کیا جس ملک کی اقتصادیات ڈانواڈول ہوگئی۔ بوم: زمین۔ زراعت: کھیتی۔ پیداوار۔ ناکام: ناچار۔ دست یافت: قابو پالیا۔ غالب آگیا۔ ستیز: جنگ و خصومت۔ بیخ و بار: جڑ بنیاد۔ پیماں: عہد۔ خراج: محصول اور لگان۔ چہ نیکی......الخ: کیا بھلائی کی امید رکھے وہ بد باطن جس کے پیچھے بددعا لگ گئی ہو۔ بخت: مقدر۔ نگوں: اوندھا۔ درکاف کن: کن سے مراد امر الٰہی جو ازل میں صادر ہوا تھا۔ اور کاف سے مراد اولِ روزِ ازل یا برائے مبالغہ ہے۔ یعنی روز ازل سے ہی۔ نیکانش گفتند: یعنی نیک لوگوں نے ظلم سے باز رہنے کو بطور نصیحت کہا۔ برخور: تو پھل کھا۔ بیدادگر: ظالم۔ برنخورد: پھل نہیں کھایا۔ گمانش خطا بود...... الخ: اس دوسرے بھائی کا گمان غلط اور تدبیر کمزور تھی کیونکہ وہ سب کچھ تو انصاف میں تھا جسے اس نے ظلم میں تلاش کیا۔ بر سر شاخ: یعنی شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹ رہا تھا۔ خداوند بستاں: باغ کا مالک۔ نہ با من کہ ......الخ: میرے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ برا کر رہا ہے۔ نصیحت نجات ست: نصیحت رہائی ہے یعنی چھٹکارے کا سبب ہے۔ ضعیفاں......الخ: کمزوروں کو طاقتور بازوؤں سے نہ گراؤ۔ کتف: بازو۔ کہ فردا: یعنی بروز قیامت۔ اور: خدا کے سامنے۔ برد خسروے: یعنی اس بادشاہ کو پکڑ کر لیجائے گا۔ گدائے کہ الخ: یعنی وہ فقیر لے جائے گا۔ جس کی تیرے نزدیک ایک جو برابر وقعت نہیں۔ فردا: یعنی بروز قیامت۔ بوی: بودن سے بنا ہے جیسے شوی شدن سے ہے۔ مہتر: سردار۔ بڑا۔ کہتر: چھوٹا۔ چو خواہی: اگر تم چاہتے ہو کہ کل بروز قیامت بزرگی اور بڑائی حاصل ہو تو کسی چھوٹے کو بھی اپنا دشمن نہ بناؤ۔

چوں بگذرد: یعنی چوں بمیری۔ جب مرجاؤ گے۔ آں گدا: یعنی وہ مظلوم گدا عداوت و دشمنی کے سبب تیرا دامنگیر ہوگا۔ مکن: اسکا مفعول محذوف ہے یعنی چناں مکن ایسا مت کرو۔ بلکہ

که چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت — بگیرد بکیں آں گدا دامنت
مکن پنجه از ناتواناں ، بدار — که گر بفگنندت شوی شرمسار
که زشتست در چشم آزادگاں — بیفتادن از دستِ افتادگاں
بزرگانِ روشندلِ نیک بخت — بفرزانگی تاج بردند و تخت
بدنبالهٔ راستاں کج مرو — وگر راست خواہی ز سعدی شنو

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

مگو جاہے از سلطنت بیش نیست — که ایمن تر از ملکِ درویش نیست
سبکبار مردم سبکتر روند — حق اینست و صاحبدلاں بشنوند
تہیدست تشویش نانے خورد — ملک ہم بقدرِ جہانے خورد
گدا را چو حاصل شود نانِ شام — چناں خوش بخسپد که سلطانِ شام
غم و شادمانی بسر می رود — بمرگ ایں دو از سر بدر می رود
چه آں را که بر سر نہادند تاج — چه آں را که بر گردن آمد خراج
اگر سرفرازی بکیواں برست — وگر تنگدستی بزنداں درست
دراں دم کاجل بر سرِ ہر دو تاخت — نمیشاید از یکدگر شاں شناخت

حکایت

شنیدم که یکبار در دجلهٔ — سخن گفت با عابدے کلّهٔ
که من فرّ فرماندہی داشتم — بسر بر کلاہِ مہی داشتم
سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق — گرفتم ببازوئے دولت عراق

کمزوروں سے پنجہ ظلم روک رکھو کہ اگر وہ تجھے گرادیں گے تو تو نہایت شرمندہ ہو جائے گا۔ زشت: برا۔ چشم: نظر۔ بیفتادن: گرنا۔ یعنی ذلیل و رسوا ہونا۔ افتادگاں: کم درجہ کے لوگ۔ ذلیل و خوار۔ بزرگاں: دنیاوی بڑے لوگ یعنی شاہانِ کبار۔ فرزانگی: دانشمندی۔ بردند: انہوں نے حاصل کیا اور بسلامت لے گئے۔ یعنی قیامت میں انہیں کا تخت و تاج باقی رہے گا۔ بدنبالهٔ راستاں الخ: سچوں کے پیچھے ٹیڑھے نہ چلو۔ جمعیت: اطمینان۔ راضی: یعنی راضی برضائے الہی۔ جاہ: مرتبہ۔ ایمن: مامون۔ بے خوف۔ ملک درویش: یعنی ملک قناعت و صبر و رضائے الہی کی دولت۔ سبکبار مردم: ہلکے بوجھ والے لوگ تیز تر چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے "ہلکے پھلکے نجات پاگئے بوجھل لوگ ہلاک ہوگئے"۔ حق اینست: حق یہی ہے جو مصرع اول میں گزرا۔ تہیدست: خالی ہاتھ والا یعنی فقیر۔ تشویش نانے خورد: یعنی فقیر کو تو صرف اپنی روٹی کی فکر ہوتی ہے مگر بادشاہ کو پورے ایک جہان بھر کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ نانِ شام: یعنی وقت شام کا کھانا۔ سلطانِ شام: یعنی ملک شام کا بادشاہ۔ بسر می برد: یعنی خوشی اور غمی کے ایام گزر ہی جاتے ہیں اور مرجانے پر یہ دونوں سر سے بھی نکل جاتی ہے۔ خیال میں بھی نہیں رہتی۔ چه آں را که: یعنی مرنے کے بعد دونوں برابر ہیں۔ اگر سرفرازی: یعنی مرجانے کے بعد درویش و غنی، شاہ و گدا میں کوئی شناخت باقی نہیں رہ جاتی۔ کیواں: ستارہ زحل جو فلک ہفتم پر ہے۔ مجازاً فلک ہفتم۔ دم: گھڑی۔ وقت۔ کاجل: که اجل بمعنی موت۔ حکایت عابد و کلّهٔ بوسیدہ۔ دجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔ در دجلہ: یعنی دریا کے کنارے۔ کلّہ: کھوپڑی۔ گردن کا بالائی حصہ۔ سر و دہن بینی وغیرہ: یعنی کھوپڑی نے بطور خرق عادت یا زبانِ حال سے کہا۔ فرّ: شان و شوکت۔ فرماندہی: حکمرانی۔ بادشاہی۔ مہی: سرداری۔ سپہر: آسمان۔ نصرت: خدائی مدد۔ وفاق: موافقت۔ سازگاری یعنی نصرت خداوندی نے میری موافقت کی۔ گرفتم ببازوئے: یعنی زور بازو سے میں نے فتح کرلیا۔ عراق: مشہور ملک ہے جس کا پایہ تخت بغداد ہے۔

طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم ۔ کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
بکن پنبۂ غفلت از گوشِ ہوش ۔ کہ از مردگاں پندت آید بگوش

نصیحت در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبتِ آں

نکوکار مردم نباشد بدش ۔ نورزد کسے بد کہ نیک آیدش
شر انگیز ہم در سرِ شر رود ۔ چو کژدم کہ با خانہ کمتر رود
اگر نفع کس در نہادِ تو نیست ۔ چنیں جوہر و سنگ خارا یکیست
غلط گفتم اے یارِ شایستہ خوی ۔ کہ نفعست در آہن و سنگ و روی
چنیں آدمی مردہ بہ ننگ را ۔ کہ بروے فضیلت بود سنگ را
نہ ہر آدمی زادہ از دد بہ است ۔ کہ دد ز آدمی زادۂ بد بہ است
بہ است از دد انسانِ صاحب خرد ۔ نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد
چو انساں نداند بجز خورد و خواب ۔ کدامش فضیلت بود بر دواب
سوارِ نگوں بخت بیراہ رو ۔ پیادہ بَرَد زو برفتن گرو
کسے دانۂ نیکمردی نکاشت ۔ کزو خرمنِ کامِ دل برنداشت
نہ ہرگز شنیدیم در عمرِ خویش ، ۔ کہ بدمرد را نیکی آمد بہ پیش

حکایت

گریزے بچاہے درافتادہ بود ۔ کہ از ہولِ او شیرِ نر مادہ بود
بد اندیش مردم بجز بد ندید ۔ بیفتاد و عاجز تر از خود ندید
ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت ۔ یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت

طمع: لالچ۔ امید۔ آرزو۔ کرماں: ایک شہر کا نام ہے۔ خورم: بمعنی گیرم یعنی آرزو تھی کہ کرمان فتح کر دونگا۔ "گیرم" کی جگہ "خورم" کا استعمال مشاکلہ کی بناء پر ہے۔ کرماں: کرم کی جمع ہے۔ کیڑوں۔ کہ ناگہ: کہ اچانک موت آگئی اور کیڑوں نے سر کھا لیا۔ بکن......الخ: کندن سے فعل امر۔ کان سے غفلت کی روئی نکال دو تا کہ تیرے کان میں بھی مردوں کی نصیحت سنائی دے سکے۔ نباشد بدش: یعنی نیکوکاروں کو برائی پیش نہیں آتی ان کو اچھا بدلہ ملتا ہے۔ آیت کریمہ ہے۔ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ: (آیت ۶۰ سورہ رحمٰن) کیا نیکی کا بدلہ بھلائی کے سوا ہے؟ نورزد: یعنی کوئی ایسا نہیں کہ برائی کرے تو اسے نیکی ملے۔ کیونکہ برائی کا بدلہ برائی ہے۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (آیت ۴۰ شوریٰ) شر انگیز: شر پیدا کرنے اور پھیلانے والا۔ شریر۔ در سرِ شر رود: یعنی شر انگیز ہر دم شر کے در پے رہتا ہے۔ جیسے بچھو نیش زنی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے مگر اپنے شر کی پاداش میں بالآخر مارا جاتا ہے۔ با خانہ کمتر رود: کہا جاتا ہے کہ بچھو اپنے سوراخ سے نکلنے کے بعد واپس نہیں جاپاتا۔ نہاد: طبیعت۔ جوہر: یعنی انسانی طبیعت۔ سنگ خارا: ایک قسم کا سخت نیلگوں پتھر۔ یکیست: یعنی بے نفع بخش طبیعت اور سنگ خارا یکساں ہے بلکہ سنگ سے بھی بدتر کہ سنگ و آہن میں بھی نفع ہے۔ روی: کانسہ، تانبہ۔ بہ ننگ را: یعنی عیب کی وجہ سے اس کا مر جانا بہتر ہے۔ آدمی زادہ: یعنی آدمی۔ دد: جانور۔ درندہ۔ آدمی زادۂ بد: برا آدمی۔ بہ است: بہتر ہے۔ در مردم افتد: لوگوں کو پھاڑے۔ عیب جوئی کرے عزتوں کا پردہ چاک کرے۔ بجز خورد و خواب: کھانے، سونے کے سوا۔ دواب: چوپائے۔ نگوں بخت: اوندھے مقدر والا۔ بیراہ رو: بے راہ چلنے والا۔ برد گرو: سبقت لے جاتا ہے۔ نکاشت: نہیں بویا۔ خرمن: کھلیان۔ کامِ دل: دل کا مقصد برنداشت: برداشتن سے ہے نون برائے نفی ہے۔ بدمرد: برا آدمی۔ گریزے: ایک پہلوان۔ گیراز میں امالہ ہے۔ کہ از ہول او: گریز کی صفت۔ کہ اس کے ڈر سے نر شیر مادہ ہو جاتا۔ یعنی خائف و ترساں ہو جاتا۔ بیفتاد: یعنی وہ کنوئیں میں گر گیا۔ ز فریاد و زاری: مدد کے لئے پکارنے اور رونے کے سبب پوری رات نہ سویا۔ کوفت سنگے: یعنی اس کے سر پر پتھر مارا۔

تو ہرگز رسیدی بفریادِ کس — کہ میخواہی امروز فریاد رس
ہمہ تخم نیکو دمے کاشتی — ببیں لاجرم برگہ برداشتی
کہ برجانِ ریشت نہد مرہمے — کہ دلہا ز ریشیت بنالد ہمے
تو مارا ہمی چاہ کندی براہ — بسر لاجرم درفتادی بچاہ
دو کس چہ کنند از پئے خاص و عام — یکے نیک محضر دگر زشت نام
یکے تا کند تشنہ را تازہ حلق — دگر تا بگردن درافتند خلق
اگر بد کنی چشمِ نیکی مدار — کہ ہرگز نیارد گز انگور بار
نہ پندارم اے در خزاں کشتہ جو — کہ گندم ستانی بوقتِ درو
درختِ زقوم ار بجاں پروری — مپندار ہرگز کزو بہ خوری
رطب ناورد چوبِ خرزہرہ بار — چہ تخم افگنی برہماں چشم دار

حکایت

حکایت کنند از یکے نیکمرد — کہ اکرام حجاجِ یوسف نکرد
بسرہنگِ دیواں نگہ کرد تیز — کہ نطعش بینداز و ریگش بریز
چو حجت نماند جفا جوئے را — بپرخاش درہم کشد روئے را
بخندید و بگریست مردِ خدای — عجب ماند سنگیں دِل تیرہ رای
چو دیدش کہ خندید و دیگر گریست — بپرسید کیں خندہ و گریہ چیست
بگفتا ہمیگریم از روزگار — کہ طفلانِ بیچارہ دارم چہار
ہمیخندم از لطفِ یزدانِ پاک — کہ مظلوم رفتم نہ ظالم بخاک
یکے گفتش اے نامور شہریار — مکن دست ازیں پیرِ دہقاں بدار

تو ہرگز......الخ: اس نے پوچھا کیا تو نے کسی کی فریاد رسی کی؟ جو آج تو فریاد رس کا طلبگار ہے۔ ہمہ تخم نیکودمی: تو نے تو نیک دمی کے سارے بیج بوئے۔ لاجرم اس کا پھل پایا۔ (یہ بطور طنز کہا) یہاں نسخے اور بھی ہیں۔ ہمہ تخم نامردی کاشتی: بے مردتی کے سارے بیج بوئے۔ مراد یہ ہے کہ ہمیشہ تم نے بدی کا بیج بویا۔ کہ: کون۔ جانِ ریش: زخمی جان۔ کہ دلہا: کہ سارے لوگوں کے دل۔ مارا: ہمارے لئے۔ لاجرم: یعنی چاہ کن راچاہ درپیش۔ حدیث میں ہے۔ مَنْ حَفَرَ حفیرا لِاَخِیْہِ فَحَتفُہٗ فیہ۔ چہ کنند: چاہ کا مخفف۔ کنواں تیار کرتے ہیں۔ نیک محضر: نیک طبیعت۔ زشت نام: بدنام۔ برا۔ یکے: یعنی نیک محضر۔ دگر: یعنی بدنام مخلوق کی ہلاکت کا سامان کرتا ہے۔ چشم نیکی: بھلائی کی امید۔ کہ ہرگز...... الخ: کہ کبھی بھی جھاؤ کے درخت پر انگور کے پھل نہیں آتے۔ گز: جھاؤ کا درخت۔ اکثر دریاؤں کے کنارے اگتا ہے اس سے ٹوکرے ٹوکریاں بناتے ہیں عربی میں طرفا کہتے ہیں۔ انگور بار: ترکیب مقلوبی ہے۔ یعنی بارِ انگور۔ کہ گندم ...... الخ: کہ کٹائی کے وقت میں گندم حاصل کر لوگے۔ زقوم: ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت۔ تھوہڑ۔ بہ: بہی امرود سے مشابہ ایک میوہ۔ سفرجل۔ رطب: تروتازہ کھجور۔ خرزہرہ: کنیر۔ ایک قسم کا زہریلا درخت۔ چہ تخم افگنی: یعنی جو بیج بویا اسی پھل کی امید رکھو۔ اکرام: تعریف ودعا۔ عزت وتعظیم۔ حجاج: حجاج بن یوسف ثقفی۔ مشہور سخت گیر ظالم گورنر ہے۔ (۷۱ھ تا ۹۶ھ) مگر بڑا فصیح وبلیغ خطیب بھی تھا۔ سرہنگ: سپاہی۔ سالار لشکر۔ دیوان: کچہری۔ ممکن ہے کہ سرہنگ دیوان سے مراد جلاد ہو۔ اس کے پہلے ایک شعر اور بعض نسخوں میں مذکور ہے جس میں حجاج اور اس مرد جانباز کے درمیان مکالمہ کا بیان ہے۔ نطع: وہ چمڑا جسے بچھا کر مجرم کو قتل کیا جاتا۔ طریقہ تھا کہ سر دربار کسی کو قتل کرتے تو چمڑا بچھاتے اس پر ریت پھیلاتے پھر قتل کرتے تا کہ خون ادھر ادھر نہ بہے۔ ریگ: ریتا۔ بالو۔ حجت: دلیل۔ جفاجو: ظالم۔ پرخاش: لڑائی جھگڑا۔ سنگین: پتھریلا۔ یعنی بے رحم حجاج کو اس کی ہنسی پر تعجب ہوا۔ از روزگار: یعنی زمانے کے ستم سے۔ بیچارہ: یعنی بے سہارا۔ لطف: مہربانی۔ کہ مظلوم: کہ میں دنیا سے مظلوم جا رہا ہوں ظالم بن کر نہیں۔ شہریار: یعنی حاکم وگورنر۔ مکن: یعنی ایسا مت کر۔ دست بدار: یعنی معاف کردے۔

خلقے: یعنی اس کے اہل و عیال۔ تکیہ و پشت برچیزے داشتن: امید رکھنا۔ سہارا رکھنا۔ خردانِ اطفال: چھوٹے چھوٹے بچے۔ اندیشہ کن: یعنی ان سے

کہ خلقے بدو تکیہ دارند و پشت	روا نیست خلقے بیکبار کشت
بزرگی و عفو و کرم پیشہ کن	ز خردانِ اطفالش اندیشہ کن
مگر دشمنِ خاندانِ خودی	کہ بر خاندانہا پسندی بدی
مپندار و دلہا بداغ تو ریش	کہ روز پسیں آیدت خیر پیش
نخفتست مظلوم از آہش بترس	ز دودِ دلِ صبحگاہش بترس
نترسی کہ پاک اندرونے شبے	برآرد ز سوزِ جگر یاربے
بسودا چناں بروے افشاند دست	کہ حجاج را دستِ حجّت بہ بست
نہ ابلیس بد کرد و نیکی ندید	برِ پاک ناید ز تخمِ پلید
مدر پردۂ کس بہنگامِ جنگ	کہ باشد ترا نیز در پردہ ننگ
مزن بانگ بر شیر مرداں درشت	چو با کودکاں بر نیائی بمشت
شنیدم کہ نشنید و خونش بریخت	ز فرمانِ داور کہ داند گریخت
بزرگے دراں فکرت آں شب نخفت	بخواب اندروں دید درویش و گفت
دمے بیش برمن سیاست نراند	عقوبت برو تا قیامت بماند

حکایت

یکے پند میداد فرزند را	نکودار پندِ خردمند را
مکن جور بر خردگاں اے پسر	کہ یک روزت افتد بزرگے بسر
نمیترسی اے کودکِ کم خرد	کہ روزے پلنگیت برہم درد
بخردی درم زورِ سرپنجہ بود	دلِ زیر دستاں ز من رنجہ بود
بخوردم یکے مشتِ زور آوراں	نکردم دگر زور بر لاغراں

ڈرو۔ مگر: شاید۔ مپندار...... الخ: جب لوگوں کے دل تیرے زخم سے داغدار ہوں تو یہ نہ سمجھ کہ تیرے آخری ایام تجھے بھلے پیش آئیں گے۔ مظلوم: ستم رسیدہ۔ از آہش بترس: یعنی اس کی بددعاؤں سے ڈرو۔ دود دل صبح گاہ: یعنی آہ سحر گاہی۔ پاک اندروں: پاک باطن۔ برآرد...... الخ: سوز جگر سے یارب کہہ کر پکارے اور بد دعا کرے۔ سودا: غصہ و جنون۔ یہ شعر بعض نسخوں میں شروع میں ہے۔ نہ ابلیس: استفہام تقریری۔ بد کرد: کہ حکم الٰہی کی بجا آوری نہ کی۔ بر پاک ناید: ناپاک بیج سے پاک پھل نہ آئے گا۔ مدر پردہ کس: کسی کا راز فاش مت کرو۔ ننگ: عیب۔ مزن بانگ الخ: یعنی شیر مرد پہلوانوں کو چیلنج مت دو جب بچوں سے مکا بازی میں غالب نہیں آپاتے ہو۔ طریقہ تھا کہ حریف طلب کرنے کے لئے پہلوان کرخت آواز میں پکارتا تھا۔ شنیدم کہ نشنید الخ: میں نے سنا کہ حجاج نے ناصح کی ایک نہ سنی اور اس نیک مرد کا خون بہا دیا۔ زفرمانِ داور الخ: خدا کے حکم سے کون بھاگ سکتا ہے یعنی تقدیر کا لکھا پورا ہوا۔ آں شب نخفت: اس رات نہ سویا پھر تھوڑی دیر کے لئے نیند آگئی تو خواب میں دیکھا۔

دمے: اس مظلوم مقتول نے کہا کہ مجھ پر ایک سانس سے زیادہ تو حجاج سزا جاری نہ کر سکا مگر وہ ابدی عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ اور مردِ حق کو تاریخ میں جاوداں ہو گیا۔ پند: نصیحت۔ نکودار: یعنی عقلمندوں کا کہا مانو۔ اور میری پدرانہ نصیحتیں سنو۔ مکن جور: چھوٹوں پر ظلم نہ کرو ورنہ کسی دن کوئی بڑا تمہیں سر کے بل گرا دیگا۔ یعنی ذلیل کر دے گا۔ کم خرد: کم عقل۔ پلنگے: کوئی چیتا تمہیں پھاڑ ڈالے۔ یعنی کوئی طاقتور تمہیں ہلاک کر دے۔ بخردی درم: بچپنے میں میرے اندر بڑی طاقت تھی۔ دل زیر دستاں: کمزوروں کے دل مجھ سے خائف و ترساں تھے۔ بخوردم: ایک بار پہلوانوں کا مکا کھایا تبھی سے لاغروں پر زور چلانا چھوڑ دیا۔

الا: حرف تنبیہ ہے۔ آگاہ ہو۔ خبردار ہو جاؤ۔ تابغفلت الخ: ہرگز تو غفلت میں نہ سو کیونکہ سالار قوم پر نیند حرام ہے۔ یعنی غفلت کی نیند۔ غم

گفتار

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم — حرامست بر چشمِ سالارِ قوم
غمِ زیر دستاں بخور زینہار — بترس از زبردستیٔ روزگار
نصیحت کہ خالی بود از غرض — چو داروئے تلخست در دفعِ مرض

حکایت دریں معنی

یکے را حکایت کنند از ملوک — کہ بیماریٔ رشتہ کردش چو دوک
چنانش در انداخت ضعفِ جسد — کہ میبرد بر کم تریناں حسد
کہ شاہ ارچہ بر عرصہ نام آورست — چو ضعف آمد از بیذقے کمترست
ندیمے زمینِ ملک بوسہ داد — کہ عمرِ خداوند جاوید باد
دریں شہر مردے مبارک دمست — کہ از پارسایاں چنوئے کمست
نبردند پیشش مہماتِ کس — کہ مقصود حاصل نشد در نفس
بخواں تا بخواند دعائے بریں — کہ رحمت رسد ز آسماں بر زمیں
بفرمود تا مہترانِ خدم — بخواندند پیرِ مبارک قدم
بگفتا دعائے کن اے ہوشمند — کہ در رشتہ چوں سوزنم پائے بند
شنید ایں سخن پیرِ خم بودہ پشت — بہ تندی بر آورد بانگِ درشت
کہ حق مہربانست بر دادگر — ببخشائی و بخشایشِ حق نگر
دعائے منت کے شود سودمند — اسیرانِ مظلوم در چاہ و بند
تو نا کردہ بر خلق بخشایشے — کجا بینی از دولت آسایشے

خوردن: فکر و خیال کرنا۔ زنہار: کلمہ تاکید ہے یعنی ضرور ضرور خیال کرو۔ از زبردستی روزگار: زمانے کی زبردستی سے ڈرو۔ یعنی گردش فلک کسی سختی میں نہ مبتلا کر دے۔ خالی از غرض: غرض سے خالی نصیحت کی مثال ایسی ہے جیسے مرض دور کرنے کے لئے تلخ دوا۔ گویا نفع بخش نصیحت کڑوی معلوم ہوگی۔ رشتہ: ایک بیماری جس سے اکثر پاؤں میں زخم ہو جاتا ہے اور اس میں سے تاگا سا نکلتا ہے۔ نارو کی بیماری۔ دوک: تکلا۔ تکلی۔ ضعف: کمزوری۔ کم تریناں: یعنی کمزور صحت والے۔ حسد: جلن۔ کینہ۔ عداوت۔ شاہ: شطرنج کا ایک مہرہ۔ عرصہ: بساط شطرنج۔ بیذق: شطرنج کا پیادہ۔ ایک مہرہ۔ زمین ملک بوسہ داد: یعنی آداب بجالایا۔ جاوید: ہمیشہ۔ مبارک دم: یعنی مستجاب الدعوات۔ چنوئے کم ست: ایسے لوگ کم ہیں۔ یا ایسے لوگ نہیں ہیں۔ مہمات: مشکلات۔ اہم اور مشکل کام۔ در نفس: فوراً۔ یعنی لوگوں کو اپنی مشکلات میں دستگیری اور مقصد برآری ہوئی ہے۔ بخواں: یعنی آپ ان بزرگ کو بلا لیجئے۔ تاکہ اس مرض پر دعا فرما دیں۔ مہتران خدم: سردار خادموں نے پیر مبارک قدم کو بلایا۔

یعنی وہی مستجاب الدعوات بزرگ تشریف لائے۔ کہ در رشتہ: یعنی میں اس بیماری رشتہ کا ایسا پابند ہو گیا ہوں جیسے سوئی دھاگے کی پابند ہوتی ہے۔ بانگ درشت: کرخت آواز۔ کہ حق...... الخ: کہ خدائے تعالیٰ انصاف کرنے والے پر مہربان ہے۔ تم بخششیں کرو پھر خدا کی بخششوں کا نظارہ کرو۔ اسیران: اسیر کی جمع۔ قیدی۔ مظلوم: ناحق۔ ستم رسیدہ۔ درچاہ و بند: یعنی ناحق قید و بند میں ہیں۔ تو نا کردہ: تو مخلوق پر مہربانی کئے بغیر آسائش و آرام کہاں پاسکتا ہے۔

بباید ت: یہاں دو نسخے ہیں صحیح تر بباید ست ہے اس نسخے کی تقدیر پر دال کے اخفا کے ساتھ تا کو زبر پڑھا جائے۔ تجھے اپنی خطاؤں پر عذر کرنا چاہئے۔ پھر کسی صالح بزرگ سے تجھے دعا کرانی چاہئے۔ دعائے ویت: یعنی دعائے وے ترا۔ دعائے ستمدیدگاں: جب کہ مظلوموں کی بد دعائیں تیرے پیچھے ہوں۔ خشم و خجالت: غصہ و شرم۔ بس: پھر۔ چہ رنجم: میں رنجیدہ کیوں ہوں حق وہی ہے جو درویش نے کہا۔ بند: قید۔ فرمان: حکم۔ جہاندیدہ: وہی شیخ مستجاب الدعوات۔ بداور: خدا کی بارگاہ میں۔ دست نیاز: دعا کا ہاتھ۔ بجنگش الخ: جنگ میں اس کو گرفتار کیا صلح میں اس کو رہا کرے۔ ولی ہمچناں: ولی کے ابھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھے ہی تھے کہ بیمار صحت یاب ہو گیا۔ یعنی بادشاہ۔ چو طاؤس: یعنی بادشاہ خوشی میں طاؤس کی طرح رقص کرنے لگا۔ گنجینۂ گوہر: موتیوں کا خزانہ۔ کثیر مال و دولت۔ فشاندند: یعنی نچھاور کرنے کا حکم دیا۔ زیر سرش: یعنی معتمدین کو حکم دیا کہ سونا اس کے سر پر نثار کریں۔ ازاں جملہ: یعنی شیخ صالح نے ان تمام خزانوں سے دامن جھاڑ لیا اور کچھ قبول نہ کیا بلکہ انہوں نے کہا کہ حطام دنیا کے سبب حق چھپانا نہیں چاہئے۔ مرو با سر رشتہ: سخن حق کا بیان ہے۔ یعنی دوبارہ ایسا کام نہ کرنا جو بیماری رشتہ کی اصل اور جڑ ہو یعنی ظلم نہ کرنا۔ کند رشتہ

بباید ت عذرِ خطا خواستن | پس از شیخ صالح دعا خواستن

کجا دست گیرد دعائے ویت | دعائے ستمدیدگاں در پئیت

شنید ایں سخن شہریارِ عجم | زخشم و خجالت برآمد بہم

برنجید پس بادلِ خویش گفت | چہ رنجم حقست ایں کہ درویش گفت

بفرمود تا ہر کہ در بند بود | بفرمانش آزاد کردند زود

جہاں دیدہ بعد از دو رکعت نماز | بداور برآورد دستِ نیاز

ق

کہ اے بر فرازندۂ آسماں | بجنگش گرفتی بصلحش بماں

ولی ہمچناں بر دعا داشت دست | کہ رنجور افتادہ برپائے جست

تو گفتی ز شادی بخواہد پرید | چو طاؤس چوں رشتہ در پا ندید

بفرمود گنجینۂ گوہرش | فشاندند در پای و زیرِ سرش

حق از بہرِ باطل نشاید نہفت | ازاں جملہ دامن بیفشاند و گفت

مرو با سرِ رشتہ بارِ دگر | مبادا کہ دیگر کند رشتہ سر

چو بارے فتادی نگہدار پای | کہ یکبار دیگر بلغزد ز جای

ز سعدی شنو کیں سخن راستست | نہ ہر بارے افتادہ برخاستست

گفتار

جہاں اے پسر ملک جاوید نیست | ز دنیا وفاداری امید نیست

نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام | سریرِ سلیمان علیہ السلام

بآخر ندیدی کہ بر باد رفت | خنک آنکہ با دانش و داد رفت

سر: سر کردن: ظاہر ہونا۔ یعنی بیماری رشتہ ظاہر ہو جائے۔ نگہدار پائے: یعنی سنبھل کر پیر رکھو۔ کہ یکبار: کہ ایک بار پھر نہ پیر پھسل جائے۔ کیں سخن راست ست: کہ یہ بات سچ ہے کہ کوئی ہر بار گر کر اٹھا نہیں ہے۔ (گفتار در بیوفائی ملک و نعمت دنیا کہ بقا ندارد)۔ ملک جاوید: ہمیشگی کا ملک۔ ز دنیا الخ: دنیا سے وفاداری کی امید نہیں ہے۔ یعنی نعمت دنیا ناپائیدار ہے۔ نہ بر باد رفتے: کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت صبح و شام ہوا پر نہیں اڑتا تھا۔ آپ کا مسکن شام تھا۔ آپ صبح کو دمشق سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو قیلولہ اصطخر میں فرماتے جو ملک فارس میں ہے۔ اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر اور شام کو اصطخر سے روانہ ہوتے تو شب کو کابل میں آرام فرماتے یہ تیز سوار کے لئے ایک مہینے کی راہ ہے۔ کہ بر باد رفت: یہاں برباد ایک لفظ ہے۔ برباد ہو گیا۔ یعنی تخت اور حکومت زائل ہو گئی۔ با دانش و داد رفت: دانائی اور انصاف کے ساتھ اس دنیا سے گیا۔

کسے زیں میاں گوئے دولت ربود ... کہ در بندِ آسایشِ خلق بود
بکار آمد آنہا کہ برداشتند ... نہ گرد آوریدند و بگذاشتند

حکایت

شنیدم کہ در مصر میرِ اجل ... سپہ تاخت بر روزگارش اجل
جمالش برفت از رُخِ دلفروز ... چو خور زرد شد پس نماند ز روز
گزیدند فرزانگاں دستِ فوت ... کہ در طب ندیدند داروئے موت
ہمہ تخت و ملکے پذیرد زوال ... بجز ملکِ فرمانده لایزال
چو نزدیک شد روزِ عمرش بشب ... شنیدند میگفت در زیرِ لب
کہ در مصر چوں من عزیزے نبود ... چو حاصل ہمیں بود چیزے نبود
جہاں گرد کردم نخوردم برش ... برفتم چو بیچارگاں از سرش
پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورد ... جہاں از پئے خویشتن گرد کرد
دریں کوش تا باتو ماند مقیم ... کہ ہرچہ از تو ماند دریغست و بیم
کند خواجہ بر بسترِ جاں گداز ... یکے دستِ کوتاہ و دیگر دراز
دراں دم ترا مینماید بدست ... کہ دہشت زبانش ز گفتن ببست
کہ دستے بجود و کرم کن دراز ... دگر دست کوتہ کن از ظلم و آز
کنونت کہ دستست خارے بکن ... دگر کے برآری تو دست از کفن
بتابد بسے ماہ و پروین و ہور ... کہ سر برنداری ز بالینِ گور

حکایت

قزل ارسلاں قلعۂ سخت داشت ... کہ گردن بالوند بر میفراشت

گوئے دولت ربود: یعنی کامیاب گیا۔ بند: فکر۔ خیال۔ آنہا کہ برداشتند: یعنی وہ چیزیں جنہیں معارف خیر میں خرچ کردیا۔ اوران سے اپنا توشہ بنایا۔ ایسا نہیں کہ جو فراہم کر کے چھوڑ گئے وہ کارآمد ہوں۔ مصر: مشہور ملک ہے۔ میر: سردار۔ اجل: برگزیدہ۔ بزرگ۔ بڑا۔ سپہ تاخت اجل: موت نے لشکر دوڑا دیئے یعنی موت قریب آگئی۔ جمال: خوبصورتی۔ خور: خورشید۔ زرد شد: یعنی جب آفتاب کی ٹکیہ زرد ہو جاتی ہے دن ختم ہو جاتا ہے۔ فرزانہ: حکیم و دانشمند۔ داروئے موت: موت سے بچنے کی دوا۔ ملک: بادشاہی۔ فرماندۂ لایزال: ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والا بادشاہ یعنی خدا۔ روز عمرش: اس کی زندگی کا دن شب کے قریب ہوا یعنی موت کی آخری گھڑیاں آگئیں۔ زیرلب: آہستہ آہستہ۔ عزیز: ارجمند و غالب۔ شاہانِ مصر کا لقب اور بزمانۂ قدیم مصر کے وزیروں کا لقب عزیز ہوتا تھا۔ حاصل: انجام۔ نتیجہ۔ ہمیں بود۔ یعنی یہیں موت تھی۔ گرد کردم: میں نے اکٹھا کیا۔ بر: پھل۔ بخشید و خورد: محتاجوں پر بخشش کیا اور خود بھی کھایا۔ دریں کوش: یعنی بخشش و مہربانی میں کوشش کئے جاؤ۔ مقیم: یعنی محتاجوں پر بخشش کا فائدہ تیرے ساتھ قائم و دائم رہے گا۔ کند خواجہ: ہوتا یہ ہے کہ بستر مرگ پر دم نزع آدمی کبھی ہاتھ پھیلاتا ہے کبھی سمیٹتا ہے۔ شیخ سعدی نے کہا کہ وہ گویا اشارہ کرتا ہے کہ ظلم و حرص سے ہاتھ سمیٹ لو اور سخاوت و کرم کے لئے ہاتھ کشادہ کر دو۔ دراں دم: یعنی بوقتِ نزع۔ دہشت: یعنی موت کی حیرت نے۔ جود و کرم: سخاوت و بخشش۔ کن دراز: ہاتھ لمبا کرو یعنی خوب سخاوت کرو۔ دست کوتاہ کن: یعنی ہاتھ روک لو۔ باز آجاؤ۔ آز: حرص۔ لالچ۔ دستست: قدرت ہے۔ خارے کن: کانٹا نکالو یعنی دوسروں کی تکلیف دور کرو۔ ماہ: چاند۔ پروین: ثریا۔ چھ چھوٹے چھوٹے ستاروں کا مجموعہ۔ ہور: بواو مجہول: آفتاب۔ بتابد...... الخ: یعنی سورج، چاند ستارے یوں ہی چمکتے رہیں گے اور تو قبر سے سر نہ اٹھا سکے گا۔ قزل ارسلاں: عثمان بن ایلدکز، مشہور سلجوقی بادشاہ، مدت حکومت ۵۸۱ھ تا ۵۸۷ھ، ظہیر فاریابی کے ممدوحین میں سے ہے۔ الوند: ہمدان کا مشہور پہاڑ جس کے دامن کوہ سے بارہ ہزار چشمے نکلتے ہیں۔ کہ گردن: یعنی قلعے کی دیواریں کوہِ الوند کی بلندی کے بالمقابل تھیں۔

نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیچ | چو زلفِ عروساں رہش پیچ پیچ
چناں نادر افتادہ در روضۂ | کہ بر لاجوردی طبق بیضۂ
شنیدم کہ مردے مبارک حضور | بنزدیکِ شاہ آمد از راہ دور
حقائق شناسے جہاندیدۂ | ہنرمندے آفاق گردیدۂ
بخندید کیں قلعۂ خرم است | ولیکن نہ پندارمش محکم است
نہ پیش از تو گردن کشاں داشتند | دمے چند بودند و بگذاشتند
نہ بعد از تو شاہانِ دیگر برند | درختِ امیدِ ترا برخورند
ز دورانِ ملکِ پدر یاد کن | دل از بندِ اندیشہ آزاد کن
چناں روزگارش بکنجے نشاند | کہ بر یک پشیزش تصرف نماند
چو نومید ماند از ہمہ چیز و کس | امیدش بفضلِ خدا ماند و بس
برِ مردِ ہشیار دنیا خس است | کہ ہر مدتے جائے دیگر کس است

حکایت

چنیں گفت شوریدۂ در عجم | بکسریٰ کہ اے وارثِ ملکِ جم
اگر ملک بر جم بماندے و بخت | ترا چوں میسر شدے تاج و تخت
اگر گنجِ قاروں بدست آوری | نماند مگر آنچہ بخشی بری

حکایت

چو الپ ارسلاں جاں بجاں بخش داد | پسر تاجِ شاہی بسر بر نہاد
بتربت سپردندش از تاج و گاہ | نہ جائے نشستن نہ آماجگاہ
چنیں گفت دیوانۂ ہوشیار | چو دیدش پسر روزِ دیگر سوار

نہ اندیشہ از کس: یعنی قلعہ نہایت محفوظ اور ہر طرح کی اشیاء ضرورت اور سامانِ حرب و ضرب اس میں موجود تھے۔ چو زلف عرساں: یعنی دلہن کی گندھی ہوئی زلف کی طرح قلعہ کی راہیں پیچ در پیچ تھیں۔ تاکہ دشمن بآسانی راہ نہ پائے۔ نادر: انوکھا۔ در روضۂ: یعنی اس کے چاروں طرف سبزہ زار اور باغات تھے۔ کہ لاجوردی: یعنی یہ قلعہ جو سنگ سفید سے بنا ہوا تھا ان مرغزاروں اور سرسبز باغات کے بیچ ایسا خوشنما معلوم ہوتا جیسے لاجوردی طباق میں انڈا رکھا ہو۔ مبارک حضور: نیک محضر۔ جس کی صحبت بابرکت ہو۔ حقائق شناس: حقیقتوں کو پہچاننے والا۔ اہل باطن جہاندیدہ: جس نے دنیا دیکھی ہو یعنی تجربہ کار۔ آفاق گردیدہ: دنیا گھوما ہوا شخص۔ جہانیانِ جہاں گشت۔ خرم: مبارک۔ محکم: مضبوط۔ گردن کشاں: بادشاہوں۔ دمے چند: یعنی تھوڑے دنوں ٹھہرے اور چھوڑ گئے۔ نہ بعد...... الخ: کیا تیرے بعد دوسرے بادشاہ اس میں نہ ٹھہریں گے۔ اور تیری امیدوں کے درخت سے پھل کھائیں گے۔ دوران: عہد۔ زمانہ۔ ز بند اندیشہ: فکر و خیال کی قید سے۔ لالچ کے پھندے سے۔ روزگارش: شین ضمیر قزل ارسلاں کے باپ کی طرف راجع ہے۔ کہ بر یک پشیز: کہ اس کو ایک پیسہ پر بھی تصرف نہ رہ گیا۔ بر مرد ہشیار: ہوشیار آدمی کے نزدیک دنیا گھاس پھونس کے برابر ہے۔ شوریدہ: بے باک۔ شوخ۔ بکسریٰ: شاہانِ ایران کا لقب عموماً۔ نوشیرواں خصوصاً۔ یہاں نوشیرواں مراد ہے۔ (خسرو کا معرب) وارث ملک جم: بادشاہ جمشید کی سلطنت کے وارث۔ جمشید: شاہانِ ایران کا مورث اعلیٰ جمشید بادشاہ ہے اس کا ذکر جام و شراب، بزم و جشن نوروز کے ساتھ زیادہ آتا ہے۔ جم: جمشید کا مخفف۔ بخت: مقدر۔ گنج قارون: قارون کا خزانہ جو چالیس گھر تھا۔ نماند مگر آنچہ بخشی: کچھ باقی نہ رہے گا مگر وہی تیرے نفع کا ہوگا۔ جو تو بخشش کرے اور جس کا توشہ لیجائے۔ الپ ارسلاں: الپ بمعنی دلیر۔ دبزرگ و عظیم۔ ارسلاں: بمعنی شیر مست۔ اور الپ ارسلان: ایک سلجوقی سلطان قزل ارسلان کے اجداد میں ہے مدت حکومت ۴۵۵ھ تا ۴۶۵ھ ہے۔ بجاں بخش داد: یعنی خدا کے سپرد کیا۔ انتقال کر گیا۔ بسر بر نہاد: یعنی جشن تاج پوشی منایا۔ تربت: قبر۔ سپردندش: یعنی الپ ارسلان کو۔ تاج و گاہ: تاج و تخت۔ آماجگاہ: شہ نشین۔ دیدش: یعنی فقیر نے شہزادے کو دیکھا۔

زہے ملک: گفت کا بیان ہے۔ سر درنشیب: یعنی کیا ہی اوندھا ملک اور زمانہ ہے۔ رکیب: رکاب کا امالہ ہے۔ گھوڑے کی رکاب۔ گردیدن روزگار:

زہے ملک و دوراں سر در نشیب　　پدر رفت و پائے پسر در رکیب
چنین است گردیدنِ روزگار　　سبک سیر بد عہد ناپائدار
چو دیرینہ روزے سر آورد عہد　　جوان دولتے سر بر آرد ز مہد
منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست　　چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
نہ لائق بود عیش با دلبرے　　کہ ہر بامدادش بود شوہرے
نکوئی کن امسال چوں دہ تراست　　کہ سالِ دگر دیگرے دہ خدا ست

حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حدِّ غور　　گرفتے خرِ روستائی بزور
خراں زیر بارِ گراں بے علف　　بروزے دو مسکیں شدندے تلف
چو منعم کند سفلہ را روزگار　　نہد بر دلِ تنگِ درویش بار
چو بامِ بلندش بود خود پرست　　کند بول و خاشاک بر بامِ پست
شنیدم کہ بارے بعزمِ شکار　　بروں رفت بیداد گر شہریار
پیاپے بدنبالِ صیدے براند　　شبش در گرفت از حشم دور ماند
بتنہا ندانست روی و رہے　　بیند اخت ناکام شب در دہے
خرے دید پوئندہ کار گر　　توانا و زور آور و بار بر
یکے مردِ کرد استخوانے بدست　　چناں میزدش کاستخواں می شکست
شہنشہ بر آشفت و گفت ای ہمال　　ز حد رفت جورت بریں بے زباں
چو زور آوری خود نمائی مکن　　برافتادہ زور آزمائی مکن
پسندش نیامد فرومایہ قول　　یکے بانگ بر پادشہ زد بہول

زمانے کا گردش کرنا۔ سبک سیر: تیز رفتار۔ بد عہد: بیوفا۔ دیرینہ روز: معمر۔ بوڑھا۔ سر آورد عہد: یعنی ایام زندگانی ختم کر لیا۔ مہد: گہوارہ۔ منہ بر جہاں دل: دنیا پر دل مت لگا۔ مطرب: گویا۔ جو کسی ایک گھر پر برقرار نہیں رہتا۔ عیش: زندگی گزارنا۔ دلبر: معشوق۔ کہ ہر بامدادش: کہ ہر صبح جس کا ایک نیا عاشق ہوتا ہو۔ نکوئی کن: احسان اور بھلائی کرو۔ چوں دہ تراست: جب کہ ملکی تمہارا ہے یہاں دہ سے مراد ملک ہے۔ دہ خدا: گاؤں کا مالک۔ یہاں بادشاہ مراد ہے۔ بزرگے: یعنی ایک حاکم۔ جفا پیشہ: ظالم۔ غور: ایک عجمی ملک ہے یا ایک علاقہ ہے۔ ہندوستان کا حکمران غوری خاندان اسی کی طرف منسوب ہے۔ بار گراں: بھاری بوجھ۔ بے علف: چارہ نہ پانے کی وجہ سے۔ بروزے دو: ایک دو دن میں بیچارے مرجاتے۔ منعم: صاحب نعمت و اقتدار۔ سفلہ: کمینہ نہد بر دل: یعنی لوگوں کو ستاتا ہے۔ چو بامِ بلند: یعنی جب کسی مغرور کا بالا خانہ اونچا ہو تو وہ پڑوسیوں کی نیچی چھت کو پیشاب وغیرہ سے گندی کرتا ہے۔ بعزمِ شکار: شکار کے ارادے سے۔ بیداد گر: ظالم۔ شہریار: یعنی وہی ظالم حکمراں۔ پیاپے: لگاتار۔ دنبال: تعاقب۔ پیچھے پیچھے۔ صید: شکار۔ شکار کا جانور۔ در گرفت: آ پکڑا یعنی رات ہوگئی۔ حشم: بفتحتین۔ نوکروں چاکروں اور خدمت گاروں کا انبوہ۔ یعنی لشکر۔ روی و رہے: سمت و راہ۔ ناکام: بے مراد۔ دہ: دیہات۔ گاؤں۔ خرے دید: یعنی اسی ظالم بادشاہ نے۔ پوئندہ: یعنی تیز گام۔ تیز رفتار۔ کار گر: یعنی سود مند۔ بار بر: بوجھ ڈھونے والا۔ کرد: ایک صحرائی قوم، ایک علاقہ۔ استخوانے بدست: ایک استخواں ہاتھ میں لے کر۔ اور استخواں حبشیوں کا ایک قسم کا ہتھیار ہے۔ اور بعض نسخوں میں یہ مصرع اس طرح ہے "یکے مرد سنگے گرفتہ بدست" کاستخواں می شکست: گویا اس کی ہڈیاں توڑ رہا تھا۔ ز حد رفت: حد سے بڑھ گیا۔ جورت: تیرا ظلم۔ بریں بے زباں: اس بے زبان پر یعنی گدھے پر۔ فرومایہ قول: گھٹیا بات۔ کمزور بات۔ بانگ زد بہول: یعنی خوفناک آواز سے چیخا۔

ایں کار: یعنی گدھے کو مارنا۔ پیش نہ گرفتم: میں نے اختیار نہیں کیا۔ برو پسِ کارِ خویش: جا، اپنے کام میں لگ۔ حجت نہ کر۔ پیش تو: یعنی تیرے گمان

گرفتم نہ بیہودہ اینکار پیش | برو چوں ندانی پسِ کارِ خویش
بسا کس کہ پیشِ تو معذور نیست | چو وابینی از مصلحت دور نیست
مَلِک را درشت آمد از وے خطاب | بگفتا بیا تا چہ بینی صواب
کہ پندارم از عقل بیگانہ | نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ
بخندید کاے ترکِ ناداں خموش | مگر حالِ خضرت نیامد بگوش
نہ دیوانہ خواند کس او را نہ مست | چرا کشتیٔ ناتواناں شکست
جہاں جوی گفت اے ستمگارہ مرد | چہ دانی کہ خضر آں برائے چہ کرد
در آں بحر مردے جفا پیشہ بود | کہ دلہا ازو بحرِ اندیشہ بود
جزائر ز کردارِ او پرخروش | جہانے زدستش چو دریا بجوش
پس آں را ز بہرِ مصالح شکست | کہ سالارِ ظالم نگیرد بدست
شکستہ متاعے کہ در حرزِ تست | ازاں بہ کہ در دستِ دشمن درست
بخندید دہقانِ روشن ضمیر | کہ پس حق بدستِ منست اے امیر
نہ از جہل می بشکنم پائے خر | کہ از جورِ سلطانِ بیدادگر
خر ایں جایگہ لنگ و تیمارکش | ازاں بہ کہ پیشِ مَلِک بارکش
تو آں را نگوئی کہ کشتی گرفت | کہ چوں تا ابد نامِ زشتی گرفت
تفو بر چناں مُلک و دولت کہ راند | کہ شنعت بر او تا قیامت بماند
ستمگر جفا بر تنِ خویش کرد | نہ بر زیر دستانِ درویش کرد
کہ فردا دراں محفلِ نام و ننگ | بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
نہد بارِ اوزار بر گردنش | نیارد سر از عار بر کردنش

میں۔ معذور نیست: بلکہ مجرم ہے۔ چو وابینی: جب بغور دیکھو۔ از مصلحت: یعنی اس کا کام مصلحت سے خالی نہ ہوگا۔ درشت آمد الخ: یعنی بادشاہ کو اس کی گفتگو سخت معلوم ہوئی۔ بیا: بمعنی بگو۔ یعنی بتا اس مارنے میں کیا درستگی دیکھتا ہے؟ ہمانا: گویا۔ یقیناً۔ کہ دیوانہ: بلکہ تو دیوانہ ہے۔ ترک: وہی ظالم بادشاہ۔ خضر: ایک صاحب حال پیغمبر ہیں بعض کہتے ہیں ولی ہیں۔ ایک دریائی سفر میں جب کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ہمسفر تھے چند نادار یتیموں کی کشتی حضرت خضر علیہ السلام نے توڑ کر عیب دار بنا دی۔ حکمت یہ تھی کہ آگے ایک ظالم بادشاہ صحیح سالم کشتیوں کو چھین لیتا تھا۔ اس سے بچانے کے لئے عیب دار بنایا۔ ناتواناں: کمزوروں اور ناداروں جہاں جو: یعنی بادشاہ۔ ستمگار: ظالم۔ خضر آں برائے چہ کرد: خضر علیہ السلام نے وہ کس مصلحت سے کیا؟ در آں بحر: اسی دریا میں آگے جس میں کشتی چل رہی تھی۔ جفا پیشہ: ظالم۔ بحر اندیشہ: خوف و تفکرات کا سمندر۔ جزائر: دریا کے بیچ کی خشکیاں۔ ٹاپو۔ پرخروش: آہ و فغاں سے بھرے ہوئے جہانے: یعنی ان جزائر کے سارے باشندے۔ شکست: یعنی موسیٰ علیہ السلام نے۔

سالارِ ظالم: مصلحت کا بیان ہے۔ متاع: سامان۔ در حرز تو: تیری پناہ اور قبضے میں۔ درست: یعنی صحیح سالم۔ ضمیر: دل۔ بدستِ من: یعنی جس مصلحت سے خضر علیہ السلام نے کشتی توڑی اسی مصلحت سے میں گدھے کی ہڈیاں توڑ رہا ہوں۔ جہل: نادانی۔ پائے خر: گدھے کا پیر یعنی لنگڑا بنا رہا ہوں۔ جور: ظلم۔ ایں جا یگہ: اس جگہ۔ لنگ: لاغرا۔ تیمار کش: رنجیدہ۔ ملک: یعنی بدشاہ ظالم۔ تا ابد: ہمیشہ کے لئے۔ نام زشتی گرفت: بدنامی حاصل کرلی۔ تفو: تف اور لعنت۔ شنعت: یعنی برائی، لعنت۔ ستمگر الخ: یعنی ظالم نے ظلم اپنے اوپر کیا۔ فردا: کل قیامت میں۔ محفل نام و ننگ۔ یعنی قیامت۔ ریش: داڑھی۔ چنگ: چنگل۔ گریباں و ریش گرفتن: دعویٰ و خصومت کرنا۔ اوزار: وِزر کی جمع ہے گناہ۔ بار اوزار: گناہوں کا بوجھ۔ از عار بر کردنش: یعنی وہ اپنے کردار و افعال کی ذلت و شرم سے سر نہ اٹھا سکے گا۔

گرفتم کہ خر بارِشس اکنوں کشد | دراں روز بارِ خرآں چوں کشد
گر انصاف پرسی بد اختر کست | کہ در راحتش رنجِ دیگر کست
ہمیں پنجروزش تنعم بود | کہ شادیش در رنجِ مردم بود
اگر برنخیزد بہ آں مردہ دِل | کہ خسپند ازو مردم آزردہ دل
شہ ایں جملہ بشنید و چیزے نگفت | بہ بست اسپ و سر بر نمدزیں بخفت
ہمہ شب زبیداری اختر شمرد | ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
چو آوازِ مرغِ سحر گوش کرد | پریشانئ شب فراموش کرد
سواراں ہمہ شب یزک تاختند | سحرگہ پئے اسپ بشناختند
براں عرصہ بر اسپ دیدند شاہ | پیادہ دویدند یکسر سپاہ
بخدمت نہادند سر بر زمیں | چو دریا شد از موجِ لشکر زمیں
بزرگاں نشستند و خواں خواستند | بخوردند و مجلس بیاراستند
چو شورِ طرب در نہاد آمدش | ز دہقانِ دوشینہ یاد آمدش
بفرمود و جستند و بستند سخت | بخواری فگندند در پائے تخت
سیہ دل بر آہیخت شمشیرِ تیز | ندانست بیچارہ روئے گریز
شمرد آں دم از زندگی آخرش | بگفت آنچہ گردید در خاطرش
نہ بینی کہ چوں کارد بر سر بود | قلم را زبانش رواں تر بود
چو دانست کز خصم نتواں گریخت | بناباکی او تیرِ ترکش بریخت
سرِ ناامیدی بر آورد و گفت | شبِ گور در دہ محالست خفت
زنا مہربانی کہ در دورِ تست | ہمہ عالم آوازۂ جورِ تست

گرفتم: میں نے مان لیا۔ دراں روز: یعنی روز قیامت۔ آں چوں کشد: یعنی وہ ظالم کیسے بوجھ اٹھائے گا۔ بداختر کس: بدنصیب شخص۔ کہ: بمعنی ہر کہ۔ راحت: آرام۔ پنجروز: یعنی زندگی کے چند دن۔ تنعم: آسائش و راحت۔ عیش و آرام۔ کہ: بمعنی ہر کہ۔ شادی: خوشی۔ اگر برنخیزد: اگر نیند سے نہ اٹھے بلکہ مرجائے تو یہی بہتر ہے۔ کہ خسپند: یعنی جس مردہ دل سے لوگ آزردہ دل ہو کر سوئیں۔ نمدزین: زین کے نیچے کا گدا یا بستر۔ بخفت: یعنی وہ لیٹ گیا۔ اختر شمرد: ستاروں کو شمار کرتا رہا یعنی آنکھ نہ لگی۔ خوابش نبرد: نیند نہ آئی۔ مرغِ سحر: بلبل و قمری اور مرغا۔ گوش کرد: یعنی ان کی آواز سنائی پڑی۔ یزک: قراول دستہ۔ سواروں کی جماعت۔ جاسوس دستہ۔ یزک تاختند: یعنی برائے سراغ دوڑتے رہے۔ پتہ لگاتے رہے۔ سحرگہ: صبح کے وقت۔ پئے اسپ بشناختند: گھوڑے کے قدم یعنی گھوڑے کے سم کے نشانات پہچانے۔ عرصہ: میدان۔ پیادہ: پیدل۔ یکسر: تمام۔ بزرگاں: بڑے لوگ، امراء اور ندماء۔ خوان: طباق۔ دسترخوان۔ شورِ طرب: غلبۂ خوشی۔ فرح و نشاط کی فراوانی۔ دوشینہ: گزشتہ رات والا۔ زدہقانِ دوشینہ: گزشتہ رات کے دہقانی کی باتیں۔ بفرمود: یعنی بادشاہ نے حکم دیا۔ خواری: ذلت۔ فگندند: یعنی اس دہقانی کو۔ سیہ دل: یعنی جلاد۔ روئے گریز: بھاگنے کا رخ۔ آں دم: اس گھڑی۔ آنچہ گردید در خاطرش: جو اس کے دل میں آیا۔ کہہ ڈالا۔ کارد: چھری۔ چاقو۔ قلم را: یعنی قتل لگانے پر نوک قلم تیز چلنے لگتا ہے۔ خصم: دشمن۔ بناباکی: بے خوفی کے ساتھ۔ او تیرِ ترکش: اس نے بے خوفی سے ترکش کے تیر چلائے یعنی آمادۂ جنگ ہو گیا۔ اور جو اس کے دل میں آیا کہہ ڈالا۔ خوب زبان چلائی۔ شبِ گور در دہ: قبر کی رات دیہات میں محال ہے۔ یعنی جو رات قبر میں سونے کی مقدر ہو چکی وہی رات دنیا میں گزارنا ممکن نہیں۔ زنا مہربانی: یعنی ظلم و ستم سے۔ دور: عہد۔ زمانہ۔ ہمہ عالم الخ: تمام جہان میں تیرے ظلم کا چرچا ہے۔

نہ من کردم: یعنی صرف میں نے ہی نہیں کیا۔ جور: ظلم۔ نفیر: نالہ وفریاد۔ نفرت وبیزاری۔ کہ خلقے: بلکہ تمام مخلوق تجھ سے نالاں وبیزار ہے۔ لہٰذا تمام مخلوق میں سے ایک ایک کو قتل کر۔ صرف مجھے ہی قتل کرنے سے کیا حاصل؟ عجب گر منت: تعجب ہے کہ صرف میرا کہا تیرے دل کو برا لگا۔ وگر: اگر میری سرزنش تجھے گراں معلوم ہوئی تو انصاف کے ساتھ ملامت کی جڑ کھود دے۔ یعنی ظلم چھوڑ دے۔ چارہ: تدبیر۔ علاج۔ از ظلم برگشتن: ظلم سے پھر جانا۔ باز رہنا۔ توقع مدار: امید مت رکھ۔ کہ تیرا نام ملک بہ ملک نیکی کے ساتھ پھیلے گا۔ چوں خسپدت دیدگاں: تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں۔ ستمدیدگاں: مظلومین۔ بداں کے ستودہ شود: یعنی جس بادشاہ کی لوگ سامنے تعریف کریں اور پیٹھ پیچھے برائی کریں وہ قابل تعریف نہیں۔ سود: فائدہ۔ بر سر انجمن: یعنی محفل میں۔ پس چرخہ: مجمع کے پیچھے۔ باہر۔ نفریں کناں: نفرت کرنے والے۔ نفرت کرتے ہوئے۔ گرفت بگوش: غور سے سنا۔ ز سر مستی غفلت: غفلت کی سرمستی سے۔ دہ: دیہات۔ گاؤں۔ طالع: مقدر۔ نصیبہ۔ بہی: بہتری۔ یعنی جس گاؤں میں اسے نصیبے کی بہتری ملی۔ دہی: یعنی دیہاتی۔ فرماندہی: یعنی حکمرانی۔ زمینداری۔ نہ چندانکہ: یعنی عیب بتانے والے جاہل سے بھی کچھ

نہ من کردم از دستِ جورت نفیر	کہ خلقے ز خلقے یکے کشتہ گیر
عجب گر منت بر دل آمد درشت	بکش گر توانی ہمہ خلق کشت
وگر سخت آمد نکوہش ز من	بانصاف بیخ نکوہش بکن
ترا چارہ از ظلم برگشتن است	نہ بیچارۂ بیگنہ کشتن است
چو بیداد کردی توقع مدار	کہ نامت بہ نیکی رود در دیار
ندانم کہ چوں خسپدت دیدگاں	نخفتہ ز دستت ستمدیدگاں
بداں کے ستودہ شود پادشاہ	کہ خلقش ستایند در بارگاہ
چہ سود آفریں بر سرِ انجمن	پس چرخہ نفریں کناں مرد و زن
گرفت ایں سخن شاہِ ظالم بگوش	ز سر مستئ غفلت آمد بہوش
دراں دہ کہ طالع نمودش بہی	دہی را ببخشید فرماں دہی
بیاموزی از عالماں عقل و خوی	نہ چندانکہ از جاہلِ عیب جوی
ز دشمن شنو سیرتِ خود کہ دوست	ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکوست
ستایش سرایاں نہ یارِ تو اند	ملامت کناں دوستدارِ تو اند
ترشروی بہتر کند سرزنش	کہ یارانِ خوش طبع شیریں منش
ازیں بہ نصیحت نگوید کست	وگر عاقلی یک اشارت بسست

حکایت

چو دورِ خلافت بماموں رسید	یکے ماہ پیکر کنیزک خرید
بچہر آفتابے بتن گلبنے	بعقل خردمند بازی کنے
بخونِ عزیزاں فرو بردہ چنگ	سر انگشتہا کردہ عناب رنگ

نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ ز دشمن شنو: یعنی اپنی سیرت دشمن سے معلوم کرو کہ دوست تو تعریف ہی کریں گے۔ ستائش سرایاں: تعریف اور چاپلوسی کرنے والے لوگ۔ ملامت کناں: یعنی نصیحت کرنے والے۔ ترشروی: تند مزاج۔ بد خلق۔ شیریں منش: نرم طبیعت۔ وگر عاقلی: اگر عقلمند ہو تو ایک اشارہ کافی ہے۔ ماموں: عبداللہ ماموں رشید مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ ہارون رشید کا بیٹا۔ بڑے کروفر کا خلیفہ گزرا ہے، علم اور علم دوست شخص تھا۔ اس نے رصد گاہ قائم کی اور بہت ساری علمی خدمتیں انجام دیں۔ مدت خلافت ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ/۸۱۳ء تا ۸۳۳ء۔ ماہ: چاند۔ پیکر: شکل وصورت۔ ماہ پیکر: نہایت حسین وجمیل۔ چہر: چہرہ۔ گلبن: پھولوں کی ڈالی یعنی گل اندام، نازک اندام تھی۔ بعقل خردمند: یعنی عقل و دلفریبی میں اس درجہ تھی کہ عقلمند بھی اس پر فریفتہ ہو جائے۔ بازی کنے: نہایت شوخ وشنگ تھی۔ عزیزاں: عاشقوں کے خون میں چنگل ڈبوئے ہوئے۔ یعنی انگلیوں پر سرخ مہندی گویا عاشقوں کا خون تھا۔ عناب: ایک قسم کا میوہ جو بیر کی قسم میں سے اور نہایت سرخ ہوتا ہے۔ معشوق کی انگلیوں کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔

برابروئے عابد فریبش خضاب | چو قوسِ قزح بود بر آفتاب
شبِ خلوت آں لعبتِ حورزاد | مگر تن درآغوشِ ماموں نداد
گرفت آتشِ خشم دروے عظیم | سرش خواست کردن چو جوزا دو نیم
بگفتا سر اینک بشمشیر تیز | بیندازو با من مکن خفت وخیز
بگفت از کہ بر دل گزند آمدت | چہ خصلت ز من ناپسند آمدت
بگفت ار کشی ور شگافی سرم | ز بوئے دہانت برنج اندرم
کشد تیرِ پیکار و تیغِ ستم | بیکبار و بوئے دہاں دمبدم
شنید ایں سخن سرورِ نیکبخت | بشورید و بر خود بپیچید سخت
دلش گرچہ در حال ازو رنجہ شد | دوا کرد و خوشبوی چوں غنچہ شد
پری چہرہ را ہمنشیں کرد و دوست | کہ ایں عیبِ من گفت یارِ من اوست
بنزدِ من آں کس نکوخواہِ تست | کہ گوید فلاں خار در راہِ تست
بگمراہ رفتن نکو میروی | جفائے تمامست و جورِ قوی
ہر آنکہ کہ عیبت نگویند پیش | ہنر دانی از جاہلی عیبِ خویش
مگو شہدِ شیریں شکر فائقست | کسے را کہ سقمونیا لائقست
چہ خوش گفت یکروز دارو فروش | شفا بایدت داروئے تلخ نوش
بپرویزنِ معرفت بیختہ | بشہدِ عبادت برآمیختہ

حکایت

شنیدم کہ از نیکمردے فقیر | دل آزردہ شد پادشاہے کبیر
مگر بر زبانش حقے رفتہ بود | ز گردن کشی بروے آشفتہ بود

ابرو: وہ جگہ اور بال جو آنکھوں کے پپوٹوں سے اوپر اور ماتھے سے نیچے بشکل قوس ہوتے ہیں۔ عابد فریب: عابد کو لبھا دینے والی۔ خضاب: مہندی۔

برابروئے ...... الخ: یعنی اس کی عابد فریب ابروؤں پر خضاب گویا آفتاب پر قوسِ قزح نکلی ہو۔ شبِ خلوت: تنہائی کی رات یعنی جب ماموں نے اس سے مجامعت کا ارادہ کیا۔ لعبت: گڑیا۔ کھلونا۔ حورزاد: یعنی حور کی طرح خوبصورت۔ مگر: شاید۔ تن درآغوش ماموں نداد: یعنی ہمبستری کے لئے رام نہ ہوئی۔ دروے: یعنی ماموں رشید سخت غضبناک ہوگیا۔ سرش...... الخ: یعنی سر کے دو ٹکڑے کر دینا چاہا۔ چو جوزا دو نیم: جیسے اخروٹ کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ بگفتا: لونڈی نے کہا۔ بامن مکن خفت وخیز: یعنی میرے ساتھ مجامعت نہ کرو۔ بگفت: یعنی ماموں نے کہا۔ از کہ: از کدام کس۔ ور شگافی: خواہ تم میرے سر کے ٹکڑے اڑا دو۔ زبوئے دہانت: تیرے منہ کی بدبو سے مجھے تکلیف ہے۔ پیکار: جنگ۔ بوئے دہاں: یعنی تیغ ستم تو ایک بار چلے گی۔ مگر منہ کی بدبو مجھے دم بدم تکلیف دیتی رہے گی۔ سرورِ نیک بخت: یعنی ماموں رشید نے۔ بشورید: مضطرب ہوگیا۔ درحال: فی الحال۔ فوراً۔ رنجہ شد: رنجیدہ ہوگیا۔ دوا کرد: یعنی اپنے منہ کی بدبو کا علاج کیا اور خوشبودار بنایا یہاں تک کہ منہ سے خوشبو پھوٹنے لگی۔ غنچہ: گل ناشگفتہ۔ بن کھلا پھول۔ کلی۔ پری چہرہ را: یعنی اسی خوبصورت باندی کو۔ دوست کرد: محبوب بنالیا۔ کہ ایں: علت کا بیان ہے۔ نکوخواہ: خیر خواہ۔ بھلائی کا طالب۔ فلاں خار: فلاں کانٹا یعنی عیب۔ بگمراہ رفتن: اور بعض نسخوں میں یہاں یوں ہے "بگمراہ گفتن نکوی روی" رفتن ماننے پر کچھ تقدیر عبارت یوں ہوگی "گمراہ را گفتن کہ رفتنِ نیکومی روی داز یں راہ بمنزل خواہی رسید جفائے تمام است۔ یعنی کسی گم گشتہ راہ سے یہ کہنا کہ تم ٹھیک راہ چل رہے ہو اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ اس کے اوپر ظلم عظیم ہے۔ از جاہلی: یعنی نادانی کے سبب اپنے عیب کو ہنر سمجھنے لگو گے۔ مگو الخ: یعنی جس صفراوی مریض کے لئے جمال گوٹہ (مسہل) بطور دوا مناسب ہو اس کے سامنے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ شہد شیریں ہے اور شکر فائق ہے۔ دارو فروش: دوا بیچنے والا طبیب۔ یہاں طبیب روحانی مراد ہے۔ واعظ۔ پرویزنِ معرفت ...... الخ: یعنی سخت ریاضتوں کی دوائے تلخ کو معرفت کی چھلنی میں چھان کر عبادت کا شہد ملا کر پیو۔ کبیر: بڑا۔ حقے رفتہ بود: یعنی شاید اس نے کوئی حق بات کہہ دی تھی۔ گردن کشی: یعنی بادشاہی۔

بزنداں فرستادش از بارگاہ	کہ زور آزمایست بازوے شاہ
ز یاراں یکے گفتش اندر نہفت	مصالح نبود ایں سخن گفت گفت
رسانیدن امرِ حق طاعت است	ز زنداں نترسم کہ یکساعت است
ہماں دم کہ در خفیہ ایں راز رفت	حکایت بگوشِ ملک باز رفت
بخندید کو ظنِّ بیہودہ برد	نداند کہ خواہد دریں حبس مُرد
غلامے بدرویش برد ایں پیام	بگفتا بخسرو بگواے غلام
کہ دنیا ہمیں ساعتے بیش نیست	غم و خرمی پیشِ درویش نیست
نہ گر دستگیری کنی خرمم	نہ گر سر بُری در دل آید غمم
ترا گر سپاہست و فرمان و گنج	مرا گر عیالست و حرماں و رنج
بدروازۂ مرگ چوں در شویم	بیک ہفتہ باہم برابر شویم
منہ دل بریں دولتِ پنجروز	تنِ خویشتن را بآتش مسوز
نہ پیش از تو بیش از تو اندوختند	بہ بیداد کردن جہاں سوختند
چناں زی کہ ذکرت بتحسیں کنند	چو مردی نہ بر گور نفریں کنند
نباید برسمِ بد آئیں نہاد	کہ گویند لعنت براں کیں نہاد
وگر سر برآید خداوندِ زور	نہ زیرش کند عاقبت خاکِ گور
بفرمود دلتنگ روی از جفا	کہ بیروں کنندش زباں از قفا
چنیں گفت مردِ حقائق شناس	ازیں ہم کہ گفتی ندارم ہراس
من از بیزبانی ندارم غمے	کہ دانم کہ ناگفتہ داند ہمے
اگر بینوائی برم ور ستم	گرم عاقبت خیر باشد چہ غم

زنداں: قید خانہ۔ جیل۔ زیاراں: یعنی مردِ فقیر کے یاروں میں سے ایک نے فقیر سے کہا۔ نہفت: پوشیدگی۔ مصالح: مصلحت کی جمع۔ مگر فارسی میں بمعنی مفرد استعمال کرتے ہیں۔ ایں سخن گفت گفت: پہلا گفت بمعنی مصدر اور دوسرا گفت اس نیک مرد کا جواب ہے۔ رسانیدن: مقولہ گفت۔ امرِ حق: حکم خدا۔ خفیہ: پوشیدہ۔ باز: زائد ہے۔ ظنِ بیہودہ: غلط گمان۔ حبس: قید۔ بخسرو بگو: بادشاہ سے کہہ دو۔ ہمیں ساعت: یہی تھوڑی دیر۔ یعنی دنیا کی زندگی بالکل قلیل ہے۔ خرمی: خوشی۔ پیشِ درویش نیست: یعنی درویش کو اس کی پرواہ نہیں۔ دستگیری کنی: تو مدد کرے۔ گر سر بری: خواہ سر قلم کر دے۔ سپاہ: فوج، لشکر۔ فرمان: یعنی بادشاہی۔ عیال: بال بچے، جن کا نفقہ میرے ذمے واجب ہے۔ حرماں: محرومی۔ بد نصیبی۔ مرگ: موت۔ در شویم: ہم داخل ہو جائیں گے۔ بیک ہفتہ: یعنی تھوڑے دنوں میں۔ منہ دل الخ: اس پنجروزہ دولت پر دل مت لگا۔ پنجروزہ: قلیل مدتی۔ آتش: یعنی آتشِ جہنم۔ نہ پیش از تو الخ: کیا ایسا نہیں کہ تم سے پہلے کے لوگوں نے ظلم و بیداد کر کے، تم سے زیادہ جمع کیا۔ چناں زی: اس طرح زندگی گذارو۔ "زی" فعل امر ہے (زیستن سے مصدر) تحسین: تعریف و توصیف۔ چوں مردی ...... الخ: ایسا نہ ہو کہ جب تم مر جاؤ تو لوگ تمہاری قبر پر نفرت و لعنت کریں۔ رسم بد آئین: بد آئین یعنی آئین بد۔ معنی ہوا "برے قانون کی رسم"۔ کہ گویند ...... الخ: کہ لوگ کہیں لعنت اس پر جو بری رسم جاری کر گیا۔ سر برآید: غالب آ جائے خداوندِ زور: جفا والا، ظالم۔ نہ زیرش: استفہام انکاری۔ خاکِ گور: قبر کی مٹی۔ دلتنگ روی: جس کے چہرے سے آثارِ دلتنگی نمایاں ہوں۔ قفا: گدی۔ یعنی سر کے پچھلے حصے سے زبان نکال لیں۔ حقائق شناس: اشیاء کی حقیقتیں پہچاننے والا۔ اہل معرفت۔ اہل باطن یعنی وہی نیک مردِ فقیر۔ ہراس: خوف۔ از بیزبانی: یعنی زبان نکال لئے جانے کے بعد۔ کہ دانم ...... الخ: کیونکہ میں بہ یقین جانتا ہوں کہ خدا بن کہے بھی مظلوموں کی فریاد جانتا ہے۔ بینوائی: بے سروسامانی۔ فقر و فاقہ۔ عاقبت خیر باشد: اگر انجام بخیر ہو تو کیا پرواہ۔

عروسی...... الخ: یعنی اگر تیرا خاتمہ بخیر ہو تو وقتِ موت تیری شادمانی و خوشی کا باعث ہوگا۔ مشت زن: پہلوان۔ بخت: مقدر۔ نصیبہ۔ روزی: ذریعہ

عروسی بود نوبت ماتمت | اگرت نیک روزی بود خاتمت

حکایت

یکے مشت زن بخت روزی نداشت | نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت

ز جورِ شکم گل کشیدے بپشت | کہ روزی محالست خوردن بمشت

مدام از پریشانیئے روزگار | دلش محنت آلود و تن سوگوار

گہش جنگ با عالمِ خیرہ کش | گہ از بختِ شوریدہ رویش ترش

گہ از دیدنِ عیشِ شیرینِ خلق | فرو میشدے آب تلخش بحلق

گہ از کار آشفتہ بگریستے | کہ کس دید ازیں صعب تر زیستے

کساں شہد نوشند و مرغ و برہ | مرا روئے ناں می نہ بیند ترہ

گر انصاف پرسی نہ نیکوست ایں | برہنہ من و گربہ را پوستیں

دریغ ار فلک شیوۂ ساختے | کہ گنجے بدستِ من انداختے

مگر روزگارے ہوس راندمے | ز خود گردِ محنت بیفشاندمے

شنیدم کہ روزے زمینے بکافت | عظامِ زنخدانِ بوسیدہ یافت

بخاک اندرش عقد بگسیختہ | گہرہائے دنداں فرو ریختہ

دہاں بیزباں پند میگفت و راز | کہ اے خواجہ با بیمرادی بساز

نہ اینست حالِ دہن زیرِ گل | شکر خوردہ انگار یا خونِ دل

غم از گردشِ روزگاراں مدار | کہ بیجا بگردد بسے روزگار

ہماں لحظہ کیں خاطرش روی داد | غم از خاطرش رخت یکسو نہاد

کہ اے نفس بے رای و تدبیر و ہش | بکش بارِ تیمار و خود را مکش

معاش۔ اسباب: یعنی کھانا۔ جورِ شکم: یعنی بھوک کی تکلیف۔ گل کشیدے: یعنی پشت پر مٹی ڈھوتا اور کچھ مزدوری حاصل کرتا۔ بمشت: یعنی پہلوانی سے۔ مدام: ہمیشہ۔ لگاتار۔ سوگوار: ماتم زدہ۔ عالم: زمانہ۔ خیرہ کش: ضعیف کش۔ رویش ترش: اس کا منہ بگڑا ہوا چڑھا ہوا۔ عیشِ شیریں: یعنی آسودہ زندگی۔ اس شعر میں شیریں اور تلخ نیز خلق اور حلق کا اجتماع جمالِ ادب کے لطف سے خالی نہیں۔ آشفتہ: پریشان۔ صعب: دشوار۔ برہ: بکری کا بچہ۔ مرا روئے ناں...... الخ: یعنی لوگ تو شہد، مرغ اور بکرا کھائیں اور مجھے نان و نمک بھی میسر نہ ہو۔ ترہ: ساگ۔ ایک قسم کی سبزی۔ گربہ را پوستن: بلی کو پوستین پہنائیں۔ بلی کے جسم کے بال قدرتاً پوستین ہیں۔ دریغ: اے کاش۔ فلک: گردشِ فلک یعنی زمانہ۔ شیوۂ ساختے: یعنی کاش زمانہ کوئی ایسی تدبیر کرتا کہ مجھے کوئی خزانہ ہاتھ آجاتا۔ گردِ محنت بیفشاندمے: یعنی میری تکلیفیں ختم ہو جاتیں اور میں راحت و آسائش پا جاتا۔ زمینے بکافت: یعنی مزدوری کرتے ہوئے ایک دن کوئی زمین کھود رہا تھا۔ عظام: ہڈیاں۔ (عظم کی جمع) زنخداں: ٹھوڑی مراد ہے کہ بوسیدہ کھوپڑی پا گیا۔ عقد: ہار، لڑی، یعنی دانتوں کی لڑی۔ گہر: موتی۔ گہرہائے دنداں: یعنی دانت جو کبھی موتیوں کی طرح چمکا کرتے تھے۔ پندمی گفت: یعنی زبانِ حال سے۔ بیمرادی: محرومی۔ بساز: کام بنالو۔ بناؤ کرلو۔ حالِ دہن زیرِ گل: یعنی خاک کے نیچے آکر شکر خوردہ اور خونِ دل پینے والا دونوں یکساں ہو جاتے ہیں۔ گردشِ روزگار: یعنی زمانہ کے مصائب۔ ہماں لحظہ: یعنی جس وقت اس کے دل میں یہ خیال آیا۔ رخت یکسو نہاد: سامان ایک طرف رکھ دیا یعنی دل بے فکر ہو گیا جب کہ پہلے بے صبرا ہو رہا تھا۔ بکش بار تیمار: غمخواری کے بوجھ سہتے رہو اور اپنے کو ہلاک نہ کرو۔ یعنی مصائب جھیلو اور بے فکر رہو۔

اگر بندۂ بار بر سر برد / وگر سر باوجِ فلک بر برد
دراں دم کہ حالش دگرگوں شود / بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
غم و شادمانی نماند ولیک / جزائے عمل ماند و نامِ نیک
کرم پائے دارد نہ دیہیم و تخت / بدہ کز تو ایں ماند اے نیک بخت
مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم / کہ پیش از تو بود است و بعد از تو ہم
زر افشاں چو دنیا بخواہی گذاشت / کہ سعدی دُر افشاند گر زر نداشت

حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے / کہ فرماندہی داشت بر کشورے
در ایامِ او روزِ مردم چو شام / شب از بیمِ او خوابِ مردم حرام
ہمہ روز نیکاں ازو در بلا / بشب دستِ پاکاں ازو بر دعا
گروہے بر شیخِ آں روزگار / ز دستِ ستمگر گرستند زار
کہ اے پیرِ دانای فرخندہ رای / بگو ایں جواں را بترس از خدای
بگفتا دریغ آیدم نامِ دوست / کہ ہر کس نہ در خوردِ پیغامِ دوست
کسے را کہ بینی ز حق بر کراں / منہ با وے اے خواجہ حق درمیاں
حقت گفتم اے خسروِ نیک رای / تواں گفت حق پیشِ مردِ خدای
بر مردِ ناداں نریزم علوم / کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
چو در وے نگیرد عدو دانَدم / برنجد بجاں و برنجاندم
ترا عادت اے پادشہ حق رویست / دلِ مردِ حق گوی ازیں جا قویست
نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت / کہ در موم گیرد نہ در سنگِ سخت

بندۂ: کوئی بندہ۔ بار: یعنی بارِ غم۔ برسر برد: یعنی صعوبت کی زندگی گزارتا ہے۔ اوج: بلندی۔ بر برد: بر زائد۔ دگرگوں: متغیر۔ دگرگوں شود: یعنی قریب مرگ ہو جائے گا۔ ہردو: یعنی راحت و رنج۔ جزائے عمل: عمل کا بدلہ۔ کرم: مہربانی و بخشش۔ دیہیم: بروزنِ تعظیم۔ بادشاہوں کا مخصوص تاج۔ چتر شاہی و کلاہ مرصع بجواہر۔ بدہ: یعنی داد و دہش کرو۔ کرم کرو۔ کز تو ایں ماند: کہ تمہارا یہ کرم باقی رہ جائے گا۔ تکیہ: بھروسہ۔ جاہ: مرتبہ۔ حشم: خدمت گاروں کا انبوہ۔ زر افشاں: سخاوت و کرم کن۔ بخواہی گذاشت: یعنی جب مر جاؤ گے۔ درافشاند: نصیحت کے موتی بکھیرتا ہے۔ گر زر نداشت: اگر اس کے پاس سونا چاندی نہیں۔ حکایت: "در اغماض از پند نا اہل و اعراض از صاحب جہل"۔ جفا گستر: ظالم۔ فرماندہی: حکمرانی۔ پادشاہی۔ کشور: ملک۔ در ایام او: اس کے زمانہ میں لوگوں کے دن شام کے مانند تاریک۔ اور رات کی نیند حرام تھی۔ یعنی شب و روز رنج و غم میں لوگ مبتلا تھے۔ بیم: خوف۔ ڈر۔ بلا: آفت و مصیبت۔ بشب الخ: راتوں میں بزرگوں کے ہاتھ اس کی ہلاکت کے لئے دعا میں اٹھے ہوتے۔ بر: پاس۔ حضور میں۔ شیخ: انسان کامل۔ جامع شریعت و طریقت۔ کہ اے...... الخ: لوگوں کی عرض و گزارش کا بیان ہے۔ دریغ آیدم: مجھ کے سامنے دوست (خدا) کا نام لینے میں مجھے افسوس ہوگا۔ کہ ہر کس......الخ: یعنی ہر شخص کو خدا کا پیغام نہیں سنانا چاہئے۔ کہ بینی ز حق بر کراں: یعنی جس شخص کو تم حق سے کنارہ کش دیکھو۔ اے خواجہ: یعنی اے ممدوح (ابو بکر)۔ اے بیائے خطاب برائے ممدوح شیخ سعدی۔ یعنی ابو بکر بن سعد۔ خسروا!: اے بادشاہ ابو بکر!۔ نریزم علوم: یعنی علوم کے موتی نہ بکھیروں گا۔ کہ ضائع کنم: کہ یہ ایسا ہے کہ جسے میں ضائع کروں۔ شورہ بوم: بنجر زمین۔ نگیرد: اثر نہ کرے گی۔ عدو دانَدم: مجھ کو دشمن سمجھے گا۔ مردِ حق گو: یعنی شیخ سعدی۔ نگیں خصلتے دارد: نگینہ ایک ایسی خاصیت رکھتا ہے کہ موم پر اثر کرتا ہے۔ سخت پتھر پر نہیں یعنی اس کا عکس موم پر اترتا ہے۔ یونہی بات نرم دلوں میں اثر کرتی ہے سخت دلوں میں نہیں اترتی۔ نگین: یہاں نقش نگیں سے کنایہ ہے۔ اور عموماً نگینوں پر نقش ہوا کرتا ہے۔

بجاں برنجد: سخت رنجیدہ ہوگا۔ پاسپاں: یعنی ظالم چور کے مانند ہے اور میں پاسبان ہوں۔ تو: یعنی اے ممدوح تو ظالموں کے ظلم سے پاسبانِ خلائق

عجب نیست گر ظالم از من بجاں | برنجد کہ دزد است و من پاسباں
تو ہم پاسبانی بانصاف و داد | کہ حفظِ خدا پاسبانِ تو باد
ترا نیست منّت ز روئے قیاس | خداوند را فضل و منّ و سپاس
کہ در کارِ خیرت بخدمت بداشت | نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت
ہمہ کس بمیدانِ کوشش دراند | ولے گوئے بخشش نہ ہر کس برند
تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت | خدا در تو خوئے بہشتی سرشت
دلت روشن و وقت مجموع باد | قدم ثابت و پایہ مرفوع باد
حیاتت خوش و رفتنت بر صواب | عبادت قبول و دعا مستجاب

گفتار

ہمی تا برآید بتدبیر کار | مدارائے دشمن بہ از کارزار
چو نتواں عدو را بقوت شکست | بہ نعمت بباید درِ فتنہ بست
گر اندیشہ داری ز دشمن گزند | بتعویذِ احسان زبانش ببند
عدو را بجائے خسک زر بریز | کہ احساں کند کُند دندانِ تیز
بتدبیر شاید جہاں خورد و لوس | چو دستے نشاید گزیدن ببوس
بتدبیر رستم درآید ببند | کہ اسفندیارش نجست از کمند
عدو را بفرصت تواں کند پوست | پس او را مراعت چناں کن کہ دوست
حذر کن ز پیکار کمتر کسے | کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
مزن تا توانی برابرو گرہ | کہ دشمن اگرچہ زبوں دوست بہ

ہے۔ کہ حفظ خدا: جملہ دعائیہ ہے۔ خدا کی نگہداشت ہمیشہ تیری محافظ رہے۔ ترا نیست منت: تیرا احسان نہیں بلکہ خدا کا فضل اور اس کی توفیق ہے۔ فضل: مہربانی۔ منّ: احسان۔ سپاس: شکر۔ کہ درکارِ خیرت......الخ: کہ تجھے کارِ خیر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ معطل: بیکار۔ ہمہ کس: ہر شخص کوشش میں لگا ہوا ہے لیکن بخشش کی بازی ہر شخص نہ لے جا سکا۔ بہشت: جنت۔ خوئے بہشتی: جنتیوں کی سی عادت۔ وقت مجموع باد: تیرا وقت مطمئن رہے، فتنہ و شر سے دوچار نہ ہو۔ پایہ مرفوع باد: تیرا مرتبہ ہمیشہ بلند رہے۔ رفتنت بر ثواب: یعنی تیرا خاتمہ بالخیر ہو۔ مستجاب: مقبول۔ گفتار: اس مطلب میں کہ کام تدبیر سے نکلتا ہے۔ جنگ نہیں کرنی چاہئے۔ مدارائے دشمن...... الخ: دشمن سے نرم برتاؤ کرنا جنگ کرنے سے بہتر ہے۔ عدو: دشمن۔ قوت: طاقت۔ بہ نعمت: انعام و احسان کے ذریعہ۔ گزند: تکلیف۔ نقصان۔ تعویذ احسان: احسان کا تعویذ۔ کہ تعویذ دافع بلا اور بلیات سے پناہ دہندہ ہے۔ خسک: ایک قسم کا سہ گوشہ کانٹا جسے دشمن کی راہ میں بچھاتے ہیں۔ گوکھرو۔ کہ احسان ......الخ: کہ احسان تیز دانتوں کو کند کر دیتا ہے۔ جہاں خوردن: دنیا سے فائدہ اٹھانا۔ فتح کرنا۔ لوس: چاپلوسی۔ چرب زبانی۔ خوش بیانی۔ اس کا عطف تدبیر پر ہوگا۔ اور ایک نسخے میں یہ مصرع یوں ہے۔ ''بتدبیر شاید فرو کوفت کوس'' چوں دستے: جب ہاتھوں میں دانت کاٹنا ممکن نہ ہو تو بوسہ دے کر کام نکال لو۔ تدبیر رستم: یعنی رستم جیسی تدبیر سے اسفندیار کو بھی قید کیا جا سکتا ہے۔ (ان کا قصہ یہ ہے کہ اسفندیار بن گشتاسپ نے براہِ ہفتخواں چل کر قلعہ روئیں کو فتح کیا اور ارجاسپ کو قتل کر کے اپنی دونوں بہنوں (ہما اور آفریں) کو اس کی قید سے چھڑا لایا۔ اور باپ کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ کسی تعویذ کا اثر تھا کہ تیغ و تبر کا زخم اسے اثر نہ کرتا۔ بالآخر رستم نے دوشاخہ تیر سے اس کی دونوں آنکھوں کو چھید ڈالا اور کمند پھینک کر قید کیا۔ اور مار ڈالا۔ کند: کندن سے۔ مراعت: رعایت۔ نگہبانی۔ مزن برابرو گرہ: یعنی پیشانی پر شکن نہ ڈالو۔ زبوں: کمزور۔ دوست بہ: یعنی اس کا دوست ہونا بہتر ہے۔

بود دشمنش تازہ: دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا۔ ز خود بیشتر: یعنی جو لشکر قوت میں تجھ سے بڑھا ہوا ہو اس سے جنگ مت کر۔ نیشتر: نشتر۔ نبرد: جنگ۔

بود دشمنش تازہ و دوست ریش	کسے کش بود دشمن از دوست بیش
مزن با سپاہے ز خود بیشتر	کہ نتواں زد انگشت با نیشتر
وگر زو توانا تری در نبرد	نہ مردیست بر ناتواں زور کرد
اگر پیل زوری وگر شیر جنگ	بنزدیکِ من صلح بہتر کہ جنگ
چو دست از ہمہ حیلتے در گسست	حلالست بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ ،	وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ ،
کہ گر وے ببندد درِ کارزار	ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
ور او پائے جنگ آورد در رکاب	نخواہد بحشر از تو داور حساب
تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست	کہ بر کینہ ور مہربانی خطاست
چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی	فزوں گرددش کبر و گردن کشی
چو دشمن در آمد بعجز از درت	بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
چو زنہار خواہد کرم پیشہ کن	ببخشای و از مکرش اندیشہ کن
ز تدبیرِ پیرِ کہن بر مگرد	کہ کار آزمودہ بود سال خورد
در آرند بنیادِ روئیں ز پائے	جواناں بہ شمشیر و پیراں برائے
بیندیش در قلبِ ہیجا مفر	چہ دانی کز آں کہ باشد ظفر
چو بینی کہ لشکر ز ہم دست داد	بہ تنہا مدہ جانِ شیریں بباد
اگر بر کناری برفتن بکوش	وگر در میاں لبس دشمن بپوش
وگر خود ہزاری و دشمن دویست	چو شب شد در اقلیمِ دشمن مایست
شب تیرہ پنجہ سوار از کمیں	چو پانصد بشوکت بدرّد زمیں

نہ مردی ست: بہادری نہیں ہے۔ کرد: بمعنی کردن۔ پیل زور: ہاتھی کے مانند طاقت والا۔ کہ جنگ: از جنگ۔ از ہمہ حیلتے: یعنی جب کوئی تدبیر نہ بن پڑے تو تلوار اٹھانا درست ہے۔ آخر الحیل السیف۔ عدو: دشمن۔ جمع اعداء۔ سر مپیچ: یعنی انکار نہ کرو۔ عناں بر مپیچ: گھوڑے کی باگ نہ موڑ بلکہ حملہ کر دے۔ وے: وہ۔ کارزار: جنگ شود یک ہزار: ایک ہزار گنا بڑھ جائے گی۔ در رکاب: گھوڑے کی رکاب میں یعنی آمادۂ جنگ ہو جائے۔ داور: خدا۔ باش: یعنی تیار ہو جا۔ کینہ ور: کینہ رکھنے والا۔ سفلہ: کمینہ۔ گھٹیا۔ لطف: نرمی۔ مہربانی۔ کبر: گھمنڈ۔ گردن کشی: نافرمانی۔ سرکشی۔ بدر کن: یعنی دل سے کینہ نکال دے اور غصہ تھوک دے۔ چو زنہار خواہد: دشمن جب امن چاہے۔ مکر: فریب۔ دھوکہ۔ پیر کہن: پرانا بوڑھا۔ بہت بوڑھا۔ کار آزمودہ: تجربہ کار۔ سال خورد: یعنی بوڑھا شخص۔ روئیں: یعنی مضبوط قلعہ۔ قلب: میانہ فوج۔ بیچ لشکر۔ ہیجا: جنگ۔ مفر: جائے فرار۔ بچنے کی جگہ۔ عرب کہتے ہیں۔ قَدِّمِ الْخُرُوْجَ قَبْلَ الْوُلُوْجِ۔ گھسنے سے پہلے نکلنے کی سوچ لو۔ چہ دانی ...... الخ: کیا معلوم کہ فتحمندی کس کو حاصل ہوگی۔ ز ہم دست داد: متفرق ہوگیا۔ تتر بتر ہوگیا۔ مدہ بباد: ضائع مت کر۔ برفتن بکوش: نکل چلنے میں کوشش کر یعنی تیز بھاگ۔ لبس دشمن بپوش: دشمن کا لباس پہن لو۔ بھیس بدل لو۔ دویست: دوسو۔ در اقلیم دشمن مایست: دشمن کے ملک میں مت ٹھہرو۔ شب تیرہ: تاریک رات۔ پنجہ: مخفف پنجاہ۔ یعنی تاریک رات میں پچاس سوار پانچ سو معلوم ہونگے۔ کمیں: گھات کی جگہ۔ شوکت: دبدبہ۔ بدرّد زمیں: یعنی ان پچاس سواروں کے حملے سے ایسی سراسیمگی پیدا ہوگی جیسے پانچ سو سواروں سے انسان سراسیمہ ہوتا ہے۔

چو خواہی بریدن بشب راہہا — حذر کن نخست از کمیں گاہہا

میانِ دو لشکر چو یک روزہ راند — سر پنجۂ زور مندش نماند

تو آسودہ بر لشکرِ ماندہ زن — کہ ناداں ستم کرد بر خویشتن

چو دشمن شکستی میفگن علم — کہ بازش نیاید جراحت بہم

بسے در قفائے ہزیمت مراں — نباید کہ دور افتی از یاوراں

ہوا بینی از گرد ہیجا چو میغ — بگیرند گردت بزوبین و تیغ

بدنبالِ غارت نراند سپاہ — کہ خالی بماند پسِ پشتِ شاہ

سپہ را نگہبانیِ شہر یار — بہ از جنگ در حلقۂ کارزار

گفتار

دلاور کہ بارے تہوّر نمود — بباید بمقدارش اندر فزود

کہ بارِ دگر دل نہد بر ہلاک — ندارد ز پیکارِ یاجوج باک

سپاہی در آسودگی خوش بدار — کہ در حالتِ سختی آید بکار

کنوں دست مردانِ جنگی بِبوس — نہ آنگہ کہ دشمن فرو کوفت کوس

سپاہی کہ کارش نباشد برگ — چرا دل نہد روز ہیجا بمرگ

نواحیِ ملک از کفِ بد سگال — بلشکر نگہدار و لشکر بمال

ملک را بود بر عدو دست چیر — چو لشکر دل آسودہ باشند و سیر

بہائے سرِ خویشتن میخورد — نہ انصاف باشد کہ سختی برد

چو دارند گنج از سپاہی دریغ — دریغ آیدش دست بردن بتیغ

بریدن راہہا: راستے طے کرنا۔ حذر کن......الخ: پہلے دشمن کی کمین گاہوں سے بچو۔ بچ کر نکلو۔ چو یک روزہ راند: جب ایک روزہ مسافت طے کر کے تھک چکے۔ لشکر ماندہ: تھکا ہوا لشکر۔ زن: تو حملہ کر دے۔ چو دشمن شکستی: جب دشمن کو تو نے شکست دیدیا۔ میفگن علم: یعنی فوراً اپنے پرچم نہ گرا لو بلکہ ان کا پیچھا کرو کہیں دوبارہ عقب سے آکر چرکے نہ لگائیں۔ جراحت: زخم۔ چرکا لگانا۔ بسے در قفا: شکست دینے کے بعد دشمن کے تعاقب میں بہت آگے بھی نہیں نکل جانا چاہئے کہیں مددگار پیچھے نہ رہ جائیں۔ (خطرہ) دشمن پلٹ نہ پڑے۔ ہزیمت: شکست۔ ہوا بینی......الخ: یعنی اگر دشمن پلٹ پڑا تو پھر جنگ کے گرد و غبار بادلوں کی طرح ہوا میں اڑتے دکھائی دیں گے۔ میغ: بادل۔ زوبین: بواوٗ مجہول۔ ایک قسم کا چھوٹا نیزہ۔ دو شاخہ چھوٹا نیزہ۔ دنبالِ غارت: یعنی لشکر غنیمت لوٹنے کے پیچھے ایسا نہ پڑے کہ بادشاہ کی پشت مددگاروں سے خالی رہ جائے۔ شہریار: بادشاہ۔ بہ از جنگ: یعنی فوج کے لئے معرکۂ کارزار میں جنگ کرنے سے زیادہ ضروری بادشاہ کی حفاظت ہے۔ گفتار: در نوازشِ سپاہ بافزونی منصب و جاہ۔ دلاور: شجاع۔ بہادر۔ بارے: ایک بار۔ تہوّر: دلیری۔ بہادری۔ بمقدارش: یعنی اس کی دلیری کی مقدار سے اس کا منصب یا روزینہ یا ماہانہ بڑھا دینا چاہئے۔ کہ بار دگر: تاکہ دوسری بار جی جان سے لڑ سکے۔ یاجوج: یاجوج اور ماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے ایک قوم ہے ان کی تعداد بہت کثیر، جنگ جو اور خونخوار، نہایت فسادی قوم ہے۔ باک: خوف۔ در آسودگی: یعنی امن و سکون کے ایام میں۔ کنوں: اب یعنی خاطر جمعی کے اوقات میں۔ نباشد برگ: یعنی جنگ کا ساز و سامان نہ ہو نیز تنگدست و پریشان ہو۔ روز ہیجا: جنگ کے دن۔ نواحی: اطراف۔ کف: ہاتھ۔ بد سگال: بدخواہ یعنی دشمن۔ بلشکر: یعنی لشکروں کی مدد سے چیر: غلبہ۔ سیر: آسودہ۔ بہائے: قیمت۔ دریغ: یعنی روک کر۔ ممنوع۔ دریغ آیدش: اس کو افسوس ہوگا۔ یعنی ہاتھ روک لے گا۔ یعینہ یہ شعر گلستاں ص (۴۶) پر بھی موجود ہے۔ اور اسی طرح اگلا شعر بھی۔

چه مردی کند در صفِ کارزار | چو دستش تهی باشد و کار زار

گفتار

به پیکارِ دشمن دلیران فرست | هزبران بناوردِ شیران فرست
برائے جهاں دیدگاں کار کن | که صید آزمودست گرگِ کهن
مترس از جوانانِ شمشیر زن | حذر کن زپیرانِ بسیار فن
جوانانِ پیل افگنِ شیر گیر | ندانند دستانِ روباهِ پیر
خرد مند باشد جهاندیده مرد | که بسیار گرم آزمودست و سرد
جوانانِ شایسته و بخت ور | زگفتارِ پیراں نه پیچند سر
گرت مملکت باید آراسته | مده کارِ معظم بنوخاسته
سپه را مکن پیشرو جز کسے | که در جنگها بوده باشد بسے
نتابد سگِ صید روی از پلنگ | زروبه رمد شیرِ نادیده جنگ
چو پرورده باشد پسر در شکار | نترسد چو پیش آیدش کارزار
بکشتی و نخچیر و آماج و گوی | دلاور شود مردِ پرخاش جوی
بگرمابه پرورده و عیش و ناز | برنجد چو بیند درِ جنگ باز
دو مردش نشانند بر پشتِ زیں | بود کش زند کودکے بر زمیں
یکے را که دیدی تو در جنگ پشت | بکش گر عدو در مصافش نکشت
مخنث به از مردِ شمشیر زن | که روزِ وغا سر بتابد چو زن

حکایت

مردی: جواں مردی۔ دلیری۔ کارزار: جنگ۔ کارزار: یعنی سپاہی کی حالت ابتر ہو، تنگدستی اور بے سروسامانی ہو۔ گفتار: در کار کردن بر رائے کار آزمودگاں و تدبیر پیراں۔ پیکار: جنگ۔ دلیر: شجاع۔ بہادر۔ فرست: فرستادن سے فعل امر حاضر۔ ہزبر: شیر خونخوار۔ (بروزن قمطر) ناورد: جنگ۔ رای: تدبیر۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ صید آزمودست ...... الخ: پرانا بھیڑیا شکار کا تجربہ کار ہے۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والے جوانوں سے زیادہ، آزمودہ کار بوڑھوں سے ڈرو۔ پیل افگن اور شیر گیر دونوں جوانان کی صفت ہے۔ دستان روباہ پیر: بوڑھی لومڑی کا مکر۔ گرم آزمودہ است: یعنی جہاندیدہ شخص سرد گرم آزمودہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ عقلمند ہوگا۔ شائستہ: مہذب سلیقہ مند۔ بخت ور: نصیبہ ور۔ خوش نصیب۔ زگفتار پیراں: یعنی سلیقہ مند اور خوش نصیب جوان بوڑھوں کا کہا مانتے ہیں۔ اور انکار نہیں کرتے۔ مملکت: سلطنت۔ آراستہ: استوار جس کا نظام درست ہو۔ کار معظم: بڑا کام۔ نوخاستہ: نوخیز۔ نوعمر یعنی ناتجربہ کار۔ پیشرو: سپہ سالار۔ کہ در جنگہا: یعنی فوج کا سپہ سالار کسی تجربہ کار جنگ آزمودہ کو بناؤ۔ نتابد روی: منہ نہ موڑے گا۔ سگ صید: شکاری کتا۔ روبہ: روباہ کا مخفف۔ لومڑی۔ رمد: بھاگ جاتا ہے۔ پرورده باشد...... الخ: یعنی جب لڑکا شکار میں پلا بڑھا ہو۔ خوفناک مناظر دیکھنے کا عادی ہو۔ کارزار: جنگ جس کا منظر خونی ہوتا ہے۔ کشتی: پہلوانی۔ نخچیر: شکار۔ آماج: نشانہ یعنی نشانہ بازی کی مشق۔ گوی: گیند۔ پرخاش جو: جنگ جو۔ بگرمابہ پرورده: حمام میں پلا ہوا یعنی ناز و نعمت، لاڈ، پیار کا پلا ہوا۔ در جنگ باز: جنگ کا دروازہ کھلا ہوا۔ دو مردش...... الخ: جوانتا نازک ہو کہ دو مرد اسے پشت زین پر سوار کرائیں تو اسے ایک بچہ بھی زمین پر مار گرائے گا۔ در جنگ پشت: یعنی وہ بھگوڑا ہو۔ مصاف: میدانِ جنگ۔ مخنث: نامرد۔ ہجڑا۔ وغا: جنگ۔ سر بتابد: یعنی ایک نامرد اور ہجڑا اس مرد شمشیر زن سے بہتر ہے۔ جو جنگ کے دن عورتوں کی طرح بزدلی سے بھاگ کھڑا ہوا۔

چہ خوش گفت گرگیں بفرزندِ خویش — چو قربان پیکار بربست و کیش

اگر چوں زناں جست خواہی گریز — مرو آبِ مردانِ جنگی مریز

سوارے کہ بنمود در جنگ پشت — نہ خود را کہ نام آوراں را بکشت

تہوّر نیاید مگر زان دو یار — کہ اُفتند در حلقۂ کارزار

دو ہمجنس و ہم سفرۂ و ہم زباں — بکوشند در قلبِ ہیجا بجاں

کہ ننگ آیدش رفتن از پیشِ تیر — برادر بچنگالِ دشمن اسیر

چو بینی کہ یاراں نباشند یار — ہزیمت بجائے غنیمت شمار

گفتار

دو تن پرور اے شاہ کہتر نواز — یکے اہلِ بازو دوم اہلِ راز

ز نام آوراں گوئے دولت برند — کہ دانا و شمشیر زن پرورند

ہر آں کو قلم را نورزید و تیغ — برو گر بمیرد مگوائے دریغ

قلمزن نگہدار و شمشیر زن — نہ مطرب کہ مردی نیاید ز زن

نہ مردیست دشمن در اسبابِ جنگ — تو مدہوشِ ساقی و آوازِ چنگ

بسا اہلِ دولت ببازی نشست — کہ دولت برفتش ببازی ز دست

گفتار

نگویم ز جنگِ بد اندیش ترس — در آوازۂ صلح ازو بیش ترس

بسا کس بروز آیتِ صلح خواند — چو شب شد سپہ بر سرِ خفتہ راند

گرگین: بضم اول۔ ایک ایرانی پہلوان کا نام۔ قربان: کمان دان۔ وہ تسمہ جو ترکش سے بندھا ہوا پیٹھ پر لٹکا ہو۔ پیکار: جنگ۔ کیش: ترکش۔ تیردان۔ گریز: بھاگنا۔ آب مردانِ جنگی ...... الخ: جنگی بہادروں کی آبرو ریزی مت کرو۔ سوارے ...... الخ: جو سپاہی کہ جنگ میں پشت دکھائے وہ صرف اپنے ہی کا نہیں بلکہ تمام لشکریوں کی ہلاکت کا سبب ہے۔ تہور نیاید ...... الخ: دلیری تو صرف ان ہی دو یاروں سے آتی ہے جو حلقۂ جنگ میں الجھ پڑے ہوں۔ ہم سفرہ: دسترخوان پر ساتھ کھانے والا۔ ہم کاسہ، ہم نوالہ۔ قلب ہیجا: جنگ کے بیچ و بیچ۔ لشکر کا درمیانی حصہ۔ بکوشند بجاں: یعنی دونوں مل کر جی جان سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ ننگ آیدش: یعنی اس کو چلتے تیروں کے سامنے سے بھاگ جانے میں شرم آئے گی۔ برادر ...... الخ: جبکہ اس کا دوسرا بھائی دشمنوں کے چنگل میں قید ہو۔ دشمنوں کی یلغار میں گھرا ہوا ہو۔ نباشند یار: یعنی جب لڑتے سپاہی ایک دوسرے کے مدد گار نہ ہوں۔ ہزیمت: شکست۔ پسپائی۔ یعنی بھاگ جانا۔ بجائے غنیمت: یعنی تعاون باہمی نہ ہونے کی صورت میں جان بچا کر بھاگ آنے کو غنیمت کی جگہ سمجھو۔ گفتار: در فضیلتِ ہنرمنداں۔ (قلمزن و شمشیر زن) دو تن پرور: دو قسم کے لوگوں کی پرورش کر۔ کہتر نواز: چھوٹوں کو نوازنے والے۔ غریب نواز۔ اس میں شیخ کے ممدوح ابوبکر بن سعد کو خطاب ہے۔ اہل بازو: یعنی قوت بازو کے جوہر دکھانے والے سپاہی۔ اہل راز: راز دار عقلمند وزراء۔ ز نام آوراں: جن بادشاہوں نے بہادروں اور عقلمندوں پر نوازش کی ہے بازی وہی لے جاسکتے ہیں۔ قلم را نورزید ...... الخ: یعنی جس نے شمشیر و قلم کے جوہر نہ پیدا کیے۔ مگوائے دریغ: یعنی اس پر افسوس نہ کرو۔ نگہدار: یعنی ارباب ہنر کی نگہداشت رکھو۔ مطرب: گویا گانے بجانے والا۔ مردی: بہادری۔ ز زن: عورت سے یعنی گویا (عورت کے مانند بزدل ہے۔)۔ نہ مردیست: یعنی یہ بہادری نہیں ہے کہ دشمن تو سامانِ جنگ فراہم کرنے میں لگا ہوا اور تم ساقی و چنگ و رباب میں مدہوش ہو۔ داد عیش دیتے رہو۔ بسا اہل دولت: بہت سے اہل حکومت نے عیش و عشرت میں اپنی حکومتیں گنوا دیں۔ گفتار: در آدابِ حرب۔ در آوازۂ صلح: یعنی صلح کے اوقات میں دشمن سے نہایت چوکنا رہنا چاہیے۔ بسا کس الخ: بہت سے دشمن ایسے ہوتے ہیں کہ دن میں آیتِ صلح (الصلح خیر۔ ۱۲۸۔ النساء) پڑھتے ہیں اور رات میں اچانک شبخوں مارتے ہیں۔

نزد پوش خسپند مرد اوژناں	کہ بستر بود خوابگاہِ زناں
بخیمہ دروں مردِ شمشیر زن	برہنہ نخسپد چو در خانہ زن
بباید نہاں جنگ را ساختن	کہ دشمن نہاں آورد تاختن
حذر کارِ مردانِ کار آگہ است	یزک سدِّ روئینِ لشکرگہ است

گفتار

میانِ دو بدخواہ کوتاہ دست	نہ فرزانگی باشد ایمن نشست
کہ گر ہر دو باہم سگالند راز	شود دستِ کوتاہِ ایشاں دراز
یکے را بہ نیرنگ مشغول دار	دگر را برآور زہستی دمار
اگر دشمنے پیش گیرد ستیز	بشمشیرِ تدبیر خونش بریز
برو دوستی گیر با دشمنش	کہ زنداں شود پیرہن بر تنش
چو در لشکرِ دشمن افتد خلاف	تو بگذار شمشیرِ خود در غلاف
چو گرگاں پسندند برہم گزند	برآساید اندر میاں گوسپند
چو دشمن بدشمن شود مشتغل	تو با دوست بنشیں بآرامِ دل

گفتار اندر ملاطفتِ دشمن از روئے عاقبت اندیشی

چو شمشیر پیکار برداشتی	نگہدار پنہاں رہِ آشتی
کہ لشکر کشوفانِ مغفر شگاف	نہاں صلح جویند و پیدا مصاف
دلِ مردِ میداں نہانی بجوی	کہ باشد کہ در پایت افتد چو گوی

مرد اوژناں: بہادروں کو پچھاڑ دینے والے۔ کہ بستر......الخ: کہ نرم بستر عورتوں کی سیج ہے انہیں کو زیب دیتا ہے۔ بخیمہ دروں: خیمے کے اندر۔ برہنہ نخسپد: ہتھیار اتار کر نہیں سوتا۔ نہاں: پوشیدہ۔ جنگ را ساختن: جنگ کا سامان کرنا۔ تیاری کرنا۔ نہاں آورد تاختن: یعنی دشمن پوشیدہ طور پر حملہ کر سکتا ہے۔ حذر: یعنی ہوشیار رہنا۔ چوکنا رہنا۔ کار آگہ: کار آگاہ واقف کار۔ ہوشیار۔ یزک: ہراول دستہ۔ جاسوسِ لشکر۔ سدِّ روئیں: یعنی ہراول دستہ لشکر کے لئے مضبوط دیوار ہے کہ سارے لشکری دشمن کے شبخون مارنے سے بے خوف رہ سکیں گے۔ گفتار: در حسنِ تدبیر با دشمناں۔ بدخواہ: دشمن۔ کوتاہ دست: کم قوت۔ فرزانگی: دانائی۔ عقلمندی۔ ایمن: بے خوف۔ ہر دو باہم سگالند راز: دونوں آپس میں مشورہ کر لیں۔ کوتاہ دست شدن: کمزور ہونا۔ دراز دست شدن: طاقتور ہونا۔ نیرنگ: مکر و حیلہ۔ جادو۔ چالاکی شعبدہ۔ دگر را برآور......الخ: یعنی اس دوسرے کو ہلاک کر ڈالو۔ پیش گرفتن: اختیار کرنا۔ ستیز: جنگ۔ خونش بریز: یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ برو دوستی گیر......الخ: جاؤ اس کے دشمن سے دوستی کر کے اس سے لڑا دو۔ کہ زنداں شود......الخ: یعنی اس کا جینا دوبھر کر دو۔ افتد خلاف: تفرقہ پڑ جائے۔ در غلاف: یعنی میان میں کر لو کہ اب لڑنے کی ضرورت نہیں۔ گرگاں: بھیڑیے۔ گرگ کی جمع۔ پسندند برہم گزند: یعنی آپس میں لڑ پڑیں۔ برآساید......الخ: تو ان کے بیچ بکری محفوظ رہ جاتی ہے۔ مشتغل: یعنی مشغول جنگ۔ ملاطفت: نرم برتاؤ۔ برداشتی: یعنی جب تم نے جنگ کی تلوار اٹھا لیا اور جنگ شروع ہوگئی تو اندر اندر صلح کی تدبیر کرتے رہو۔ پنہاں: پوشیدہ۔ رہِ آشتی: صلح کی راہ۔ لشکر کشوفان: لشکر کی صفوں کو چیر ڈالنے والے۔ مغفر شگاف: خود کو پھاڑ ڈالنے والے۔ پیدا مصاف: ظاہر میں جنگ۔ دلِ مردِ میداں: یعنی دشمن لشکر کے سپاہیوں کی پوشیدہ دل جوئی کرتے رہو کہ ہو سکتا ہے ان میں تیرا کوئی مطیع بن جائے۔ پھر اس سے بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ باشد: بمعنی ممکن ہے۔ افتد: اتفاق پڑ سکتا ہے۔ گوی: گیند۔

سالارے از دشمن: یعنی دشمن کا سالار لشکر۔ افتد بچنگ: چنگل میں پڑ جائے یعنی گرفتار ہو جائے۔ درنگ: تاخیر۔ اور "برش" کی جگہ ایک نسخے میں "درش" ہے۔ کزیں نیمہ: کہ اس طرف سے یعنی تمہارے لشکر کا کوئی سردار گرفتار ہو جائے۔ چنبر: یعنی حلقۂ جنگ۔ (دائرہ و محیط) بندی: قیدی۔ ریش: زخمی۔ بندی خویش را: اپنے قیدی کو پھر نہ دیکھ سکو گے کیونکہ وہ بھی فوراً قتل کر ڈالا جائیگا۔ نترسد: یعنی کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا ہے کہ زمانہ اس کو قیدی بنالے۔ کہ: بمعنی ہر کہ۔ دستگیر: مددگار۔ اسیر: قیدی۔ اگر سر نہد بر خطت: اگر تیری اطاعت کر لے۔ سر بر خط نہادن: اطاعت کرنا۔ خط بمعنی فرمان۔ سرورے: یعنی کوئی سردار دشمن۔ چو نیکش بداری۔ یعنی جنہوں نے تمہاری اطاعت قبول کر لی اور ہتھیار ڈال دیئے۔ اگر ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرو گے دوسرے مخالف سالار بھی ہتھیار ڈال دیں گے۔ دہ دل بدست آوری: اگر دس دل اپنے خفیہ نرم برتاؤ سے جیت سکو تو اس سے بہتر ہے کہ سو بار شب خوں مارو۔ صدرہ: سو بار۔ شبخوں: دشمن کی بے خبری میں رات کا حملہ۔ حذر کردن: چوکنا رہنا۔ تلبیس: دغا، فریب۔ دھوکہ۔ مکر و فریب۔ ایمن: بے خوف۔ زینہار: ہرگز۔ درون: باطن۔ دل۔ مہر: محبت۔ پیوند: رشتہ۔ مبیں: دیدن سے۔

چو سالارے از دشمن افتد بچنگ | بکشتن برش کرد باید درنگ

کہ افتد کزیں نیمہ ہم سرورے | بماند گرفتار در چنبرے

دگر کشتی ایں بندیِ ریش را | نہ بینی دگر بندیِ خویش را

نترسد کہ دورانش بندی کند | کہ بر بندیاں زورمندی کند

کسے بندیاں را بود دستگیر | کہ خود بودہ باشد بہ بندی اسیر

اگر سر نہد بر خطت سرورے | چو نیکش بداری نہد دیگرے

وگر خفیہ دہ دل بدست آوری | ازاں بہ کہ صد رہ شبیخوں بری

گفتار اندر حذر کردن از دشمنے کہ در طاعت آید

گرت خویش دشمن شود دوستدار | ز تلبیس ایمن مشو زینہار

کہ گردد درونش بکینِ تو ریش | چو یاد آیدش مہر و پیوند خویش

بد اندیش را لفظِ شیریں مبیں | کہ ممکن بود زہر در انگبیں

کسے جاں از آسیبِ دشمن برد | کہ مر دوستاں را بدشمن شمرد

نگہدارد آں شوخ در کیسہ دُر | کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ بُر

سپاہی کہ عاصی شود در امیر | ورا تا توانی بخدمت مگیر

ندانست سالارِ خود را سپاس | ترا ہم نداند ز غدرش ہراس

بسوگند و عہد استوارش مدار | نگہبان پنہاں برو بر گمار

نو آموز را ریسماں کن دراز | نہ بگسل کہ دیگر نہ بینیش باز

چو اقلیمِ دشمن بجنگ و حصار | بگیری بزندانیانش سپار

کہ ممکن بود...... الخ: کیونکہ شہد میں زہر ملا ہو سکتا ہے۔ آسیب دشمن: یعنی دشمن کی ایذا رسانی۔ کہ مر دوستاں را...... الخ: جو کہ دوستوں کو بھی دشمن سمجھے۔ یعنی وہ موقع سخت احتیاط کا ہے۔ شوخ: بیباک۔ کیسہ: تھیلی۔ دُر: موتی۔ کیسہ بر: یعنی چور۔ عاصی: نافرمان۔ غدار۔ وُرا: یعنی اورا: بخدمت مگیر: خدمت میں نہ لو بلکہ حالت جانچتے رہو۔ سپاس: شکر گزاری۔ غدر: بیوفائی۔ غداری۔ ہراس: خوف۔ سوگند: قسم۔ عہد: پیمان۔ وعدہ یعنی اس کے عہد و پیمان اور قسم کا اعتبار مت کرو۔ استوار: ہموار۔ نگہبان پنہاں: یعنی جاسوس۔ نو آموز: نو سکھوا یعنی نیا ملازم، سپاہی۔ ریسماں: رسی۔ نہ بگسل: نہ کہ کاٹ دے۔ نو آموز را...... الخ: نو آموز کی رسی ڈھیلی کر دو مگر کاٹ نہ دو کہ دوبارہ تم اسے نہ دیکھ سکو گے یعنی بھاگ جائے گا۔ رہا قدیمی ملازم تو اس کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اقلیم: ملک۔ گرفتن: فتح کرنا۔ بزندانیانش سپار: یعنی مفتوح ملک ان قیدیوں کے سپرد کر دو جنہیں پچھلے بادشاہ نے قید کر رکھا تھا۔ کہ ان میں اور بادشاہ میں یقیناً مخالفت ہوگی۔ قید میں ڈالنا اس کی علامت ہے۔ وہ ہمیشہ انتقام کی فکر میں رہیں گے اور قلعہ کو اس کے قبضہ سے محفوظ رکھیں گے۔

که بندی چو دنداں بخوں در برد | ز حلقوم بیداد گر خوں خورد
چو بر کندی از دستِ دشمن در آر | رعیت بساماں تر از وے بدار
که گر باز کوبد درِ کارزار | بر آرند عام از دماغش دمار
وگر شهریاں را رسانی گزند | درِ شهر بر روئے دشمن مبند
مگو دشمنِ تیغ زن بر درست | که همباز دشمن بشهر اندرست
بتدبیر جنگِ بد اندیش کوش | مصالح بیندیش و نیت بپوش
منه در میاں راز با هر کسے | که جاسوس همکاسه دیدم بسے
سکندر که با شرقیاں حرب داشت | درِ خیمه گویند در غرب داشت
چو بهمن بزاولستاں خواست شد | چپ آوازه افگند و از راست شد
اگر جز تو داند که عزمِ تو چیست | براں رای و دانش بباید گریست
کرم کن نه پرخاش و کیں آوری | که عالم بزیرِ نگیں آوری
چو کارے برآید بلطف و خوشی | چه حاجت به تندی و گردن کشی
نخواهی که باشد دلت دردمند | دلِ دردمنداں برآور ز بند
بباز و توانا نباشد سپاه | برو همت از ناتواناں بخواه
دعائے ضعیفانِ امیدوار | ز بازوئے مردے به آید بکار
هر آنکه استعانت بدرویش برد | اگر با فریدوں زد از پیش برد

باب ۲ دوم در احسان

اگر هوشمندی بمعنی گرای | که معنی ز صورت بماند بجای

بندی: قیدی۔ دنداں بخوں در برد: جب دانتوں کو خون میں ڈبو چکا ہے یعنی خون جگر پی چکا۔ محنت ومشقت جھیل چکا۔ حلقوم: گلا۔ بیداد گر: ظالم۔ خوں خورد: یعنی قتل کر دے گا۔ چو بر کندی: یعنی ملک کو۔ در آر: یعنی اپنے تصرف میں۔ بساماں تر از وے: یعنی رعایا کو اس سے بہتر عدل وآرام اور تن آسانی کے ساتھ رکھو۔ باز کوبد: یعنی وہ بادشاہ اگر پھر آمادۂ جنگ ہوگا۔ تو خود ہی رعایا اس کا بھیجا پاش پاش کر دے گی۔ گزند: تکلیف۔ بر روئے دشمن مبند: یعنی ناچار دشمن دوبارہ ملک پر قابض ومتصرف ہو جائیگا۔ بر درست: یعنی قلعہ سے باہر ہم سے دور رہے یہ نہ کہو۔ کہ همباز دشمن: کہ دشمن کی شریک وسہیم یعنی رعایا شہر میں موجود ہے وہ تمہیں ہلاک کر سکتی ہے لہٰذا رعایا موافق بنائے رکھو۔ بد اندیش: دشمن۔ مصالح: تدبیریں۔ نیت: ارادہ۔ کہ جاسوس ......الخ: کہ ہم نوالہ وہم پیالہ اشخاص بھی جاسوس ہو سکتے ہیں۔ سکندر: روم کا مشہور بادشاہ۔ با شرقیاں: یعنی چینیوں کے ساتھ۔ حرب: یعنی جنگ کا ارادہ کیا تھا۔ در غرب: اس نے خیمہ کا دروازہ پچھم رخ بنا رکھا تھا تا کہ کوئی اس کا ارادہ بھانپ نہ سکے بہمن: اردشیر پسر اسفندیار۔ بادشاہ ایران کا نام۔ لقب درازدست تھا۔ زاولستان: ولایت سیستان کو کہتے ہیں۔ اس میں ''واؤ'' باء سے بدلا ہوا ہے۔ اصل زابلستان ہے۔ خواست شد: یعنی فتح کرنے کی خواہش ہوئی۔ آوازہ: شہرہ۔ واز راست شد: یعنی بائیں سمت کو شہرت دی۔ اور داہنی جانب سے روانہ ہوا۔ عزم: پختہ ارادہ۔ ارادۂ فتح۔ دانش: عقل۔ کرم کن: جود وسخاوت کر۔ پرخاش: لڑائی۔ عداوت۔ دشمنی۔ کیں: کینہ۔ حسد۔ زیر نگیں: یعنی زیر تصرف وقبضہ۔ کارے برآید: یعنی جب نرمی ورواداری سے کوئی کام نکل سکے تو سختی وگردن کشی کی ضرورت نہیں۔ نخواہی: یعنی گر نخواہی۔ دردمند: دکھیا۔ تکلیف زدہ۔ بند: قید۔ برو ہمت از ناتواناں بخواہ: جا کمزوروں سے دعا کے طلبگار رہو۔ اسی سے قوت بازو پیدا ہوگی۔ بہ آید بکار: یعنی جوانمردی کی قوت بازو سے زیادہ کام آتی ہے۔ استعانت: دوسرے سے مدد چاہنا۔ استعانت بدرویش: یعنی جس نے بھی درویش سے مدد مانگی اور دعا کرائی۔ اگر بافریدوں......الخ: اگر فریدوں جیسے باشوکت بادشاہ سے بھی لڑا تو مقابلہ جیت گیا ہے۔

(باب دوم در احسان) احسان: بھلائی، نیکوکاری، اخلاق حمیدہ سے طبیعت کو آراستہ کرنا، تہذیب اخلاق۔ ہوشمندی: یائے خطاب ہے، یہ شرط ہے اور ''بمعنی گرائے'' جزا ہے۔ معنی: یعنی کسب فضائل، پسندیدہ اخلاق۔ گرائے: گرائیدن سے فعل امر۔ ''مائل ہو جاؤ''۔ کہ معنی: یعنی اخلاق باقی رہیں گے، صورت فانی ہے، بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے ''کہ معنی بماند ز صورت بجائے'' اس صورت میں تعقید لفظی سے خالی ہے۔

کرا دانش و جود و تقویٰ نبود | بصورت درش ہیچ معنیٰ نبود
کسے خسپد آسودہ در زیرِ گل | کہ خسپند زو مردم آسودہ دل
غمِ خویش در زندگی خور کہ خویش | بمردہ نپردازد از حرصِ خویش
زر و نعمت اکنوں بدہ کانِ تست | کہ بعد از تو بیروں ز فرمانِ تست
نخواہی کہ باشی پراگندہ دل | پراگندگاں را ز خاطر مہل
پریشاں کن امروز گنجینہ چست | کہ فردا کلیدش نہ در دستِ تست
تو با خود ببر توشۂ خویشتن | کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
کسے گوئے دولت ز دنیا بَرَد | کہ با خود نصیبے بعقبیٰ بَرَد
بغمخوارگی جز سرِ انگشتِ من | نخارد کسے در جہاں پشتِ من
مکن بر کفِ دست نہ ہرچہ ہست | کہ فردا بدنداں بری پشتِ دست
بپوشیدنِ سترِ درویش کوش | کہ سترِ خدایت بود پردہ پوش
مگرداں غریب از درت بے نصیب | مبادا کہ گردی بدرہا غریب
بزرگے رساند بمحتاج خیر | کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
بحالِ دلِ خستگاں در نگر | کہ بارے دلِ خستہ باشی مگر
فروماندگاں را درون شاد کن | ز روزِ فروماندگی یاد کن
نہ خواہندۂ بر درِ دیگراں | بشکرانہ خواہندہ از در مراں

گفتار اندر نواختن یتیماں و رحمت بر حال ایشاں

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن | غبارش بیفشاں و خارش بکن

کرا: بمعنی ہر کرا۔ جس (کسی) کے باطنی اوصاف پاکیزہ نہیں وہ نہ عقل مند ہے نہ اس میں تقویٰ و طہارت ہے۔ جود: بالفتح، عمدہ اور اچھی چیزیں، وبالضم بخشش وسخاوت۔ ہیچ معنی: کوئی خوبی۔ کسے......الخ: قبر میں وہی آرام سے ہے جس سے مخلوق خدا آرام میں ہو۔ کہ خسپند الخ: یہ مصرع "کسے" مبتدا کی صفت ہے۔ غم خویش خوردن: اپنی عاقبت کی فکر کرنا۔ کہ خویش: یعنی عزیز و اقارب، یعنی ایسے کام کرو کہ آخرت میں تیرے کام آئیں، ورنہ اقربا تیرے مرنے کے بعد اپنے کام میں لگ جائیں گے۔ کان تست: کہ وہ تیری ملکیت ہیں۔ نخواہی: یہاں اگر مقدر ہے۔ کہ باشی پراگندہ دل: یعنی بروز قیامت۔ پراگندگان: حاجت مندوں اور پریشان خاطر لوگوں۔ ز خاطر مہل: ان کی خاطر داری ترک مت کرو، بلکہ لازم جانو۔ پریشان کن: تقسیم کردو، لٹادو (مصارف خیر میں اور محتاجوں پر)۔ امروز: یعنی زندگی میں۔ چست: یعنی جلد تر۔ کلید: کنجی۔ توشہ: زادراہ۔ کہ شفقت...... الخ: یعنی اپنے ہاتھوں اپنی دولت مصارف خیر میں خرچ کر کے آخرت کا سامان کرلو ورنہ تمہارے بعد وارثین ایسے مصارف خیر میں خرچ نہ کریں گے کہ تمہیں ثواب پہنچتا رہے۔ نصیب: یعنی نیکی وخیرات کا حصہ۔ عقبیٰ: آخرت۔ خاریدن: کھجلانا، کھجلانا۔ بغمخوارگی......الخ: یہ شعر بطور مثل ہے، مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی کسی کی غم خواری نہیں کرتا، اپنی بھلائی کا سامان خود کرنا چاہیے۔ مکن: مت کر، اس کا تعلق مصرع دوم سے ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے، یعنی چناں کارے مکن کہ فردا بدنداں......الخ۔ ایسا کام مت کرو کہ کل پشیمانی جھیلنا پڑے۔ اور ایک نسخے میں اس کی جگہ "کنوں" ہے اور "نہ" فعل امر ہے اس کا مفعول اور کف دست کا مضاف الیہ محذوف ہے، یعنی جو کچھ ہے آج ہی اس کو سائلوں کے ہاتھ پر رکھ دو، یا احتمال ہے کہ معنی یہ ہو کہ آج اپنے ہاتھوں میں کچھ بچا رکھو، ورنہ کل افسوس کرنا پڑے گا۔ ستر: یہاں مراد وہ حصۂ بدن ہے جس کو چھپانا ضروری ہے اور دوسری جگہ "ستر" بمعنی پردہ ہے۔ تم درویش کی ستر پوشی کرو (لباس پہناؤ) خدا تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔ غریب: مسافر۔ بے نصیب: محروم۔ بزرگے: بجائے توصیف، کہ ترسد......الخ: کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ دوسرے کا محتاج بنے۔ درون: دل۔ شاد کن: خوش کرو۔ نہ خواہندۂ: اگر تو نہیں چاہتا ہے کہ دوسروں کے در پر مارا مارا پھرے تو اپنے در سے سائلوں، حاجت مندوں کو محروم نہ لوٹا۔ نواختن: نوازنا۔ پدر مردہ: یتیم۔

ندانی چہ بودش فرو ماندہ سخت / بود تازہ بے بیخ ہرگز درخت

چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش / مدہ بوسہ بر روئے فرزندِ خویش

یتیم ار بگرید کہ نازش خرد / وگر خشم گیرد کہ بارش برد

الا تا نگرید کہ عرشِ عظیم / بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم

برحمت بکن آبش از دیدہ پاک / بشفقت بیفشانش از چہرہ خاک

اگر سایۂ خود برفت از سرش / تو در سایۂ خویشتن پرورش

من آنگہ سرِ تاجور داشتم / کہ سر در کنارِ پدر داشتم

اگر بر وجودم نشستے مگس / پریشاں شدے خاطرِ چند کس

کنوں گر بزنداں برندم اسیر / نباشد کس از دوستانم نصیر

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر / کہ در طفلی از سر برفتم پدر

حکایت در ثمرۂ نیکوکاری

یکے دید در خوابِ صدرِ خجند / کہ خارے ز پائے یتیمے بکند ق

ہمی گفت در روضہ ہا می چمید / کزاں خار بر من چہ گلہا دمید

مشو تا توانی ز رحمت بری / کہ رحمت برندت چو رحمت بری

چو انعام کردی مشو خود پرست / کہ من سرورم دیگرے زیر دست

اگر تیغِ دورانش انداختست / نہ شمشیرِ دوراں ہنوز آختست

چو بینی دعا گوئے دولت ہزار / خداوند را شکرِ نعمت گزار ق

کہ چشم از تو دارند مردم بسے / نہ تو چشم داری بدستِ کسے

ندانی: کیا نہیں جانتے ہو؟ کہ اسے کیا ہوا کہ وہ سخت عاجز ہے۔ بود......الخ: کیا بے جڑ کا درخت ہمیشہ تر و تازہ رہ سکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے اور ہرگز بمعنی ہمیشہ ہے۔ سر افگندہ پیش: یعنی رنجیدہ۔ مدہ بوسہ......الخ: اس یتیم کے سامنے اپنے بچے کو پیار نہ کرو کہ اسے اپنے باپ کے نہ ہونے کا مزید رنج ہوگا۔ از بگرید......الخ: یتیم اگر روئے تو اس کا نازکون اٹھائے (ناز برداری کرے)۔ خشم: غصہ۔ بار: بوجھ۔ الا: خبردار!۔ تا نگرید: وہ ہرگز نہ روئے کیونکہ عرش عظیم لرز اٹھتا ہے جب یتیم روتا ہے، یعنی ایسا کام نہ کرو کہ اسے رلائی آئے۔ رحمت: رحم، شفقت۔ آبش ز دیدہ: اس کی آنکھ سے آنسو پونچھ دو، چہرے کی گرد جھاڑ دو (اس کی دل جوئی کرو)۔ سایہ: یعنی باپ۔ پرورش: پرور فعل امر ہے اور "ش" ضمیر منصوب مفعولی۔ تاجور: تاج دار۔ کنار: گود۔ مگس: مکھی۔ پریشاں......الخ: یعنی اگر مجھے ادنیٰ سے تکلیف پہنچتی تو ماں، باپ عزیز و اقارب پریشان ہوجاتے زنداں: قید خانہ۔ اسیر: قیدی۔ نصیر: مددگار۔ از سر برفتم پدر: میرے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ خجند: ماوراء النہر کا ایک مشہور شہر (بضم اول)۔ صدر: امیر، رئیس۔ خار: کانٹا۔ ز پائے......الخ: ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکالا تھا "ہمی گفت" اور "در روضہ ہا" حال بعد حال ہے۔ در روضہ ہا: بہشت کے باغوں میں۔ می چمید: ٹہل رہا ہے۔ کزاں خار......الخ: کہ اس کانٹے کے عوض میرے لیے کتنے پھول کھل اٹھے ہیں۔ کہ رحمت......الخ: جب تم رحم کرو گے تو تجھ پر رحمت خداوندی نازل ہوگی، حدیث شریف میں ہے: تم زمین والوں پر رحم کرو خدا تم پر رحم کرے گا۔ خود پرست: یعنی مغرور۔ کہ من: مصرع دوم مغرور ہونے کا بیان ہے۔ سرور: سردار۔ زیر دست: محکوم، کمزور۔ انداختست: گرا دیا، محتاج بنا دیا۔ نہ شمشیر......الخ: تو کیا؟ اب بھی زمانہ کی تلوار کھنچی ہوئی نہیں ہے؟ لہٰذا ڈرو کہ کہیں تم بھی اس کی زد میں نہ آجاؤ اور محتاج بن جاؤ۔ دعا گوئے ہزار: ہزاروں دعا دینے والے۔ خداوند: خدا۔ کہ چشم......الخ: نعمت کا بیان ہے، یعنی کہ بہت سے لوگ تجھ سے لطف و کرم کی امید رکھتے ہیں، ایسا نہیں کہ تو کسی سے امید رکھتا ہے۔

کرم خواندہ ام سیرتِ سروراں ۔۔۔ غلط گفتم اخلاقِ پیغمبراں

حکایت در اخلاقِ پیغمبراں

شنیدم کہ یک ہفتہ ابن السبیل ۔۔۔ نیامد بمہماں سرائے خلیل
ز فرخندہ خوئی نخوردے پگاہ ۔۔۔ مگر بینوائے در آید ز راہ
بروں رفت و ہر جانبے بنگرید ۔۔۔ بر اطرافِ وادی نگہ کرد و دید
بہ تنہا یکے در بیاباں چو بید ۔۔۔ سر و مویش از برفِ پیری سفید
بدلداریش مرحبائے بگفت ۔۔۔ برسمِ کریماں صلائے بگفت
کہ اے چشمہائے مرا مردمک ۔۔۔ یکے مردمی کن بنان و نمک
نعم گفت و برجست و برداشت گام ۔۔۔ کہ دانست خلقش علیہ السلام
رقیبانِ مہماں سرائے خلیل ۔۔۔ بعزت نشاندند پیرِ ذلیل
بفرمود و ترتیب کردند خوان ۔۔۔ نشستند بر ہر طرف ہمگناں
چو بسم اللہ آغاز کردند جمع ۔۔۔ نیامد ز پیرش حدیثے بسمع
چنیں گفتش اے پیرِ دیرینہ روز ۔۔۔ چو پیراں نمی بینمت صدق و سوز
نہ شرط ست وقتیکہ روزی خوری ۔۔۔ کہ نامِ خداوندِ روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست ۔۔۔ کہ نشنیدم از پیرِ آذر پرست
بدانست پیغمبرِ نیک فال ۔۔۔ کہ گبر است پیرِ تبہ بودہ حال
بخواری براندش چو بیگانہ دید ۔۔۔ کہ منکر بود پیشِ پاکاں پلید
سروش آمد از کردگارِ جلیل ۔۔۔ بہیبت ملامت کناں کاے خلیل

کرم: بخشش۔ سرور: بادشاہ، یا اولیائے کرام مراد ہیں۔ اخلاق: واحد خلق، عادت، اس لفظ کا اطلاق عموماً اچھی عادتوں پر ہوتا ہے۔ ابن السبیل: مسافر۔ مہمان سرائے: مہمان خانہ۔ خلیل: دوست، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب۔ فرخندہ خوئی: یعنی خوش اخلاقی۔ پگاہ: صبح اور نخوردے کا مفعول برائے تعمیم حذف ہے۔ مگر: شاید۔ بے نوا: بے سرو سامان، مفلس مسافر۔ بنگرید: دیکھا، نگاہ دوڑائی۔ وادی: گھاٹی، نشیبی زمین، صحرا، بیابان۔ بید: ایک قسم کا درخت، اس کی شاخوں میں کافی لچک ہوتی ہے۔ چوں بید: لاغری کے سبب بید کی طرح کانپ رہا تھا۔ مرحبا: خوش آمدید۔ رسم: عادت، رواج۔ کریم: سخی، مہمان نواز۔ صلا: کھانے کی دعوت۔ مردمک: پتلی، اے مردمک چشمائے من: اے میری آنکھوں کی پتلی۔ مردمی کن: جواں مردی اور رعایت کرو، یعنی دعوت قبول کرو۔ نان ونمک: یہ خاکساری کی وجہ سے ہے۔ نعم گفت: ہاں کہا، یعنی دعوت قبول کرلیا۔ گام: قدم۔ رقیبان...... الخ: نگرانوں اور خدمت گاروں نے۔ پیر ذلیل: کمزور بوڑھا۔ خوان: طباق دسترخوان۔ ہمگناں: بمعنی ہمہ کساں، جمع ہے۔ جمع: جماعت، سب لوگ۔ حدیث: بات۔ سمع: کان۔ پیر دیرینہ روز: عمر دراز بوڑھا۔ چوں پیراں...... الخ: میں تجھ میں بوڑھوں جیسا صدق وسوز نہیں دیکھتا کہ بوڑھے لوگ عموماً ذکر خدا زیادہ کرتے ہیں۔ بدست گرفتن: اختیار کرنا۔ آزر پرست: آتش پرست، مجوسی۔ نشنیدم: یہاں دو طرح کے نسخے ہیں، دوسرا "بشنیدم" ہے، دونوں میں دو مطلب نکلے گا، یعنی بسم اللہ طریقہ میں نے اپنے پیر مغاں سے نہیں سنا ہے۔ (دوسرا)۔ بسم اللہ کے طریقے میں اپنے پیر مغاں سے کچھ عیب سن رکھا ہے۔ فال: شگون۔ گبر: آتش پرست، مجوسی۔ خواری: ذلت۔ سروش: غیبی آواز، فرشتۂ وحی۔

منش دادہ صد سالہ روزی و جاں | ترا نفرت آمد ازو یک زماں
گر او می‌نبرد پیش آتش سجود | تو با پس چرا می‌بری دستِ جود

گفتار اندر احسان با مردمِ نیک و بد

گرہ بر سرِ بند احساں مزن | کہ ایں زرق و شیدست و آں مکر و فن
زیاں میکند مردِ تفسیر داں | کہ علم و ادب میفروشد بناں
کجا عقل یا شرع فتویٰ دہد | کہ مردِ خرد دیں بدنیا دہد
ولیکن تو بستاں کہ صاحب خرد | از ارزاں فروشاں برغبت خرد

حکایت عابد با شیادِ شوخ دیدہ

زباں دانے آمد بصاحبدلے | کہ محکم فرو ماندہ ام در گلے
یکے سفلہ را دہ درم بر من ست | کہ دانگے ازو بر دلم دہ من ست
ہمہ شب پریشاں ازو حالِ من | ہمہ روز چوں سایہ دنبالِ من
بکرد از سخنہائے خاطر پریش | درونِ دلم چوں درِ خانہ ریش
خدایش مگر تا ز مادر بزاد | جز آں دہ درم چیزِ دیگر نداد
ندانستہ از دفترِ دیں الف | نخواندہ بجز بابِ لا ینصرف
خور از کوہ یکروز سر بر زند | کہ آں قلتباں حلقہ بر در زند
در اندیشہ ام تا کدام کریم | ازاں سنگدل دست گیرد بسیم
شنید ایں سخن پیرِ فرخ نہاد | درستے دو در آستینش نہاد

منش دادہ: میں نے اس کو سو سال سے روزی اور جان عطا کی ہے اور تجھ کو ایک گھڑی میں اس سے اتنی نفرت ہو گئی۔ باپس: واپس۔ جود: بخشش و کرم۔ بندِ احسان: کیسہ زر کہ جس سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں، تھیلی پر گرہ لگانا، یعنی احسان روک لینا، اب معنی یہ ہوئے کہ لوگوں سے اپنے احسان نہ روکو (یہ کہہ کر) کہ یہ مکر و فریب ہے اور وہ مکر و فن ہے، یعنی دوسروں کے حق میں یہ سوچ کر کہ فلاں میں یہ عیب ہے اور اس دوسرے میں وہ عیب ہے اپنی داد و دہش نہ روکو۔ زیاں: نقصان۔ کجا عقل: عقل و شرع کبھی یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ کوئی عقل مند اپنا دین، دنیا کے عوض دے ڈالے۔ ولیکن ......الخ: لیکن اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو تم اس سے لے لو، کیونکہ ایک عقل مند ارزاں بیچنے والوں سے برغبت خریداری کرتا ہے۔ شیاد: مکار۔ شوخ دیدہ: بے شرم، بے غیرت۔ زبان دان: شاعر۔ محکم: مضبوط۔ فرو ماندہ ام: پھنس گیا ہوں۔ در گلے: دلدل یعنی مصیبت میں۔ سفلہ: کمینہ۔ دہ درم: دس درہم۔ دانگ: درم کا چوتھا حصہ، چھ رتی کا وزن۔ دہ من: یعنی دس من برابر۔ دنبال من: یعنی پورا دن سائے کی طرح میرے پیچھے لگا رہتا ہے۔ پریش: پریشان کا مخفف۔ خاطر پریش: دل کو پریشان کرنے والی، چوں در خانہ ریش: یعنی میرے دل کو مجروح کر ڈالا، جس طرح اپنی آمد و رفت سے میرے دروازے کو کھرچ ڈالا۔ خدایش: خدا نے اس کو۔ مگر: شاید۔ ندانستہ: یعنی بالکل جاہل ہے۔ باب لا ینصرف: غیر منصرف کا باب۔ لغوی معنی "نہیں لوٹے گا"، شعر میں منصرف اور غیر منصرف کی اصطلاح کی طرف اشارے نے لطف پیدا کر دیا۔ خور: خورشید، سورج۔ قلتبان: دیوث، بے غیرت۔ حلقہ: زنجیر، حلقہ بر در زند: دروازہ نہ کھٹکھٹایا۔ در اندیشہ ام: میں اسی فکر میں ہوں کہ کوئی کریم و سخی چاندی سے میری مدد فرما کر اس سنگ دل کے تقاضے سے رہائی دلائے۔ سیم: چاندی، روپیہ۔ سنگ دل: ظالم۔ فرخ نہاد: مبارک سرشت، نیک طبع۔ درستے دو: دو اشرفی یا دو اشرفیاں اس کے ہاتھ پر رکھ دیں۔

زر افتاد در دست افسانہ گوی
بروں رفت ازانجا چو خور تازہ روی

یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست
بروگر بمیرد نباید گریست

گدائے کہ بر شیرِ نر زیں نہد
ابوزید را اسپ و فرزیں نہد

برآشفت عابد کہ خاموش باش
تو مردِ زباں نیستی گوش باش

اگر راست بود انچہ پنداشتم
ز خلق آبروئیش نگہداشتم

اگر شوخ چشمی و سالوس کرد
اَلَا تا نہ پنداری افسوس کرد

کہ خود را نگہداشتم آبروی
ز دستِ چناں گربزِ یاوہ گوی

بد و نیک را بذل کن سیم و زر
کہ ایں کسبِ خیرست واں دفعِ شر

خنک آنکہ در صحبتِ عاقلاں
بیاموزد اخلاقِ صاحبدلاں

گرت عقل و رایست و تدبیر و ہوش
بعزت کنی پندِ سعدی بگوش

کہ اغلب دریں شیوہ دارد مقال
نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال

حکایت پدرِ مُمسِک و فرزندِ جوانمرد

یکے رفت و دنیا ازو یادگار
خَلَفْ بود صاحبدلے ہوشیار

نہ چوں مُمسکاں دست بر زر گرفت
چو آزادگاں دست ازو برگرفت

ز درویش جا را نماندے برش
مسافر بمہماں سرای اندرش

دلِ خویش و بیگانہ خرسند کرد
نہ ہمچوں پدر سیم و زر بند کرد

ملامت کنے گفتش اے باد دست
بیک رہ پریشاں مکن ہرچہ ہست

بسالے تواں خرمن اندوختن،
بیک دم نہ مردی بود سوختن،

افسانہ گوی: بات بنانے والا، مراد وہی شاعر ہے۔ چو خور: آفتاب کی طرح، اور ایک نسخے میں ہے "چوزر" سونے کی طرح۔ تازہ رو: یعنی ہشاش بشاش۔ برو گر بمیرد:......الخ: یعنی یہ ایسا شخص ہے کہ اگر وہ مرجائے تو اس پر رونا نہیں چاہیے (گویا) اس کا مرجانا بہتر ہے۔ گدائے کہ......الخ: ایسا سائل ہے کہ جو نر شیر پر بھی زین ڈال دے اور ابوزید سروجی کو بھی اسپ اور فرزین سے مات دے دے، یعنی اپنی چرب زبانی اور مکاری سے شیر کو بھی رام کرلے اور اپنی چالوں سے شطرنج کے مشہور کھلاڑی ابوزید سروجی کو بھی مات دے دے، "اسپ" اور "فرزین" شطرنج کے مہرے ہیں، ابوزید سروجی فن شطرنج بازی اور فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل تھا، اور ایک نسخے میں "اسپ و فرزین دہد" ہے۔ گوش باش: تو سنتا رہ (اور کچھ نہ بول)۔ خلق: مخلوق۔ شوخ چشمی: بے شرمی۔ سالوس: چرب زبانی، مکر و فریب۔ افسوس کرد: افسوس کردم کا مخفف۔ گربز: مکار، حیلہ گر، اصل میں گرگ بز تھا، یعنی گرگ بصورت بز۔ یاوہ گوی: ہرزہ سرا، بے ہودہ گو۔ بذل کن: خرچ کر۔ ایں کسب خیراست: یعنی اس نیک پر خرچ کرنا بھلائی کمانا ہے اور اس برے پر خرچ کرنا شر دور کرنا ہے۔ خنک: خوش بخت۔ گرت: اگر ترا بعزت کنی......الخ: تب تم عزت واحترام سے سعدی کی نصیحت سنو گے۔ اغلب: اکثر۔ دریں شیوہ......الخ: اس لیے کہ اس کی گفتگو اکثر اسی طرز کی ہوا کرتی ہے نہ کہ حسینوں کے خد وخال، چشم و گوش کی تعریف کرتا رہے، یعنی سعدی غزل گو شاعر نہیں۔ بناگوش: کان کی لو۔ ممسک: بخیل۔ جوانمرد: سخی۔ خلف: جانشین، فرزند۔ دست ازو برگرفت: بعض نسخوں میں ہے "بند ازو" یعنی خرچ کرنے لگا۔ ز درویش......الخ: اس کے پاس کی جگہ فقیروں سے خالی نہ رہتی، مسافر اس کے مہمان خانہ میں ٹھہرتے۔ خرسند: خوش۔ ملامت کن: ملامت گر۔ باد دست: فضول خرچ۔ یک رہ: یک بارگی۔ پریشان مکن: خرچ مت کر۔ تواں اندوختن: جمع کیا جاسکتا ہے۔ خرمن: کھلیان، غلے کا ڈھیر۔ بیک دم......الخ: یک بارگی جلا دینا جوانمردی نہیں ہے۔

چو در تنگدستی نداری شکیب | نگہدار وقتِ فراخی حسیب

مثل

بدختر چہ خوش گفت بانوئے دِہ | کہ روزِ نوا برگِ سختی بنہ
ہمہ وقت پُر دار مشک و سبوے | کہ پیوستہ در دہ رواں نیست جوے
بدنیا تواں آخرت یافتن | بزر پنجۂ دیو بر تافتن
ز دستِ تہی بر نیاید امید | بزر بر کنی چشمِ دیوِ سفید
اگر تنگدستی مرو پیشِ یار | وگر سیم داری بیا و بیار
تہیدست در خوبرویاں مپیچ | کہ بے ہیچ مردم نیرزد بہیچ
وگر ہر چہ داری بکف بر نہی | کفت وقتِ حاجت بماند تہی
گدایاں بسعیِ تو ہرگز قوی | نگردند و ترسم تو لاغر شوی

باز آمدم بحکایت فرزند خلف

چو مناعِ خیر ایں حکایت بگفت | ز غیرت جواں مرد را رگ بخفت
پراگندہ دل گشت ازاں گفتگوے | برآشفت و گفت اے پراگندہ گوے
مرا دستگاہے کہ پیرامنست | پدر گفت میراث جدِّ منست
نہ ایشاں بخسّت نگہداشتند | بحسرت بمردند و بگذاشتند
بدستم بیفتاد مالِ پدر | کہ بعد از من افتد بدستِ پسر
ہماں بہ کہ امروز مردم خورند | کہ فردا پس از من بیغما برند

شکیب: صبر و قرار۔ حسیب: حساب کا امالہ ہے۔ حساب نگہ دار: حساب کو نگاہ رکھ، خیال رکھ، یعنی فراخی و خوش حالی کے وقت حساب سے خرچ کر۔ مثل: کہاوت، کہانی۔ چہ خوش گفت: کیا اچھی بات کہی۔ بانو: بی بی، عورت۔ دہ: گاؤں، دیہات۔ کہ روزِ نوا......الخ: کہ آسودگی کے دنوں میں تنگی کے دنوں کے لیے کچھ بچا کر رکھ لے۔ یعنی آڑے وقت کے لیے کچھ پس انداز کرتے رہنا چاہیے۔ پُر: بھرا ہوا۔ مشک: چھاگل، بکری کی سلی ہوئی کھال جس میں سقے پانی بھرتے ہیں۔ سبو: گھڑا، مٹکا، صراحی۔ پیوستہ: ہروقت۔ جوے: چھوٹی نہر، چھوٹا دریا۔ بہ دنیا......الخ: مال و دولت کے ذریعہ آخرت حاصل کی جا سکتی ہے اور مال کے ذریعہ دیو کا پنجہ موڑا جا سکتا ہے یعنی طاقت ور کو مغلوب بنایا جا سکتا ہے۔ دستِ تہی: خالی ہاتھ۔ بر نیاید امید: امید پوری نہیں ہو سکتی۔ بر کنی: تو نکال لے گا۔ دیوِ سفید: کہتے ہیں کہ اس کو رستم نے پچھاڑا تھا۔ تنگ دستی: یعنی تنگ دست ہستی۔ بیا و بیار: یعنی دوستوں کی محفل میں آؤ اور روپیہ خرچ کرو۔ تہی دست......الخ: یعنی جب ہاتھ خالی ہوں تو حسینوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بے ہیچ: یعنی مفلس۔ نیرزد بہ ہیچ: کوڑی کے لائق نہیں۔ بکف بر نہی: یعنی اگر تو سب کچھ خرچ کر ڈالے گا تو۔ کفت: تیرا ہاتھ۔ گدایاں......الخ: تیرے دینے سے فقرا مال دار تو نہ ہوں گے، البتہ اندیشہ ہے کہ تو نادار ہو جائے۔ مناعِ خیر: بھلائی سے روکنے والا، اس سے مراد وہی ملامت گر ہے۔ غیرت: شرم و حیا۔ رگ بخفت: سست ہو گیا۔ پراگندہ دل: پریشان خاطر۔ برآشفت: غصہ ہوا، غضبناک ہوا۔ دستگاہ: قدرت و قوت (اس سے مراد مال و دولت ہے)۔ پیرامن: اردگرد، اطراف و جوانب۔ میراث: متوفی کی پونجی اور جائداد، ترکہ۔ جد: دادا۔ نہ ایشاں: کیا ایسا نہیں؟ کہ ان لوگوں نے، استفہام تقریری ہے۔ خست: کنجوسی، کمینگی۔ ہماں بہ: یہی بہتر ہے۔ امروز: یعنی میری زندگی میں۔ بہ یغما بردن: لوٹ لینا، بے محنت کا مال وصول کرنا۔

خور و پوش و بخشای و راحت رساں ... نگہ می چہ داری ز بہرِ کساں
برند از جہاں با خود اصحابِ رای ... فرومایہ ماند بحسرت بجای
زر و نعمت اکنوں بدِہ کانِ تست ... کہ بعد از تو بیروں ز فرمانِ تست
بدنیا تواں کہ عقبیٰ خری ... بخر جانِ من ورنہ حسرت خوری

حکایت اندر راحت رسانیدن بہمسایگاں

بزارید وقتے زنے پیشِ شوی ... کہ دیگر مخر نانِ بقّالِ کوی
ببازارِ گندم فروشاں گرای ... کہ ایں جو فروش است و گندم نمای
نہ از مشتری کز ازدحامِ مگس ... بیک ہفتہ رویش ندیدست کس
بدلداری آں مردِ صاحب نیاز ... بزن گفت کلے روشنائی بساز
بامیدِ ما کلبہ آنجا گرفت ... نہ مردی بود نفع ازو وا گرفت
رہِ نیکمردانِ آزادہ گیر ... چو استادہ دستِ افتادہ گیر
ببخشای کانانکہ مردِ حقند ... خریدارِ دکانِ بے رونقند
جوانمردی اگر راست خواہی ولیست ... کرم پیشۂ شاہِ مرداں علیست

حکایت

شنیدم کہ مردے براہِ حجاز ... بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز
چناں گرم رو در طریقِ خدای ... کہ خارِ مغیلاں نکندے ز پای
باخر ز وسواسِ خاطر پریش ... پسند آمدش در نظر کارِ خویش
بتلبیسِ ابلیس در چاہ رفت ... کہ نتواں ازیں خوب تر راہ رفت

نگہ می چہ داری......الخ: لوگوں (وارثین) کے لیے اسے بچا کر کیوں رکھو گے۔ کساں: لوگوں یعنی وراثت کے حق دار۔ اصحاب رائے: اہل دانش، عقل مند لوگ۔ فرومایہ: کمینہ، تنگ دست۔ اکنوں بدہ...... الخ: اب دیدے جب کہ وہ تیری ملک ہیں، یعنی اپنی زندگی ہی میں خرچ کر لے۔ بہ دنیا: دنیا کے بدلے۔ عقبیٰ: آخرت۔ جان من: میری جان، میرے عزیز۔ حسرت: افسوس۔

ع ہمسایہ: پڑوسی۔ شوئے: خاوند، شوہر۔ دیگر مخر: آئندہ اس گلی کے بنئے سے روٹی نہ خریدا کر۔ بقال: بنیا، کھانے پینے کا سامان بیچنے والا (اصل معنی سبزی فروش ہے) اور ایک نسخہ صحیحہ میں "خباز" ہے۔ کوی: گلی، کوچہ۔ گرائے: یعنی تمہیں جانا چاہیے۔ مشتری: خریدار۔ ازدحام: بھیڑ، کثرت۔ مگس: مکھی۔ نہ از مشتری ......الخ: گاہکوں کی بھیڑ سے نہیں بلکہ مکھیوں کی کثرت سے ایک ایک ہفتہ اس کا منہ تک دکھائی نہیں دیتا، یعنی بہت بد معاملہ، مکار، گندہ ہے، یا یہ کہ روٹیوں پر کثرت سے مکھیاں بیٹھتی ہیں جو کراہت طبع کا سبب ہے۔ صاحب نیاز: نیاز مند، ضرورت مند۔ روشنائی: اس کا مضاف الیہ حذف ہے، یعنی "خانۂ من" اے گھر کی رونق! بیوی مراد ہے۔ بساز: کام چلا لو، نباہ کر لو، راضی ہو جاؤ، یعنی اسی نان مکروہ پر راضی ہو جاؤ۔ کلبہ: دوکان، چھوٹا گھر۔ وا گرفت: ایک نسخے میں ہے "برگرفت" روک لینا، یعنی یہاں گاہک کم آتے ہیں، لہٰذا ہمارے ہی ذریعہ اس کا بھلا ہو جائے۔ جوانمرد: سخی۔ کرم: سخاوت، بخشش۔ پیشۂ شاہ مرداں علی است: سخاوت شاہ مرداں حضرت علی کا شیوہ ہے (اخیر کے تینوں شعر بطریق وعظ و نصیحت مقولہ شیخ ہیں)۔ براہ حجاز: یعنی سفر حج میں۔ خطوہ: قدم۔ خار مغیلاں: ببول کے کانٹے نکالنے کی اسے فرصت نہیں۔ وسواس: وسوسہ، خیالات۔ خاطر پریشاں: طبیعت کو پریشان کرنے والے۔ کار خویش: یعنی اپنی ریاضت اور مجاہدہ، طرز عبادت۔ تلبیس: فریب دینا، بہکانا۔ در چاہ رفت: یعنی مغرور ہو گیا اور باقی نسخوں میں "در جاہ رفت" ہے، کہ نتواں......الخ: کہ اس سے بہتر راستہ کوئی شخص نہیں چل سکتا۔

گرش رحمتِ حق نہ دریافتے | غرورش سر از جادہ برتافتے
یکے ہاتف از غیب آواز داد | کہ اے نیکبختِ مبارک نہاد
مپندار گر طاعتے کردۂ | کہ نزلے بدیں حضرت آوردۂ
باحسانے آسودہ کردن دلے | بہ از الف رکعت بہر منزلے

حکایت

بسرہنگِ سلطان چنیں گفت زن | کہ خیز اے مبارک درِ رزق زن
برو تا ز خوانت نصیبے دہند | کہ فرزندگانت بسختی درند
بگفتا بود مطبخ امروز سرد | کہ سلطاں بشب نیتِ روزہ کرد
زن از نا امیدی سر انداخت پیش | ہمیگفت با خود دلِ فاقہ ریش
کہ سلطاں ازیں روزہ گوئی چہ خاست | کہ افطارِ او عیدِ طفلانِ ماست
خورندہ کہ خیرش برآید ز دست | بہ از صائم الدہرِ دنیا پرست
مسلّم کسے را بود روزہ داشت | کہ درماندۂ را دہد نانِ چاشت
وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری | ز خود باز گیری وہم خود خوری
خیالاتِ نادانِ خلوت نشیں | بہم برکند عاقبت کفر و دیں
صفائیست در آب و آئینہ نیز | ولیکن صفا را بباید تمیز

حکایتِ کریم تنگدست با سائل

یکے را کرم بود و قوّت نبود | کفافش بقدرِ مروّت نبود
کہ سفلہ خداوندِ ہستی مباد | جواں مرد را تنگدستی مباد

نہ دریافتے: اگر دست گیری نہ کرتی، نہ بچا لیتی۔ جادہ: راہ راست، یعنی ایک بار۔ ہاتف: عالم غیب کا فرشتہ۔ نُزُل: سامان ضیافت جو مہمان کے سامنے رکھیں، تحفہ۔ حضرت: بارگاہ۔ اَلف رکعت: ہزار رکعت۔ سرہنگ: سردار، سالار لشکر۔ گفت زن: یعنی اس کی بیوی نے کہا۔ اے مبارک: اے بابرکت، ممکن ہے اس کا نام ہو۔ درزدن: دروازہ کھٹکھٹانا، یہاں بادشاہ کے یہاں جانا مراد ہے۔ خوان: شاہی طباق، دستر خوان۔ نصیب: حصہ، بود مطبخ......الخ: آج شاہی باورچی خانہ ٹھنڈا ہوگا۔ سرانداخت پیش: سر جھکا لیا۔ فاقہ: مفلسی، بھوک ریش: زخمی۔ گوئی چہ خاست: اور اکثر نسخوں میں ہے "گوئی چہ خواست": تم بتاؤ سلطان کو کیا حاصل؟۔ افطار: روزہ نہ رکھنا۔ خورندہ: کھانے والا (روزہ نہ رکھنے والا)۔ خیرش: خیر بمعنی بھلائی اور "ش" دست کا مضاف الیہ ہے۔ صائم الدہر: ہمیشہ روزہ رکھنے والا۔ مسلّم: قابل تسلیم لائق ومناسب۔ درماندہ: لاچار مجبور، زخود......الخ: خود ہی سے (دوپہر کا کھانا موقوف رکھے اور شام کو) خود ہی کھالے۔ خیالات......الخ: خلوت نشین نادان کے خیالات کفر ودین اسلام کا انجام برابر کردیں گے۔ صفائی ست......الخ: پانی اور آئینہ دونوں میں صفائی ہے لیکن صفائی میں تمیز کرنا چاہیئے کہ کون افضل وبہتر ہے۔ کرم بود: یعنی خوئے کرم تھی۔ قوت: یعنی مال داری۔ کفاف: روزینہ، آمدنی۔ بقدر مروت: سخاوت وجوانمردی بھر۔ سفلہ: کمینہ، بخیل۔ خداوند ہستی: مال ودولت کا مالک، مال دار۔ جواں مرد: سخی۔ کہ سفلہ......الخ: خدا کرے کہ کوئی بخیل مال دار نہ ہو، نہ کسی سخی کے لیے تنگ دستی اور محتاجی ہو۔

کسے را کہ ہمّت بلند اوفتد ۔۔۔ مرادش کم اندر کمند اوفتد
چو سیلاب ریزاں کہ بر کوہسار ۔۔۔ نگیرد ہمی بر بلندی قرار
نہ درخوردِ سرمایہ کردے کرم ۔۔۔ تنک مایہ بودے ازیں لاجرم
برش تنگدستے دو حرفی نبشت ۔۔۔ کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
یکے دست گیرم بچندے درم ۔۔۔ کہ چندیست تا من بزنداں درم
بچشم اندرش قدر چیزے نبود ۔۔۔ ولیکن بدستش پشیزے نبود
بخصمان بندی فرستاد مرد ۔۔۔ کہ اے نیکنامانِ آزاد مرد
بدارید چنداں کف از دامنش ۔۔۔ وگر میگریزد ضماں بر منش
وزانجا بزنداں در آمد کہ خیز ۔۔۔ وزیں شہر تا پائے داری گریز
چو گنجشک در باز دید از قفس ۔۔۔ قرارش نبود اندرو یک نفس
چو بادِ صبا زاں زمیں سیر کرد ۔۔۔ نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
گرفتند حالے جواں مرد را ۔۔۔ کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
چو بیچارگاں راہِ زنداں گرفت ۔۔۔ کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
شنیدم کہ در حبس چندے بماند ۔۔۔ نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند
زمانہا نیاسود و شبہا نخفت ۔۔۔ برو پارسائے گذر کرد و گفت
نہ پندارمت مالِ مردم خوری ۔۔۔ چہ پیش آمدت تا بزنداں دری
بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس ۔۔۔ نخوردم بحیلت گری مالِ کس
یکے ناتواں دیدم از بند ریش ۔۔۔ خلاصش ندیدم بجز بندِ خویش
ندیدم بنزدیکِ دانش پسند ۔۔۔ من آسودہ و دیگرے پائے بند

کسے را......الخ: جس کے حوصلے بلند ہوتے ہیں تو کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی مراد پوری ہو۔ چو سیلاب......الخ: جس طرح سیلاب کا پانی کبھی بھی بلندی پر نہیں ٹھہر سکتا، یوں ہی بلند ہمت کے یہاں دولت قرار نہیں پا سکتی۔ درخورد: لائق، مناسب۔ سرمایہ: دولت۔ تنک: (بضمتین) کم اندک۔ تنک مایہ: تنگ دست، کم ثروت، مفلس۔ لاجرم: لامحالہ، ناچار دو حرفی: مختصر خط، رقعہ۔ خوب فرجام: نیک انجام۔ فرخ سرشت: مبارک طبع۔ یکے: ایک بار۔ دست گیرم: یعنی دستم گیر، میری مدد کیجئے۔ بہ زنداں درم: میں قید خانہ میں پڑا ہوں بچشم اندرش......الخ: "اندر" زائد ہے، یعنی اس کی بلند ہمتی کے سبب اس کی نگاہ میں (مطلوب) چیز کی کچھ قدر و قیمت نہ تھی، لیکن (بروقت) اس کے ہاتھ میں ایک پیسہ نہ تھا۔ بخصمان بندی: یعنی قرض خواہوں کے پاس۔ چندے: کچھ دنوں کے لیے۔ کف: ہاتھ۔ ضمان: تاوان، ذمہ داری۔ تا پائے داری: جہاں تک بھاگ سکتے ہو۔ گنجشک: ممولا، گوریا۔ قفس: پنجرہ۔ باد: ہوا۔ صبا: پروائی ہوا۔ حالے: فوراً۔ جوانمرد: سخی، بلند ہمت، وہی ضامن مراد ہے۔ مرغ از قفس رفتہ......الخ: پنجرے سے بھاگا پرندہ پکڑا نہیں جا سکتا۔ حبس: قید۔ چندے: کچھ دنوں تک۔ زمانہا: بہت دنوں تک۔ پارسائے: ایک نیک آدمی۔ گذر کرد: گزرا۔ نہ پندارمت: میں تیرے بارے میں یہ نہیں سمجھتا کہ تو نے کسی کا مال کھایا ہو۔ دری: در ہستی: "در" زائد ہے۔ ہاں: کلمۂ تنبیہ بمعنی آگاہ باش، یا حرف ایجاب ہے آرے اور بلے کا مرادف۔ حیلت گری: مکر و فریب، چال بازی، چالاکی۔ بند: قید۔ خلاص: رہائی، چھٹکارا۔ دانش: عقل۔ من آسودہ......الخ: کہ میں آرام و چین سے رہوں اور دوسرا قید میں ہو۔

بمُرد آخر و نیکنامی ببرد — زِہے زندگانی کہ نامش نمرد
تنِ زندہ دل خفتہ در زیرِ گِل — بہ از عالمے زندۂ مردہ دل
دلِ زندہ ہرگز نگردد ہلاک — تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک

حکایت در معنیٰ احسان با خلقِ خدا

یکے در بیاباں سگِ تشنہ یافت — بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش — چو حبل اندراں بستہ دستارِ خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد — سگِ ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حالِ مرد — کہ داور گناہانِ اُو عفو کرد
الا گر جفا کاری اندیشہ کن — کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد — کجا گم کند خیر با نیک مرد
کرم کن بران کت برآید ز دست — جہاں باں درِ خیر بر کس نہ بست
گرت در بیاباں نباشد چَہے — چراغے بنہ در زیارت گہے
بقنطار زر بخش کردن ز گنج — نہ چنداں کہ دینارے از دست رنج
بَرد ہر کسے بار در خوردِ زور — گرانست پائے ملخ پیشِ مور
تو با خلق نیکی کن اے نیکبخت — کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت
گر از پا در آید نماند اسیر — کہ افتادگاں را بوَد دستگیر
بآزار فرماں مدہ بر رہی — کہ باشد کہ افتد بفرماں دہی
چو تمکین و جاہت بوَد بر دوام — مکن زور بر مردِ درویش عام

آخر: یعنی آخر کار، انجام کار۔ زہے: کلمہ تحسین وآفرین، کیا خوب ا ہے۔ بہ از عالمے......الخ: مردہ دل زندوں سے بہت بہتر ہے۔ دل زندہ: بلند ہمت دل، سخی دل۔ چہ باک: کیا خوف؟ یعنی وہ کبھی نہیں مرتا۔ خلق خدا: خدا کی مخلوق۔ سگ تشنہ: پیاسا کتا۔ بروں از رمق......الخ: اس کی زندگی میں تھوڑی جان کے سوا کچھ نہ پایا۔ کلہ: کلاہ کا مخفف، ٹوپی۔ دلو کرد: یعنی ٹوپی کو ڈول بنایا۔ پسندیدہ کیش: پسندیدہ اخلاق وطبیعت۔ حبل: رسی، بست وکشاد کی صنعتِ تضاد لطف سے خالی نہیں۔ بازو کشادن: آمادہ ہونا، تیار ہونا۔ میان بستن: مستعد ہونا۔ دمے آب داد: تھوڑا پانی دیا۔ داور: خدا۔ الا: آگاہ ہو۔ پیشہ گیر: یعنی اپنی عادت، اپنا شعار بنالو۔ کسے......الخ: یعنی جب کتے کے ساتھ بھلائی برباد نہ گئی تو انسان کے ساتھ کی گئی بھلائی کیسے ضائع ہوجائے گی۔ جہانباں: یعنی خدائے تعالیٰ۔ چَہے: چاہے کا مخفف، کوئی کنواں، چراغ بنہ......الخ: یعنی اگر پیاسوں کے لیے کنواں کھدوانے کا مقدور نہیں تو کسی زیارت گاہ پر یا سرِ راہ چراغ ہی جلادو۔ (بہرصورت امور خیر کے عادی بنو)۔ قنطار زر: اشرفیوں کا توڑا، مال کی بہت بڑی مقدار۔ از دست رنج: یعنی تنگ دست کا تھوڑا دینا مال دار کے بڑے صدقہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ درخورِ زور: طاقت کے لائق، قوت بھر۔ ملخ: ٹڈی۔ مور: چیونٹی۔ فردا: یعنی قیامت کے دن۔ نماند اسیر: یعنی ہمیشہ قیدی نہ رہے گا، بلکہ خدا اس کو سہارا دے گا کہ جو شخص مجبوروں کا مددگار ہوا کرتا ہے (مادام العبد فی عون اخیہ سے ماخوذ ہے)۔ آزار: تکلیف۔ فرمان: حکم۔ رہی: بکسر تین یا بفتح اول، غلام، راستے میں پڑا ہوا بچہ جسے اٹھالیا جائے۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ فرمان دہی: حکمرانی، کہ افتد......الخ: یعنی ہوسکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے اور تم محکوم۔ تمکین: قدر ومنزلت۔ جاہ: عزت ومرتبہ۔ دوام: ہمیشہ، یعنی اگر چہ تیری قدر ومنزلت ہمیشہ رہے پھر بھی کسی کو نہ ستاؤ۔

کہ افتد: کیونکہ ہوسکتا ہے، ممکن ہے۔ بیذق: بروزن احمق، شطرنج کا ایک مہرہ، پیادہ۔ فرزین: ایک مہرے کا نام جو شطرنج کا وزیر ہے، جب پیادہ وزیر

کہ افتد کہ با جاہ و تمکیں شود | چو بیذق کہ ناگاہ فرزیں شود
نصیحت شنو مردم نیک بیں | نپاشند در ہیچ دل تخم کیں
خداوندِ خرمن زیاں میکند | کہ بر خوشہ چیں سرگراں میکند
نترسد کہ نعمت بمسکیں دہد | وزاں بارِ غم بر دلِ ایں نہد
بسا زورمندا کہ افتاد سخت | بس افتادہ را یاوری کرد بخت
دلِ زیردستاں نباید شکست | مبادا کہ روزے شوی زیردست

حکایت

بنالید درویشے از ضعفِ حال | بَرِ تندروئے خداوندِ مال
نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ | برو زد بسر باری از طیرہ بانگ
دلِ سائل از جورِ او خوں گرفت | سر از غم برآورد و گفت اے شگفت
توانگر ترش روی بارے چراست | مگر می نترسد ز تلخیِ خواست
بفرمود کوتہ نظر تا غلام، | براندش بزاری و زجرِ تمام
بنا کردنِ شکرِ پروردگار | شنیدم کہ برگشت ازو روزگار
بزرگیش سر در تباہی نہاد | عُطارد قلم در سیاہی نہاد
شقاوت برہنہ نشاندش چو سیر | نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر
فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک | مُشعبد صفت کیسہ و دست پاک
سراپائے حالش دگرگونہ گشت | بگورش پس از مدتے برگذشت
غلامش بدستِ کریمے فتاد | توانگر دل و دست و روشن نہاد
بدیدارِ مسکین آشفتہ حال | چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال

کو مار لیتا ہے یا اس کے گھر میں داخل ہوجاتا ہے تو اس وقت پیادہ فرزین بن جاتا ہے، یعنی فرزین کی چال چلتا ہے۔ نصیحت شنو: اس میں دو احتمال ہے (۱) نصیحت مفعول ہو، یعنی اے مخاطب تم نصیحت سنو (۲) یہ اسم فاعل مرکب ہو اور صفت مقدم ہو یعنی نصیحت سننے والا مرد نیک ہیں، یہ مبتدا ہو اور مصرع دوم خبر ہو۔ نپاشد: اور اکثر نسخوں میں ہے ''نپاشند در ہیچ دل تخم کیں'' یعنی بھلے لوگ کسی دل میں کینے کی تخم پاشی نہیں کرتے۔ خداوند خرمن: یعنی کھلیان کا مالک۔ خوشہ چیں: یعنی کھیت کاٹنے والا مزدور۔ سرگراں کردن: غصہ ہونا۔ دہد: یعنی اللہ تعالیٰ مسکین خوشہ چین کو امیر کردے۔ بسا زورمندا: آخر میں الف تعظیم ہے، یعنی بہت سے بڑے بڑے طاقت ور ہیں کہ۔ یاوری: مدد۔ بخت: مقدر، نصیبہ، قسمت۔ شود: یعنی وہ کمزوروں کا دل توڑنے والا خود ہی کمزور ہوجائے۔ از ضعف مال: یعنی تنگ دستی کے سبب۔ بر: پاس، سامنے۔ تندروئے: بد مزاج۔ سیہ دل: بے رحم، ظالم۔ دانگ: درم کا چھٹا حصہ۔ سرباری: یعنی غرور، گھمنڈ۔ طیرہ: غضب، غصہ۔ بانگ زد: یعنی بہت زور سے جھڑک دیا۔ خوں گرفت: خون ہوگیا۔ شگفت: تعجب۔ بارے: بطور تکیہ کلام، جیسے اردو میں ''بھلا'' بولتے ہیں۔ ترش رو: سخت ناراض، بھلا یہ مال دار اتنا ناراض کیوں ہورہا ہے۔ مگر: شاید۔ تلخی خواست: مانگنے کی تلخی۔ کوتہ: کوتاہ کا مخفف۔ کوتہ نظر: کم نظر، غافل، بے خبر، ناعاقبت اندیش۔ زاری: خواری، ذلت۔ زجر تمام: پوری جھڑکی، زوردار ڈانٹ ڈپٹ۔ عطارد: فلک دوم کا ایک مشہور ستارہ (بدھ) اسے دبیر فلک کہتے ہیں، لوگوں کی عزت و جاہ اور اقبال و ادبار کا نظام (باعتبار نجوم) اس کے سپرد ہے۔ برج سنبلہ میں شرف اور قوس میں وبال رکھتا ہے۔ قلم در سیاہی نہاد: یعنی عطارد نے اس کو سیاہ بخت بنادیا، اس کی بدنصیبی کی تحریر لکھ دی۔ شقاوت: بدبختی۔ سیر: لہسن۔ قضا: قسمت، تقدیر۔ مشعبد صفت: شعبدہ باز کی طرح، بازی گر کی طرح۔ سراپائے: سر سے پیر تک۔ بگورش پس از: یہ اہل فارس کا محاورہ ہے، یعنی تباہ ہوگیا، اور اکثر نسخوں میں یوں ہے ''بریں ماجرا مدتے برگذشت'' اسی حال پر ایک مدت گزری۔ ...

شبانگہ: شباں گاہ کا مخفف، رات کے وقت۔ لقمہ جست: ایک مجہول الحال سائل نے کچھ سوال کیا۔ زحمتی کشیدن: قلب اضافت کے ساتھ، کیے کی صفت ہے۔ صاحب نظر: یعنی رحم دل آقا۔ بندہ: غلام، وہی نیا خریدا ہوا۔ خواں: کھانے کی طباق۔ بہرہ: حصہ۔ بے خویشتن: بے خود ہوکر، بے تابانہ۔ بر: پاس، سامنے، نزدیک۔ عیاں: ظاہر۔ دیباچہ: چہرہ، رخسار۔ کہ: بمعنی کدام، کس۔ روی: چہرہ۔ اندروں: دل۔ شوریدن: پریشان ہونا بے قرار ہونا۔ شوریدہ بخت: پریشان مقدر۔ اندر قدیم: زمانۂ گذشتہ میں۔ خداوند: مالک، صاحب، جملہ دے ضمیر سے حال ہے۔ اسباب: سامان۔ سیم: چاندی۔ عزوناز: عزت و ناز۔ خواہش: سوال۔ گردش دور: زمانے کی گردش۔ تنگ روزی: یعنی بد نصیب۔ بازار گاں: سوداگر، تاجر۔ یعنی کیا یہ وہی بدنصیب تاجر نہیں جو تکبر کی وجہ سے اپنا سر آسمان پر رکھتا تھا۔ من آنم: یعنی مجھے بھی پہچان لو، میں وہی فقیر ہوں جسے اس نے ایک دن اپنے دروازے سے دھتکارا تھا، آج زمانے کی گردش نے اسے میرے حال پر کردیا۔ فروشست: میرے چہرے سے غم کی گرد دھوڈالی۔ یعنی میری تنگ دستی دور کردیا اور مجھے خوش حال کردیا۔ ار: اگر۔ حکمت: راست کاری، مصلحت۔ بے نوا: بے سروسامان،

شبانگہ یکے بر درش لقمہ جست ... ز سختی کشیدن قدمہاش سست
بفرمود صاحب نظر بندہ را ... کہ خشنود کن مردِ درماندہ را
چو نزدیک بردش ز خواں بہرۂ ... بر آورد بیخویشتن نعرۂ
چو نزدیک آمد بر خواجہ باز ... عیاں کرد اشکش بدیباچہ راز
بپرسید سالارِ فرخندہ خوی ... کہ اشکت ز جورِ کہ آمد بروی
بگفت اندرونم بشورید سخت ... بر احوالِ ایں پیرِ شوریدہ بخت
کہ مملوکِ وے بودم اندر قدیم ... خداوندِ املاک و اسباب و سیم
چو کوتاہ شد دستش از عزّ و ناز ... کند دستِ خواہش بدرہا دراز
بخندید و گفت اے پسر جور نیست ... ستم بر کس از گردشِ دور نیست
نہ آں تنگ روزیست بازارگاں ... کہ بردے سر از کبر بر آسماں
من آنم کہ آں روزم از در براند ... بروز منش دورِ گیتی نشاند
نگہ کرد باز آسماں سوئے من ... فروشست گردِ غم از روئے من
خدای ار بحکمت ببندد درے ... کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا مفلسِ بے نوا سیر شد ... بسا کارِ منعم زبر زیر شد

حکایت

یکے سیرتِ نیکمرداں شنو ... اگر نیکمردی و پاکیزہ رو
کہ شبلی ز حانوتِ گندم فروش ... بدہ بُرد انبانِ گندم بدوش
نگہ کرد مورے در آں غلہ دید ... کہ سرگشتہ از ہر طرف میدوید
ز رحمت برو شب نیارست خفت ... بماوائے خود بازش آورد و گفت

کنگال۔ سیر شد: آسودہ ہوگیا، خوش حال ہوگیا۔ منعم: مال دار۔ زبر زیر: زیر وزبر، درہم برہم، الٹ پلٹ۔ شد: ہوگیا۔ شبلی: (۲۴۷ھ۔ ۳۳۴ھ) شیخ جعفر ابوبکر شبلی، حضرت جنید بغدادی کے مرید وخلیفہ ہیں، مشہور صاحب سلسلہ، بزرگ ولی ہیں، ولادت ۲۴۷ھ میں اور وصال ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ میں ہوا۔ حانوت: دوکان۔ دہ: دیہات، گاؤں۔ انبان: چرمی تھیلا، چمڑے کی بوری۔ دوش: کندھا، کاندھا۔ نگہ کرد: یعنی حضرت شبلی نے دیکھا۔ مور: چیونٹی۔ سرگشتہ: پریشان۔ کہ سرگشتہ.....الخ: جو پریشان ہوکر چاروں طرف دوڑ رہی تھی۔ رحمت: رحم۔ نیارست: بمعنی نتوانست۔ نیارست خفت: رات بھر نہ سو سکے۔ ماوی: ٹھکانہ، مسکن۔ بازش آورد: یعنی اس چیونٹی کو اس کے اپنے ٹھکانے پر واپس لائے۔ مروّت: جواں مردی۔ موری ریش: یعنی پریشان چیونٹی۔

مروّت نباشد کہ ایں مورِ ریش ‖ پراگندہ گردانم از جائے خویش

درونِ پراگندگاں جمع دار ‖ کہ جمعیتت باشد از روزگار

چہ خوش گفت فردوسئ پاکزاد ‖ کہ رحمت براں تربتِ پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است ‖ کہ جاں دارد و جانِ شیریں خوش است

سیاہ اندروں باشد و سنگدل ‖ کہ خواہد کہ مورے شود تنگدل

مزن برسرِ ناتواں دستِ زور ‖ کہ روزے بپایش درافتی چو مور

نہ بخشید برحالِ پروانہ شمع ‖ نگہ کن کہ چوں سوخت درپیشِ جمع

گرفتم ز تو ناتواں تر بسے است ‖ توانا تر از تو ہم آخر کسے است

گفتار اندر جوانمردی و ثمرۂ آں

ببخش اے پسر کآدمی زادہ صید ‖ باحساں تواں کرد و وحشی بقید

عدو را بالطاف گردن بہ بند ‖ کہ نتواں بریدن بہ تیغ ایں کمند

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود ‖ نیاید دگر خبث ازو در وجود

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک ‖ نروید ز تخمِ بدی بارِ نیک

چو با دوست دشوار گیری و تنگ ‖ نخواہد کہ بیند ترا نقش و رنگ

وگر خواجہ با دشمناں نیکخوست ‖ بسے برنیاید کہ گردند دوست

حکایت در معنیٰ صید کردن دلہا باحسان

برہ در یکے پیشم آمد جواں ‖ بتگ درپیش گوسفندے دواں

پراگندہ گردانم: میں پریشان بنادوں، کردوں۔ درون: دل۔ جمع دار: مطمئن رکھو، بناؤ۔ فردوسی: ایران کا مشہور شاعر جس نے ایران کی منظوم قومی تاریخ "شاہ نامہ" لکھا (۳۳۰ھ/۹۵۰ء م ۴۱۱ھ)۔ تربت: قبر۔ باد: ہمیشہ رہے۔ میازار: فردوسی کا مقولہ ہے، مت ستاؤ۔ مورے: یائے تنکیر برائے تحقیر، کسی چھوٹی چیونٹی کو بھی مت ستاؤ۔ دانہ کش: دانہ کھینچنے والی، یعنی ضعیف۔ سیاہ اندروں: سیاہ باطن، بے رحم، ظالم۔ کہ روزے بپایش ...... الخ: کہ ہوسکتا ہے کسی دن چیونٹی کی طرح اس کمزور کے پاؤں تلے تو آجائے۔ درپیش جمع: یعنی مجمع کے سامنے شمع کا جل کے ختم ہوجانا پروانے کو جلانے کی سزا ہے۔ گرفتم: میں نے مان لیا۔ کسے است: یعنی خدائے تعالیٰ سب سے توانا ہے۔ کادمی زادہ: کہ آدمی زادہ، کیونکہ آدمی کو۔ صید: شکار۔ وحشی: یعنی جانور یعنی احسان کرکے آدمی کو اپنا گرویدہ اور جانور کو اپنا پابند بنایا جاسکتا ہے۔ عدو: دشمن۔ الطاف: احسانات، مہربانیاں بہ بند: بستن سے فعل امر ہے، کہ ...... الخ: کیونکہ مہربانیاں ایسا پھندا ہیں جسے کسی تلوار سے کاٹا نہیں جاسکتا۔ جود: سخاوت۔ خبث: بدباطنی۔ خباثت: برائی۔ بار نیک: اچھا پھل۔ دشوار گیری: سخت گیری۔ نخواہد کہ ...... الخ: وہ تیرا نقش و رنگ دیکھنا نہ چاہے گا، یعنی تیرا خیر خواہ نہ رہے گا، بلکہ تیرے زوال نعمت کی خواہش کرے گا۔ نیک خو: خوش اخلاق، بہی خواہ، اچھا برتاؤ کرنے والا۔ بسے برنیاید ...... الخ: ان دشمنوں کے دوست بن جانے میں زیادہ عرصہ صرف نہ ہوگا۔ برہ در: راستے میں یہاں "در" زائد ہے۔ تگ: دوڑ بھاگ۔ درپیش: اس کے پیچھے، بتگ درپیش ...... الخ: اس کے پیچھے پیچھے ایک بکری دوڑتی بھاگتی چلی آرہی تھی۔

بدو گفتم ایں ریسمانست و بند　　که می آرد اندر پئیت گوسپند
سبک طوق و زنجیر ازو باز کرد　　چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
بر نا ہمچناں در پیش مید وید　　که جو خوردہ بود از کف مرد و خوید
چو باز آمد از عیش و بازی بجای　　مرا دید و گفت اے خداوند رای
نہ ایں ریسماں میبرد با منش　　کہ احساں کمندیست در گردنش
بلطفے کہ دیدست پیل دماں　　نیارد ہمی حملہ بر پیلباں
بداں را نوازش کن اے نیکمرد　　کہ سگ پاس دارد چو نانِ تو خورد
بر آں مرد کندست دندانِ یوز　　کہ مالد زباں بر پنیرش دو روز

حکایت درویش با روباہ

یکے روبہے دید بیدست و پای　　فروماند در صنع و لطفِ خدای
کہ چوں زندگانی بسر میبرد　　بدیں دست و پا از کجا می خورد
دریں بود درویش شوریدہ رنگ　　کہ شیرے در آمد شغالے بچنگ
شغالِ نگوں بخت را شیر خورد　　بماند آنچہ روباہ ازو سیر خورد
دگر روز باز اتفاقے فتاد　　کہ روزی رساں قوتِ روزش بداد
یقیں مرد را دیدہ بینندہ کرد　　شد و تکیہ بر آفرینندہ کرد
کزیں پس بکنجے نشینم چو مور　　کہ روزی نخوردند پیلاں بزور
زنخداں فرو برد چندے بجیب　　کہ بخشندہ روزی فرستد زغیب
نہ بیگانہ تیمار خوردش نہ دوست　　چو چنگش رگ و استخواں ماند و پوست

بدو: بمعنی باو، اس سے۔ ریسماں: رسی۔ بند: پھندا۔ کہ: یعنی میں نے اس سے کہا کہ یہ رسی اور پھندا ہی ہے جو اس بکری کو تیرے پیچھے پیچھے لا رہا ہے۔ سبک: فوراً، جلد تر۔ یہ لفظ بلہجۂ عام بضمتین اور بلہجۂ اہل ایران بفتح اول وضم ثانی۔ طوق: پٹہ۔ باز کرد: کھول دیا۔ پوئیدن: دوڑنا۔ آغاز کرد: شارح ہانسوی نے کہا کہ اس کا فاعل "جوان" ہے، یعنی وہ جوان ادھر ادھر دوڑنے لگا، مگر بہار بوستاں میں ہے کہ یہ گمان سہو ہے، یعنی فاعل بکری ہے۔ برہ: بکری کا بچہ۔ در پیش: یعنی اس جوان کے پیچھے پیچھے۔ خوید: بروزن بعید و بروزن عید دونوں آیا ہے۔ چارہ: ہرے جو کا چارہ، یہاں نسخے بھی متعدد ہیں۔ چو باز آمد: یعنی جوان۔ خداوند رائے: عقل مند۔ لطف: مہربانی۔ پیل دماں: مست ہاتھی۔ پیلباں: مہاوت۔ پاس: نگہ بانی، لحاظ، خیال۔ یوز: چیتا، کہ مالد......الخ: جس کے پنیر کو وہ دو تین روز چاٹ چکا ہوتا ہے، اس پر حملہ نہیں کرتا، (چیتے کو پنیر چٹا کر مانوس بنالیا جاتا ہے)۔ اس حکایت کی غرض یہ ہے کہ جب حیوانات احسان کی وجہ سے گرویدہ ہو جاتے ہیں تو انسان بدرجۂ اولیٰ گرویدہ ہوگا۔ روبہ: روباہ کا مخفف، لومڑی۔ فروماند: متحیر رہ گیا، در صنع و......الخ: خدا کی عنایت و مہربانی دیکھ کر کہ بے دست و پا لومڑی کیسے زندگی گزارتی ہے۔ بدیں دست و پا: یعنی ان ناکارہ ہاتھ پاؤں سے۔ دریں بود: یعنی دریں اندیشہ بود، اسی سوچ میں تھا۔ شوریدہ رنگ: دیوانہ کے مانند، دیوانے کی طرح۔ شغال: گیدڑ، سیال۔ چنگ: چنگل، پنجہ۔ نگوں بخت: بدنصیب۔ سیر: آسودہ۔ قوت: خوراک۔ دیدہ بینندہ کرد: آنکھ کو بینا بنا دیا، یعنی اس پر واضح کر دیا۔ شد: بمعنی رفت۔ تکیہ: اعتماد، بھروسہ، توکل۔ کزیں پس......الخ: اس نے سوچا کہ اس کے بعد چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ رہوں گا۔ بہ زور: طاقت کے بل پر۔ زنخداں: ٹھوڑی۔ چندے: تھوڑے دنوں۔ جیب: گریبان، یعنی وہ مراقبہ میں گردن جھکا کر بیٹھ گیا۔ بیگانہ: اجنبی۔ تیمار: غم خواری۔ چنگ: ستار جس میں صرف تانت (رگیں) ہڈیاں اور کھال ہوتی ہیں۔ ترجمہ: چنگ کی طرح اس کے بدن پر صرف رگیں، ہڈیاں اور کھال رہ گئیں۔

چو صبرش نماند از ضعیفی و ہوش / ز دیوارِ محرابش آمد بگوش
برو شیر درندہ باش اے دغل / مینداز خود را چو روباہِ شل
چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر / چو روبہ چہ باشی بوا ماندہ سیر
چو شیراں کرا گردنِ فربہ است / گر افتد چو روبہ سگ از وے بہ است
بچنگ آر و با دیگراں نوش کن / نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن
بخور تا توانی ببازوئے خویش / کہ سعیت بود در ترازوئے خویش
چو مرداں ببر رنج و راحت رساں / مخنث خورد دست رنجِ کساں
برو دست گیر اے نصیحت پذیر / نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر
خدا را براں بندہ بخشایش است / کہ خلق از وجودش در آسایش است
کرم ورزد آں سر کہ مغزے در وست / کہ دوں ہمتانند بے مغز پوست
کسے نیک بیند بہر دو سرائے / کہ نیکی رساند بخلقِ خدائے

حکایت عابدِ بخیل

شنیدم کہ مردیست پاکیزہ بوم / شناسا و رہرو در اقصائے روم
من و چند سالوکِ صحرا نورد / برفتیم قاصد بدیدارِ مرد
سر و چشم ہر یک ببوسید و دست / بتمکین و عزت نشاند و نشست
زرش دیدم و زرع و شاگرد و رخت / ولے بے مروت چو بے بر درخت
بخلق و لطف گرم رو مرد بود / ولے دیگدانش قوی سرد بود
ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع / ز تسبیح و تہلیل و مارا ز جوع

چو صبرش......الخ: کمزوری کے باعث جب اس کا صبر اور ہوش رخصت ہوگیا۔ محراب: یعنی محرابِ مسجد سے ایک آواز کان میں آئی۔ دغل: دغاباز، مکار، حیلہ گر۔ شل: اپاہج، لنجا۔ ماند چو شیر: شیر کی طرح کچھ بچ رہے۔ سعی: کوشش۔ واماندہ: باقی ماندہ، پس خوردہ۔ کرا: کہ را چو شیراں......الخ: یعنی طاقت والے شیروں کی طرح کما کر کھائیں۔ بہ است: بہتر ہے۔ بچنگ آوردن: حاصل کرنا، کمانا۔ بادیگراں: یعنی متعلقین کے ساتھ۔ فضلہ: بچا کھچا، پس خوردہ۔ گوش کن: امید لگا۔ کہ سعیت......الخ: کہ تیری کوشش تیرے ہی حق میں نفع بخش ہوگی۔ مخنث......الخ: کیونکہ ہیجڑا دوسروں کی کمائی کھایا کرتا ہے۔ ببر رنج: تکلیف اٹھاؤ، محنت کرو۔ برو دست گیر......الخ: جاؤ دستگیری کرو اے نصیحت قبول کرنے والے، نہ کہ اپنے کو گرا دو اور کہو کہ میری دست گیری کرو۔ بخشائش: مہربانی۔ آسائش: آرام ۔اللّٰہ فی عبدہ مادام العبد فی عون اخیہ۔ مغز: گودا، بھیجا۔ دون ہمت: پست ہمت۔ بے مغز: بدعقل، بے عقل۔ دوسرای: دنیا و آخرت۔ خلق: مخلوق۔ بوم: سرشت، طینت۔ رہرو: یعنی سالک، راہِ طریقت کا راہی۔ اقصا: انتہا۔ سالوک: بہت چلنے والا، سیاح۔ صحرا نورد: بیاباں طے کرنے والا۔ قاصد: حال ہے، قصد کرکے۔

تمکین: مرتبہ۔ یعنی عزت و وقار کے ساتھ بٹھایا اور خود بھی بیٹھا۔ رز: انگور کا باغ۔ زرع: کھیتی باڑی۔ شاگرد: یعنی نوکر چاکر۔ رخت: سرو سامان، مال و اسباب۔ بے بر: بے پھل۔ خلق: اخلاق۔ لطف: بالفتحتین۔ نیکی، بھلائی۔ گرم رو: تیز رفتار۔ دیگ دان: چولہا۔ قوی سرد بود: بالکل ٹھنڈا تھا، یعنی وہ مہمان نواز نہ تھا۔ ترجمہ: اگرچہ وہ اخلاق اور زبانی لطف و کرم میں بہت تیز تھا، مگر اس کا چولہا بالکل سرد پڑا تھا۔ ہجوع: نیند، آرام۔ جوع: بھوک۔ ترجمہ۔ پوری رات تسبیح و تہلیل کی وجہ سے اس کو قرار و سکون اور نیند نہ آئی اور ہم بھوک کی وجہ سے نہ سو سکے (کیونکہ اس نے ہمارے ساتھ صرف چرب زبانی کیا، کچھ کھانا نہ کھلایا)۔

سحر گہ میاں بست و در باز کرد ‏— ہماں لطفِ دوشینہ آغاز کرد

یکے بذلہ شیرینِ خوش طبع بود ‏— کہ با ما مسافر دراں رَبع بود

مرا بوسہ گفتا بہ تصحیف دہ ‏— کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ

بخدمت منہ دست بر کفشِ من ‏— مراناں دہ و کفش بر سر بزن

بایثار مرداں سبق بردہ اند ‏— نہ شب زندہ داراں دل مردہ اند

ہمی دیدم از پاسبانِ تتار ‏— دلِ مردہ و چشم شب زندہ دار

کرامت جوانمردی و ناں دہیست ‏— مَقالاتِ بیہودہ طبلِ تہیست

قیامت کسے باشد اندر بہشت ‏— کہ معنیٰ طلب کرد و دعویٰ بہشت

بمعنیٰ تواں کرد دعویٰ درست ‏— دمِ بیقدم تکیہ گاہیست سست

حکایت حاتمِ طائیؓ و صفتِ جوانمردیِ وے

شنیدم در ایّامِ حاتم کہ بود ‏— بخیل اندرش بادپائے چو دود

صبا سرعتے رعد بانگ ادہمے ‏— کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے

بتگ ژالہ میریخت بر کوہ و دشت ‏— تو گفتی مگر ابرِ نیساں گذشت

یکے سیل رفتارِ ہاموں نورد ‏— کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد

بگفتند مردانِ صاحب علوم ‏— سخنہائے حاتم بسلطانِ روم

کہ ہمتائے او در کرم مرد نیست ‏— چو اسپش بجولان و ناورد نیست

بیاباں نوردے چو کشتی بر آب ‏— کہ بالائے سیرش نپرّد غراب

بدستورِ دانا چنیں گفت شاہ ‏— کہ دعویٰ خجالت بود بیگناہ

سحر گہ: صبح سویرے کمر باندھ لی اور دروازہ کھولا، یعنی پھر ہمارے پاس پہنچ گیا۔ لطف دوشینہ: گزشتہ رات کی سی مہربانی (چرب زبانی)۔ بذلہ: لطیفہ۔ خوش طبع: خوش مزاج۔ ربع: سرای، مکان۔ تصحیف: اصطلاحاً کسی کلمہ کو نقطوں کی تبدیلی سے دوسرا لفظ بنالینا، جیسے بوسہ سے توشہ، بار سے نار۔ درویش را: یعنی ہمیں بوسہ نہیں توشہ چاہیے۔ کفش: جوتیاں۔ ایثار: اپنی خواہش کو دوسرے کی خواہش پر قربان کردینا۔ سبق بردہ اند: ایثار وقربانی کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں۔ شب زندہ داراں: رات بھر عبادت کرنے والے۔ دل مردہ اند: یعنی جو ایثار نہیں کرتے۔ بعض نسخوں میں ہے "کہ دل مردہ اند"۔ پاسبان: پہرے دار، نگہبان۔ تتار: ترکستان کا ایک علاقہ۔ کرامت: بزرگی۔ شرافت: جوانمردی۔ سخاوت: نان دہی، دوسرے کو روٹی دینا (کھلانا)۔ مقالات بیہودہ: بیہودہ باتیں، شیخی بگھارنا۔ قیامت کسے......الخ: بروزِ قیامت بہشت میں وہ شخص ہوگا جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ اور ڈینگ چھوڑ دیا۔ معنیٰ: حقیقت بمعنیٰ تواں کرد......الخ: حقیقت ہی کے ذریعہ [illegible]گی کا دعوائے درست کیا جاسکتا ہے، بلاعمل زبانی دعویٰ کمزور سہارا ہے۔ ایام: زمانہ۔ حاتم: قبیلہ طے کے عبد بن سعد کا بیٹا، مشہور سخی۔ اس کی کنیت ابوسفانہ ہے، کاملان عرب سے شمار کیا جاتا ہے، وفات ۴۶ ق ھ، صاحب زادے عدی بن حاتم نے اسلام قبول کیا۔ شعبان ۷ھ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ خیل: گھوڑے۔ بادپا: صبا رفتار گھوڑا۔ دود: دھواں۔ صبا سُرعت: رعد بانگ، دونوں ادہم کی صفت ہیں، ادہم: اسپ سیاہ، مشکی گھوڑا، وہ رفتار میں صبا کی سی تیزی والا، ہنہناہٹ میں گرج کی سی آواز والا مشکی گھوڑا تھا جو بجلی کوندنے پر بھی سبقت لے جاتا۔ تگ: دوڑ۔ ژالہ: اولہ، شبنم، مراد پسینہ ہے۔ ابر نیساں: موسم بہار کا بادل جس کی بارش کے قطروں سے موتی بنتے ہیں۔ سیل رفتار: سیلاب کی طرح تیز رو۔ ہاموں نورد: صحرا اور بیابان طے کرنے والا۔ سلطان: بادشاہ۔ ہمتا: نظیر، مثل۔ جولان: گردش، دوڑ بھاگ۔ ناورد: جنگ۔ سیر: چال، رفتار۔ غراب: کوا۔ دستور: وزیر۔ خجالت: شرمندگی۔

من از حاتم آں اسپِ تازی نژاد	بخواہم گر او مکرمت کرد و داد ق
بدانم کہ در وے شکوہ مہیست	وگر رد کند بانگِ طبلِ تہیست
رسولِ خردمندِ عالم بطے	رواں کرد و دہ مرد ہمراہِ وے
زمیں مردہ وابرِ گریاں برو	صبا کردہ بارِ دگر جاں درو
بمنزل گہِ حاتم آمد فرود	برآسود چوں تشنہ بر زندہ رود
سماطے بیفگند و اسپے بکشت	بدامن شکر داد شاں زر بمشت
شب آنجا ببودند و روزِ دگر	بگفت آنچہ دانست صاحب خبر
ہمی گفت و حاتم پریشاں چو مست	ز حسرت بدنداں ہمیکند دست
کہ اے بہرہ ور موبدِ نیکنام	چرا پیش ازینم نگفتی پیام
من آں بادرفتارِ دُلدل شتاب	ز بہرِ شما دوش کردم کباب
کہ دانستم از دستِ باران و سیل	نشاید شدن در چراگاہ خیل
بنوعے دگر روی و راہم نبود	جز ایں بر درِ بارگاہم نبود
مروّت ندیدم در آئینِ خویش	کہ مہماں بخسپد دل از فاقہ ریش
مرا نام باید در اقلیم فاش	دگر مرکبِ نامور گو مباش
کساں را درم داد و تشریف و اسپ	طبیعی است اخلاقِ نیکو نہ کسب
خبر شد بروم از جوانمردِ طے	ہزار آفریں کرد بر طبعِ وے
ز حاتم بدیں نکتہ راضی مشو	ازیں نغز تر ماجرائے شنو

حکایت در آزمودن پادشاہِ یمن حاتم را بآزاد مردی

اسپ تازی نژاد: عربی النسل گھوڑا۔ مکرمت: نوازش۔ شکوہ مہی: سرداری کی شان۔ رسول: قاصد، ایلچی۔ بطے: قبیلہ طے کی جانب۔ زمین مردہ: یعنی برسات کی ابتدا تھی۔ ابر گریاں: برستا بادل۔ جاں درو: یعنی صبا اس میں (سبزہ اگانے کی) جان ڈال رہی تھی۔ منزل گہ: گہ زائد ہے، یا حاتم کی فرود گاہ مراد ہے۔ فرود آمدن: مہمان کا اترنا۔ زندہ رود: اصفہان کے پہلو میں گزرتا ہوا مشہور دریا جس کا پانی نہایت شیریں اور صاف ہے۔ سماط: دستر خوان۔ بدامن......الخ: یعنی بعد طعام مہمانوں کے دامن میں شکر اور مٹھیوں میں روپے دیے (نوازش وانعامات کیے)۔ صاحب خبر: یعنی بادشاہ کا وہی ایلچی۔ ہمی گفت......الخ: وہ ایلچی پیغام کہتا جا رہا تھا اور حاتم دیوانے کی طرح پریشان ہو رہا تھا اور حسرت و ناکامی سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا تھا۔ بہرہ ور: نصیبہ ور۔ موبد: دانش مند۔ ازینم: ازایں مرا۔ دلدل شتاب: دلدل کی طرح تیز رفتار، یہ تفنن شعری ہے کہ محکی عنہ کی تعبیر اس ڈھنگ سے کر رہے ہیں گویا اس زمانے میں موجود تھا، حالاں کہ حاتم دور رسالت سے پہلے ہے اور دلدل اس گھوڑے کا نام ہے جسے حاکم اسکندریہ نے رسول مقبول ﷺ کو ہدیتاً بھیجا اور سرکار نے حضرت علی کو بخش دیا۔ دوش: کل رات۔ از دست باران وسیل: بارش اور طوفان کے باعث۔ نشاید شدن: جایا نہیں جا سکتا تھا۔ چراگاہ خیل: یعنی جہاں چرائی کے لیے گھوڑے رکھے گئے ہیں، گھوڑوں کی چراگاہ۔ بنوع دگر: یعنی دوسری جانب۔ روی وراہ: یعنی توجہ یا صورت و تدبیر۔ آئین: دستور۔ ریش: خستہ، زخمی۔ اقلیم: ملک۔ فاش: آشکارا، روشن۔ مرکب نامور: شہرت یافتہ سواری، نامور گھوڑا۔ درم: درہم۔ تشریف: اعزاز و تکریم، خلعت۔ طبیعی: فطری۔ نہ کسب: کسبی نہیں ہے۔ جواں مرد: سخی یعنی حاتم۔ طے: یمن کا ایک قبیلہ۔ آفرین: کلمۂ تحسین، شاباش۔ طبع: طبیعت۔ نغز تر: عجیب تر، زیادہ انوکھا۔ ماجرئی: واقعہ۔

کہ: استفہامیہ ہے، کس نے۔ یہ ایک انداز بیان ہے۔ فرمانده: حکمراں، فرماں روا۔ یمن: عرب کا مشہور ملک جو کعبہ کے داہنے واقع ہے، یعنی

نداِنم کہ گفت ایں حکایت بمن	کہ بود ست فرماندہے در یمن
ز نام آوراں گوئے دولت ربود	کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
تواں گفت او را سحابِ کرم	کہ دستش چو باراں فشاندے درم
کسے نامِ حاتم نبردے برش	کہ سودا نرفتے ازو در سرش
کہ چند از مقالاتِ آں باد سنج	کہ نے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
شنیدم کہ جشنے ملوکانہ ساخت	چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت
درِ ذکرِ حاتم کسے باز کرد	دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
حسد مرد را بر سرِ کینہ داشت	یکے را بخونِ خوردنش برگماشت
کہ تا ہست حاتم در ایامِ من	نخواہد بہ نیکی شدن نامِ من
بلا جوئے راہِ بنی طے گرفت	بکشتن جوانمرد را پے گرفت
جوانے بره پیش باز آمدش	کزو بوئے انسے فراز آمدش
نکوروی و دانا و شیریں زباں	برِ خویش برد آں شبش میہماں
کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود	بد اندیش را دل بہ نیکی ربود
نہادش سحر بوسہ بر دست و پای	کہ نزدیکِ ما چند روزے بپای
بگفتا نیارم شد ایدر مقیم	کہ در پیش دارم مہمے عظیم
بگفت ار نہی با من اندر میاں	چو یارانِ یکدل بکوشم بجاں
بمن دار گفت اے جوانمرد گوش	کہ دانم جوانمرد را پردہ پوش
دریں بوم حاتم شناسی مگر	کہ فرخندہ نامست و نیکو سیر
سرش پادشاہِ یمن خواستست	نداِنم چہ کیں درمیاں خاستست

بجانب جنوب۔ در گنج بخشی: خزانے بخشنے میں یعنی بھاری سخاوتیں کرنے میں۔ سحاب کرم: سخاوت کا بادل۔ باراں: بارش۔ فشاندے درم: درہم برساتا۔ سودا: دیوانگی، جنون۔ کسے نام......الخ: یعنی اس کے سامنے جب کوئی حاتم کا نام لیتا تو اس کو غصہ اور جنون طاری ہوجاتا۔ کہ چند: کب تک۔ مقالات: باتیں۔ باد سنج: یعنی مفلس، قلاش۔ فرمان ندارد: فرماں روائی نہیں رکھتا۔ ملوکانہ: شاہانہ، بادشاہوں جیسا۔ چو چنگ......الخ: چنگ کی طرح اس بزم میں لوگوں کو نوازا (جس طرح لوگ چنگ کو نوازتے ہیں، ہاتھ سے مار مار کر بجاتے ہیں، اسی طرح اپنے ہاتھوں سے داد و دہش کی) ثنا گفتن: تعریف کرنا۔ حسد: جلن۔ بر سر کینہ داشت: کینہ پروری پر مجبور کردیا۔ خون خوردن: قتل کرنا۔ نخواہد......الخ: نیکی میں میرا نام نہیں ہوسکتا۔ بلا جوئے: قاتل جو مقرر ہوا تھا۔ پے گرفت: روانہ ہوا، یا در پے ہوا۔ بوئے انسے فراز آمدش: کہ اس سے انس و محبت کی خوشبو اسے محسوس ہوئی۔ نکوروی: خوب صورت، یہ جوان کی صفت ہے، جو واقع میں حاتم تھا۔ بر خویش: اپنے پاس۔ غم خورد: غم خواری کی، ہمدردی جتایا۔ پوزش: عذر۔ بد اندیش: برا چاہنے والا، مراد وہی یمنی بلا جو ہے۔ دل ربود: دل جیت لیا، موہ لیا۔ سحر: صبح۔ بپائے: ٹھہرو، قیام کرو۔ نیارم شد: میں رہ نہیں سکتا۔ ایدر: اب۔ مقیم: قیام پذیر۔ در پیش داشتن: آگے رکھنا۔ مہم: اہم اور مشکل کام۔ عظیم: بڑا۔ ار نہی: یعنی اگر تو بیان کرے۔ گفت: یعنی یمنی قاتل نے کہا۔ جوانمرد را: سخی کو یعنی تجھے۔ پردہ پوش: رازدار، پردہ دار۔ بوم: سرزمین۔ مگر: شاید۔ فرخندہ: مبارک۔ سیر: خصلت، سرشت۔ واحد: سیرت۔ خواست ست: طلب کیا ہے۔ کین: کینہ۔ خاست ست: اٹھ پڑا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ اسے کیا دشمنی پیدا ہوگئی ہے۔

گرم: اگر مرا: اگر تم وہاں تک میری رہنمائی کرو جہاں وہ رہتا ہے، مصرع دوم جزا ہے۔ چشم: امید، توقع۔ لطف: کرم، مہربانی۔ دوست: یعنی اے

گرم رہنمائی بدانجا کہ اوست — ہمیں چشم دارم ز لطفِ تو دوست
بخندید برنا کہ حاتم منم — سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم
نباید کہ چوں صبح گردد سفید — گزندت رسد یا شوی ناامید
چو حاتم بآزادگی سر نہاد — جواں را برآمد خروش از نہاد
بخاک اندر افتاد و بر پائے جست — گہش خاک بوسید و گہ پای و دست
بینداخت شمشیر و ترکش نہاد — چو فرمانبراں دست بر کش نہاد
کہ گر من گلے بر وجودت زنم — نہ مردم کہ در کیشِ مرداں زنم
دو چشمش ببوسید و در بر گرفت — وزانجا طریقِ یمن بر گرفت
ملک در میانِ دو ابروئے مرد — بدانست حالے کہ کارے نکرد
بگفتش بیا تا چہ داری خبر — چرا سر نہ بستی بفتراک بر
مگر بر تو نام آورے حملہ کرد — نیاوردی از ضعف تابِ نبرد
جوانِ مردِ شاطر زمیں بوسہ داد — ملک را ثنا گفت و تمکیں نہاد
ق
بدو گفت کاے شاہِ باداد و ہوش — ازیں در سخنہائے حاتم نیوش
کہ دریافتم حاتمِ نامجوی — ہنرمند و خوش منظر و خوبروی
جوانمرد و صاحب خرد دیدمش — بمردانگی فوق خود دیدمش
مرا بارِ لطفش دوتا کرد پشت — بشمشیرِ احسان و فضلم بکشت
بگفت آنچہ دید از کرمہائے وے — شہنشہ ثنا گفت بر آلِ طے
فرستادہ را داد مہر و درم — کہ مہرست بر نامِ حاتم کرم
مر او را رسد گر گواہی دہند — کہ معنی و آوازہ اش ہمرہند

دوست! ا۔ برنا: جوان۔ اینک: ابھی۔ تیغ: تلوار۔ نباید: یعنی ایسا نہ ہو۔ گزند: نقصان، تکلیف۔ جوان را: وہی جوان یعنی قاتل۔ خروش برآمد: چیخ نکل گئی۔ نہاد: طبیعت، ذات۔ بخاک......الخ: زمین پر گر پڑا پھر اٹھ پڑا، کبھی حاتم کی خاک بوسی کرتا، کبھی دست بوسی وقدم بوسی کرتا۔ ترکش: تیردان۔ کش: بالفتح، سینہ (دونوں شعر الحاقی ہیں)۔ کہ گر: بیان خروش ہے۔ گل: پھول۔ وجود: جسم۔ کیش: دین ومذہب۔ زنم: میں عورت ہوں۔ در بر گرفت: بغل گیر ہوا، معانقہ کیا۔ بر گرفت: اختیار کیا۔ طریق: راستہ مراد۔ ملک......الخ: شاہ یمن نے اس کی پیشانی کی عدم بشاشت سے فوراً تاڑ لیا۔ فتراک: شکار بند۔ چمڑے کے تسمے جو زین کے دائیں بائیں جانب شکار یا ضروری سامان باندھنے کے واسطے لگے ہوتے ہیں۔ نام آور: نامور بہادر نے۔ ضعف: کمزوری۔ تاب نبرد: مقابلے کی تاب، طاقت۔ جواں مرد شاطر: چالاک بہادر۔ ثنا گفت: تعریف کیا۔ تمکین نہاد: آداب بجالایا۔ شاہ با داد وہوش: باہوش وباانصاف بادشاہ، عقل مند اور عادل بادشاہ۔ ازیں در: بمعنی ازیں مقولہ، اس بات پر۔ نیوش: تم سنو۔ نامجو: نامور، حاتم کی صفت ہے۔ دیدم: بمعنی یافتم۔ فوق خود: اپنے سے بالاتر، زیادہ۔ دوتا کرد: خمیدہ کر دیا، دوہری کر دیا۔ پشت: پیٹھ، مراد کمر ہے۔ احسان: کرم، نیکی اور بھلائی۔ فضل: انعام واکرام۔ آل طے: حاتم طائی مراد ہے، آل بمعنی اولاد۔ فرستادہ: ایلچی، بھیجا ہوا شخص۔ مہر: بالضم: اشرفی، سونے کا سکہ۔ درم: درہم، چاندی کا سکہ۔ کہ مہر است......الخ: یعنی اعتراف کیا کہ واقعی سخاوت حاتم پر ختم ہے۔ مر او را رسد......الخ: سخاوت کا وہی حق دار ہے، اگر لوگ گواہی دیں، یعنی لوگ "سچ کہتے ہیں"، کیونکہ حقیقت اور شہرت دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔

حکایت دختر حاتم در روزگار پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

شنیدم کہ طے در زمانِ رسول ۔۔۔ نکردند منشورِ ایماں قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر ۔۔۔ گرفتند از ایشاں گروہے اسیر
بفرمود کشتن بشمشیرِ کیں ۔۔۔ کہ ناپاک بودند و ناپاک دیں
زنے گفت من دخترِ حاتمم ۔۔۔ بخواہند ازیں نامور حاکمم
کرم کن بجائے من اے محترم ۔۔۔ کہ مولائے من بود از اہلِ کرم
بفرمانِ پیغمبرِ پاک رائے ۔۔۔ کشادند زنجیر بندش از دست و پائے
دراں قوم باقی نہادند تیغ ۔۔۔ کہ رانند سیلابِ خوں بے دریغ
بزاری بشمشیر زن گفت زن ۔۔۔ مرا نیز با جملہ گردن بزن
مروت نہ بینم رہائی ز بند ۔۔۔ بہ تنہا و یارانم اندر کمند
ہمیگفت گریاں بر اخوانِ طے ۔۔۔ بسمعِ رسول آمد آوازِ وے
ببخشید آں قوم و دیگر عطا ۔۔۔ کہ ہرگز نکرد اصل و گوہر خطا

حکایت در آزادمردی حاتم و ذکر پادشاہِ اسلام

ز بنگاہِ حاتم یکے پیر مرد ۔۔۔ طلب دہ درم سنگ فانیذ کرد
ز راوی چنیں یاد دارم خبر ۔۔۔ کہ پیشش فرستاد تنگِ شکر
زن از خیمہ گفت ایں چہ تدبیر بود ۔۔۔ ہماں دہ درم حاجتِ پیر بود
شنید ایں سخن نام بردارِ طے ۔۔۔ بخندید و گفت اے دلآرام حی

طے: نام قبیلۂ حاتم۔ زمان رسول: یہ واقعہ ۹ھ کا ہے۔ منشور: فرمان، حکم۔ بشیر و نذیر: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب ہیں۔ بشیر: خوش خبری سنانے والا۔ نذیر: عذابِ خدا سے ڈرانے والا۔ یہاں دو احتمال ہے (۱) یہ کہ فرستادہ کا فاعل ہو، دوسرے یہ کہ لشکر کی صفت ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت علی مرتضٰی کی سرکردگی میں بنی طے پر مسلمانوں نے چڑھائی کی، کچھ لوگ گرفتار ہوئے، ان میں حاتم کی بیٹی "سفانہ" بھی گرفتار ہوئی، عدی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا، بعد میں اسلام قبول کیا۔ اسیر: قیدی۔ کشتن: قتل کرنا۔ ناباک: بے باک، بے خوف، یعنی خوف خدا نہ رکھتے، اور ایک نسخے میں ہے کہ ناپاک بودند و ناپاک دیں: یعنی ان کا ظاہر عفت و صلاح سے عاری اور باطن کفر و ضلالت میں آلودہ تھا، یہ قبیلہ "فلس" نامی بت کی پوجا کرتا اور عیسائیت کی پیروی کرتا، اسی لیے ان کو ناپاک دیں کہا کہ "اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ"۔ زنے: یعنی سفانہ نے کہا۔ بخواہند: لوگ اس نامور حاکم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اوپر کرم کرنے کی درخواست کریں۔ اے محترم: اے عزت و حرمت والے رسول۔ مولائے من: یعنی میرا باپ۔ کشادند: یعنی آزاد کردیا۔ بے دریغ: بے روک ٹوک سب کے قتل کا ارادہ کیا۔ بزاری: روتے گڑگڑاتے ہوئے۔ شمشیر زن: جلاد۔ گفت زن: یعنی حاتم کی بیٹی سفانہ نے کہا۔ گردن بزن: یعنی قتل کردو۔ یارانم: یعنی میرے رشتے قبیلے والے ہمراہی۔ اندر کمند: یعنی قید میں۔ گریاں: روتی ہوئی۔ اخوان طے: طائی برادران۔ سمع رسول: گوش رسول۔ بخشید ......الخ: اس کے صدقے میں اس قوم کو معاف کردیا اور عطاؤں سے نوازا اور ارشاد فرمایا کہ چونکہ یہ حاتم کی بیٹی تھی، اس لیے اس نے بھی یہ جوانمردی دکھائی کہ تنہا آزاد ہونا گوارا نہ کیا، سچ ہے کہ اصل و گوہر سے خطا نہیں۔ کہ ہرگز......الخ: یعنی شریف قوم غدار نہیں ہوتی۔ اصل و گوہر: عطف تفسیری ہے، بمعنی نسل و نژاد۔ بنگاہ: خیمہ۔ فانید: بروزن جاوید، معرب پانید، ایک قسم کی شیرینی، بتاشہ۔ دہ درم: دو تولہ، سات ماشہ، چار رتی۔ پیشش فرستاد: اس کے سامنے حاتم نے بھیجا۔ تنگ شکر: شکر کی بوری۔ زن: حاتم کی بیوی۔ نام بردار: نام مشہور کرنے والا۔ دلآرام: پیاری، راحت دل، مراد بیوی ہے۔ حی: بمعنی قبیلہ یا حاتم کی بیوی کے قبیلہ کا نام۔

درخور: لائق، مناسب۔ جوانمردی: سخاوت۔ آلِ حاتم: خاندانِ حاتم۔ دورانِ گیتی: گردشِ زمانہ۔ مگر: لیکن۔ نوال: عطا، دادودہش۔ نہد… الخ: یعنی اس

گر او در خورِ حاجتِ خویش خواست ۔۔۔ جوانمردیِ آلِ حاتم کجاست
چو حاتم بآزاد مردی دگر ۔۔۔ ق ۔۔۔ ز دورانِ گیتی نیامد مگر
ابوبکر سعد آنکہ دستِ نوال ۔۔۔ نہد ہمتش بر دہانِ سوال
رعیت پناہا دلت شاد باد ۔۔۔ بسعیت مسلمانی آباد باد
سرافرازد ایں خاکِ فرخندہ بوم ۔۔۔ زعدلت بر اقلیمِ یونان و روم
چو حاتم کہ گر نیستے فرّ وے ۔۔۔ نبردے کس اندر جہاں نامِ طے
ثنا ماند ازاں نامور در کتاب ۔۔۔ تراہم ثنا ماند وہم ثواب
کہ حاتم بداں نام و آوازہ خواست ۔۔۔ ترا سعی و جہد از برائے خداست
تکلّف بر مردِ درویش نیست ۔۔۔ وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
کہ چندانکہ جہدت بود خیر کن ۔۔۔ زتو خیر ماند ز سعدی سخن

حکایت درحلمِ پادشاہان

یکے را خرے در گِل افتادہ بود ۔۔۔ زسوداش خوں در دل افتادہ بود
بیابان و باران و سرما و سیل ۔۔۔ فرو ہشتہ ظُلمت بر آفاق ذیل
ہمہ شب دریں غصّہ تا بامداد ۔۔۔ سقط گفت و نفرین و دشنام داد
نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست ۔۔۔ نہ سلطاں کہ آں بوم و بر زانِ اوست
قضا را شہِ کشورے نام جوے ۔۔۔ بہ نخچیر گہ بُد بچوگان و گوے
شنید آں سخنہائے دور از صواب ۔۔۔ نہ صبرِ شنیدن نہ روئے جواب
نگہ کرد سالارِ اقلیم دید ۔۔۔ کہ بر پشتہ ماجرائے شنید

کی خوئے سخاوت سوال کا موقع نہیں دیتی۔ دہان: منہ۔ رعیت پناہا: اے رعایا کے لیے جائے پناہ!۔ الف برائے ندا ہے۔ سعی: کوشش۔ سرافرازد: یعنی فخر کرتی ہے۔ افراختن (بلند کرنا) سے مضارع ہے۔ فرخندہ بوم: مبارک سرزمین۔ اقلیم: ملک۔ فر: شان وشوکت۔ ثنا: تعریف۔ نامور: مشہور یعنی حاتم۔ تراہم ثواب: یعنی اے سعد! تیرے لیے تعریف اور ثواب دونوں ثابت ہیں، کہ تو نے سخاوت فی سبیل اللہ کیا ہے۔ آوازہ: شہرت، ناموری، تراسعی…… الخ: تیری کوشش ومحنت خدا کے لیے ہے، نام ونمود کے لیے نہیں، لہٰذا کارِ ثواب ہے۔ بر: نزدیک۔ مردِ درویش: یعنی سعدی۔ بیش: زائد۔ کہ چندانکہ…… الخ: کہ جہاں تک تیری طاقت ہو (تجھ سے ہوسکے) خیر اور بھلائی کیے جاؤ کہ تیری بھلائیاں باقی رہ جائیں گی اور سعدی کی شاعری۔ حلم: بردباری۔ خر: گدھا۔ درگل…… الخ: یعنی کیچڑ میں گر پڑا تھا۔ سودا: فکر وخیال، غصہ۔ خون دردل افتادن: بھرپور مشقت میں پڑنا، سخت رنجیدہ ہونا۔ بیاباں: جنگل۔ باراں: بارش۔ سیل: سیلاب۔ ظلمت: تاریکی۔ آفاق: افق کی جمع، یعنی چاروں طرف۔ ذیل: دامن۔ دہ رنج جس کا گلا گھٹ جائے۔ بامداد: صبح۔ سقط گفت: بیہودہ بکتا رہا۔ نفریں: دعائے بد، کوسنا۔ دشنام: گالی۔ نہ دشمن…… الخ: اس کی زبان سے کوئی نہ چھوٹا، نہ دشمن نہ دوست، نہ بادشاہ ہی محفوظ رہا، کیوں کہ وہ زمین اور جنگل اسی کا تھا۔ بوم: زمین۔ بر: مقابل بحر، یعنی خشک علاقہ۔ زان: مملوک، یہاں نسخے مختلف ہیں، مآل سب کا ایک ہے۔ قضارا: اتفاقاً۔ کشور: ملک۔ نخچیر گہ: شکارگاہ۔ چوگاں: چوب سرکج، گیند کا بلا۔ گوئے: گیند۔ دور از صواب: یعنی نادرست۔ نگہ کرد: گدھے والے نے دیکھا۔ پشتہ: ٹیلہ، ایک نسخے میں ہے ''بر پشت ایں''۔ ماجرا: یعنی ساری باتیں۔

مَلک شرمگیں در حشم بنگریست　　کہ سودائے ایں بر من از بہر چیست

یکے گفت شاہا بہ تیغش بزن　　کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن

نگہ کرد سلطانِ عالی محل　　خودش در بلا دید و خر در وحل

ببخشید بر حالِ مسکین مرد　　فرو خورد خشمِ سخنہائے سرد

زرش داد و اسپ و قبا پوستیں　　چہ نیکو بود مہر در وقتِ کیں

یکے گفتش اے پیرِ بے عقل و ہوش　　عجب رستی از قتل گفتا خموش

اگر من بنالیدم از دردِ خویش　　وے انعام فرمود در خوردِ خویش

بدی را بدی سہل باشد جزا　　اگر مردی اَحسِن اِلیٰ مَن اَسا

حکایت توانگر سفلہ و درویشِ صاحبدل

شنیدم کہ مغرورے از کبر مست　　در خانہ بر روئے سائل بہ بست

بکنجے فرو ماندہ بنشست مرد　　جگر گرم و آہ از تفِ سینہ سرد

شنیدش یکے مردِ پوشیدہ چشم　　بگفتا چہ در تابت آورد و خشم

فرو گفت و بگریست بر خاک کوئے　　جفائے کزاں شخصش آمد بروئے

بگفت اے فلاں ترکِ آزار کن　　یک امشب بنزدِ من افطار کن

بخلق و فریبش گریباں کشید　　بمنزل در آوردش و خواں کشید

بر آسود درویشِ روشن نہاد　　بگفت ایزدت روشنائی دہاد

شب از نرگسش قطرہ چند چکید　　سحر دیدہ بر کرد و دنیا بدید

حکایت بشہر اندر افتاد و جوش　　کہ بے دیدہ دیدہ بر کرد دوش

شرمگیں: شرمندہ ہوکر اور ایک نسخے میں ہے، خشمگیں: غصہ ہوکر۔ حشم: نوکر چاکر سپاہی وغیرہ۔ سودا: غصہ۔ شاہا: اے بادشاہ!۔ کہ نگہ داشت......الخ: کیونکہ گالی دینے میں کسی کو نہ چھوڑا نہ لڑکی کو نہ بیوی کو۔ عالی محل: بلند مرتبہ۔ وحل: کیچڑ۔ فرو خورد: پی گیا۔ خشم: غصہ۔ سخن ہائے سرد: نا مناسب باتیں۔ چہ نیکو بود: کتنی بھلی بات ہے۔ مہر: محبت پیار۔ وقت کیں: غصہ کے وقت۔ اے پیر: یعنی گدھا والا۔ گفتا: گدھے والے نے کہا۔ وے: یعنی بادشاہ نے اپنے شایان شان مجھے انعام عطا فرمایا۔ بدی را......الخ: برائی کا بدلہ برائی سے دینا بہت آسان ہے اگر جوانمرد ہو تو بدی کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ توانگر سفلہ: کمینہ مال دار۔ صاحب دل: خدا شناس، دین دار۔ کبر: تکبر۔ سائل: منگتا، بھکاری۔ بکنجے......الخ: وہ بھکاری تھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔ تف سینہ: سینے کی سوزش، گرمی۔ پوشیدہ چشم: یعنی ایک اندھے نے اس کی آہیں سن لیں۔ تاب: حرارت، گرمی۔ خشم: غصہ۔ بگفتا......الخ: اس نے کہا تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کیا۔ فرو گفت: وہ کہنے لگا اس حال میں کہ گلی کی خاک پر رو پڑا۔ جفا: ظلم۔ یہ گفت کا مقولہ ہے۔ آمد بروئے: صادر ہوا، ظاہر ہوا۔ ترک آزار کن: اس کے ستانے کا خیال چھوڑ دو، رنج دور کرو۔ افطار کن: دن بھر کا بھوکا سائل تھا، یعنی کھانا تناول کرو۔ خلق و فریب: اخلاق و تدبیر۔ خواں کشید: دستر خوان بچھایا۔ نہاد: طبیعت۔ بگفت......الخ: اس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے روشنی (بینائی) عطا فرمائے۔ از نرگسش......الخ: رات کو اس کی آنکھوں سے چند قطرے ٹپکے۔ سحر دیدہ بر کرد: صبح اس نے آنکھ کھولی۔ بے دیدہ: ایک نابینا۔ دیدہ بر کرد: بینا ہوگیا۔ دوش: گزشتہ رات۔ حکایت بشہر اندر......الخ: یہ بات سارے شہر میں پھیل گئی اور ایک ہماہمی پڑ گئی کہ رات ایک اندھا بینا ہوگیا، اس میں اندر زائد ہے۔

خواجۂ سنگ دل: وہی بے رحم صاحب خانہ مالدار۔ برگشت: واپس پھرا۔ حکایت کن: بیان کر۔ کہ چوں..... الخ: کہ یہ سخت کام تجھ پر کیسے آسان ہوا، یعنی تیرا اندھا پن کیسے جاتا رہا۔ کہ برکردت..... الخ: کس نے تیری اس شمع گیتی فروز (آنکھ) کو روشن کر دیا۔ ستمگارہ: ظالم، اکثر نسخوں میں ستمگار ہے۔ آشفتہ روز: پریشان زمانہ، بدنصیب۔ کوتہ نظر: کم نظر۔ سست رائے: بدعقل۔ چغد: الو، مال دنیا مراد ہے۔ ہمای: ایک مبارک پرندہ، مراد "سائلِ صاحب دل" ہے۔ کہ مشغول..... الخ: کہ ہما کو چھوڑ کر الو میں پھنس گیا، یعنی دولتِ دنیا کی حرص کی وجہ سے ایک صاحبِ دل درویش (بزرگ) کو گھر سے نکال دیا۔ در باز کرد: دروازہ کھولا۔ در فراز کردی: تو نے دروازہ بند کیا۔ خاک مرداں: مردانِ خدا یعنی بزرگوں کے مزار۔ بمردی: جوانمردی (بزرگی) کی قسم، باء قسمیہ ہے، حاصل یہ ہے کہ اگر ارادت و اخلاص کے ساتھ بزرگوں کے مزاروں کی خاک بوسی، آستاں بوسی کرو، آداب بجالاؤ، تو دل کی بینائی حاصل ہو اور مرادیں بر آئیں گی۔ پوشیدہ چشم دل: دل کے اندھے۔ توتیا: سرمہ یعنی خاک مزار۔ برگشتہ دولت: برگشتہ مقدر، بدنصیب یعنی متکبر مال دار۔ شہباز: سفید باز یا نر باز۔ صید: شکار۔ دام: جال۔ دولت: مقدر، نصیبہ۔ جرہ باز: ایک قسم کا باز یا باز سفید۔ آز: حرص، لالچ۔ فرو بردہ دنداں: دانت گاڑے ہوئے۔ موش: چوہا۔ کے چوں..... الخ: اسی بدنصیب مال دار کا قول ہے یا شیخ کا قول برسبیلِ وعظ و نصیحت۔ الا: حرف تنبیہ، آگاہ ہو جاؤ، خبردار ہو۔ اہل دل: صاحبِ دل، عارفِ کامل۔ خورش: خوراک۔ درّاج: تیتر۔ کبک: چکور۔ حمام: کبوتر۔ ہمای: ایک مبارک پرندہ۔ مشہور ہے کہ جس کے سر پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ یا وزیر بن جاتا ہے (فرضی)۔ دام: جال۔ تیر نیاز: عاجزی کا تیر۔ صید: شکار۔ دُر: موتی۔ صدف: سیپ۔ ہدف: نشانہ۔ حاصل یہ کہ اچھے اور بزرگ لوگ ظاہر داروں میں ملے جلے ہوتے ہیں، ہر ایک کی خدمت کر، شاید کسی اہل دل کی دعا سے تجھے سعادت حاصل ہو جائے۔ راحلہ: منزل، پڑاؤ۔ شبانگہ: رات کے وقت۔

شنید این سخن خواجۂ سنگدل — کہ برگشت درویش از و تنگدل
بگفتا حکایت کن اے نیکبخت — کہ چوں سہل شد بر تو اینکار سخت
کہ برکردت این شمع گیتی فروز — بگفت اے ستمگارہ آشفتہ روز
تو کوتہ نظر بودی و سست رائے — کہ مشغول گشتی بچغد از ہمائے
بروئے من این در کسے کرد باز — کہ کردی تو بر روئے اُو در فراز
اگر بوسہ بر خاکِ مرداں زنی — بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند — ہمانا کزیں توتیا غافلند
چو برگشتہ دولت ملامت شنید — سر انگشتِ حسرت بدنداں گزید
کہ شہبازِ من صیدِ دامِ تو شد — مرا بود دولت بنامِ تو شد
کسے چوں بدست آورد جرّہ باز — فرو بردہ چوں موش دنداں بآز

گفتار اندر دلداری خلقے تا برسند یا ہل دلے

الا گر طلبگارِ اہلِ دلی — ز خدمت مکن یکزماں غافلی
خورش دہ بدرّاج و کبک و حمام — کہ یکروز افتد ہمائے بدام
چو ہر گوشہ تیرِ نیاز افگنی — امید است ناگہ کہ صیدے کنی
دُرے ہم بر آید ز چندیں صدف — ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف

حکایت دریں معنیٰ

یکے را پسر گم شد از راحلہ — شبانگہ بگردید در قافلہ

زہر خیمہ پرسید وہر سو شتافت	بتاریکی آں روشنائی بتافت
چو آمد بر مردم کارواں	شنیدم کہ میگفت با سارواں
ندانی کہ چوں راہ بردم بدوست	ہر آنکس کہ پیش آمدم گفتم اوست
مشایخ بجاں طالب ہر کسند	کہ باشد کہ وقتے بمردے رسند
برند از برائے دلے بارہا	خورند از برائے گلے خارہا

حکایت ہم دریں معنیٰ

زتاج ملک زادۂ درمناخ	شبے لعلے افتاد در سنگ لاخ
پدر گفتش اندر شب تیرہ رنگ	چہ دانی کہ گوہر کدامست و سنگ
ہمہ سنگہا گوش دار اے پسر	کہ لعل از میانش نباشد بدر
درا وباش پاکانِ شوریدہ رنگ	ہماں جائے تاریک و لعل اند و سنگ
بعزت بکش بارِ ہر جاہلے	کہ افتی بسر وقتِ صاحبدلے
کسے را کہ با دوستی سر خوشست	نہ بینی کہ چوں بارِ دشمن کشست
بدرّد چو گل جامہ از دستِ خار	کہ خوں در دل افتادہ خندد چو نار
غمِ جملہ خور در ہوائے یکے	مراعات صد کن برائے یکے
گرت خاکپایانِ شوریدہ سر ق	حقیر و فقیر اند اندر نظر
تو ہرگز مبیں شاں بچشمِ پسند	کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
کسے را کہ نزدیک ظنت بد اوست	چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
در معرفت بر کسانیست باز	کہ درہاست بر روئے ایشاں فراز

روشنائی: یعنی نور چشم (لڑکا)۔ کارواں: قافلہ۔ سارواں: ساربان، شتربان، ب کو واؤ سے بدل دیا گیا ہے۔ چوں: استفہامیہ ہے۔ کیسے۔ دوست: یعنی لڑکا۔ گفتم اوست: یعنی ہر ایک کو اپنا لڑکا سمجھ کر تفتیش کرتا، تب لڑکا ملا۔ مشایخ: خلاف قیاس شیخ کی جمع، بزرگ لوگ۔ بمردے رسند: یعنی کسی مرد خدا (عارف کامل) تک پہنچ جائیں۔ بارہا: یعنی مشقتیں۔ مناخ: پڑاؤ، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، بعض نسخوں میں ملاخ ہے، ایک جزیرے کا نام۔ سنگ لاخ: سنگستان، سنگ ریزوں بھری زمین۔ لاخ: جگہ، لیکن بے ترکیب استعمال نہیں، جیسے سنگلاخ، دیولاخ۔ لعل: ایک قسم کا بیش قیمت پتھر، کئی رنگ کا ہوتا ہے، سرخ سب سے زیادہ قیمتی ہے۔ تیرہ رنگ: تاریک رنگ، کالی۔ گوش دار: بمعنی نگہ دار، حفاظت کر۔ بدر: باہر۔ اوباش: کمینے، بد وضع (جمع ہے) درا وباش......الخ: رندوں میں بھلے اس طرح چھپے ہوتے ہیں جیسے پتھروں میں لعل۔ شوریدہ رنگ: پراگندہ صورت سرخوش: مسرور، مگن، فریفتہ۔ دشمن: یہاں رقیب سے عبارت ہے اور بار رنج و جفا سے۔ خوں دردل افتادہ: جس کا دل خونیں ہو، مانند دانۂ انار۔ نار: انار۔ بلکہ ان کا حال ایسا ہے کہ باوجودے کہ انکا دل کثرت رنج واندوہ سے انار کے دانوں کی مانند خون ہو رہا ہو مگر ظاہر میں اظہار فرحت کرتے ہیں اور انار کے سرخ دانوں کے مانند ہنستے ہیں۔ ہوا: دوستی، محبت، اشتیاق۔ مراعات: رعایت، لحاظ۔ خاکپایان: فروتنی کرنے والے، ناچیز بندے۔ شوریدہ: پراگندہ۔ کہ ایشاں......الخ: کہ ان کا نظر خداوندی میں پسندیدہ ہونا کافی ہے، تیرا پسند نہ کرنا ان کے کمال کو نہ گھٹائے گا۔ چہ دانی: تجھے کیا معلوم؟۔ صاحب ولایت: (فک اضافت کے ساتھ) ولی، بزرگ۔ در معرفت: معرفت الٰہی کا دروازہ۔ فراز: بند۔ یعنی جو لوگ مخلوق سے متنفر ہیں ان پر معرفت کے دروازے کھلے ہیں۔

بسا تلخ عیشانِ تلخی چشاں | کہ آیند در حلّہ دامن کشاں
ببوسی گرت عقل و تدبیر ہست | مَلِک را نوا در نواخانہ دست
کہ روزے فرج یابد از شہر بند | بلندیت بخشد چو گردد بلند
مسوزاں درختِ گل اندر خریف | کہ در نوبہارت نماید طریف

حکایت پدرِ بخیل و فرزندِ لاابالی

یکے زہرۂ خرج کردن نداشت | زرش بود و یارائے خوردن نداشت
نخوردے کہ خاطر بیاسایدش | ندادے کہ فردا بکار آیدش
شب و روز در بندِ زر بود و سیم | زر و سیم در بندِ مردِ لئیم
بدانست روزے پسر در کمیں | کہ ممسک کجا کرد زر در زمیں،
زخاکش برآورد و بر باد داد | شنیدم کہ سنگے در انجا نہاد
جوانمرد را زر بقائے نکرد | بیک دستش آمد بدیگر بخورد
کزیں کم زنے بود ناپاک رو | کلاہش ببازار و میزر گرو
نہادہ پدر چنگ در نائے خویش | پسر چنگی و نائی آوردہ پیش،
پدر زار و گریاں ہمہ شب نخفت | پسر بامداداں بخندید و گفت،
زر از بہر خوردن بود اے پدر | ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر
زر از سنگ خارا بروں آورند | کہ بخشند و پوشند و آساں خورند
زر اندر کفِ مردِ دنیا پرست | ہنوز اے برادر بسنگ اندر ست
چو در زندگانی بدی با عیال | گرت مرگ خواہند از ایشاں منال

تلخ عیش: کڑوی زندگی والا۔ تلخی چشاں: سختیاں جھیلنے والے۔ حلہ: بہشتی لباس، بعض نسخوں میں ہے "آیند در خلد"۔ نوا: فرزند و نبیرہ۔ نواخانہ: قید خانہ، شہزادوں اور شاہی افراد خاندان کے لیے مخصوص۔ ببوسی دست: یعنی شہزادوں کی قید خانہ ہی میں دست بوسی کرلو، کیونکہ کل کو وہی تخت نشین ہوں گے، پھر تجھے سرفراز کریں گے، یوں ہی فقرا اور اولیاء آخرت میں تیرے شفیع ہوں گے، اس لیے آج ہی ان کی خاک بوسی کرو۔ یہاں نواخانہ سے مراد دنیا اور نوا سے مراد اولیاء کرام ہیں۔ فرج یافتن: کشادگی پانا، رہائی پانا۔ شہر بند: قید خانہ۔ خریف: موسم خزاں۔ طریف: تر و تازہ، شاداب۔ لاابالی: بے پروا، یعنی شاہ خرچ۔ زہرہ: قدرت، طاقت، پتہ۔ یارای: طاقت و قوت۔ خاطر: دل۔ ندادے: یعنی محتاجوں کو بھی نہ دیتا۔ فردا: یعنی کل، قیامت میں۔ بند: فکر، خیال۔ زر و سیم: سونا چاندی (مال و دولت)۔ در بند: قید میں۔ لئیم: کمینہ، بخیل۔ کمین: چھپنے کی جگہ۔ ممسک: بخیل یعنی باپ، زخاکش......الخ: زمین سے اس مال کو نکالا اور اڑا ڈالا۔ جوانمرد: باپ کا مال بے اس کی رضا اڑانے والا۔ یا صحیح یوں ہے۔ چوں آں مرد، زر بقائے نکرد: سونا باقی نہ رہ سکا۔ کم زن: کم ازرسن، انتہائی ناقص العقل۔ ناپاک رو: بدچلن۔ میزر: ازار، لنگی۔ گرو: گروی، رہن۔ چنگ: چنگل۔ نائے: گلا۔ چنگی: ستار بجانے والا۔ نائی: شہنائی، بانسری بجانے والا۔ گریاں: روتا ہوا۔ بامداداں: صبح۔ ز بہر نہادن: زمین میں دبا رکھنے کے سونا اور پتھر برابر ہے۔ سنگ خارا: سخت پتھر، یعنی کان۔ دنیا پرست: یعنی بخیل۔ بسنگ اندر: یعنی کان ہی میں ہے۔ بدی: یعنی بمعنی بدہستی۔ عیال: آل اولاد۔ مرگ: موت۔ منال: شکایت مت کر۔ نالیدن سے مشتق ہے۔

چو چشمارو آنگہ خورند از تو سیر	کہ از بام پنجہ گز افتی بزیر
بخیلِ توانگر بدینار و سیم	طلسمیست بالائے گنجے مقیم
ازاں سالہا می بماند زرش	کہ لرزد طلسمے چنیں بر سرش
بسنگِ اجل ناگہش بشکنند	بآسودگی گنج قسمت کنند
پس از بردن و گرد کردن چو مور	بخور پیش ازاں کِت خورد کرم گور
سخنہائے سعدی مثالست و پند	بکار آیدت گر شوی کاربند
دریغست ازیں روئے برتافتن	کزیں روئے دولت تواں یافتن

حکایت احسانِ اندک و ثمرۂ آں بے نہایت

جوانے بدانگے کرم کردہ بود	تمنائے پیرے برآوردہ بود
بجرمے گرفت آسماں ناگہش	فرستاد سلطاں بکشتن گہش
تماشا کناں بر در و کوے و بام	تگاپوئے ترکاں و جوشِ عوام
چو دید اندر آشوب درویش پیر	جواں را بدستِ خلائق اسیر
دلش بر جواں مردِ مسکین بخست	کہ بارے دل آوردہ بودش بدست
برآورد زاری کہ سلطاں بمرد	جہاں ماند و خوئے پسندیدہ برد
بہم بر ہمے سود دستِ دریغ	شنیدند ترکانِ آہختہ تیغ
بفریاد ازیشاں برآمد خروش	تپانچہ زناں بر سر و روو دوش
پیادہ بسر تا درِ بارگاہ	دویدند و بر تخت دیدند شاہ
جواں از میاں رفت و بردند پیر	بگردن بر تختِ سلطاں اسیر

چشمارو: کھیتوں میں جانوروں، پرندوں کو ڈرانے اور دور رکھنے کے لیے ہانڈی اور کپڑے سے ایک مصنوعی انسانی شکل بنا کر کھڑی کر دیتے ہیں۔ بام: چھت۔ پنجہ: پنجاہ کا مخفف، پچاس۔ افتی بزیر: تو نیچے گرے گا، یعنی وہ بخیل چشمارو کی طرح ہے کہ جب تک وہ گر نہ جائے جانور اطمینان سے کھیتی نہیں چر سکتے۔ طلسم: وہ مہیب یا ڈراؤنی صورت جو دفینوں یا خزانوں پر جادو منتر کے ساتھ اس غرض سے بنا دیتے ہیں کہ محافظ رہیں۔ گنج: خزانہ۔ مقیم: بیٹھا ہوا۔ اجل: موت۔ بشکنند: یعنی قضا وقدر کے فرشتے۔ قسمت: تقسیم۔ کنند: یعنی ورثاء تقسیم کرلیں گے۔ گرد کردن: جمع کرنا۔ مور: چیونٹی۔ کرم گور: قبر کے کیڑے۔ گر شوی کاربند: اگر تو عمل پیرا ہو جائے۔ دریغ: افسوس۔ ازیں: یعنی سعدی کی نصیحتوں سے۔ دانگ: درہم کا چھٹا حصہ۔ کرم: مہربانی۔ گرفت: یعنی اس نوجوان کو۔ کشتن گاہ: قتل گاہ۔ تگاپوئے: دوڑ بھاگ۔ ترکان: یعنی شاہی ملازمین، سپاہی۔ آشوب: ہنگامہ، شوروغل۔ خلائق: واحد خلیقہ، بمعنی مخلوق۔ اسیر: قیدی۔ بخست: یعنی رنجیدہ ہوا۔ برآورد......الخ: رونے لگا اور کہا کہ بادشاہ مرگیا، مصرع دوم بادشاہ کی صفت کا بیان ہے۔ بہم برہمی سود: ہاتھوں کو مل رہا تھا۔ خروش: شوروغوغا۔ تپانچہ زناں...... الخ: سر اور چہرے پر طمانچہ مارتے ہوئے۔ دوش: کاندھا۔ پیادہ بسر: سر کے بل۔ بردند پیر بگردن اسیر: گردن پکڑ کر گرفتار کر لے گئے۔ جواں از میاں رفت: جوان تو وہاں سے سرک گیا۔ بر تخت سلطان: بادشاہ کے تخت کے پاس۔ یعنی بوڑھے کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔

ہول: وحشت، ہیبت۔ مرگ منت خواستن.......الخ: یعنی میرے مرنے کی خواہش تو نے کیوں کی؟۔ بدِ مردم.......الخ: میرے مرنے کی خواہش کرے

لوگوں کی بدخواہی تو نے کیوں چاہی۔

بہولش بپرسید وہیبت نمود | کہ مرگِ منت خواستن بر چہ بود
چو نیکست خوئے من وراستی | بدِ مردم آخر چرا خواستی
برآورد پیرِ دلاور زباں | کہ اے حلقہ در گوش حکمت جہاں
بقولِ دروغیکہ سلطاں بمرد | نمردی و بیچارۂ جاں ببرد
ملک زیں حکایت چناں بر شگفت | کہ چیزش ببخشید و چیزے نگفت
وزیں جانب افتاں وخیزاں جواں | ہمی رفت و بیچارہ ہر سو دواں
یکے گفتش از چار سوئے قصاص | چہ کردی کہ آمد بجانت خلاص
بگوشش فرو گفت کاے ہوشمند | بجانے و دانگے رہیدم زبند
یکے تخم در خاک ازاں می نہد | کہ روزِ فروماندگی بر دہد
جوے باز دارد بلائے درشت | عصائے ندیدی کہ عوجے بکشت
حدیث درست آخر از مصطفیٰ ست | کہ بخشائش و خیر دفع بلاست
عدو را نہ بینی دریں بقعہ پائے | کہ بوبکر سعد است کشور کشائے
بگیر اے جہانے بروئے تو شاد | جہانے کہ شادی بروئے تو باد
کس از کس بدورِ تو بارے نبرد | گلے در چمن جورِ خارے نبرد
توئی سایۂ لطفِ حق بر زمیں | پیمبر صفت رحمۃ العالمیں
ترا قدر اگر کس نہ داند چہ غم | شبِ قدر را می ندانند ہم

حکایت در معنئ ثمرۂ نیکوکاری

کسے دید صحرائے محشر بخواب | مس تفتہ روئے زمیں ز آفتاب

زبان برآوردن: کہنے کے لیے آمادہ ہونا۔ دلاور: بہادر۔ حلقہ در گوش حکم: حکم کا مطیع وفرماں بردار۔ قولِ دروغ: جھوٹ بات۔ بیچارۂ: ایک مجبور۔ جاں ببرد: جان بچا لے گیا۔ چناں بر شگفت: اتنا متعجب ہوا کہ اسے کچھ انعام بخشا اور ملامت نہ کیا۔ افتاں وخیزاں، دواں: تینوں اسم حالیہ ہیں (گرتا پڑتا، دوڑتا)۔ ہر سو: ہر جانب۔ چار سوئے قصاص: قصاص کے بازار کا چوراہا، چونکہ مجرم کو بازار میں گھماتے ہیں تا کہ ہر شخص دیکھ لے اور عبرت پکڑے اس ادنیٰ ملابست کی وجہ سے اضافت کردیا۔ قصاص: قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرنا۔ خون کے بدلے خون لینا۔ یکے رفت.......الخ: قصاص کے چوراہے سے ایک شخص نے اس جوان کے پاس آکر کہا کہ تو نے کیا کیا کہ اس جائے ہلاکت سے تیری جان کو چھٹکارا ملا۔ بر دہد: پھل دیوے۔ عصائے: یعنی عصائے موسوی۔ عوج: عوج ابن عنق یا عوق۔ مشہور یہ ہے کہ ایک طویل القامت شخص تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور تک زندہ رہا، ساڑھے تین ہزار سال عمر پائی۔ طوفان نوح اس کی کمر تک رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے اس کو مارا، ٹخنے پر لگا اور مر گیا۔ یہ اسرائیلی روایت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ حدیث درست: حدیث صحیح ہے کہ الصدقۃ تدفع البلاء۔ بخشائش وخیر: صدقہ خیرات۔ بلا: مصیبت۔ بقعہ: سرزمین۔ عدو: دشمن۔ پائے: قدم۔ کہ: تعلیلیہ ہے اس لیے کہ۔ کشور کشا: بادشاہ۔ بگیر: تو حاصل کر، اس کا مفعول مصرع دوم کا جہاں ہے اور مصرع اول میں اے حرف ندا اور جہانے سے پورا جملہ منادیٰ محذوف کی صفت ہے، بعض نسخوں میں یہ شعر دیباچے میں گزر چکا ہے، حاصل یہ ہے کہ جب دنیا والے (رعیت) تجھ سے مسرور ہیں تو تو آخرت کو حاصل کر، یعنی یہ دعا ہے کہ تجھے حسن آخرت حاصل ہو۔ بارے نبرد: رنج وغم نہ سہنا پڑا۔ جور: ظلم۔ لطف: مہربانی۔ پیمبر صفت: پیمبر کی خوبی والا۔ جس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اسی طرح ابوبکر بن سعد زنگی اس دنیا کے لیے رحمت ہے۔ قدر: مرتبہ۔ شب قدر: جو رمضان کے اخیر عشرے کی طاق رات میں ہوتی ہے۔ صحرائے محشر: محشر کا میدان۔ مس تفتہ: گرم تانبا۔

ہمی بر فلک شد ز مردم خروش — دماغ از تپش می برآمد بجوش

یکے شخص ازیں جملہ در سایۂ — بگردن بر از خلد پیرایۂ

بپرسید کلے مجلس آرائے مرد — کہ بود اندریں مجلست پایمرد

رزے داشتم بر در خانہ گفت — بسایہ درش نیکمردے بخفت

دریں وقت نومیدی آں مرد راست — گناہم ز دادار داور بخواست

کہ یارب بریں بندہ بخشایشے — کزو دیدہ ام وقتے آسایشے

چہ گفتم چو حل کردم ایں راز را — بشارت خداوند شیراز را

کہ آفاق در سایۂ ہمتش — مقیم اند و بر سفرۂ نعمتش

درختیست مرد کرم باردار — وزو بگذری ہیزم کوہسار

حطب را اگر تیشہ بر پے زنند — درخت برومند را کے زنند

بسے پائدار اے درخت ہنر — کہ ہم میوہ داری وہم سایہ ور

گفتار اندر ہیبت ملوک و سیاست ملک

بگفتیم در باب احساں بسے — ولیکن نہ شرطست با ہر کسے

بخور مردم آزار را خون و مال — کہ از مرغ بد کندہ بہ پر و بال

کسے را کہ با خواجۂ تست جنگ — بدستش چرا میدہی چوب و سنگ

برانداز بیخے کہ خار آورد — درختے بپرور کہ بار آورد

کسے را بدہ پایۂ مہتراں — کہ بر کہتراں سر ندارد گراں

مبخشای بر ہر کجا ظالمیست — کہ رحمت برو جور بر عالمیست

خروش: شور غوغا۔ تپش: گرمی۔ می برآمد بجوش: جس کی گرمی سے دماغ کھول رہے تھے۔ جملہ: تمام، سب۔ خلد: بہشت، جنت۔ (مجازاً ہے)۔ پیرایہ: لباس، بہشتی جوڑا۔ مجلس آرائے مرد: یعنی مرد مجلس آرا، زینت مجلس۔ کہ بود: کون تھا۔ پایمرد: شفیع و مددگار۔ رز: انگور کی بیل (درخت)۔ گناہ کسے خواستن: اس کے گناہ کی شفاعت کرنا۔ مرد راست: نیک مرد۔ ز دادار داور: انصاف کرنے والے حاکم سے میرے گناہوں کی سفارش کی۔ ایں راز را: یعنی یہ معلوم ہوگیا کہ ایک ضرورت مند کو سایہ کا آرام پہنچانے سے قیامت میں آرام و مرتبہ بلند ہوگیا تو مژدہ ہو! بادشاہ شیراز بوبکر بن سعد زنگی کو کہ اس کے سایہ تلے ایک دنیا آرام پا رہی ہے۔ آفاق: دنیا، جہان سفرہ: دسترخوان۔ مرد کرم: سخی۔ باردار: پھل دار۔ ہیزم: لکڑی۔ کوہسار: پہاڑی سلسلہ۔ حطب: ایندھن۔ تیشہ: کلہاڑی۔ برومند: پھل دار۔ جب دو حرفی لفظ کو مند کے ساتھ لاتے ہیں تو درمیان میں واو زیادہ کردیتے ہیں، جیسے تنومند۔ بسے پائدار: بہت دنوں قائم رہ۔ درخت ہنر: یعنی بادشاہ شیراز سعد بن ابوبکر زنگی۔ سایہ ور: سایہ دار۔ سیاست ملک: ملک کی تدبیر، ملک چلانا، ملکی انتظام۔ بسے: بہت، لیکن نہ شرطست......الخ: لیکن ہر شخص کے ساتھ بھلائی کرنا مناسب نہیں ہے۔ مردم آزار: ظالم۔ خون خوردن: قتل کرنا۔ کہ از مرغ بد......الخ: کہ برے پرندے کے بال و پر نوچ ڈالنا ہی بہتر ہے۔ باخواجہ تو: تیرے مالک کے ساتھ۔ چوب و سنگ: لکڑی اور پتھر، یعنی اس ظالم کی مدد نہ کر۔ خار: کانٹا۔ بار: پھل۔ پایہ: مرتبہ۔ مہتر: سردار۔ سر ندارد گراں: یعنی تکبر نہیں کرتا۔ کہ رحمت......الخ: یعنی ظالم پر رحم کرنا خلق خدا پر ظلم کرنے کے مرادف ہے۔

جہانسوز را کشتہ بہتر چراغ ... یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ
ہر آنگہ کہ بر دزد رحمت کنی، ... بیازوئے خود کارواں میزنی
جفا پیشگاں را بدہ سر بباد ... ستم بر ستم پیشہ عدلست وداد

گفتار در معنی احساں باکسے کہ سزاوار نباشد

شنیدم کہ مردے غمِ خانہ خورد ... کہ زنبور در سقفِ اُو لانہ کرد
زنش گفت ازیناں چہ خواہی مکن ... کہ مسکیں پریشاں شوند از وطن
بشد مردِ ناداں بر کارِ خویش ... گرفتند یکروز زن را بہ نیش
بیامد ز دکان سوئے خانہ مرد ... براں بیخرد زن لبے طیرہ کرد
زنِ بیخرد بر در و بام و کوی ... ہمی کرد فریاد و میگفت شوی،
مکن روے بر مردم اے زن ترش ... تو گفتی کہ زنبورِ مسکیں مکش
کسے با بداں نیکوئی چوں کند ... بداں را تحمل بد افزوں کند
چو اندر سرے بینی آزارِ خلق ... بشمشیر تیزش بیازار حلق
سگ آخر کہ باشد کہ خوانش نہند ... بفرمای تا استخوانش دہند
چہ نیکو زدست ایں مثل پیرِ دہ ... ستورِ لگد زن گرانبار بہ
اگر نیکمردی نماید عسس ... نیارد بشب خفتن از دزد کس
نئے نیزہ در حلقۂ کارزار ... بقیمت ترا از نیشکر صد ہزار
نہ ہر کس سزاوار باشد بمال ... یکے مال خواہد یکے گوشمال
چو گربہ نوازی کبوتر برد ... چو فربہ کنی گرگ یوسف درد

جہانسوز: دنیا جلانے والا، یعنی ظالم کا چراغ گل کر دینا چاہیے (اسے ہلاک کر دینا چاہیے)۔ بداغ: رنج ومصیبت میں۔ بیازوئے خود......الخ: گویا اپنے بازوؤں سے کارواں (قافلہ) لوٹتے ہوئے۔ جفا پیشہ: ستم پیشہ، ظالم۔ سر بباد دادن: گردن مارنا، ستم بر ستم پیشہ......الخ: ظالم کو ہلاک کر دینا عین انصاف ہے۔ غم خانہ: بال بچوں کو بھڑ کے ڈنک ماردینے کا اندیشہ رہنے لگا۔ زنبور: بھڑ، شہد کی مکھی۔ سقف: چھت۔ لانہ: گھونسلہ، مدھ مکھی کا چھتہ۔ زنش: اس کی بیوی۔ ازایناں......الخ: ان سے تجھے کیا سروکار، مت اکھاڑ و۔ بشد......الخ: نادان شوہر اپنے کام پر چلا گیا اور ادھر بھڑوں نے بیوی کو ایک دن کاٹ کھایا۔ طیرہ: غصہ۔ میگفت شوی: شوہر اس سے کہہ رہا تھا کہ اب شور وفریاد آہ وزاری کر کے لوگوں کو پریشان نہ کر۔ روترش کردن: منہ بگاڑنا، غصہ ہونا۔ چون کند: کیسے کرے۔ تحمل: برداشت کرنا۔ بدافزوں کند: برائی زیادہ کرے گی۔ آزار: تکلیف۔ بیازار حلق: یعنی اس کی گردن ماردو۔ بحکم قتل الموذی قبل الایذاء۔ کہ باشد...... الخ: یعنی ایسا کون ہوگا کہ اس کے لیے دسترخوان بچھائے، ہاں اس کے لیے ہڈی ڈالی جاسکتی ہے، یعنی احسان بقدر استعداد ہونا چاہیے، اگر بے محل ہو تو باعث ملامت ہے۔ مثل زدن: کہاوت بیان کرنا۔ پیردہ: دہقانی بوڑھا۔ ستور لگدزن......الخ: کہ لاتیں مارنے والا گدھا بوجھ سے لدا ہوا بہتر ہے کہ لات نہ چلا سکے۔ عسس: پاسبان شہر۔ اگر نیک مردی نماید......الخ: اگر شہر کا پاسبان چوروں کے ساتھ بھلائی کرنے لگے تو پھر چوروں کے ڈر سے رات میں کوئی سو نہ سکے گا۔ نئے نیزہ: نیزہ کا بانس۔ نیشکر: گنا۔ حلقہ کارزار: میدان جنگ۔ سزوار: لائق، مناسب۔ گوشمال: سزا۔ گربہ: بلی۔ گرگ: بھیڑیا۔ یوسف درد: یوسف کو پھاڑ کھائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا، اگرچہ یہ واقعہ کے خلاف ہے مگر شعر میں اس کا ذکر لطف سے خالی نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ کمزور موذی کی پرورش سے تھوڑا ضرر پہنچتا ہے اور قوی موذی سے ضرر کثیر۔

بنائے کہ محکم ندارد اساس | بلندش مکن ورکنی زو ہراس

گفتار اندر پیش بینی و عاقبت اندیشی

چہ خوش گفت بہرامِ صحرا نشیں | چو یکرانِ توسن زدش بر زمیں
دگر اسپے از گلہ باید گرفت | کہ گر سرکشد باز شاید گرفت
سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل | چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل
ببندائے پسر دجلہ گر آب کاست | کہ سودے ندارد چو سیلاب خاست
چو گرگِ خبیث آمد اندر کمند | بکش ورنہ دل برکن از گوسفند
از ابلیس ہرگز نیاید سجود | نہ از بدگہر نیکوئی در وجود
بد اندیش را جای و فرصت مدہ | عدو در چہ و دیو در شیشہ بہ
مگو شاید ایں مار کشتن بچوب | چو سر زیرِ سنگِ تو دارد بکوب
قلم زن کہ بد کرد با زیر دست | قلم بہتر اورا بشمشیر دست
مدبر کہ قانون بدی نہد | ترا میبرد تا بآتش دہد
مگو ملک را ایں مدبر بس است | مدبر مخوانش کہ مدبر کس است
سعید آورد قول سعدی بجائے | کہ توفیرِ ملک است و تدبیر رائے

باب سوم در عشق

خوشا وقت شوریدگانِ غمش | اگر ریش بینند و گر مرہمش
گدایانے از پادشاہی نفور | بامیدش اندر گدائی صبور

بناء: عمارت۔ محکم: مضبوط۔ اساس: بنیاد۔ زو ہراس: اس سے ڈرتے رہو، یعنی جو نوازش کے قابل نہیں اسے سرفراز نہیں کرنا چاہیے اور کریں تو ڈرتے رہنا چاہیے۔ بہرام: پسر ہرمزد، ایران کا عیش پرست بادشاہ، جوشِ جوانی میں عیش و عشرت میں مبتلا ہوا۔ صحرا نشیں: بہرام گور چونکہ گورخر کے شکار کا شوق رکھتا تھا جس کے لیے صحراؤں میں نکل جاتا تھا، اسی لیے اس کو صحرا نشین بھی کہتے ہیں۔ یکراں: اصیل یا سرخ گھوڑا جس کی یال اور دم سفید ہوں۔ بعضوں نے کچھ اور بھی لکھا ہے۔ توسن: شوخ و سرکش گھوڑا۔ چوں......الخ: جب سرکش گھوڑے نے اس کو زمین پر پٹخ دیا۔ گلہ: ریوڑ۔ سرکشد: اگر سرکشی کرے تو روکا جاسکے۔ سرچشمہ: چشمے کا سرا، ابتدا۔ میل: سلائی۔ نشاید......الخ: ہاتھی کے ذریعہ بھی نہیں گزرا جاسکتا۔ (گلستاں میں بھی یہ شعر بعینہٖ مذکور ہے)۔ آب کاست: پانی گھٹ جائے۔ دجلہ: عراق کا مشہور دریا۔ سود: فائدہ۔ چو سیلاب خاست: جب سیلاب اٹھ پڑا (جوش پہ آیا)۔ گرگ: بھیڑیا۔ دل برکن از گوسفند: بکری سے دل جدا کرلو، یعنی امید ختم کرلو۔ بدگہر: بد اصل۔ جائے و فرصت: جگہ اور موقع۔ عدو: دشمن۔ چہ: چاہ کا مخفف، کنواں۔ دیو: جن، بھوت۔ در شیشہ بہ: کہا جاتا ہے کہ دیو کو شیشی (بوتل) میں بند کردیا جاتا ہے۔ بہ: بہتر۔ مگو......الخ: یہ مت کہو کہ اس سانپ کو لکڑی سے مارنا چاہیے، یعنی صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اسے جلد بے محابا مارو ورنہ تجھے ڈس لے گا یا نکل جائے گا۔ قلم زن: کاتب، عامل، منتظم۔ زیر دست: ماتحت۔ قلم بہتر......الخ: اس کا ہاتھ قلم کردینا بہتر ہے۔ مدبر: یعنی وزیر۔ قانون نہادن: قانون وضع کرنا۔ تا بآتش دہد: تاکہ تجھے جہنم میں ڈال دے، یا معنی ہوئے ہلاک کردے۔ بس است: کافی ہے۔ مدبر کس: بدنصیب شخص۔ سعید: نیک بخت۔ بجا آوردن: تعمیل کرنا، عمل میں لانا۔ کہ توفیر ملک......الخ: کیونکہ وہ بات افزونی ملک اور تدبیر رائے کا باعث ہے۔ عشق: شدت وارفتگی، شیفتگی۔ شوریدگاں: دیوانے، یعنی خدا کے دیوانے کا وقت اچھا گزرتا ہے، انہیں اپنے رنج و راحت کی پروا نہیں ہوتی۔ ریش: زخم۔ مرہم: دوائے زخم۔ نفور: متنفر۔ گدائی: فقیری۔ صبور: صابر (صیغۂ مبالغہ ہے)۔

دمادم: پیاپے، ہردم۔ الم: رنج، تکلیف۔ درکشند: پیتے رہتے ہیں۔ دم درکشند: سانس روک لیتے ہیں، یعنی اگر امر ناگوار لاحق ہو جاتا ہے تو خاموش رہتے ہیں، شکایت نہیں کرتے۔

دمادم شراب الم درکشند — وگر تلخ بینند دم درکشند

بلائے خمار است در عیشِ مُل — سلحدارِ خار است با شاخِ گل

نہ تلخست صبرے کہ بر یادِ اوست — کہ تلخی شکر باشد از دستِ دوست

اسیرش نخواہد رہائی ز بند — شکارش نخواہد خلاص از کمند

سلاطینِ عزلت گدایانِ حے — منازل شناسانِ گم کردہ پے

ملامت کشانند مستانِ یار — سبکتر برد اشترِ مست بار

بسر وقتِ شاں خلق کے رہ برند — کہ چوں آبِ حیواں بظلمت درند

چو بیت المقدس دروں پر ز تاب — رہا کردہ دیوارِ بیروں خراب

چو پروانہ آتش بخود در زنند — نہ چوں کرمِ پیلہ بخود در تنند

دلآرام در بر دلآرام جوے — لب از تشنگی خشک بر طرفِ جوئے

نگویم کہ بر آب قادر نیند — کہ بر ساحلِ نیل مستسقی اند

گفتار اندر ثبوتِ عشقِ حقیقی بدلیلِ مجازی

ترا عشق ہمچوں خودی ز آب و گل — رباید ہمی صبر و آرامِ دل

بہ بیداریش فتنہ بر خدّ و خال — بخواب اندرش پائے بندِ خیال

بصدقش چناں سر نہی بر قدم — کہ بینی جہاں با وجودش عدم

چو در چشمِ شاہد نیاید زرت — زر و خاک یکساں نماید برت

دگر با کست بر نیاید نفس — کہ با او نماند دگر جائے کس

تو گوئی بچشم اندرش منزلست — وگر چشم بر ہم نہی در دلست

خمار: نشہ اترنے کا کسل، اعضا شکنی کی کیفیت۔ بلا: مصیبت، یہاں بلائے خمار، سلحدار خار اور شاخ گل ہر ایک میں مشبہ بہ کی اضافت مشبہ کی جانب ہے اور شاخ گل تحریف ہے۔ عیشِ مُل: شراب کا عیش۔ سلحدار: ہتھیار بند، نیزہ بردار۔ تلخ: کڑوا۔ اسیر: قیدی۔ رہائی: چھٹکارا۔ بند: قید۔ خلاص: رہائی۔ کمند: پھندا۔ سلاطین عزلت: تنہائی کے بادشاہ، یعنی خدا رسیدہ گوشہ نشین۔ گدایان حي: گدایان بارگاہ حي۔ منازل: منزل کی جمع۔ گم کردہ پے: بے نشان۔ اس وجہ سے کہ ان کو ہر شخص پہچان نہیں سکتا کہ ارشاد ہوا: اولیائی تحت قبائی لایعرفهم غیری۔ سبکتر: جلد تر، بآسانی۔ ملامت کشاں: ملامت برداشت کرنے والے۔ مستان یار: دوست یعنی خدا کے دیوانے ہیں کہ: لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ سروقت: فک اضافت ہے جس طرح سرمنزل اور سرچشمہ ہے۔ چوں آب حیواں: یعنی جس طرح آب حیات پردۂ ظلمات میں پوشیدہ ہے کہ اس تک رسائی ناممکن، اس طرح اولیائے مجاذیب کے کیف وحال تک رسائی مشکل ہے۔ تاب: روشنی، نور۔

بیروں خراب: یعنی ان اولیائے کرام کا باطن نور سے معمور اور ظاہر صورت خراب وخستہ ہے۔ کرم پیلہ: ریشم کا کیڑا۔ بخود درتنند: یہ کیڑا اپنے اوپر ریشم تنتا جاتا ہے، جس کے سبب خود اندر ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے، گویا اس نے خود آرائی کی، مگر اہل اللہ خود آرائی نہیں کرتے۔ دلآرام: محبوب، معشوق۔ دربر: آغوش میں۔ دلآرام جو: محبوب کا طلب گار۔ جوئے: دریا۔ کنارۂ دریا پر لب تشنگی سے خشک ہیں، یعنی وصال کے باوجود طلب باقی ہے، اس شعر میں مشتاق ہونے کا مبالغہ مذکور ہے۔ مستسقی: استسقا کا مریض کہ پیٹ بھر پانی پینے کے باوجود پانی کی طلب باقی ہو۔ نیل: مصر کا مشہور دریا، جس کا پانی بڑا شیریں ہے۔ ہمچوں خودی: اپنے جیسے آب وگل سے پیدا شدہ انسان سے صبر وسکون رخصت کر دیتا ہے۔ فتنہ: بمعنی مفتون وفدا۔ خدوخال: رخسار اور تل یعنی خوبروئی۔ بصدقش: اس کی سچائی پر۔ با وجودش: اس کے موجود ہونے پر دنیا کو معدوم تصور کرتے ہو۔ شاہد: معشوق۔ نیاید زرت: یعنی قابل اعتنا نہیں ہوتا۔ نفس با کس برآمدن: محبت کرنا، دل لگانا۔ اندرش: ش منزل کا مضاف الیہ ہے، یعنی اس کا گھر۔ چشم برہم نہادن: سو جانا۔

نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی | نہ قوت کہ یکدم شکیبا شوی
گرت جاں بخواہد بکف برنہی | ورت تیغ بر سر نہد سر نہی
چو عشقے کہ بنیاد او بر ہواست | چنیں فتنہ انگیز و فرماں رواست
عجب داری از سالکانِ طریق | کہ باشند در بحرِ معنیٰ غریق ق
بسودائے جاناں زجاں مشتغل | بذکرِ حبیب از جہاں مشتغل
بیادِ حق از خلق بگریختہ | چناں مستِ ساقی کہ مے ریختہ
نشاید بدارو دوا کردشاں | کہ کس مطلع نیست بر دردِ شاں
الست از ازل ہمچناں شاں بگوش | بفریادِ قالوا بلیٰ در خروش
گروہے عملدارِ عزلت نشیں | قدم ہائے خاکی دم آتشیں
بیک نعرہ کوہے زجا بر کنند | بیک نالہ ملکے بہم بر کنند
چو باد اند پنہان و چالاک پوی | چو مشک اند خاموش و تسبیح گوی
سحرہا بگریند چندانکہ آب | فروشوید از دیدہ شاں کحلِ خواب
فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند | سحرگہ خروشاں کہ وا ماندہ اند
شب و روز در بحرِ سودا و سوز | ندانند از آشفتگی شب ز روز
چناں فتنہ بر حسنِ صورت نگار | کہ با حسنِ صورت ندارند کار
ندادند صاحبدلاں دل بپوست | وگر ابلہے داد بے مغز و گوست
مئے صرفِ وحدت کسے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

حکایت گدازادہ باپادشاہزادہ

رسوا: ذلیل۔ شکیبا: صبر کرنے والا۔ بکف برنہی: ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے۔ سرنہادن: سر جھکا دینا۔ ہوا: نفسانی خواہش۔ فرمانروا: حکمراں۔ سالکانِ طریق: راہ تصوف پر چلنے والے۔ بحرِ معنیٰ: دریائے حقیقت۔ غریق: ڈوبے ہوئے۔ سودا: عشق، جنون۔ جاناں: محبوب، معشوق۔ زجاں مشتغل: جان سے بے نیاز۔ مستِ ساقی: ساقی ازل میں محو اور بے خود۔ مے: شراب۔ دارو: دوا۔ دوا کردن: علاج کرنا۔ شاں: یعنی سالکان طریقت۔ مطلع: خبردار۔ الست: ازل میں اللہ تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کہہ کر جو عہد بندوں سے لیا تھا۔ قَالُوْا بَلیٰ: اس عہد کے جواب میں بندوں نے کہا تھا "بلیٰ" کیوں نہیں، تو ضرور ہمارا رب ہے۔ عملدار: وہ غوث وقطب کہ کائنات کے امور کا انتظام جن کے سپرد ہے۔ عزلت نشیں: گوشہ نشین۔ قدم ہائے خاکی: یعنی متواضع۔ دم آتشیں: یعنی سریع التاثیر، پھونک۔ بیک نعرہ......الخ: یعنی یہ اغواث واقطاب ایک نعرہ عشق میں پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دیں، چوں باد......الخ: یہ ہوا کی طرح ہیں، نگاہوں سے پوشیدہ۔ چالاک پوے: تیز رفتار۔ مشک: ایک قسم کی تیز عمدہ خوشبو۔ آب: یعنی آنسو۔ کحل: سرمہ۔ فرس: قالب بشری یا نفس مراد ہے۔ واماندہ اند: تھک چکے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ۔ آشفتگی: دیوانگی۔ فتنہ: مفتون، فدا۔ صورت نگار: نقاشِ عالم۔ کہ: بیانیہ ہے۔ حسن صورت: مظاہر جمیلہ۔ ندارند کار: سروکار نہیں رکھتے۔ پوست: یعنی حسن ظاہر۔ بے مغز: نادان۔ گو: گاؤ کا مخفف۔ می: شراب۔ صرف: خالص۔ وحدت: یکتائی۔ دنیا و عقبیٰ......الخ: یعنی عشق الٰہی میں خود کو فنا کردے۔

شنیدم کہ وقتے گدازادۂ — نظر داشت باپادشازادۂ
ہمیرفت و می پخت سودائے خام — خیالش فروبرد دنداں بکام
زمیدانش خالی نبودے چو میل — ہمہ وقت پہلوئے اسپش چو پیل
دلش خوں شد و راز در دل بماند — ولے پایش از گریہ در گل بماند
رقیباں خبر یافتندش ز درد — دگر بارہ گفتندش اینجا مگرد
دمے رفت و یاد آمدش روئے دوست — دگر خیمہ زد بر سر کوئے دوست
غلامے شکستش سر و دست و پائے — کہ بارے نگفتیمت ایدر میائے
دگر رفت و صبر و قرارش نبود — شکیبائی از روئے یارش نبود
مگس وارش از پیشِ شکر بجور — براندندے و باز گشتے بفور
کسے گفتش اے شوخِ دیوانہ رنگ — عجب صبر داری تو بر چوب و سنگ
بگفت ایں جفا بر من از دستِ اوست — نہ شرط است نالیدن از دستِ دوست
من اینک دمِ دوستی میزنم — گر او دوست دارد و گر دشمنم
زمن صبرِ بے او توقع مدار — کہ با او ہم امکاں ندارد قرار
نہ نیروئے صبرم نہ جائے ستیز — نہ امکانِ بودن نہ پائے گریز
مگو زیں درِ بارگہ سر بتاب — وگر سر چو میخم کشد در طناب
نہ پروانہ جاں دادہ در پائے دوست — بہ از زندہ در کنجِ تاریک اوست
بگفت ار خوری زخمِ چوگانِ او — بگفتا بپایش در افتم چو گو
بگفتا سرت گر ببرد بہ تیغ — بگفت ایں قدر نبود از وے دریغ
یکے را کہ معشوق باشد یکے — نیازارد از وے بہر اندکے

گدازادہ: فقیر کا لڑکا۔ نظر داشت: عشق و محبت رکھتا تھا۔ ہمی رفت: یعنی اس کی طلب میں چلا جاتا تھا۔ سودائے خام پختن: خیال خام پکانا: بیہودہ طلب کرنا۔ دنداں بکام فرو بردن: کامیاب ہونا، یعنی اس نے خیال کیا کہ میں اپنا مقصود پالوں گا۔ میدانش: یعنی شہزادے کے کھیل کا میدان۔ میل: وہ نشان جو چوگان کھیلنے والے میدان میں نصب کر دیتے ہیں، تاکہ جو حریف اس سے گیند گزار دے، بازی جیت جائے۔ چونکہ میل چوگان بازی کے میدان کا لازم ہے اسی طرح وہ گدازادہ بھی شہزادے کے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو رہا کرتا جس طرح شطرنج کا پیلہ اسپ کے پہلو میں ہوا کرتا ہے۔ پیل: چمڑی توشہ دان، جو سواران عرب گھوڑے کے پہلو میں باندھتے ہیں، یا شطرنج کا پیلہ جو اسپ کے پہلو میں رہتا ہے، حاصل یہ کہ جس وقت شہزادہ چوگان بازی کرتا اس کے میدان سے نہ ہٹتا اور جب سوار ہوتا تو اس کے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو رہتا۔ دل خون شدن: سخت مشقت جھیلنا۔ راز در دل بماند: راز عشق پوشیدہ رہا۔ لیکن رونے کے سبب اس کا پیر کیچڑ میں پھنس گیا، یعنی راز فاش ہو گیا۔ گفتندش: رقیبوں اور نگہبانوں نے اس سے کہا۔ دمے: تھوڑی دیر۔ خیمہ زد: پڑاؤ ڈال دیا۔ دوست: یعنی شہزادہ۔ ایدر: یہاں، اس جگہ۔

شکیبائی: صبر و قرار۔ مگس وار: مدہ مکھی کی طرح۔ بجور: زبردستی۔ شوخ: بے شرم۔ از دست اوست: یعنی عاشقوں کا مارنا اس کا کام ہے۔ دم زدن: دم بھرنا، دعوائے محبت کرنا، کسی کی ہر دم یاد کرنا۔ بے او: بغیر اس کے۔ با او: اس کے ہوتے ہوئے قرار نہیں۔ نیروئے صبر: صبر کی طاقت۔ ستیز: جنگ۔ بودن: رہنا۔ طناب: خیمہ کی رسی۔ نہ: کیا ایسا نہیں۔ کنج تاریک: تاریک گوشہ۔ چوگان: بلا۔ گو: گیند۔ یکے را کہ ...... مصرع: جس کا معشوق یکتا ہو اس کی ہر تھوڑی سی بات پر آزردہ نہیں ہوتا۔

تارک: بفتح ثالث: سر کا درمیانی حصہ، مراد سر ہے۔ تبر: کلہاڑا۔ ناشکیبا: بے صبرا۔ عتیب: عتاب میں امالہ ہے، عتاب، غصہ۔ شکیب: صبر۔ یعقوب:

مرا خود ز سر نیست چنداں خبر ۔۔۔ کہ تاجست بر تارکم یا تبر
مکن با من ناشکیبا عتیب ۔۔۔ کہ در عشق صورت نہ بندد شکیب
چو یعقوبم ار دیدہ گردد سپید ۔۔۔ نبرّم ز دیدار یوسف امید
رکابش ببوسید روزے جواں ۔۔۔ بر آشفت و برتافت از وے عناں
بخندید و گفتا عناں بر مپیچ ۔۔۔ کہ سلطاں عناں بر نہ پیچد ز ہیچ
مرا با وجودِ تو ہستی نماند ۔۔۔ بیادِ تو ام خود پرستی نماند
گرم جرم بینی مکن عیبِ من ۔۔۔ توئی سر بر آوردہ از جیبِ من
بداں زہرہ دستت زدم در رکاب ۔۔۔ کہ خود را نیاوردم اندر حساب
کشیدم قلم در سرِ نامِ خویش ۔۔۔ نہادم قدم بر سرِ کامِ خویش
مرا خود کشد تیر آں چشمِ مست ۔۔۔ چہ حاجت کہ آری بشمشیر دست
تو آتش بہ نے درزن و درگذر ۔۔۔ کہ نہ خشک در بیشہ ماند نہ تر

حکایت در معنیٰ فنائے اہل محبت

شنیدم کہ برلحنِ خنیا گرے ۔۔۔ برقص اندر آمد پری پیکرے
ز دلہائے شوریدہ پیرامنش ۔۔۔ گرفت آتشِ شمع در دامنش
پراگندہ خاطر شد و خشمناک ۔۔۔ یکے گفتش از دوستداراں چہ باک
ترا آتش اے دوست دامن بسوخت ۔۔۔ مرا خود بیکبار از من بسوخت
اگر یاری از خویشتن دم مزن ۔۔۔ کہ شرکست با یار و با خویشتن

حکایت در معنیٰ اشتغال اہل محبت

حضرت یوسف علیہ السلام کے والد جن کی آنکھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے سفید ہوگئی تھیں، قرآن میں ہے: وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ۔ دیدہ سپید گشتن: بینائی ختم ہوجانا۔ نبرّم ز دیدار ......الخ: حضرت یعقوب علیہ السلام بینائی جاتے رہنے کے باوجود کہتے رہتے: "اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ" اور ان سے مایوس نہ تھے، اس شعر میں اسی واقعہ کی تلمیح ہے۔ رکاب: آہنی حلقہ جو گھوڑے کی زین میں دونوں طرف لٹکا رہتا ہے اور سوار اس پر پاؤں رکھتا ہے۔ بر آشفت: غصہ ہوا۔ عناں: باگ، لگام۔ بر نہ پیچد ز ہیچ: کسی سے باگ نہیں موڑتا بلکہ وہ سب کی حاجت روائی کرتا ہے۔ باوجود تو: تیرے ہوتے ہوئے۔ ہستی نماند: میرا وجود نہ رہا۔ خود پرستی: خود بینی، خودی۔ جیب: گریباں۔ بداں: بمعنی باآں۔ زہرہ: طاقت وہمت۔ اندر حساب: شمار میں۔ قلم کشیدن: مٹا دینا۔ قدم نہادن: پائمال کرنا۔ کام: مقصد۔ آتش: آگ، مراد عشق ہے۔ نے: نرکل، مراد وجود عاشق ہے، تو نرکل میں آگ لگا دے اور چلا جا تا کہ جھاڑی میں نہ کوئی خشک چیز رہ جائے نہ تر چیز۔ یعنی مجھ میں عشق کی آگ روشن کر دو وہ آگ کسی چیز کو باقی نہ چھوڑے گی، کہ لوگوں نے کہا ہے "العشق نارٌ فی القلوب یحرق ماسوی المحبوب"۔

بیشہ: جھاڑی، جنگل۔ لحن: نغمہ وسرود۔ خنیا: بروزن دنیا، ساز ونغمہ۔ خنیا گر: سازندہ، طبلچی۔ برقص اندر آمد: وجد میں آکر ناچنے لگا۔ پری پیکر: پری چہرہ، نہایت خوبصورت جسم والا، مجازاً معشوق۔ شوریدہ: سودائی، آشفتہ۔ پیرامن: اردگرد، چاروں طرف۔ آتش شمع: شمع عشق کی آگ یعنی عاشقوں کے دل کی آگ۔ پراگندہ خاطر: پریشان طبیعت۔ دوستداراں: یعنی عشاق۔ چہ باک: کیا ہرج ہے۔ اگر یاری: اگر تو عاشق ہے۔ کہ شرک ست......الخ: عشق میں معشوق کے ساتھ خودی کا دم بھرنا شرک ہے۔

داننده: دانش مند، ثقہ راوی مراد ہے۔ شوریدہ: دیوانہ ومستانہ۔ صحرا: جنگل۔ وگفت: لڑکے نے کہا۔ از آنگہ: اس وقت سے۔ کس خویش خواند: مجھے اپنا کہا یعنی اپنا جمال دکھایا۔

چنیں دارم از پیرِ داننده یاد ‖ که شوریدهٔ سر بصحرا نهاد
پدر در فراقش نخورد و نخفت ‖ پسر را ملامت بکردند و گفت
از آنگه که یارم کسِ خویش خواند ‖ دگر با کسم آشنائی نماند
بحقش که تا حق جمالم نمود ‖ دگر هرچه دیدم خیالم نمود
نشد گم که روی از خلائق بتافت ‖ که گم کردهٔ خویش را بازیافت
پراگندگانند زیرِ فلک ‖ که هم دد تواں خواندشاں هم ملک
زیادِ ملک چوں ملک نارمند ‖ شب و روز چوں دد ز مردم رمند
قوی بازوانند کوتاه دست ‖ خردمند شیدا و هشیار مست
گہ آسوده در گوشهٔ خرقه دوز ‖ گہ آشفته در مجلسے خرقه سوز
نہ سودائے خودشاں نہ پروائے کس ‖ نہ در کنجِ توحیدشاں جائے کس
پریشیدهٔ عقل و پراگنده هوش ‖ ز قولِ نصیحت گر آگنده گوش
بدریا نخواهد شدن بط غریق ‖ سمندر چہ داند عذاب الحریق
تہیدست مردانِ پُر حوصله ‖ بیاباں نوردانِ بے قافله
ندارند چشم از خلائق پسند ‖ که ایشاں پسندیدهٔ حق بسند
عزیزانِ پوشیده از چشمِ خلق ‖ نہ زنّار دارانِ پوشیده دلق
پر از میوه و سایه ور چوں رزاند ‖ نہ چوں ما سیه کار و ازرق رزاند
بخود سر فرو برده همچوں صدف ‖ نہ مانندِ دریا بر آورده کف
نہ مردم همیں استخوانند و پوست ‖ نہ هر صورتے جانِ معنیٰ در وست
نہ سلطاں خریدارِ هر بنده ایست ‖ نہ در زیرِ هر ژنده زنده ایست

بحقش: اس کے حق کی قسم۔ تا: جب سے۔ خیالم نمود: خواب وخیال معلوم ہوتا ہے۔ روی از خلائق بتافت: مخلوق سے رخ موڑلیا۔ گم کردهٔ خویش: یعنی حق تعالیٰ۔ بازیافت: واپس پالیا، یعنی مراتب قرب حاصل کرلیے۔ پراگندگاں: پریشاں احوال، یعنی اولیاء اللہ۔ دد: وحشی جانور، درندہ۔ ملک: فرشتہ۔ یاد ملک: یعنی خدا کی یاد۔ نارمند: آرام میں نہیں ہیں، غافل نہیں ہیں کہ فرشتوں کی غذا تسبیح الٰہی ہے۔ رمند: بھاگتے ہیں، نفرت کرتے ہیں۔ قوی بازو انند: یعنی باعتبار کرامت۔ کوتاہ دست: یعنی ظاہری بیچارگی کے اعتبار سے۔ ان شعروں میں انہیں مختلف ومتضاد صفتوں کا مظہر بتایا گیا ہے، اعتبار بدل بدل کے۔ آسودہ: آرام سے۔ خرقہ دوز: گدڑی سیتے ہوئے (حال ہے)۔ مجلسے: مجلس وجد وسماع، تذکیر ووعظ۔ آشفتہ: دیوانے۔ خرقہ سوز: گدڑی جلاتے ہوئے (دونوں جگہ حال واقع ہے)۔ سودائے خود: اپنا خیال۔ کنج توحید: گوشہ تنہائی۔ پریشیدہ: پریشان، یعنی عقل وحواس کے گم شدہ۔ بط: یعنی بحر مشاہدہ کے شناور۔ غریق: ڈوبا ہوا۔

سمندر: ایک آتشی چوہا جو آگ کے اندر پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے، اس کی صورت گرگٹ سے بہت مشابہ ہے، آگ کے باہر نہیں جی سکتا۔ عذاب الحریق: آگ کا عذاب۔ بیاباں نورداں: وادی معرفت کے سیاح۔ تہیدست: یعنی بظاہر۔ چشم: امید۔ خلائق: مخلوقات۔ بسند: کافی ہیں۔ عزیزاں: اللہ کے پیارے۔ زنار: جنیو، وہ تاگا جو کفار علامت کفر کے طور پر گردن میں ڈالے رہتے ہیں۔ نہ زنار......الخ: یعنی ایسا نہیں کہ وہ مسلمانوں کے لباس میں کافر ہوں، بقول مشائخ: کم من مومن فی قباء وکم من کافر فی عباء۔ پوشیدہ دلق: گدڑی پہنے ہوئے۔ سایہ ور: سایہ دار۔ رز: انگور کی بیل۔ ازرق رز: یعنی نیلا رنگنے والا جو صوفیا کے لباس کا رنگ تھا۔ صدف: سیپ۔ کف: جھاگ۔ جان معنیٰ: حقیقت، معرفت۔ ژندہ: پھٹا پرانا لباس، گدڑی۔ زندہ: یعنی زندہ دل، یعنی سب یکساں نہیں، کچھ گدڑی پوش مردہ دل ہیں۔

ژالہ: ابرِ نیساں کا پانی مراد ہے نہ اولہ و شبنم۔ دُر: موتی، یعنی سب کے سب اولیائے کرام نہیں ہیں۔ خرمہرہ: کوڑی، ادنیٰ سکہ۔ غازی: نٹ، بازی گر۔

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے | چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے
چو غازی بخود بر نہ بندند پائے | نہ محکم رود پائے چوبیں زجائے
حریفانِ خلوتسرائے اَلَست | بیک جرعہ تا نفخۂ صور مست
بہ تیغ از غرض بر نگیرند چنگ | کہ پرہیز و عشق آبگینہ است و سنگ

حکایت در معنیٰ غلبۂ وجد و سلطنتِ عشق

یکے شاہدے در سمرقند داشت | کہ گفتی بجائے سمرقند داشت
جمالے گرو بردہ از آفتاب | ز شوخیش بنیادِ تقویٰ خراب
تعالی اللہ از حسن تا غایتے | کہ پنداری از رحمت است آیتے
ہمی رفتے و دیدہا در پیش | دلِ دوستاں کردہ جاں برخیش
نظر کردے ایں دوست در وے نہفت | نگہ کرد بارے بہ تندی و گفت
کہ اے خیرہ سر چند پوئی پیم | ندانی کہ من مرغِ دامت نیم
گرت بارِ دیگر ببینم بہ تیغ | چو دشمن ببرّم سرت بیدریغ
کسے گفتش اکنوں سرِ خویش گیر | ازیں سہلتر مطلبے پیش گیر
نہ پندارم ایں کام حاصل کنی | مبادا کہ جاں در سرِ دل کنی،
چو مفتونِ صادق ملامت شنید | بدرد از دروں نالۂ بر کشید
کہ بگذار تا زخمِ تیغِ ہلاک | بغلطاندم لاشہ در خون و خاک
مگر پیشِ دشمن بگویند و دوست | کہ ایں کشتۂ دست و شمشیرِ اوست
نمی بینم از خاکِ کویش گریز | بہ بیداد گو آبِ رویم بریز

پائے چوبیں: لکڑی کا پیر، یعنی لاٹھی جسے بازیگر لوگ باندھ کر تماشا دکھاتے ہیں۔ حریفاں: ہم پیشہ، ہمراہی۔ خلوت سرا: حرم سرا، مجلسِ محرم راز، یعنی مجلسِ میثاق۔ الست: اس آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ ہے، عالم ارواح میں خداوند کریم نے ارشاد فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ بندوں نے کہا کیوں نہیں۔ جرعہ: گھونٹ۔ نفخۂ صور: صور کی پھونک جس سے قیامت آجائے گی۔ مراد یہ ہے کہ جو شرابِ الست نوش کر چکے ہیں وہ اس کی ایک ہی گھونٹ سے نفخۂ صور تک مست رہیں گے اور شبانہ روز سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ رہیں گے۔ غرض: مقصد، یعنی وصل مولیٰ۔ بر نگیرند چنگ: یعنی باز نہ رہیں گے۔ پرہیز: یعنی وصل مولیٰ سے دور رہنا۔ عشق: یعنی عشق الٰہی، یعنی پرہیز عشق کا ایسا مباین ہے جیسے شیشے کے لیے پتھر۔ وجد: بے خودی، وارفتگی۔ شاہد: معشوق۔ سمرقند: ایک شہر کا نام جواب روس میں واقع ہے۔ سمر: قصہ گوئی، گفتگو، یعنی اس کی گفتگو قند کی طرح شیریں تھی (وہ شیریں کلام تھا)۔ جمال: خوبصورتی۔ گرو بردن: غالب آنا۔ زشوخی: یعنی اس کی شوخی تقویٰ شکن تھی۔ شوخی: چلبلا پن، ناز نخرے، بے باکی۔ تعالی اللہ: مدح میں مبالغہ کرنے کے لیے بولتے ہیں، یعنی اس سے برتر بس اللہ تعالیٰ ہے۔ آیت: نشانی۔ دیدہا: نگاہیں۔ در پیش: یعنی عاشقوں کی نگاہیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔ جاں برخیش: جان اس پر قربان۔ تندی: غصہ۔ خیرہ سر: بے حیا، سرکش و دلیر۔ پوئی: بمعنی دوی۔ مرغِ دام: جال میں پھنسنے والا پرندہ۔ بے دریغ: بے محابا، بے خطر۔ سرِ خویش گیر: اپنی راہ لے۔ مطلبے پیش گیر: کوئی معشوق اختیار کر۔ کام: مقصد۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو کہ دل کی خاطر جان دے دے۔ مفتونِ صادق: سچا عاشق۔ مگر......الخ: یعنی شاید دوستوں اور دشمنوں کے سامنے لوگ کہیں کہ یہ اسی معشوق کا کشتۂ شمشیر ہے۔ بیداد: ظلم و ستم۔ آبِ رویم بریز: میری بے حرمتی کر، میری عزت اتار لو۔

مراتوبہ فرمائی: مجھے توبہ کرنے کو کہتے ہو۔ خود پرست: خود بیں، مغرور۔ تراتوبہ ......الخ: یعنی تجھے یہ کہنے سے توبہ کرنا چاہیے۔ اولیٰ تر: زیادہ مناسب، بہتر، اس میں تر زائد ہے، مگر فارسی ترکیب میں جوڑ دیتے ہیں کہ فارسی میں اسم تفضیل تر جوڑ کر بنتا ہے۔ بسوزاندم: (م ضمیر منصوب مفعولی ہے) اس کی آتشِ فراق مجھے ہر شب جلا دیتی ہے (عشق میں جلنا اور مرنا جینا سب اصطلاحی چیزیں ہیں)۔ خیمہ زدن: خیمہ لگانا۔ قیامت: یعنی در قیامت۔ پہلوے دوست: یعنی دوست کے نزدیک۔ مدہ......الخ: عشق کی جنگاہ میں پشت مت دکھاؤ، کیونکہ شہیدِ عشق زندہ جاوید ہوتے ہیں۔ تشنہ: شرابِ عشقِ الٰہی کا پیاسا، یعنی مرتے وقت کہہ رہا تھا۔ درآب مرد: یعنی بحرِ معرفت میں ڈوب کر جاں بحق ہوگیا۔ نابالغ: یعنی عشق میں خام کار (عام بول کر خاص مراد لیا)۔ بگفتا: اس نے جواب دیا کہ میں اس چیز سے لب تر کیوں نہ کروں کہ جس کی لذت اندوزی میں اپنی جان ذوق وشوق سے دے سکوں۔ فتد تشنہ: یہ شعر بطریق تمثیل ہے۔ آبدان: حوض، تالاب۔ عمیق: گہرا۔ کہ داند: اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ڈوبنے والا سیراب مرتا ہے اور حسرت کے عذابِ الیم سے محفوظ رہتا ہے۔ بہشت: یعنی میوۂ بہشت، اس شعر کا مضمون اس اعتبار سے ہے کہ

مرا توبہ فرمائی اے خود پرست | ترا توبہ زیں گفتن اولیٰ ترست

بخشائے بر من کہ ہر چہ او کند | دگر قصدِ خونست نیکو کند

بسوزاندم ہر شبے آتشش | سحر زندہ گردم ببوئے خوشش

اگر میرم امروز در کوئے دوست | قیامت زنم خیمہ پہلوئے دوست

مدہ تا توانی دریں جنگ پشت | کہ زندہ است سعدی چو عشقش بکشت

حکایت فدا شدنِ اہلِ محبت و ہلاکت را غنیمت شمردن

یکے تشنہ میرفت و جاں می سپرد | خنک نیکبختے کہ در آب مرد

بدو گفت نابالغے کاے عجب | چو مُردی چہ سیراب و چہ خشک لب

بگفتا نہ آخر دہاں تر کنم | کہ تا جانِ شیرینش در سر کنم

فتد تشنہ در آبدانِ عمیق | کہ داند کہ سیراب میرد غریق

اگر عاشقی دامنِ او بگیر | وگر گویدت جاں بدہ گو بگیر

بہشت تن آسانی آنگہ خوری | کہ بر دوزخِ نیستی بگذری

دلِ تخم کاراں بود بارکش | چو خرمن برآید بخسپند خوش

دریں مجلس آنکس بکامے رسید | کہ در دورِ آخر بجامے رسید

حکایت در صبر و ثباتِ روندگاں

چنیں نقل دارم ز مردانِ راہ | فقیرانِ منعم گدایانِ شاہ

کہ پیرے بدریوزہ شد بامداد | درِ مسجدے دید و آواز داد

اصحابِ جنت دوزخ پر عبور کرنے کے بعد ہی جنت میں جائیں گے، چنانچہ آیۂ کریمہ ہے کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ یعنی بہشت کی تمتعات اس وقت پاؤ گے جب فنا کے دوزخ پر گزر چکو گے۔ تخم کار: کاشت کار۔ بارکش: تکلیف زدہ۔ خرمن: کھلیان۔ مجلس: یعنی مجلسِ عشق۔ کام: منزلِ مقصود۔ بجائے رسی: یعنی خاتمہ بخیر ہو۔ دورِ آخر: زندگی کا۔ ثبات: استقلال، پامردی۔ روندگاں: سالکانِ طریقت۔ مردانِ راہ: سالکانِ طریقت، مصرع دوم مردانِ راہ کی صفت ہے۔ منعم: مال دار۔ شاہ: یعنی سلطنتِ معرفت کے شاہ۔ دریوزہ گر: گدائی، سائل ہوکر۔ شد: چلا، روانہ ہوا۔ بامداد: صبح۔ آواز داد: صدا لگائی۔

یکے گفتش ایں خانۂ خلق نیست
کہ چیزے دہندت بشوخی مایست

بپرسید ایں خانۂ کیست پس
کہ بخشایشش نیست برحالِ کس

بگفتا خموش اینچہ لفظِ خطاست
خداوندِ خانہ خداوندِ ماست

نگہ کرد قندیل و محراب دید
بسوز از جگر نعرہ برکشید

کہ حیفست ازینجا فراتر شدن
دریغست محروم ازیں در شدن

نرفتم بنومیدی از ہیچ کوئے
چرا از درِ حق روم زرد روئے

ہم آنجا کنم دستِ خواہش دراز
کہ دانم نگردم تہیدست باز

شنیدم کہ سالے مجاور نشست
چو فریاد خواہاں برآورد دست

شبے پائے عمرش فرو شد بگل
طپیدن گرفت از ضعیفیش دل

سحر بُرد شخصے چراغش بسر
رمق دید ازو چوں چراغِ سحر

ہمیگفت غلغل کناں از فرح
وَمَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ انْفَتَحْ

طلبگار باید صبور و حمول
کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول

چہ زرہا بخاکِ سیہ در کند
کہ باشد کہ روزے مسے زر کند

زر از بہر چیزے خریدن نکوست
نخواہی خریدن بہ از نازِ دوست

گر از دلبرے دل بتنگ آیدت
دگر غمگسارے بچنگ آیدت

مبر تلخ عیشی ز روئے ترش
بآبے دگر آتشش باز کش

وگر بخوبی ندارد نظیر
باندک دل آزار ترکش مگیر

تواں از کسے دل بپرداختن
کہ دانی کہ بے او تواں ساختن

حکایت در معنیٔ آنکہ طالبِ صادق بجفا بر نگردد

بشوخی مایست: شرارت سے کھڑے نہ رہو۔ بخشایشش: اس کی عنایت ونوازش۔ لفظ خطا: غلط بات۔ خداوند خانہ: صاحب خانہ، گھر کا مالک۔ خداوند ما: ہمارا خدا۔ قندیل: بڑا چراغ۔ بسوز از جگر: سوز جگر کے ساتھ ایک نعرہ مارا۔ حیف: افسوس۔ فراتر شدن: آگے بڑھنا۔ ازیں در شدن: اس در سے محروم جانا باعث افسوس ہے، لہٰذا یہیں پڑا ؤ ڈالوں گا۔ روم زرد روئے: شرمندہ ہوکر کیسے جاؤں۔ دست خواہش: دست سوال۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ مجاور: معتکف ہوکر۔ فریاد خواہ: فریادی، دہائی دینے والا، داد خواہ۔ پائے عمرش فرو شد بگل: اس کی زندگی کا پیر کیچڑ میں دھنس گیا، یعنی قریب المرگ ہوگیا، کوئی دم کا مہمان ہوگیا۔ طپیدن: تڑپنا۔ ضعیفی: کمزوری۔ رمق: تھوڑی جان۔ چراغ سحر: صبح کا چراغ جس کا دم آخر ہوتا ہے۔ غلغل کناں: گنگناتے ہوئے۔ فرح: خوشی، شادمانی۔ ومن دق......الخ: جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ کھلا ہے۔ صبور: بہت صبر کرنے والا۔ حمول: بہت برداشت کرنے والا۔ دونوں صیغہ مبالغہ ہیں۔ کیمیا گر: ایک خاص تدبیر سے زر خالص بنانے والا۔ ملول: رنجیدہ۔ چہ زرہا: وہ کتنے سونے (روپے) کو زر خالص بنانے کے چکر میں برباد کرڈالتے ہیں۔ مس: تانبہ۔ زر کند: سونا بنالے۔ زر از بہر چیزے: سونا کوئی چیز خریدنے کے لیے ہی ہوتا ہے تو اس سے ناز دوست یعنی رضائے مولیٰ خریدنا ہی مناسب ہے۔ یہاں زر عبارت ہے حیات دنیا سے جو عقبیٰ سنوارنے کا سرمایہ ہے، حاصل یہ ہے کہ عمر عزیز کے قیمتی لمحات کو یاد حق میں صرف کرو اور رضائے مولیٰ حاصل کرکے آخرت سنوارو۔ دل بر: معشوق۔ غمگسار: یعنی معشوق۔ گر از دلبرے......الخ: یہ شعر شرط ہے اس کے بعد والا جزا ـــــ حاصل یہ ہے کہ اگر کسی معشوق سے دل تنگ آچکا ہو اور دوسرا معشوق مل سکتا ہو تو خواہ مخواہ زندگی کی تلخیاں نہیں جھیلنی چاہئیں، ہاں اگر معشوق اپنی خوبی میں بے نظیر ہو تو مشقتیں جھیل کر بھی اسے ترک نہیں کرنا چاہیے۔ تواں از کسے......الخ: اس معشوق سے دل ہٹایا جاسکتا ہے جس کے بغیر کام بن سکتا ہو، ورنہ اسی سے جڑے رہنا ضروری ہے۔

شبے تا سحر صلے زندہ داشت | سحر دستہائے دعا بر فراشت
یکے ہاتف انداخت در گوش پیر | کہ بیحاصلے رو سرِ خویش گیر
بریں در دعائے تو مقبول نیست | بخواری برو یا بزاری بایست
شبے دیگر از ذکر و طاعت نخفت | مریدے ز حالش خبر داشت گفت
چو دیدی کزاں روئے بستست در | بہ بیحاصلی سعی چندیں مبر
بدیباچہ بر اشک یاقوت فام | بحسرت ببارید و گفت اے غلام
مپندار اگر دوے عناں بر شکست | کہ من باز دارم ز فتراک دست
بنومیدی آنگہ بگردیدمے | ازیں رہ کہ راہِ دگر دیدمے
چو خواہندہ محروم گشت از درے | چہ غم گر شناسد درِ دیگرے
شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست | ولیکن رہے دگر روئے نیست
دریں بود سر بر زمینِ فدے | کہ گفتند در گوشِ جانش ندے
قبول است گرچہ ہنر نیستش | کہ جز ما پناہے دگر نیستش

حکایت

یکے در نشاپور دانی چہ گفت | چو فرزندش از فرضِ خفتن بخفت
توقع مدار اے پسر گر کسی | کہ بی سعی ہرگز بجائے رسی
سمیلان چو بر نگیرد قدم | وجودیست بے منفعت چوں عدم
طمع دار سود و بترس از زیاں | کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں

حکایت در صبر بر جفائے آنکہ از و صبر نتواں کرد

تا سحر زندہ داشت: یعنی پوری رات بیدار رہ کر عبادت کرتا رہا۔ سحر: صبح کے وقت۔ ہاتف: غیبی آواز۔ بیحاصلی: یعنی تیری یہ عبادت بے کار ہے، مقصد حاصل نہیں۔ جاؤ اپنا راستہ پکڑو۔ بخواری......الخ: ذلت کے ساتھ جاؤ یا روتے ہوئے کھڑے رہو۔ بستست در: تیرا دروازہ بند ہے۔ بہ بیحاصلی: بے مرادی کے ساتھ۔ سعی: کوشش۔ دیباچہ: چہرہ۔ یاقوت فام: یاقوت رنگ (سرخ)۔ حسرت: افسوس۔ اے غلام: یعنی اے مرید من۔ عناں: باگ، لگام۔ بر شکست: ایک نسخے میں برگسست ہے، دونوں محل نظر ہیں، مراد ہے موڑ لیا۔ فتراک: شکار دان، شکار بند۔ بنومیدی......الخ: ناامید ہو کر میں اس وقت اس راہ سے مڑ جاتا جب کہ اس سے بہتر کوئی راہ (در) دیکھتا۔ (بھلا مولیٰ کے در سے بہتر کون ہوگا؟) خواہندہ: بھکاری۔ چہ غم......الخ: کیا فکر؟ اگر کوئی دوسرا در وہ پہچانتا ہو یعنی موجود ہو۔ کہ راہم......الخ: میں نے سن لیا کہ میرے لیے اس کوچہ میں راہ نہیں، لیکن کسی دوسری جانب بھی تو کوئی راہ نہیں ہے۔ دگر روئے: دوسری جانب۔ دریں بود: وہ بزرگ اس حال میں تھا کہ سر فداکاری کی زمین پر جھکا تھا کہ اس کے گوش دل میں انہوں نے آواز دی۔ فدے اور ندے: فدا اور ندا میں امالہ ہے، کئی نسخوں میں بے امالہ فدا اور ندا مذکور ہے۔ گفتند: یعنی غیبی فرشتوں نے۔ قبول ست: یعنی تیرا عجز و نیاز قبول ہے، اگر چہ تجھ کو لیاقت نہیں، کیونکہ اس کے لیے ہمارے سوا کوئی دوسری پناہ گاہ نہیں۔

نشاپور: خراسان کا ایک شہر، اصل ہے نہ شاپور، نہ شہر، شاپور بادشاہ کا نام۔ از فرض خفتن بخفت: یعنی نماز عشا پڑھے بغیر سو گیا۔ توقع: امید۔ گر کسی: اگر تو آدمی ہے۔ سعی: کوشش۔ بجائے: یعنی کسی مرتبے تک۔ سمیلان جو: ایک قسم کی گھاس جو کھیتی کٹنے کے بعد نکل آتی ہے، نہ بڑھتی ہے نہ پھل لاتی ہے (غیر نفع بخش ہے)۔ بر نگیرد قدم: قائم نہیں رہتا۔ وجودیست......الخ: معدوم کے مثل بے منفعت ایک وجود ہے۔ سود: نفع۔ بترس از زیاں: نقصان سے ڈرو۔ بے بہرہ: بے نصیب، محروم۔ فارغ زیاں: جو لوگ نقصان سے بے فکر ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔

شکایت کند نوعروسِ جواں | بہ پیرے ز داماد نامہرباں
کہ مپسند چندیں کہ با ایں پسر | بتلخی رود روزگارم بسر
کسانیکہ با من دریں منزلند | نہ بینم کہ چوں من پریشاں دلند
زن و مرد باہم چناں دوستند | کہ گوئی دو مغز و یکے پوستند
ندیدم دریں مدت از شوئے من | کہ بارے بخندید در روئے من
شنید ایں سخن پیرِ فرخندہ فال | سخنداں بود مردِ دیرینہ سال
جوابے چہ پیرایہ اش گفت خوش | کہ گر خوبروئیست بارش بکش
دریغست روی از کسے تافتن | کہ دیگر نشاید چنو یافتن
چرا سرکشی زانکہ گر سرکشد | بحرفِ وجودت قلم در کشد
رضا دہ بفرمانِ حق بندہ وار | کہ چوں او نہ بینی خداوندگار

حکایت

یکم روز بر بندۂ دل بسوخت | کہ میگفت و فرماندہش میفروخت
ترا بندہ از من بہ افتد بسے | مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے

حکایت در معنیٔ اختیارِ درد بر درماں از قِبَلِ دوست

طبیبے پری چہرہ در مرو بود | کہ در باغِ دل قامتش سرو بود
نہ از دردِ دلہائے ریشش خبر | نہ از چشم بیمارِ خویشش خبر
حکایت کند دردمندے غریب | کہ خوش بود چندے سرم با طبیب
نمی خواستم تندرستی خویش | کہ دیگر نیاید طبیبم بہ پیش

کند: بمعنی کرد۔ نوعروس: نئی دلہن۔ جواں: صفت واقع ہے۔ پیرے: یعنی اپنے باپ سے۔ داماد: یعنی کہ: بیان شکایت ہے۔ مپسند: گوارا مت کر۔ کہ بایں پسر: کیونکہ اس لڑکے یعنی شوہر کے ہمراہ تلخی کے ساتھ میرے ایام گزر رہے ہیں، حاصل یہ کہ اس کو نصیحت کرو اور بدسلوکی سے باز رکھو۔ کسانیکہ: دوسری شوہر دار لڑکیاں۔ میری ہجولیاں۔ دریں منزل: اس محلہ اور گھر میں۔ زن و مرد: میاں بیوی۔ دو مغز: ایک چھلکے کے دو گودے۔ دو قالب ایک جان، یعنی کمال موافقت ہونا چاہیے۔ از شوئے من: اپنے شوہر سے۔ در روئے من: میرے سامنے۔ فرخندہ فال: مبارک نصیبہ والا۔ سخنداں: یہ مصرع جملہ معترضہ ہے۔ جوابے چہ خوش گفت: کیا ہی اچھے پیرایہ میں اس کو جواب دیا۔ بارش بکش: اس کا بوجھ برداشت کر۔ دریغ ست: افسوس ناک ہے۔ کہ دیگر......الخ: کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہ پایا جاسکتا ہو۔ بحرف وجودت...... الخ: تیرے وجود کو حرف غلط کی طرح مٹادے، یعنی تیری زندگی ختم کردے۔ رضا دہ: راضی رہو۔ بفرمان حق: خدا کے حکم پر۔ بندہ دار: بندوں کی طرح، غلامانہ۔ کہ چوں او......الخ: کہ اس جیسا اور آقا تو نہ دیکھ سکے گی، یعنی نہ مل سکے گا۔ یکم روز: دل بسوخت: دل جل بھن گیا، سخت رنجیدہ ہوا۔ بندہ: غلام۔

و فرماندہش: واو حالیہ ہے، فرماندہ: آقا۔ از من بہ: تجھ کو مجھ سے بہتر بہتیرے غلام مل جائیں گے۔ چوں تو: یعنی تجھ جیسا آقا۔ طبیب: حکیم، معالج، جمع اطبا۔ پری چہرہ: پری جیسے چہرے والا، نہایت خوب صورت۔ مرو: خراسان کا مشہور شہر، اسے مرو شاہجہاں بھی کہتے ہیں۔ باغ دل: باغ دل عشاق۔ قامتش: اس کا قد۔ سرو: ایک درخت ہے، معشوق کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یعنی عاشقوں کے باغ دل میں سرو کی طرح جاگزیں ہوگیا تھا۔ دلہائے ریش: یعنی عاشقوں کے زخمی دل۔ نہ از چشم بیمار......الخ: نہ اپنی بیمار آنکھوں کی اس کو خبر تھی کہ اس کا علاج کرتا، یعنی نشہ حسن و جمال میں ایسا مدہوش کہ دوسروں کا عشق محسوس نہ کر پا رہا تھا۔ دردمند: بیمار۔ غریب: مسافر، پردیسی۔ سرخوش بودن: عاشق رہنا۔ کہ دیگر......الخ: یعنی اگر میں صحت یاب ہوگیا تو پھر یہ طبیب میرے سامنے آنا چھوڑ دے گا۔

بسا عقلِ زورآورِ چیرہ دست / کہ سودائے عشقش کند زیر دست
چو سودا خرد را بمالید گوش / نیارد دگر سر برآورد ہوش

حکایت در معنیٔ استیلائے عشق بر عقل

یکے پنجۂ آہنیں راست کرد / کہ با شیر زور آوری خواست کرد
چو شیرش بسر پنجہ در خود کشید / دگر زور در پنجۂ خود ندید
یکے گفتش آخر چہ خسپی چو زن / بسر پنجۂ آہنینش بزن
شنیدم کہ مسکیں دراں زیر گفت / نشاید بدیں پنجہ با شیر گفت
چو بر عقل دانا شود عشق چیر / ہماں پنجۂ آہنین است و شیر
چو در پنجۂ شیر مرد اوژنی / چہ سودت کند پنجۂ آہنی
چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے / کہ در دستِ چوگاں اسیر است گوے

حکایت در معنیٔ عزتِ محبوب در نظرِ محب

میانِ دو عم زادہ وصلت فتاد / دو خورشید سیمائے مہتر نژاد
یکے را بغایت خوش افتادہ بود / دگر نافر و سرکش افتادہ بود
یکے لطف و خلقِ پری وار داشت / یکے روی در روئے دیوار داشت
یکے خویشتن را بیاراستے / دگر مرگِ خویش از خدا خواستے
پسر را نشاندند پیرانِ دہ / کہ مہرت برو نیست مہرش بدہ
بخندید و گفتا بصد گوسفند / تغابن نباشد رہائی ز بند

زورآور چیرہ دست: غالب آنے والی طاقت ور عقلیں۔ سودائے عشق: عشق کا جنون۔ زیر دست کردن: مغلوب کر لینا۔ چو سودا……الخ: جب سودائے عشق عقل کی گوشمالی کرتا ہے تو پھر ہوش سر نہیں ابھارتا۔ استیلا: غالب آنا۔ آہنیں: فولادی۔ راست کرد: یعنی ورزش بدنی کر کے اپنے کو قوی بنایا۔ (پہلوان بنا)۔ زورآوری: طاقت آزمائی، مقابلہ کشتی۔ خواست کرد: قصد کیا۔ دگر زور……الخ: پھر تو اپنے پنجے میں کچھ طاقت نہ دیکھا۔ چہ خسپی چو زن: عورت کی طرح سست کیوں پڑے ہو۔ بزن: یعنی پنج دے۔ مسکیں: بیچارہ۔ دراں زیر گفت: اس حالت میں زیر لب کہہ رہا تھا۔ کفت: کوفت کا مخفف۔ نشاید کوفت: پچھاڑا نہیں جا سکتا۔ چیر: غالب۔ ہماں……الخ: وہی فولادی پنجہ اور شیر کی مثال ہے۔ مرد اوژنی: بیائے خطاب۔ مرد اوژن باز: یعنی مرد افگن۔ مرد اوژن اسم فاعل ترکیبی ہے۔ چوں عشق آمد: جب عشق ہو گیا پھر عقل کی بات کرو۔ چوگان: گیند کا بلا۔ اسیر: قیدی۔ یعنی چوگان جس طرح چاہتی ہے گیند کو پھینک دیتی ہے، یہی حال عشق کے سامنے عقل کا ہے۔ دو عم زادہ: دو چچیرے بھائی بہن۔ وصلت فتاد: شادی ہو گئی۔ خورشید سیما: آفتاب جیسے چہرے والے، یعنی نہایت خوبصورت (روشن رو) دونوں تھے۔

مہتر نژاد: شریف خاندان والا، عالی نسب۔ یکے را……الخ: یعنی بیوی کو شوہر بہت پسند تھا، اس پر فریفتہ تھی۔ نافر: نفرت کرنے والا۔ خلق پری وار: پری۔ در روئے دیوار: دیوار کی جانب، یعنی روگرداں رہتا۔ بیاراستے: اپنے کو سجاتی سنوارتی۔ دگر……الخ: دوسرا یعنی شوہر خدا سے اپنی موت کی دعا کرتا۔ پسر را: یعنی شوہر کو۔ پیران دہ: گاؤں کے بڑے بوڑھے لوگوں نے جمع شدہ پنچایت میں کہا۔ مہر: بالکسر، محبت۔ مہر: بالفتح، بدل نکاح۔ مہرش بدہ: یعنی طلاق دو اور مہر ادا کرو۔ صد گوسفند: سو بکریاں جو مہر تھا۔ تغابن نباشد……الخ: اس نے کہا سو بکریاں دے کر اگر اس قید سے رہائی مل جائے تو ٹوٹے کا سودا نہیں۔

پری چہرہ: یعنی حسین بیوی نے وہ سنا تو ناخن سے کھال نوچ لیا (مہر کی ادائیگی سن کر بے تاب ہوگئی)۔ ہرگز: کبھی بھی (تاکید نفی کے لیے)۔ شکیب: صبر۔ دوست: یعنی شوہر۔ میں ہرگز دوست کو چھوڑ کر اس پر صبر نہیں کرسکتی۔ وصول: یعنی وصال۔ مرا زاں چہ: مجھے ان باتوں سے کیا سروکار؟ رد کرے یا قبول کرے، مجھے تو شوہر کی رفاقت چاہیے۔ چنیں زندگانی کنم: آؤ اسی طرح زندگی گزاروں گی، ظلم سہہ لوں گی مگر مہربانی کرتی رہوں گی۔ سی صد ہزار: تین لاکھ۔ روئے یار: یعنی شوہر کا چہرہ۔ مشغول دارد ز دوست: جو چیز تجھے محبوب سے غافل بنائے حقیقتاً وہی تیرا معشوق ہے۔ دلآرام: معشوق۔ شوریدہ حال: آشفتہ حال۔ یہاں طالب خدا مراد ہے۔ ماجرا: قصہ۔ او پسندد مرا: وہ میرے لیے جو چیز پسند کرے وہی مجھے پسند ہے۔ مجنوں: لیلیٰ کے عاشق صادق قیس کا لقب، معنی ہے دیوانہ۔ نیک پے: نیک قدم۔ دیگر: دوبارہ، پھر۔ حي: یعنی لیلیٰ کا قبیلہ۔ مگر: شاید۔ شور لیلیٰ: لیلیٰ کا عشق۔ دگر گشت: تبدیل ہوگیا۔ میل: میلان یعنی عشق۔ دستم ز دامن بدار: میرے دامن سے ہاتھ اٹھالو، یعنی ملامت نہ کرو۔ دردمند: درد بھرا۔ جراحت: زخم۔ تم میرے زخم پر نمک پاشی مت کرو۔ نہ دوری......الخ: کیا ایسا نہیں ہے؟ کہ معشوق سے دور رہنا

بناخن پری چہرہ میکند پوست ۔۔۔ کہ ہرگز بدیں کے شکیبم ز دوست

کند ترک مہر و وفا و وصول ۔۔۔ مرا زاں چہ گر رد کند یا قبول

بیا ہمچنیں زندگانی کنم ۔۔۔ جفا بینم و مہربانی کنم

نہ صد گوسفندم کہ سیصد ہزار ۔۔۔ نباید بنا دیدنِ روئے یار

ترا ہرچہ مشغول دارد ز دوست ۔۔۔ گر انصاف پرسی دلآرام اوست

یکے پیشِ شوریدہ حالے نبشت ۔۔۔ کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت

بگفتا مپرس از من ایں ماجرا ۔۔۔ پسندیدم آنچہ او پسندد مرا

حکایت مجنون و صدقِ محبتِ او بالیلیٰ

بمجنوں کسے گفت کاے نیک پے ۔۔۔ چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے

مگر در سرت شورِ لیلیٰ نماند ۔۔۔ خیالت دگر گشت و میلے نماند

چو بشنید بیچارہ بگریست زار ۔۔۔ کہ اے خواجہ دستم ز دامن بدار

مرا خود دلِ دردمند است خیز ۔۔۔ تو نیزم نمک بر جراحت مریز

نہ دوری دلیلِ صبوری بود ۔۔۔ کہ بسیار دوری ضروری بود

بگفت اے وفادار فرخندہ خوئی ۔۔۔ پیامیکہ داری بلیلیٰ بگوئی

بگفتا مبر نامِ من پیشِ دوست ۔۔۔ کہ حیفست ذکرِ من آنجا کہ اوست

حکایت سلطان محمود و صدقِ محبتِ او و سیرتِ ایاز

یکے خردہ بر شاہِ غزنیں گرفت ۔۔۔ کہ حسنے ندارد ایاز اے شگفت

محبت میں صابر ہونے کی علامت ہو، کیوں کہ مجھے دوری مجبوراً اختیار کرنی پڑی ہے۔ فرخندہ خو: مبارک عادت والے۔ پیامے کہ......الخ: یعنی کوئی پیام لیلیٰ تک بھجوانا ہو تو بتاؤ۔ پیش دوست: یعنی لیلیٰ کے سامنے میرا نام بھی مت لینا، اس لیے کہ جہاں وہ موجود ہے وہاں میرا نام بھی لینا باعث ظلم ہے۔ سلطان محمود: شاہ غزنی (م ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء)۔ ایاز: سلطان محمود غزنوی کا ترکی غلام، جس کے اخلاق پر محمود عاشق تھا۔ خردہ: عیب۔ شاہ غزنیں: یعنی سلطان محمود۔ غزنیں: علاقہ کابل میں سلطان کا پایۂ تخت۔ اے شگفت: ہائے تعجب!۔

گلے را کہ نے رنگ باشد نہ بوئے — غریب ست سودائے بلبل بروئے

بمحمود گفت ایں حکایت کسے — بہ پیچید از اندیشہ برخود بسے

کہ عشق من اے خواجہ برخوئے اوست — نہ بر قد و بالائے نیکوئے اوست

شنیدم کہ در تنگنائے شتر — بیفتاد و بشکست صندوق در

بیغما ملک آستیں برفشاند — وزانجا بتعجیل مرکب براند

سواراں پئے در و مرجاں شدند — زسلطاں بیغما پریشاں شدند

نماند از وشاقانِ گردن فراز — کسے در قفائے ملک جز ایاز

نگہ کرد کاے دلبرِ پیچ پیچ — زیغما چہ آوردۂ گفت، ہیچ

من اندر قفائے تو می تاختم — زخدمت بنعمت نپرداختم

گرت قربتے ہست در بارگاہ — بخلعت مشو غافل از پادشاہ

خلافِ طریقت بود کاولیا — تمنا کنند از خدا جز خدا

گر از دوست چشمت بر احسانِ اوست — تو در بندِ خویشی نہ در بندِ دوست

ترا تا دہن باشد از حرص باز — نیاید بگوشِ دلِ از غیب راز

حقیقت سرائیست آراستہ — ہوا و ہوس گردِ برخاستہ

نہ بینی کہ جائے کہ برخاست گرد — نہ بیند نظر ورچہ بیناست مرد

حکایت در معنیٔ قدمِ درستِ مرداں

قضارا من و پیرے از فاریاب — رسیدیم در خاکِ مغرب بآب

مرا یک درم بود و برداشتند — بکشتی و درویش بگذاشتند

غریب ست: نادر ہے، تعجب خیز ہے۔ سودائے بلبل: بلبل کا عشق۔ اندیشہ: فکر۔ کہ عشق من......الخ: کہ اے خواجہ! میرا عشق اس کے عادتوں پر ہے نہ کہ اس کے خوب صورت قد وقامت سے مجھے عشق ہے۔ تنگنائے: تنگ گلی۔ شتر: یعنی خزانے کا اونٹ۔ بشکست صندوق در: یعنی اونٹ کے گرنے کے سبب جھٹکا کھا کر جواہرات کا صندوق ٹوٹ گیا اور موتی بکھر گئے۔ بیغما......الخ: بادشاہ نے لوٹ لینے کی اجازت دے دی۔ تعجیل: جلدی۔ مرکب: سواری، شاہی گھوڑا۔ سواراں: شاہی کارندے۔ در: موتی۔ مرجان: مونگا، سرخ رنگ کا موتی۔ زسلطان:......الخ: لوٹ کے سبب بادشاہ سے بچھڑ گئے۔ وشاقاں: خدمت گاروں۔ قفا: پیچھے۔ دلبرِ پیچ پیچ: نہایت دل ربا محبوب۔ گفت ہیچ: اس نے جواب دیا کچھ نہیں۔ زخدمت......الخ: خدمت چھوڑ کر موتی اور مونگا میں نہ مشغول ہوا۔ گرت......الخ: مقولۂ شیخ ہے۔ قربت: نزدیکی۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ خلافِ طریقت: راہِ تصوف کے خلاف ہے۔ از خدا جز خدا: یعنی مقربانِ بارگاہِ الٰہی خدا سے طلب ذاتِ الٰہی کے سوا کچھ اور نہیں مانگتے، کہ متاعِ دنیا خود حاصل ہو جائے گی۔ چشمت: تیری نگاہیں۔ بند: فکر۔ دہن: منہ۔ بگوشِ دل از غیب راز: تیرا دل بارگاہِ الٰہی کا محرمِ راز نہیں بن سکتا۔ حقیقت: معرفتِ الٰہی۔ گردِ برخاستہ: اڑتی ہوئی گرد ہے کہ ذاتِ الٰہی کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ قدم درست: ثبات قدمی۔ مرداں: یعنی اولیائے کرام۔ قضارا: اتفاق سے۔ فاریاب: ترکستان کا ایک مشہور شہر، بڑا مردم خیز شہر ہے۔ پیرے از فاریاب: فاریاب کا ایک بوڑھا۔ درخاک مغرب: سرزمینِ مغرب میں۔ بآب: یعنی ایک دریا کے کنارے ہم دونوں پہنچے۔ مرا......الخ: میرے پاس ایک درم تھا، مجھے کشتی میں سوار کر لیا، مگر اس درویش کو چھوڑ دیا۔ نگذاشتند: اس میں دو نسخے ہیں، ایک بگذاشتند، صیغۂ اثبات جس کا ترجمہ درج ہوا، دوسرا نگذاشتند، بصیغۂ منفی، مگر اس صورت میں تعقیدِ لفظی سے خالی نہیں، مآل دونوں کا ایک ہے۔

سیاہاں: یعنی ملاحوں نے۔ دود: دھواں۔ ناخدا: ملاح یعنی ان کا سردار۔ ناخدا ترس: خدا سے نہ ڈرنے والا۔ تیمار: غم۔ جفت: یعنی ہمراہی، ساتھی۔ قہقہ بخندید: ٹھٹھا مار کر ہنسا۔ پر خرد: عقل مند۔ مرا آنکس......الخ: مجھے وہی ذاتِ (خدا) لائے گی جو کشتی کو ساحل کی طرف لے جا رہی ہے۔ سجادہ: مصلّٰی۔ بر روئے آب: یعنی پانی پر۔ خیال ست...... الخ: یہ دیکھ کر میں سوچنے لگا یہ میرا وہم و خیال ہے یا کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ ز مدہوشی: حیرت زدگی کی وجہ سے۔ دیدہ نخفت: آنکھ نہ لگی۔ میں سو نہ سکا۔ بامداداں: صبح۔ عجب ماندی: کیا تو تعجب میں پڑ گیا۔ فرخندہ رائے: مبارک رائے۔ اہل صورت: ظاہر بیں لوگ۔ بدیں نگروند: یعنی ظاہر پرست اس بات کا یقین نہ کریں گے کہ ابدال پانی اور آگ میں بھی چلا کرتے ہیں۔ ابدال: اولیائے کرام کا ایک گروہ جن کے سپرد نظام عالم کا قیام ہوتا ہے، ان کے اوپر اقطاب و اوتاد ہوتے ہیں۔ نہ: کیا ایسا نہیں ہے؟ (استفہام انکاری ہے)۔ در وجد: در بحر وجد و بے خودی۔ (استعارۂ مصرحہ ہے)۔ مستغرقند: غرقاب ہیں (استعارۂ مرشحہ ہے)۔ منظور عین الحق: اللہ تعالیٰ کے منظور نظر یعنی خدا کے محبوب اور پیارے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نگہ داشت خود فرماتا ہے۔ تاب: سوزش۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے، انہیں آتش نمرود میں ڈالا گیا مگر آگ انہیں جلا نہ سکی۔ تابوت موسیٰ: موسیٰ علیہ السلام کا صندوق فرعون کے خوف سے ان کا والدہ نے دریائے نیل میں ڈال دیا اور خدائے قدیر نے اسے غرقابی سے بچالیا۔ کودک: لڑکا۔ شناور: تیراک۔ دجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔ پہناور: پاٹ والا دریا۔ تو بر روئے دریا......الخ: تو اولیائے کرام کے مثل سطح دریا پر کس طرح چل سکتا ہے جب کہ دریا کے باہر تو گناہوں کا ارتکاب کیا کرتا ہے۔ تردامن: گنہگار، فاسق و فاجر۔ پیچ بر پیچ: پیچیدہ، مشکل۔ عارف: خدا شناس۔ ہیچ نیست: کوئی موجود نہیں، ان کے نزدیک اصل وجود وجود باری ہے۔ حقائق شناس: حقیقت پہچاننے والے یعنی اہل معرفت۔ خردہ گیرند: عیب لگائیں گے، نکتہ چینی کریں گے۔ اہل قیاس: ارباب حکمت و دانش۔ کہ پس......الخ: پھر آسمان و زمین کیا چیزیں ہیں۔ دام و دد: چرندے و درندے۔ ہامون: صحرا۔ ملک: فرشتہ۔

سیاہاں براندند کشتی چو دود	کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود
مرا گریہ آمد ز تیمار جفت	براں گریہ قہقہ بخندید و گفت
مخور غم برائے من اے پر خرد	مرا آنکس آرد کہ کشتی برد
بگسترد سجادہ بر روئے آب	خیالست پنداشتم یا بخواب
ز مدہوشیم دیدہ آں شب نخفت	نگہ بامداداں بمن کرد و گفت
عجب ماندی اے یار فرخندہ رائے	ترا کشتی آورد و مارا خدائے
مرا اہل صورت بدیں نگروند	کہ ابدال در آب و آتش روند
نہ طفلے کز آتش ندارد خبر	نگہدار دش مادرِ مہرور
پس آنانکہ در وجد مستغرقند	چنیں داں کہ منظور عین الحقند
نگہ دارد از تاب آتش خلیل	چو تابوتِ موسیٰ ز غرقابِ نیل
چو کودک بدستِ شناور بر است	نترسد وگر دجلہ پہنا ور است
تو بر روئے دریا قدم چوں زنی	چو مرداں کہ بر خشک تر دامنی

گفتار اندر معنی فنائے موجودات با کبریائے باری عز اسمہ

رہِ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	برِ عارفاں جز خدا ہیچ نیست
تواں گفتن ایں با حقائق شناس	ولے خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمیں چیستند	بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند	بگویم گر آید جوابت پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	پری و آدمی زاد و دیو و ملک

همه هرچه هستند ازاں کمترند — کہ با هستیش نام هستی برند
عظیمست پیشِ تو دریا بموج — بلندست گردونِ گرداں باوج
ولے اہلِ صورت کجا پے برند — کہ اربابِ معنیٰ بملکے درند
کہ گر آفتابست یک ذرّہ نیست — وگر ہفت دریاست یکقطرہ نیست
ق
چو سلطانِ عزت علم برکشد — جہاں سر بجیبِ عدم درکشد

حکایت دہقان در لشکرِ سلطان

رئیسِ دہے با پسر در رہے — گذشتند بر قلبِ شاہنشہے
پسر چاؤشاں دید و تیغ و تبر — قباہائے اطلس کمرہائے زر
یلانِ کماندارِ نخچیر زن — غلامانِ ترکش کشِ تیر زن
یکے در برش پرنیانی قباہ — یکے بر سرش خسروانی کلاہ
پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید — پدر را بغایت فرومایہ دید
کہ حالش بگردید و رنگش بریخت — ز ہیبت بہ بیغولہ در گریخت
پسر گفتش آخر بزرگِ دہی — بسرداری از سر بزرگاں رہی
چہ بودت کہ ببریدی از جاں امید — بلرزیدی از پادشاہے چو بید
بلے گفت سالار و فرماندہم — ولے عزتم ہست تا در دہم
بزرگاں ازاں دہشت آلودہ اند — کہ در بارگاہِ ملِک بودہ اند
تو اے بیخبر ہمچناں در دہی — کہ بر خویشتن منصبے می نہی
نگفتند حرفے زباں آوراں — کہ سعدی نگوید مثالے براں

ازاں کمتر اند: اس سے بہت کم درجہ ہیں کہ ان پر موجود کا اطلاق مناسب نہیں۔ ہستی: وجود۔ گردون گرداں: گردش کرنے والا آسمان۔ اوج: بلندی۔ اہل صورت: ارباب ظاہر۔ پے بردن: کھوج لگانا۔ ارباب معنیٰ: اصحاب باطن۔ بملکے درند: ایک ایسے ملک میں ہیں جہاں آفتاب بھی ایک ذرہ کے برابر نہیں۔ علم برکشد: اگر وہ عزت وجلال کا پرچم بلند کرے تو کائنات معدوم ہوجائے۔ دہقان: دیہاتی۔ رئیسِ دہ: گاؤں کا مکھیا۔ قلب: یعنی لشکر کا درمیانی حصہ۔ چاؤشاں: چوب دار، نقیب۔ قباہائے اطلس: اطلسی قبائیں۔ کمرہائے زر: یعنی زرین پٹکے۔ یلاں: واحد یل، پہلوان وشجاع۔ یلانِ کماں دار: تیر وکمان والے پہلوان۔ نخچیر زن: شکاری۔ ترکش: تیر دان۔ ترکش کش: ترکش اٹھانے والے۔ تیرزن: تیر چلانے والے۔ پرنیانی قباہ: ریشمی قبا، اس میں "ہاء" زائد کی گئی ہے۔ خسروانی کلاہ: شاہی ٹوپی۔ پسر کاں......الخ: لڑکا جس نے لشکر شاہی کی یہ شان وشوکت اور رعب ودبدبہ دیکھا ادھر باپ کا حال بدلتے دیکھا۔ بغایت فرومایہ: حقیر۔ رنگش بریخت: اس کا رنگ اڑگیا، یعنی باپ کا۔ بیغولہ: خالی گوشہ۔ بزرگِ دہ: گاؤں کا زمیندار، سردار۔ بسرداری......الخ: سرداری میں بڑے سرداروں سے بڑھ کر ہو۔ مہ: سردار۔ چہ بودت: تجھے کیا ہوا۔ ببریدی از جاں امید: کہ تو اپنی زندگی سے ناامید ہوگیا۔ بلرزیدی......الخ: بادشاہ کو دیکھ کر بید کی طرح کانپنے لگا۔ تا در دہم: یعنی لیکن میری عزت تو اسی وقت تک ہے جب تک میں اپنے گاؤں میں ہوں (اور یہاں بادشاہ کے بالمقابل میں بالکل بے حقیقت ہوں، یوں ہی اہل عرفان کے نزدیک ذات واجب الوجود کے بالمقابل ممکنات بالکل بے حقیقت ہیں)۔ بزرگاں: بڑے لوگ، اولیائے کرام۔ بارگاہ ملک: یعنی بارگاہ الٰہی۔ بودہ اند: یعنی محبوبانِ الٰہی قرب خاص میں رہ چکے ہیں۔ منصب: مرتبہ ومقام۔ زباں آور: شاعر، بلیغ زباں۔ کہ سعدی نگوید: یعنی شعرا جو بات کہہ دیتے ہیں سعدی اس پر کوئی مثال ضرور پیش کر دیتا ہے۔

حکایت کرمِ شب تاب

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ | بتابد بشب کرمکے چوں چراغ
یکے گفتش اے مرغکِ شب فروز | چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
ببیں کاتشیں کرمکِ خاکزاد | جواب از سرِ روشنائی چہ داد
کہ من روز و شب جز بصحرا نیم | ولے پیشِ خورشید پیدا نیم

حکایت دانشمند با اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ لہٗ

ثنا گفت بر سعدِ زنگی کسے | کہ بر تربتش باد رحمت بسے
درم داد و تشریف و بنواختش | بمقدارِ خود منزلت ساختش
چو اللہ و بس دید بر نقشِ زر | بشورید و بر کند خلعت ز بر
ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت | کہ بر جست و راہِ بیاباں گرفت
یکے گفتش از ہمنشینانِ دشت | چہ دیدی کہ حالت دگرگونہ گشت
تو اوّل زمیں بوسہ دادی سہ جائے | نبایستی آخر زدن پشتِ پائے
بخندید کاوّل ز بیم و امید | ہمی لرزہ بر تن فتادم چو بید
بآخر ز تمکینِ اللہ و بس | نہ چیزم بچشم اندر آمد نہ کس

حکایت مردِ حق شناس

بشہرے دراز شام غوغا فتاد | گرفتند پیرے مبارک نہاد

کرم: کیڑا۔ شب تاب: رات میں چمکنے والا۔ کرم شب تاب: جگنو۔ مگر: شاید۔ راغ: مرغزار، سبزہ زار، کشت زار، صحرا، دامن کوہ۔ کرمک: (کاف تصغیر ہے) چھوٹا کیڑا۔ مرغک شب فروز: رات کو روشن کرنے والا۔ چہ بودت: تجھے کیا ہوا ہے کہ دن میں باہر نہیں نکلتے ہو۔ آتشیں: آگ جیسا۔ خاک زاد: مٹی سے پیدا شدہ۔ روشنائی: یعنی دانائی۔ صحرا: جنگل۔ ولے......الخ: آفتاب کے سامنے میں نظر نہیں آتا اور میری حقیقت گم رہتی ہے، اسی طرح جمالِ الٰہی کے بالمقابل ساری حقیقتیں گم رہتی ہیں۔ سعد زنگی: بادشاہ شیراز۔ تربت: قبر۔ باد رحمت: ہمیشہ رحمت الٰہی نازل ہو۔ (پورا مصرع جملہ معترضہ دعائیہ ہے)۔ بسے: بہت۔ تشریف: یعنی خلعت، شاہی جوڑا۔ منزلت: قدر و منزلت، مرتبہ۔ اللہ و بس دید: یعنی اس شاہی جوڑے پر زری سے کڑھا ہوا تھا "اللہ و بس"۔ بشورید: دیوانہ ہوگیا۔ برکند خلعت: خلعت اتاردی۔ سوزش: تپش، جلن۔ درجاں: روح میں۔ دشت: جنگل۔ حالت: تیرا حال۔ سہ جائے: یعنی پہلے تو تو بادشاہ کے حضور جھک کر تین جگہ شاہی آداب بجالایا، اب خلعت کو لات مار کر بھاگنا مناسب نہ تھا۔ پشت پائے زدن: ترک کرنا، اعراض کرنا۔ برتن فتادم: برتنم فتاد۔ چو بید: بید کی طرح میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ بیم: یعنی سلطانی عتاب وخوف۔ امید: یعنی شاہی انعام و اکرام۔ تمکین: دبدبہ۔ نہ چیزم: یعنی اللہ و بس کے دبدبہ سے میری نگاہوں میں نہ کوئی چیز آئی نہ کوئی انسان بلکہ ساری کائنات بے حقیقت معلوم ہونے لگی۔ بشہرے در: در زائد ہے، شام کے ایک شہر میں۔ شام: ایک ملک ہے (سیریا) جس کا پایۂ تخت دمشق تھا۔ غوغا: شور۔ مبارک نہاد: مبارک خاندان، مبارک سیرت۔

هنوز آں حدیثم بگوش اندرست | چو قیدش نهادند بر پا و دست
که گفت ار نه سلطاں اشارت کند | کرا زهره باشد که غارت کند
بباید چنیں دشمنے دوست داشت | که میدانمش دوست بر من گماشت
اگر عز و جاه است وگر ذُل و قید | من از حق شناسم نه از عمرو و زید
ز علت مدارا اے خردمند بیم | چو داروئے تلخت فرستد حکیم
بخور هرچه آید ز دستِ حبیب | نه بیمار داناتر است از طبیب

حکایتِ صاحب نظرِ پارسا

یکے را چو من دل بدستِ کسے | گرو بود و میبرد خواری بسے
پس از هوشمندی و فرزانگی | بدف بر زدندش ز دیوانگی
قفا خوردے از دست یارانِ خویش | چو مسمار پیشانی آورده پیش
خیالش چناں بر سر آشوب کرد | که بامِ دماغش لگدکوب کرد
ز دشمن جفا بُردے از بهرِ دوست | که تریاکِ اکبر بود زهرِ دوست
نبودش ز تشنیع یاراں خبر | که غرقه ندارد ز باراں خبر
کرا پائے خاطر برآید بسنگ | نیندیشد از شیشهٔ نام و ننگ
شبے دیو خود را پریچهره ساخت | در آغوشِ آں مرد و بر وے بتاخت
سحرگه مجالِ نمازش نبود | ز یاراں کسے آگه از رازش نبود
بآبے فرو رفت نزدیکِ بام | برو بسته سرما درے از رُخام
نصیحت گرے لومش آغاز کرد | که خود را بکشتی دریں آبِ سرد

هنوز: اب بھی۔ حدیث: بات۔ میم گوش کا مضاف الیہ ہے۔ چو قید......الخ: جب اس کے ہاتھوں اور پیروں میں ہتھکڑی اور بیڑی پہنادی گئی۔ کہ گفت: بیت سابق کا بیان ہے۔ سلطان: یعنی سلطان حقیقی اللہ تعالیٰ۔ زہرہ: پتہ، قوت وطاقت۔ غارت کند: تاراج کرے، لوٹ ڈالے۔ بباید چنیں......الخ: جس دشمن کو کسی دوست نے مقرر کردیا ہو اسے بھی دوست رکھنا پڑے گا۔ می دانمش: جس کے بارے میں میں جانتا ہوں کہ دوست نے مجھ پر مقرر کیا ہے۔ عز وجاہ: عزت ومرتبہ۔ ذل: خواری، رسوائی۔ از عمرو وزید: یعنی کسی آدمی کی وجہ سے۔ علت: بیماری۔ بیم: خوف۔ دارو: دوا۔ حکیم: معالج، طبیب۔ چو داروئے تلخ: جس طرح تلخ دوائیں دافع امراض ہیں اسی طرح تکالیف دنیا کفارۂ سیئات بندہ ہیں۔ داناتر: زیادہ سمجھ دار۔ چو من: میری طرح۔ گرو بود: گرفتار تھا۔ خواری: ذلت، رسوائی۔ ہدف برزدن: تشہیر کرنا۔ ز دیوانگی: یعنی پہلے اسے ہوش مند اور فرزانہ سمجھتے تھے، اس کے بعد جب محبت میں اسے گرفتار دیکھا تو دیوانگی کے ڈھول پٹوادیے۔ قفا: یہاں طمانچہ مراد ہے۔ مسمار: میخ، کیل۔ آشوب کردن: ہجوم کرنا، چھا جانا۔ بام: بالا خانہ، اٹاری۔ لگدکوب کردن: پامال کرنا۔ ز دشمن: یعنی رقیب کی جانب سے۔ جفا: ظلم۔ تریاک: دافع زہر دوا۔ تشنیع: ملامت، برا کہنا۔ غرقہ: غریق، ڈوبا ہوا۔ کرا: ہر کہ را، یعنی جس کسی کا پائے خاطر سنگِ عشق پر پڑ جاتا ہے تو پھر شیشہ نام وننگ (آبرو) کے چکنا چور ہونے کی فکر نہیں کرتا، یعنی جس کے دل میں عشق سما گیا وہ آبرو کی پروا نہیں کرتا (یہ شعر بطور تمثیل ہے)۔ دیو: شیطان۔ خود را: اپنے آپ کو پری چہرہ بنایا۔ بروئے بتاخت: یعنی اس کو محتلم بنادیا۔ مجال: قدرت۔ آگہ: آگاہ کا مخفف۔ باخبر، واقف۔ برو بستہ......الخ: یعنی سرما کی وجہ سے پانی یخ بستہ ہو رہا تھا۔ رخام: سنگ مرمر، یہاں مراد برف ہے اور بام بامداد کا مرخم ہے، یعنی وقت صبح۔ لوم: ملامت۔

زبر نائے منصف بر آمد خروش | کہ زنہار ازیں حرفِ منکر خموش
مرا پنج روز ایں پسر دلفریفت | ز مہرش چنانم کہ نتواں شکیفت
پرسید بارے بخلقِ خوشم | نگر تا چہ بارش بجاں میکشم
پس آنرا کہ شخصم زخاک آفرید | بقدرت درو جانِ پاک آفرید
عجب داری ار بارِ امرش برم | کہ دائم باحسان وفضلش درم

گفتار اندر سماعِ اہلِ دل وتقریرِ حق وباطل آں

اگر مردِ عشقی کمِ خویش گیر | وگرنہ رہِ عافیت پیش گیر
مترس از محبت کہ خاکت کند | کہ باقی شوی گر ہلاکت کند
نروید نبات از حبوبِ درست | مگر خاک بروے بگردد نخست
ترا با حق آں آشنائی دہد | کہ از دست خویشت رہائی دہد
کہ تا با خودی در خودت راہ نیست | وزیں نکتہ جز بیخود آگاہ نیست
نہ مطرب کہ آوازِ پائے ستور | سماعست اگر عشق داری وشور
مگس پیش شوریدہ دل پر نزد | کہ او چوں مگس دست بر سر نزد
نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر | بآواز مرغے بنالد فقیر
سرایندہ خود می نگردد خموش | ولیکن نہ ہر وقت بازست گوش
چو شوریدگاں مے پرستی کنند | بر آوازِ دولاب مستی کنند
برقص اندر آیند دولاب وار | چو دولاب برخود بگریند زار
بہ تسلیم سر در گریباں برند | چو طاقت نماند گریباں درند

برنا: نوجوان، نوخیز، نوچہ جوان۔ منصف: عادل۔ حرف منکر: بری بات۔ پنج روز: یعنی چند دن سے۔ مہر: محبت۔ شکیفت: صبر، شکیفتن کا حاصل مصدر۔ خلق خوش: خوش خلقی، خوشم میں میم ضمیر مرا کی تاکید ہے۔ شخصم: میری ذات۔ خاک: مٹی۔ بقدرت: یعنی اپنی قدرت سے۔ ار بار امرش برم: اگر اس کے حکم کا بوجھ برداشت کروں یعنی حکم بجالاؤں تو تجھے تعجب کیوں ہوتا ہے۔ دائم: ہمیشہ۔ درم: میم بمعنی ہستم ہے۔ سماع: نغمہ سننا۔ تقریر: بعض نسخوں میں تفریق ہے۔ مرد عشقی: یائے خطاب۔ کم خویش گیر: اپنے کو نابود سمجھ۔ رہ عافیت: عافیت کا راستہ اختیار کر، یعنی عشق کو ترک کر۔ محبت: یعنی آفتِ عشق۔ کہ: اضرابیہ ہے، بلکہ۔ باقی شوی: بلکہ تو زندۂ جاوید ہوجائے گا اگر عشق تجھے ہلاک کردے۔ نبات: گھاس۔ حبوب: دانے۔ مگر......الخ: کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے۔ آشنائی: تعارف، یعنی عشق ومحبت۔ رہائی دہد: یعنی وہ چیز تجھ کو عارف حق بنائے گی، جو تجھ کو اپنے آپ سے چھٹکارا دلائے اور وہ چیز بجز محبت کچھ اور نہیں (یعنی خودی کو فنا کردو)۔ درخودت: تیرے باطن میں۔ بیخود: یعنی عاشق۔ مطرب: بحذف مضاف یعنی نہ تنہا آواز مطرب۔ کہ: اضرابیہ ہے، بلکہ یعنی نہ صرف گویے کی آواز بلکہ چوپائے کے پیر کی آواز بھی نغمہ ہے۔ شور: مستی۔ مگس: مکھی۔ شوریدہ دل: آشفتہ دل، دیوانۂ الٰہی۔ مگس پر نزد: مکھی نہ بھنبھنائی۔ دست بر سر نزد: وجد میں نہ آیا ہو۔ آشفتہ ساماں: عاشق ودیوانہ۔ بم: اونچی آواز۔ زیر: باریک آواز۔ زیر وبم: نیچا اونچا سر۔ فقیر: یعنی عاشق حقیقی۔ سرایندہ: یعنی سرایندۂ غیب، یعنی غیب سے آوازِ سرود ہردم آتی رہتی ہے، لیکن ہمارے کان ہر وقت کھلے نہیں ہوتے۔ شوریدگاں: مستان الٰہی۔ مے: شراب معرفت۔ دولاب: چرخی، رہٹ۔ رقص: وجد۔ دولاب وار: چرخی کی طرح۔ تسلیم: رضائے حق۔ طاقت نماند: یعنی جب فروغ تجلی کے ضبط کی طاقت نہیں رہ جاتی تو گریبان پھاڑ ڈالتے ہیں۔

بگویم سماع: یعنی ماہیت سماع بیان کرتا ہوں۔ مستمع: سننے والا۔ کیست: اہل باطن ہے، یا شہوت پرست۔ گر از برج معنی بود.....الخ: اگر اس سننے والے کا طائر روح برج حقیقت کا (طائر لاہوتی) ہو۔ فرو ماند: عاجز رہ جاتا ہے۔ سیر: رفتار، چال۔ لہو: کھیل کود۔ مرد بازی ولاغ: یعنی عرفان کو کھیل اور مذاق سمجھ رکھا ہے۔ قوی تر شود لہوش: یعنی لہو ولعب اس کو مائل بہ معاصی بنائیں گے کہ الغناء رقیۃ الزناء۔ چہ: برائے تحقیر۔ خفتہ: یعنی غافل، مست، مدہوش۔ پریشاں شود گل: پھول کی پنکھڑیاں بکھر جاتی ہیں، یعنی پھول شگفتہ ہو جاتے ہیں، کھل اٹھتے ہیں۔ باد سحر: ہوائے نسیم۔ ہیزم: سوختنی لکڑی۔ جز تبر: کلہاڑے کے سوا۔ مستی وشور: عرفان وجذب۔ کور: یعنی نابینائے دل۔ کہ غرق ست: یعنی درویش مست دریائے عشق ومعرفت میں ڈوبا ہوا ہے، ناچار ہاتھ پاؤں چلاتا ہے۔ حُدا: بالضم: عرب کے شتربانوں کے وہ نغمات وسرود جن کو سن لینے سے اونٹ مست ہو کر تیز چلا کرتے۔ چونش: چگونہ اش۔ طرب: نشاط وخوشی۔ شور طرب در سر ست: یعنی جب نغموں سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں تو اگر آدمی مست نہ ہو تو وہ گدھا (بیوقوف) ہے، جب کہ یہ اشرف المخلوقات تھا۔ شکر لب: یعنی شیریں سخن، خوش آواز۔ نے:

بگویم سماع اے برادر کہ چیست
مگر مستمع را بدانم کہ کیست

گر از برج معنیٰ بود طیر او
فرشتہ فرو ماند از سیر او

وگر مرد لہو است و بازی و لاغ
قوی تر شود لہوش اندر دماغ

چہ مرد سماع است شہوت پرست
بآواز خوش خفتہ خیزد نہ مست

پریشاں شود گل بباد سحر
نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر

جہاں پر سماع است و مستی و شور
ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

مکن عیب درویش حیران و مست
کہ غرق است ازاں میزند پا و دست

نہ بینی شتر بر حدائے عرب
کہ چونش برقص اندر آرد طرب

شتر را چو شور طرب در سر ست
اگر آدمی را نباشد خر ست

حکایت

شکر لب جوانے نے آموختے
کہ دلہا در آتش چو نے سوختے

پدر بارہا بانگ بروے زدے
بہ تندی و آتش دراں نے زدے

شبے بر ادائے پسر گوش کرد
سماعش پریشان و مدہوش کرد

ہمی گفت و بر چہرہ افگند خوے
کہ آتش بمن زد دریں بار نے

ندانی کہ شوریدہ حالان مست
چرا بر فشانند در رقص دست

کشاید درے بر دل از واردات
فشاند سر دست بر کائنات

حلالش بود رقص بر یاد دوست
کہ ہر آستینیش جانے در وست

گرفتم کہ خود چابکی در شنا
برہنہ توانی زدن دست و پا

بکن خرقۂ نام و ناموس و زرق
کہ عاجز بود مرد با جامہ غرق

(نائی کا مخفف) بانسری۔ دلہا: یعنی طالبوں کے دل۔ آتش: یعنی عشق کی آگ۔ نے بانگ زدن: ڈانٹنا۔ تندی: غصہ۔ دراں نے زدے: بانسری میں آگ لگا دیتا یعنی جلا دیتا تا کہ لڑکا دوبارہ بجانے میں مشغول نہ ہو، ایسا اس وقت تک جب تک اس نے نہ سنا تھا۔ ادائے پسر گوش کرد: لڑکے کا نغمہ وساز سن لیا۔ سماعش: بانسری کے نغمہ وسرود نے۔ خوے: (بواؤ معدولہ بروزن مے) پسینہ۔ دست بر فشاندن: ہاتھ نچانا۔ واردات: یعنی واردات عشق، حق تعالیٰ کا فیض جو غیب سے سالک کے دل پر اترتا ہے۔ دست بر کائنات فشاندن: دنیا سے بے تعلق ہو جانا، صاحب معرفت کو عالم لاہوت سے جب تعلق جڑ جاتا ہے تو دنیا سے ہاتھ جھاڑ لیتا ہے۔ جانے: یعنی کوئی معنیٰ۔ گرفتم......الخ: میں نے مان لیا کہ تیراکی میں تو ہوشیار ہے۔ برہنہ توانی: یعنی جس طرح کپڑے اور لباس کے ساتھ تیراکی دشوار ہے اسی طرح بحر معرفت کی شناوری کے لیے خرقۂ ننگ وناموس اور لباس زرق وسالوس اتار دو۔ بکن: یعنی اتار پھینکو۔ نام وناموس: عزت ونام وری۔ زرق: نیلا، نیلگوں۔

تعلّق حجابست و بے حاصلی	چو پیوندہا بگسلی واصلی

حکایت

کسے گفت پروانہ را کاے حقیر	برو دوستی درخورِ خود بگیر
رہے رو کہ بینی طریقِ رجا	تو و مہرِ شمع از کجا تا کجا
سمندر نہ گردِ آتش مگرد	کہ مردانگی باید آنگہ نبرد
زخورشید پنہاں شود موشِ کور	کہ جہلست با آہنیں پنجہ زور
کسے را کہ دانی کہ خصمِ تو اوست	نہ از عقل باشد گرفتن بدوست
ترا کس نگوید نکو می کنی	کہ جاں در سرِ کارِ اُو می کنی
گدائے کہ از پادشہ خواست دخت	قفا خورد و سودائے بیہودہ پخت
کجا در حساب آورد چوں تو دوست	کہ روئے ملوک و سلاطیں در وست
مپندار کو در چناں مجلسے	مُدارا کند با چو تو مفلسے
وگر با ہمہ خلق نرمی کند	تو بیچارۂ بر تو گرمی کند
نگہ کن کہ پروانۂ سوزناک	چہ گفت اے عجب گر بسوزم چہ باک
مرا چوں خلیل آتشے در دلست	کہ پنداری ایں شعلہ بر من گلست
نہ دل دامنِ دلستاں میکشد	کہ مہرش گریبانِ جاں میکشد
نہ خود را بر آتش بخود میزنم	کہ زنجیرِ شوق است در گردنم
مرا ہمچناں دور بودم کہ سوخت	نہ ایں دم کہ آتش بمن در فروخت
نہ آں میکند یار در شاہدے	کہ با او تواں گفتن از زاہدے
کہ عیبم کند بر تولائے دوست	کہ من راضیم کشتہ در پائے دوست

تعلق: یعنی دنیا سے وابستگی۔ پیوندہا: یعنی دنیوی تعلقات۔ واصل: یعنی واصل بحق۔ پروانہ: پتنگا۔ درخورِ خود: اپنے لائق، مناسب۔ رجا: امید۔ مہر: محبت۔ از کجا تا کجا: کہاں شمع کہاں تو، دونوں میں بہت فرق ہے۔ سمندر: آگ کا چوہا، جس کی کھال سے اُمرا ٹوپی بنواتے ہیں، جب میلی ہو جاتی ہے آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں، کہتے ہیں کہ ایک ہزار سال آگ روشن رہنے پر یہ جانور پیدا ہوا ہے، عجائب المخلوقات میں ہے، کہ نبی اکرمؐ کے بعد اب اتنے دنوں کہیں آگ نہیں جلی، اس لیے پیدا نہ ہوا۔ نبرد: جنگ، لڑائی۔ زخورشید: یعنی آفتاب کی تابانی سے۔ موش کور: چھچھوندر۔ آہنیں پنجہ: فولادی پنجہ والا۔ خصم: دشمن۔ نہ از عقل: عقل کی بات نہیں۔ گرفتن بدوست: دوست بنانا۔ نکو: اچھا۔ درسرِ کارِ او: کہ تو اپنی جان اس شمع کی خاطر قربان کرتا ہے۔ دخت: دختر کا مرخم۔ قفا: یعنی طمانچہ۔ سودا: خیال۔ درحساب آورد: وہ شمار میں لائے گی۔ چوں تو دوست: تیرے جیسے شوہر کو۔ کہ روئے......الخ: جب کہ ملوک وسلاطین کی توجہ اوران کا میلان اس کی جانب ہے۔ مدارا: خاطر تواضع۔ تو بیچارۂ: تو مفلس ہے۔ گرمی کند: تجھے جلا دے گی۔ سوزناک: پرسوز و پُردرد، دردناک۔ چہ باک: کیا پروا، کیا خوف؟ ۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب، جنہیں نمرود نے آگ میں ڈال دیا مگر آگ ان کے لیے گل وگلزار ہوگئی۔ دلستاں: معشوق۔ کہ: بلکہ۔ مہر: محبت۔ بخود میزنم: یعنی اپنے اختیار سے نہیں ڈالتا ہوں۔ زنجیر شوق: یعنی عشق شمع کی زنجیر۔ درفروخت: روشن کیا۔ یار: معشوق۔ درشاہدی: عشق میں معشوقانہ اداؤں میں۔ زاہدی: پاک دامنی، یعنی عشق کی لذتیں زاہد کو بتائی نہیں جاسکتیں۔ برتولائے دوست: یعنی معشوق کے عشق پر۔ کہ: جب کہ۔ کشتہ: مقتول ہو کر۔

برتلف: یعنی مرنے پر۔ اگر من نباشم: اگر میں فنا ہو جاؤں۔ یار پسندیدہ: بہترین عاشق۔ سرایت کند: اثر کرے۔ سوز: جلنا۔ چند: کب تک۔ درخورد:

مرا برتلف حرص دانی چراست / چو او ہست اگر من نباشم رواست
بسوزم کہ یارِ پسندیدہ اوست / کہ در وے سرایت کند سوزِ دوست
مرا چند گوئی کہ در خوردِ خویش / حریفے بدست آر ہمدردِ خویش
بداں ماند اندرز شوریدہ حال / کہ گوئی بکژدم گزیدہ منال
کسے را نصیحت مگو اے شگفت / کہ دانی کہ در وے نخواہد گرفت
زکف رفتہ بیچارۂ را لگام / نگویند کاہستہ راں اے غلام
چہ نغز آمد ایں نکتہ در سندباد / کہ عشق آتش است اے پسر پند باد
بباد آتشِ تیز برتر شود / پلنگ از زدن کینہ ور تر شود
چو نیکت بدیدم بدی میکنی / کہ رویم فرا چوں خودی میکنی
زخود بہتری جوے و فرصت شمار / کہ با چوں خودی گم کنی روزگار
پئے چوں خوداں خود پرستاں روند / بکوئے خطرناک مستاں روند
من اوّل کہ ایں کار سر داشتم / دل از سر بیکبار برداشتم
سر انداز در عاشقی صادق است / کہ بد زہرہ بر خویشتن عاشق است
اجل ناگہے در کمینم کشد / ہماں بہ کہ آں نازنینم کشد
چو بیشک نبشتست بر سر ہلاک / بدستِ دلآرام خوشتر ہلاک
نہ روزے بہ بیچارگی جاں دہی / پس آں بہ کہ در پائے جاناں دہی

مخاطبۂ شمع و پروانہ

شبے یاد دارم کہ چشمم نخفت / شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت

لائق، مناسب۔ حریف: ہم پیشۂ عشق، ہم دم۔ بداں ماند: اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ اندرز: نصیحت، ملامت۔ منال: تو مت رو۔ اے شگفت: ہائے تعجب۔ نخواہد گرفت: اثر نہ کرے گی۔ زکف……الخ: جس بیچارے کے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام چھوٹ چکی ہو اس سے نہ کہیں گے کہ اے غلام گھوڑے کو آہستہ چلاؤ۔ نغز: انوکھا نکتہ۔ سندباد: پند و نصائح پر مشتمل حکیم ازرقی کی مشہور تالیف، جس میں عورتوں کا مکر و فریب بیان کیا ہے۔ آتش است اے پسر: قصہ یوں ہے کہ بادشاہ کی ایک بیوی اس کے شہزادے پر عاشق ہوگئی، لڑکے کو دعوت عشق دیا، مگر اس نے قبول نہ کیا، جل بھن کر عورت نے بال نوچے، کپڑے نوچے کہ تیرے لڑکے نے تیری عزت پر حملہ کیا، بادشاہ نے لڑکے کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، بعد میں وزیروں کے ذریعہ سچ بات واضح ہوگئی۔ عورت قتل ہوئی۔ لڑکے اور وزرا نوازے گئے۔ پند باد: یعنی جیسے ہوا آگ کو بھڑکاتی ہے ویسے ہی نصیحت عشق کو بھڑکاتی ہے۔ پلنگ……الخ: چیتے کے سر پر جب مار پڑتی ہے تو اور زیادہ کینہ توز ہو جاتا ہے۔ نیکت بدیدم: تجھ کو غور سے دیکھا۔ بدی می کنی: تم میرے ساتھ برائی کر رہے ہو۔ کہ رویم……الخ: کیونکہ تم مجھے خودی کی طرف متوجہ کر رہے ہو، جو عشق کے لیے زہر ہے۔ پئے چوں خوداں: خود پرستوں کے پیچھے خود پرست ہی چلتے ہیں اور بادۂ عشق کے متوالے تو عشق کا خطرناک راستہ ہی پکڑتے ہیں۔ ایں کار: یعنی کارِ عشق۔ سر داشتم: شروع کیا۔ دل از سر……الخ: یعنی میں نے تو راہ عشق میں جب قدم رکھا تھا تو اسی وقت اپنے سر کا خیال ترک کر دیا کہ اس راہ میں سر کا زیاں یقینی ہے۔ ہماں بہ کہ……الخ: یہی بہتر ہے کہ اسی نازنین (معشوق) کے ہاتھوں قتل کیا جاؤں۔ چوں……الخ: جب یقینی طور پر مرنا مقدر ہو چکا تو معشوق کے ہاتھوں مرنا بہتر ہے۔ نہ: (استفہام انکاری) کیا ایسا نہیں ہے؟۔ پس آں بہ……الخ: یہی بہتر ہے کہ معشوق کے قدموں میں جان نکلے۔ مخاطبہ: آپس میں گفتگو کرنا، ایک دوسرے کی بات چیت۔

که: بیانیہ ہے۔ بسوزم......الخ: یعنی عاشق کے لیے تو جلنا درست ہے مگر تیرا گریہ وسوز پھر کس لیے ہے کہ تو معشوق ہے، شمع سے ٹپکتے موم کے قطرے

که من عاشقم گر بسوزم رواست | ترا گریہ و سوز بارے چراست
بگفت اے ہوادارِ مسکینِ من | برفت انگبیں یارِ شیرینِ من
چو شیرینی از من بدر میرود | چو فرہادم آتش بسر میرود
ہمیگفت و ہر لحظہ سیلابِ درد | فرو میدویدش برخسارِ زرد
کہ اے مدعی عشق کارِ تو نیست | کہ نہ صبر داری نہ یارائے ایست
تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام | من استادہ ام تا بسوزم تمام
ترا آتشِ عشق اگر پر بسوخت | مرا بیں کہ از پائے تا سر بسوخت
نرفتہ ز شب ہمچناں بہرۂ | کہ ناگہ بکشتش پری چہرۂ
ہمیگفت و میرفت دودش بسر | ہمیں بود پایانِ عشق اے پسر
اگر عاشقی خواہی آموختن | بکشتن فرج یابی از سوختن
مکن گریہ بر گورِ مقتول دوست | برو خرمی کن کہ مقبولِ اوست
اگر عاشقی سر مشوی از مرض | چو سعدی فرو شوی دست از غرض
فدائی ندارد ز مقصود چنگ | وگر بر سرش تیر بارند و سنگ
بدریا مرو گفتمت زینہار | وگر میروی تن بطوفاں سپار

باب چہارم در تواضع

ز خاک آفریدت خداوندِ پاک | پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
حریص و جہانسوز و سرکش مباش | ز خاک آفریدندت آتش مباش
چو گردن کشید آتشِ ہولناک | بہ بیچارگی تن بینداخت خاک

گویا آنسو ہیں اور اس کا جلنا اور فنا ہونا واضح ہے۔ ہوادار: عاشق۔ انگبیں: شہد۔ یارِ شیریں: شیریں اور فرہاد مشہور عاشق ومعشوق گزرے ہیں۔ اسی معشوقۂ فرہاد کے نام کا ایہام ہے۔ معنی ہوا، میٹھا دوست یعنی شہد، چونکہ شہد نچوڑ کر موم نکالتے ہیں، اسی سے شمع بنتی ہے، اس لیے شہد کو یارِ شیریں کہا گیا گویا شمع عاشق فرہاد ہے۔ چو شیرینی......الخ: چونکہ میری شیرینی مجھ سے جدا ہوگئی، اس لیے فرہاد کی طرح آتشِ فراق میں جل رہی ہوں۔ وہر لحظہ: واؤ حالیہ ہے۔ سیلابِ درد: یعنی آنسو (موم کے قطرے)۔ برخسار زرد: عاشق کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے۔ اے مدعی: اے عشق کے دعوے دار پتنگے۔ کارِ تو: تیرا کام۔ یارائی: طاقت۔ ایست: ایستادن کا حاصل مصدر، کھڑا رہنا، ٹھہرنا۔ خام: یعنی اے خام، حرف ندا محذوف ہے، پروانہ عشق میں کچا ہے۔ من استادہ ام......الخ: یعنی مجھے دیکھو میں صبر کے ساتھ کھڑی ہوں تاکہ مکمل جل جاؤں۔ مرا بیں......الخ: مجھے دیکھو، میں سراپا جل گئی۔ بہرہ: ایک حصہ۔ بکشتش: یعنی اس کو بجھا دیا۔ پری چہرہ: پری جمال یعنی لونڈی نے۔ دود: بجھی ہوئی شمع سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ شمع جب بجھادی جاتی ہے تو اس کے سر سے دھواں اٹھتا ہے۔ ہمیں بود: یہی ہوتا ہے۔ پایانِ عشق: عشق کا انجام۔ بکشتن......الخ: جلنے سے مرکر ہی تو راحت پائے گا کہ جلنے میں رنج کشی ہے اور مرنے میں کیف وشادمانی۔ گور: قبر۔ مقتول: یعنی کشتۂ عشق۔ مقبولِ او: وہی کشتۂ عشق مقبولِ بارگاہ ہے۔ سر شستن از مرض: صحت یاب ہونا، تندرست ہونا، چونکہ طریقہ ہے کہ شفایابی کے بعد غسل کرتے ہیں۔ مرض: یعنی مرضِ عشق۔ غرض: مطلب۔ فدائی: یعنی عاشق۔ مقصود: یعنی معشوق۔ چنگ بمعنی دست، یعنی اگرچہ دست بردار نہیں ہوتا۔ زینہار: ہرگز۔ تن بطوفاں سپار: یعنی مرنے اور ڈوبنے پر راضی ہوجاؤ۔ تواضع: فروتنی، عاجزی۔ افتادگی: عاجزی، انکساری۔ آفریدندت: یعنی کارکنانِ قضا وقدر نے۔ آتش مباش: یعنی آگ کی طرح سرکش ومتکبر مت بنو۔ گردن کشید: یعنی تکبر کیا۔ بیچارگی: فروتنی۔

چو ایں سرفرازی نمود آں کمی | ازیں دیو کردند ازاں آدمی

حکایت دریں معنیٰ

یکے قطرہ باراں ز ابرے چکید | خجل شد چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست من کیستم | گر او ہست حقا کہ من نیستم
چو خود را بچشمِ حقارت بدید | صدف در کنارش بجاں پرورید
سپہرش بجائے رسانید کار | کہ شد نامور لؤلوئے شاہوار
بلندی بداں یافت کو پست شد | درِ نیستی کوفت تا ہست شد

حکایت در معنیٰ نظرِ مردانِ حق در خویشتن بحقارت

جوانے خردمند پاکیزہ بوم | ز دریا بر آمد بدربندِ روم
درو فضل دیدند و فقر و تمیز | نہادند رختش بجائے عزیز
سرِ صالحاں گفت روزے بمرد | کہ خاشاکِ مسجد بیفشان و گرد
ہماں کیں سخن مردِ رہرو شنید | بروں رفت و بازش کس آنجا ندید
براں حمل کردند یاران و پیر | کہ پروائے خدمت ندارد فقیر
دگر روز خادم گرفتش براہ | کہ ناخوب کردی برائے تباہ
ندانستی اے کودکِ خود پسند | کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند
گرستن گرفت از سرِ صدق و سوز | کہ اے یارِ جاں پرور و دلفروز
نہ گرد اندر آں بقعہ دیدم نہ خاک | من آلودہ بودم دراں جائے پاک

ایں: یعنی آگ نے۔ سرفرازی نمود: سربلندی دکھائی، یعنی تکبر کیا۔ آں کمی: اس خاک نے پستی (فروتنی دکھائی)۔ دیو کردند: شیطان بنایا۔ خجل: شرمندہ۔ پہنائے دریا: دریا کی چوڑائی، وسعت وکشادگی۔ صدف: سیپ۔ کنار: آغوش، گود۔ سپہر: آسمان۔ بجائے: اس مرتبہ پر۔ نامور: مشہور۔ لولو: موتی۔ شاہوار: بادشاہوں کے لائق۔ درِ نیستی: فنا کا دروازہ۔ ہست شد: موجود ہوگیا۔ پاکیزہ بوم: پاکیزہ سرشت۔ دربند: شروان کے قریب ایک شہر کا نام جسے عربی میں باب الابواب کہتے ہیں، ہوسکتا ہے بندرگاہ کے معنی میں ہو۔ رخت: سامان۔ بجائے عزیز: عزت کی جگہ، اس سے مراد مسجد ہے، بعد کے شعروں سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔ سرِ صالحاں گفت: نیکوں کے سردار یعنی امام وخطیب نے کہا۔ ہماں کہ: جیسے ہی۔ مردِ رہرو: یعنی سیاح شخص۔ بروں رفت: یعنی مسجد کے باہر چلا گیا۔ براں حمل کردند: اس پر محمول کیا۔ یاران وپیر: پیر سے مراد امام ہے، یاروں سے مراد خدام ومعتقدین ہیں۔ پروا: رغبت ومیل۔ رائے تباہ: غلط رائے۔ خود پسند: متکبر۔ بجائے رسند: کسی مرتبے پر پہنچتے ہیں۔ گرستن گرفت: یعنی یہ سن کروہ پاکیزہ صفت نوجوان صدق وسوز کی وجہ سے رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے دوست۔ جان پرور: جان کو پالنے والا۔ دل فروز: دل روشن کرنے والا۔ نہ گرد اندر آں بقعہ...... الخ: یعنی وہ کہنے لگا کہ اس حصۂ زمین پر میں نے نہ گرد دیکھی نہ خاک کہ مسجد تو ہر طرح کی آلائش سے صاف ستھری تھی مگر اس پاک جگہ (مسجد) میں ہی آلودۂ معاصی تھا، انہوں نے چونکہ مسجد کو آلودگیوں سے پاک کرنے کا حکم دیا تھا، اس لیے میں چلا آیا کہ میں ہی گندہ تھا۔

گرفتم قدم...... الخ: ناچار میں وہاں واپس چلا آیا کہ مسجد کو خس وخاشاک اور آلائشوں سے پاک وصاف رہنا بہتر ہے (خاک وخس سے اپنی ذات مراد لیا ہے)۔ طریقت: راہ عمل۔ کہ افگندہ...... الخ: کہ اپنے کو حقیر وخوار اور متواضع رکھے۔ بلندیت باید: یہاں "اگر" حذف ہے، یعنی اگر تجھے بلندی چاہیے تو فروتنی اختیار کر کہ اس بالا خانہ کے لیے اس کے سوا کوئی سیڑھی نہیں یعنی کہ کسر نفسی وفروتنی کے زینے کے ذریعہ ہی مدارج اعلیٰ ومعراج بالا تک پہنچا جاسکتا ہے کہ حدیث میں ہے: مَنْ تَوَاضَعَ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ بام: بالا خانہ۔ سلم: زینہ، سیڑھی۔ سلطان بایزید بسطامی: مشہور صوفی اور خدا دوست بزرگ گزرے ہیں (ولادت ۱۳۶ھ وفات ۵ر شعبان ۲۶۱ھ)۔ سحرگاہ عید: عید کی صبح۔ گرمابہ: حمام، غسل خانہ۔ آمد بروں: یعنی بعد غسل۔ بایزید: عارف بسطام۔ خاکستر: راکھ۔ بے خبر: یعنی نادانستہ طور پر کسی نے ان کے سر پر گرادیا۔ از سرائے: ایک گھر سے۔ وژولیدہ: واؤ حالیہ ہے، ژولیدہ: الجھی ہوئی۔ کف دست: ہاتھ کی ہتھیلی۔ مالاں: ملتے ہوئے (حال ہے)۔ شکرانہ: خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ درخور آتش: آگ کے لائق۔ روئے درہم کشم: جب میں آگ میں جلنے کے لائق ہوں تو اس راکھ سے منھ کیوں پھیروں اور ناگواری وناراضگی

گرفتم قدم لاجرم باز پس / که پاکیزه مسجد به از خاک وخس
طریقت جزین نیست درویش را / که افگنده دارد تن خویش را
بلندیت باید تواضع گزین / که این بام را نیست سلم جزین

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس الله سره در تواضع

شنیدم که وقتے سحرگاه عید / زگرمابه آمد بروں بایزید
یکے طشت خاکسترش بیخبر / فرو ریختند از سرائے بسر
همیگفت وژولیده دستار و موے / کف دست شکرانه مالاں بروے
که اے نفس من درخور آتشم / بخاکسترے روئے درهم کشم
بزرگاں نکردند در خود نگاه / خدا بینی از خویشتن بیں مخواه
بزرگی بناموس وگفتار نیست / بلندی بدعوی وپندار نیست
قیامت کسے بینی اندر بهشت / که معنی طلب کرد ودعوی بهشت
تواضع سر رفعت افرازدت / تکبر بخاک اندر اندازدت
بگردن فتد سرکش تندخوے / بلندیت باید بلندی مجوے

گفتار در عجب وعاقبت آں وشکستگی وبرکت آں

زمغرور دنیا ره دیں مجوے / خدا بینی از خویشتن بیں مجوے
گرت جاه باید مکن چوں خساں / بچشم حقارت نگه در کساں
گماں کے برد مردم هوشمند / که در سرگرانیست قدر بلند

ظاہر کروں۔ درخود نگاہ کردن: خود بیں ہونا، متکبر ہونا۔ خویشتن بیں: خود بیں، مغرور۔ مخواہ: طلب نہ کر۔ ناموس: عزت۔ پندار: نخوت وغرور، اپنے کو بڑا سمجھنا۔ معنیٰ: حقیقت۔ تواضع...... الخ: یعنی تواضع سے تجھے سربلندی حاصل ہوگی۔ تند خوی: بدمزاج۔ بلندی مجو: یعنی غرور چھوڑ دو۔ مغرور دنیا: مال ودولت پر گھمنڈ کرنے والا۔ جاہ: مرتبہ۔ خساں: کمینے لوگ۔ سرگرانی: تکبر۔ گماں کے برد...... الخ: ہوش مند شخص کب گمان کرسکتا ہے کہ نخوت وغرور میں اونچا مرتبہ ہے۔

ازیں نامور تر محلے مجوے | کہ خوانند خلقت پسندیدہ خوے
نہ گر چوں توئی بر تو کبر آورد | بزرگش نہ بینی بچشم خرد
تو نیز ار تکبر کنی ہمچناں | نمائی کہ پیشت تکبر کناں
چو استادۂ بر مقامِ بلند | بر افتادہ گر ہوشمندی مخند
بسا ایستادہ در آمد ز پائے | کہ افتادگانش گرفتند جائے
گرفتم کہ خود ہستی از عیب پاک | تعنت مکن برمنِ عیب ناک
یکے حلقۂ کعبہ دارد بدست | یکے در خراباتے افتادہ مست
گر آں را بخواند کہ نگزاردش | وریں را براند کہ باز آردش
نہ مستظہرست ایں باعمالِ خویش | نہ آں را درِ توبہ بستست پیش

حکایتِ عیسیٰ علیہ السلام وعابدِ ناپارسا

شنیدستم از راویانِ کلام | کہ در عہدِ عیسیٰ علیہ السلام
یکے زندگانی تلف کردہ بود | بجہل وضلالت سر آوردہ بود
دلیرے سیہ نامۂ سخت دل | ز ناپاکی ابلیس از وے خجل
بسر بردہ ایام بیحاصلے | نیاسودہ تا بودہ از وے دلے
سرش خالی از عقل و پر ز احتشام | شکم فربہ از لقمہائے حرام
بناراستی دامن آلودۂ | بناداشتی دودہ اندودۂ
نہ پائے چو بینندگاں راست رو | نہ گوشے چو مردم نصیحت شنو
چو سالِ بد از وے خلائق نفور | نمایاں بہم چوں مہ نو ز دور

نامور تر: زیادہ عزت والا۔ محل: مقام، مرتبہ۔ کہ خوانند......الخ: کہ لوگ تجھے پسندیدہ اخلاق اور خوش خو کہیں۔ نہ: کیا ایسا نہیں؟ (استفہام انکاری ہے)۔ چوں توئی: تیرے جیسا۔ چشم خرد: نظر عقل سے۔ ہم چناں نمائی......الخ: اگر تو بھی تکبر کرے گا تو دوسروں کی نظر میں تیری وہی حالت ہوگی جو تکبر کرنے والوں کی تیری نظر میں ہے، یعنی کہ وہ ذلیل وخوار ہیں۔ بر افتادہ......الخ: یعنی کم درجہ لوگوں کی ہنسی نہ اڑاؤ۔ بسا ایستادہ......الخ: بسا اوقات کھڑا شخص گر پڑا اور گرے ہوؤں نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے، یعنی بلند رتبہ اپنے رتبے سے معزول ہوگیا اور کم رتبہ لوگوں نے بڑوں کا مرتبہ ومقام پالیا۔ تعنت: بدگوئی وطعنہ زنی۔ بر من عیب ناک: مجھ عیبوں سے بھرے پر۔ حلقہ کعبہ دارد بدست: ایک شخص زنجیر کعبہ تھامے ہوئے ہے، یعنی حج وزیارت اور عبادت میں مشغول ہے۔ خرابات: شراب خانہ۔ گر آں را: یعنی خدائے تعالیٰ اگر کسی بدکار کی مغفرت کرے تو کون روک سکتا ہے اور اگر کسی نیکوکار کو مقہور بنائے تو کون ہے جو اسے مقبول بارگاہ اور قابل مغفرت بنائے۔ مستظہر: قوی پشت، طاقت ور۔ در توبہ: یعنی نہ وہ اپنے عملوں پر بھروسہ کرے اور نہ یہ توبہ کا دروازہ بند سمجھے۔ راویان کلام: بات بیان کرنے والے، ناقلین، مورخین۔ عہد: زمانہ۔

تلف: ضائع، برباد۔ جہل: نادانی۔ ضلالت: گمراہی۔ سر آوردہ بود: زندگی گزارے ہوئے تھا۔ دلیر: نڈر، بے باک۔ سیہ نامہ: سیاہ نامۂ اعمال والا۔ ابلیس از وے خجل: شیطان بھی اس سے شرمندہ (اس کی نادانی وگمراہی میں مبالغہ ہے)۔ ایام: یعنی زندگی کے ایام۔ بے حاصل: بے نتیجہ۔ تا بودہ: جب سے پیدا ہوا تھا یا جب تک زندہ رہا۔ پر ز احتشام: تکبر سے بھرا ہوا۔ ناراستی: بدکاری۔ بناداشتی: بدکرداریوں سے۔ دودہ اندودہ: خاندان کا بدنام کرنے والا۔ بینندگاں: یعنی ہدایت یافتہ لوگ۔ چو سال بد: یعنی قحط کے سال کی طرح لوگ اس سے نفرت کرتے اور فسق وفجور کے سبب لوگوں کی انگشت نمائی کا مرکز تھا۔ چو مہ نو ز دور: جس طرح دور سے ماہ نو (نئے چاند) کی طرف لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں۔

هوا و هوس خرمنش سوخته — جوے نیکنامی نیندوخته
سیه نامه چنداں تنعم براند — که در نامه جائے نبشتن نماند
گنهگار و خودرای و شهوت پرست — بغفلت شب و روز مخمور و مست
شنیدم که عیسیٰ در آمد ز دشت — بمقصورهٔ عابدے برگذشت
بزیر آمد از غرفه خلوت نشیں — بپایش در افتاد سر بر زمیں
گنهگار برگشته اختر ز دور — چو پروانه حیراں در ایشاں ز نور
تامل بحسرت کناں شرمسار — چو درویش در دستِ سرمایه دار
خجل زیرِ لب عذر خواہاں بسوز — ز شبہائے در غفلت آورده روز
سرشکِ غم از دیده باراں چو میغ — که عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
بر انداختم نقدِ عمرِ عزیز — بدست از نکوئی نیاورده چیز
چو من زنده ہرگز مبادا کسے — که مرگش به از زندگانی بسے
برست آنکه در عہدِ طفلی بمرد — که پیرانه سر شرمساری نبرد
گناہم ببخش اے جہاں آفریں — که گر با من آید فبئس القریں
دریں گوشه نالاں گنہگار پیر — که فریاد حالم رس اے دستگیر
نگوں مانده از شرمساری سرش — رواں آبِ حسرت بشیبِ برش
وزاں نیمه عابد سرِ پر غرور — ترش کرده بر فاسق ابرو ز دور
که ایں مدبر اندر پئے ما چراست — نگوں بخت ناداں چه ہمجنسِ ماست
بگردن بآتش در افتادۂ — بباد ہوا عمر بر دادۂ
چه خیر آمد از نفس تر دامنش — که صحبت بود با مسیح و منش

ہوا و ہوس: نفسانی خواہشات۔ خرمن: یعنی خرمن اعمال۔ چنداں: اس قدر۔ تنعم: عیش و عشرت۔ در نامہ: یعنی نامۂ اعمال میں۔ مخمور: نشہ میں چور، بدمست۔ دشت: جنگل۔ مقصورہ: عبادت خانہ، حجرۂ عبادت۔ بزیر آمد: نیچے اترا۔ غرفہ: بالا خانہ۔ بپایش افتاد: یعنی حضرت عیسیٰ کے قدموں میں گر پڑا۔ برگشتہ اختر: بدنصیب، جس کی قسمت کا ستارہ گردش میں ہو۔ نور: یعنی نورالٰہی۔ شرمسار: شرمندہ۔ چو درویش......الخ: یعنی وہ ان کے سامنے یوں کھڑا تھا جیسے کوئی محتاج کسی سرمایہ دار کے سامنے شرمندہ بحسرت کھڑا رہتا ہے۔ خجل: شرمندہ۔ زیر لب: چپکے چپکے۔ عذر خواہاں: عذر طلب کرتے ہوئے۔ ز شبہائے ...... الخ: یعنی ان راتوں کی عذر خواہی کر رہا تھا جنہیں بدکاریوں میں گزارا تھا۔ باراں: برساتا ہوا (حال ہے)۔ میغ: بروزن تیغ، ابر، بادل۔ اے دریغ: ہائے افسوس۔ بر انداختم: میں نے برباد کر دیا۔ عمر عزیز: پیاری زندگی۔ مبادا: خدا کرے نہ ہو۔ برست: نجات پا گیا۔ عہد طفلی: بچپن۔ پیرانہ سر: بڑھاپے جیسی۔ اے جہاں آفریں: اے دنیا پیدا کرنے والے۔ (آفریدن سے اسم فاعل سماعی ہے)۔ کہ گر با من......الخ: اگر وہ گناہ حشر میں میرے ساتھ ہوں گے تو کتنے برے ہم نشین ہوں گے۔ نالاں: رو رہا تھا۔

فریاد حالم رس: میرے حال پر فریاد رسی کیجئے۔ اے دستگیر: اے مدد کرنے والے۔ نگوں ماندہ: جھکا ہوا تھا۔ آب حسرت: یعنی پشیمانی کے آنسو۔ شیب بر: سینے کی سفیدی یعنی سفید داڑھی۔ نیمہ: جانب۔ سر پر غرور: عابد کی صفت ہے، غرور سے بھرے سر والا عابد۔ ترش کردہ ابرو: تیوری چڑھائے ہوئے۔ بر فاسق: یعنی اسی بدعمل پر۔ مدبر: بدنصیب۔ اندر پئے ما چراست: ہمارے پیچھے کیوں لگا ہوا ہے۔ نگوں بخت: بدبخت۔ چہ ہم جنس ماست: کیا وہ ہمارے میل کا ہے (استفہام انکاری)۔ بگردن......الخ: گردن تک آگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ بباد ہوا: نفسانی خواہشات میں۔ تر دامن: یعنی گنہگار۔ صحبت: ہم نشینی۔ مسیح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب۔

چہ بودے: کیا اچھا ہوتا۔ زحمت ببردے زپیش: ہمارے سامنے سے ہٹ جاتا اور اپنے کرتوت کے بدلے جہنم رسید ہو جاتا۔ طلعت ناخوش: یعنی اس

چہ بودے کہ زحمت ببردے زپیش / بدوزخ برفتے پسِ کارِ خویش
ہمی رنجم از طلعتِ ناخوشش / مبادا کہ درمن فتد آتشش
بمحشر کہ حاضر شوند انجمن / خدایا تو با او مکن حشرِ من
دریں بد کہ وحی از جلیل الصفات / در آمد بعیسیٰ علیہ الصلوٰت
کہ گر عالم است آن وگر وے جہول / مرا دعوتِ ہر دو آمد قبول
تبہ کردہ ایام برگشتہ روز / بنالید برمن بزاری و سوز
بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم / نیندازمش ز آستانِ کرم
عفو کردم از وے عملہائے زشت / در آرم بفضل خودش در بہشت
وگر عار دارد عبادت پرست / کہ در خلد با وے بود ہم نشست
بگو ننگ ازو در قیامت مدار / کہ آں را بجنت برند ایں بنار
کہ آں را جگر خوں شد از سوز و درد / گر ایں تکیہ بر طاعتِ خویش کرد
ندانست در بارگاہِ غنی / کہ بیچارگی بہ ز کبر و منی
کرا جامہ پاکست و سیرت پلید / درِ دوزخش را نباید کلید
بریں آستاں عجز و مسکینیت / بہ از طاعت و خویشتن بینیت
چو خود را ز نیکاں شمردی بدی / نمی گنجد اندر خدائی خودی
اگر مردی از مردیِ خود مگوی / نہ ہر شہسوارے بدر برد گوی
پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست / کہ پنداشت چوں پستہ مغزے دروست
ازیں نوع طاعت نیاید بکار / برو عذرِ تقصیرِ طاعت بیار
نخورد از عبادت براں بےخرد / کہ باحق نکو بود و با خلق بد

کی منحوس صورت دیکھنے سے۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ محشر: میدان قیامت، حساب اعمال کے لیے جمع ہونے کی جگہ۔ انجمن: تمام خلقت کا مجمع۔ دریں بد: بد: بود کا مخفف۔ وہ اسی ذکر میں تھا۔ وحی: خدائی پیغام جو نبیوں پر اترتا ہے۔ جلیل الصفات: برگزیدہ خوبیوں والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ درآمد: نازل ہوئی۔ علیہ الصلوٰۃ: ان پر درود نازل ہوا۔ اسے تائے دراز کے ساتھ لکھنا صفات کی متابعت میں ہے۔ جہول: سخت جاہل، صیغہ مبالغہ ہے۔ دعوت: دعا۔ تبہ کردۂ ایام: زندگی کو تباہ کیے ہوا۔ برگشتہ روز: بدنصیب۔ برمن: میرے پاس یعنی حق تعالیٰ کے سامنے۔ زاری: عاجزی۔ سوز: دکھ، درد۔ بے چارگی: عاجزی، فروتنی۔ برم: میرے پاس۔ آستاں: چوکھٹ۔ کرم: بخشش۔ عفو کردم: میں نے معاف کر دیا، مٹا دیا۔ عمل ہائے زشت: برے اعمال۔ درآرم......الخ: میں اپنے فضل سے اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ عار: ننگ، شرم، عیب۔ خلد: یعنی جنت۔ ایں بنار: اس مغرور عبادت گزار کو جہنم میں۔ تکیہ بر طاعت خویش کرد: اس نے اپنی عبادت پر بھروسہ کیا نہ کہ ہمارے فضل پر۔ غنی: بے نیاز، یعنی خدائے تعالیٰ۔ کبر و منی: تکبر و خودی۔ کرا: ہر کہ را۔ درِ دوزخش را: اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھولنے کے لیے کنجی نہیں چاہیے بلکہ ایسوں کے لیے ہر دم کھلا منتظر ہے۔ نباید کلید: کنجی نہیں چاہیے۔ خویشتن بینی: خود بینی، تکبر۔ ز نیکاں شمردی: نیکوں میں شمار کرتے ہو۔ بدی: بد ہستی، تو برا ہے۔ نمی گنجد: یعنی خدا کے سامنے عجب و تکبر کی گنجائش نہیں۔ بدر برد گو: بازی نہیں جیت سکا۔ پیاز آمد......الخ: اس بے ہنر کا سارا کام پیاز کی طرح صرف چھلکا ثابت ہوا، جس نے کہ ان کو پستہ کا سا مغز تصور کیا تھا۔ نیاید بکار: کام نہیں آتی بلکہ اس پر تو بندگی کی کوتاہی کا عذر پیش کرنا چاہیے۔ برنخورد: پھل نہ کھایا یعنی عبادت کا فائدہ حاصل نہ ہوا۔ آں بے خرد: وہ بے عقل۔ کہ باحق......الخ: جس کا معاملہ اللہ کے ساتھ بہتر تھا مگر مخلوق کے ساتھ برابرتاؤ کرتا ہو۔

سخن ماند از عاقلاں یادگار — ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
گنہگار اندیشہ ناک از خدائے — بہ از پارسائے عبادت نمائے

حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

فقیہے کہن جامۂ تنگدست — در ایوان قاضی بصف بر نشست
نگہ کرد قاضی درو تیز تیز — معرّف گرفت آستینش کہ خیز
ندانی کہ برتر مقام تو نیست — فروتر نشیں یا برو یا بایست
بجائے بزرگاں دلیری مکن — چو سر پنجہ ات نیست شیری مکن
نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر — کرامت بجاہست و منزل بقدر
دگر رہ چہ حاجت بہ پند کست — ہمیں شرمساری عقوبت بست
بعزّت ہر آنکو فروتر نشست — بخواری نیفتد ز بالا بہ پست
چو آتش بر آورد درویش دود — فروتر نشست از مقامیکہ بود
فقیہاں طریقِ جدل ساختند — لِمَ و لانُسلّم درانداختند
کشادند برہم درِ فتنہ باز — بلا و نعم کردہ گردن دراز
تو گفتی خروسانِ شاطر بجنگ — فتادند در ہم بمنقار و چنگ
یکے بیخود از خشمناکی چو مست — یکے بر زمیں میزند ہر دو دست
فتادند در عُقدۂ پیچ پیچ، — کہ در حلِ آں رہ نبردند ہیچ
کہن جامہ در صفِّ آخر تریں — بغرّش درآمد چو شیرِ عریں
کہ برہاں قوی باید و معنوی — نہ رگہائے گردن بحجّت قوی

سخن ماند......الخ: ارباب دانش کی باتیں یادگار بن جاتی ہیں۔ ہمیں یک سخن: یہی ایک بات۔ اندیشہ ناک از خدا: خدا سے بہت خوف کرنے والا گنہ گار، ریا کار عابد پارسا سے بہتر ہے۔ فقیہ: علم فقہ کا جانکار، اس سے خود شیخ سعدی مراد ہیں۔ کہن جامہ: پرانے کپڑے والا۔ تنگدست: مفلس، یہ دونوں سعدی کی صفتیں ہیں، یعنی ژولیدہ حال، فرسودہ جامہ مجلس قاضی میں پہنچے۔ ایوان: درگاہ۔ قاضی: شرعی حاکم جو بادشاہ کی طرف سے شرعی فیصلے کرنے کے لیے منصب قضا پر مقرر ہو۔ بصف برنشست: یعنی صف اول میں جا بیٹھے۔ معرف: ایک عہدیدار جو قاضی سے تعارف کراتا ہے اور لوگوں کو حسب مراتب بیٹھاتا ہے، نیز آداب دربار سکھاتا ہے۔ کہ خیز: آخر کار اٹھا ہی دیا اور سعدی پیچھے ایک گوشے میں بیٹھے۔ بجائے بزرگاں......الخ: بزرگوں کی جگہ پر بیٹھنے کی دلیری مت کرو۔ سزاوار: لائق۔ بصدر: صدر مقام۔ کرامت: اعزاز و تکریم۔ بجاہ ست: مرتبہ کے مطابق ہوتی ہے۔ منزل: مرتبہ، مقام۔ بقدر: عزت و بزرگی کے برابر، مساوی۔ عقوبت: سزا۔ بسست: یعنی یہی سزا تجھے کافی ہے۔ بعزت: یعنی عزت کے باوجود۔ خواری: ذلت۔ ز بالا بہ پست: یعنی اوپر سے نیچے نہیں گرتا ہے۔ برآورد دود: دھواں نکالا، یعنی آہ کھینچی۔

فروتر......الخ: جس مقام پر تھا اس سے نیچے ایک مقام پر بیٹھا۔ فقیہاں: یعنی علمائے فقہ نے۔ طریق جدل ساختند: یعنی بحث و مباحثہ کی راہ کھول دی۔ لم ولانسلم: ایسا کیوں ہے؟ ہمیں یہ تسلیم نہیں۔ دلیل لمی اور دلیل انی نیز معارضہ کی طرف اشارہ ہے، یہ دونوں کلمے دوران بحث متخاصمین استعمال کرتے ہیں۔ درانداختند: یعنی لم اور لانسلم کہنے میں الجھے۔ لا: نہیں۔ نعم: ہاں۔ یہ دونوں بھی مباحثے کے الفاظ ہیں۔ تو گفتی: یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ۔ خروسان: مرغے، شاطر، چالاک۔ بمنقار و چنگ: چونچ اور چنگل کے ذریعہ آپس میں لڑ پڑے ہیں۔ مست: دیوانہ۔ عقدۂ پیچ پیچ: سخت پیچیدہ مسئلہ۔ حل: عقدہ کشائی، سلجھاؤ۔ کہن جامہ: مراد شیخ سعدی ہیں۔ بغرش درآمد......الخ: یعنی وہیں سے جھاڑی کے شیر کی طرح غرایا اور کہا کہ برہاں......الخ: کہ مضبوط اور معنی خیز دلیلیں ہونا چاہیے نہ کہ دلائل میں گردن کی پھولی ہوئی رگیں دکھائی جائیں۔

مرا نیز چوگانِ حرفست و گوئے
بگفتند ار نیک دانی بگوئے

بکلکِ فصاحت بیانیکہ داشت
بدلہا چو نقشِ نگیں بر نگاشت

سر از کوئے صورت بمعنیٰ کشید
قلم بر سرِ حرفِ دعویٰ کشید

بگفتندش از ہر کنار آفریں
کہ بر عقل و طبعت ہزار آفریں

سمندِ سخن تا بجائے براند
کہ قاضی چو خر در خلابے بماند

بروں آمد از طاق و دستارِ خویش
باکرام و لطفش فرستاد پیش

کہ ہیہات قدرِ تو نشناختم
بشکرِ قدومت نپرداختم

دریغ آمدم با چنیں مایۂ
کہ بینم ترا در چنیں پایۂ

معرّف بدلداری آمد برش
کہ دستارِ قاضی نہد بر سرش

بدست و زباں منع کردش کہ دور
منہ بر سرم پائے بندِ غرور

کہ فردا شود بر کہن میزراں
بدستارِ پنجہ گزم سرگراں

چو مولام خوانند و صدرِ کبیر
نمایند مردم بچشمم حقیر

تفاوت کند ہرگز آبِ زلال
گرش کوزہ زریں بود یا سفال

خرد باید اندر سرِ مرد و مغز
نباید مرا چوں تو دستار نغز

کس از سر بزرگی نباشد بچیز
کدو سر بزرگست و بیمغز نیز

میفراز گردن بدستار و ریش
کہ دستار پنبہ است و سبلت حشیش

بصورت کسانیکہ مردم وشند
چو صورت ہماں بہ کہ دم درکشند

بقدرِ ہنر جست باید محل
بلندی و نحسی مکن چوں زحل

نئے بوریا را بلندی نکوست
کہ خاصیتِ نیشکر خود دروست

چوگان: بلا۔ گوئے: گیند۔ مرا نیز......الخ: میرے پاس بھی اس گفتگو کا گیند بلا ہے، یعنی میں بھی اس میدان کا کھلاڑی ہوں۔ ار نیک دانی بگو: اگر اچھی طرح جانتے ہو اور مدلل و مبرہن بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو۔ کلک: قلم۔ کلک فصاحت: فصاحت کا قلم۔ ممکن ہے مراد زبان فصاحت ہو۔ بدلہا چو......الخ: اہل دربار کے لوح دل پر ایسا نقش بیٹھا دیا جیسا کہ نگینے کا نقش کندہ ہو۔ کوئے: کوچہ۔ صورت: یعنی ظاہر۔ معنیٰ: یعنی حقیقت۔ طبع: طبیعت۔ کنار: جانب۔ آفریں: شاباش۔ ہزار آفریں: یعنی لوگوں نے اس کی بہت تحسین وستائش کی۔ سمند: گھوڑا۔ خر: گدھا۔ خلاب: کیچڑ۔ درخلا بے بماند: یعنی حیران و ششدر رہ گیا۔ بروں آمد: یعنی قاضی۔ طاق: محراب، یعنی شہ نشین۔ اکرام: اعزاز و تکریم۔ لطف: مہربانی۔ ہیہات: افسوس ہے۔ شکر: شکریہ۔ قدوم: آمد، تشریف آوری۔ مایہ: سرمایۂ علم۔ پایہ: مرتبہ۔ کہ بینم ترا......الخ: کہ تجھے اس سرمایۂ فضل وکمال کے باوجود ایسے کمتر درجہ میں دیکھ رہا ہوں، اور میں کوئی بلند مقام نہ دے سکا۔ دلداری: تسلی و تشفی۔ منہ: نہادن سے فعل نہی حاضر۔ پائے بند غرور: غرور کی بیڑی یعنی دستار نخوت وغرور کا سامان ہے۔ کہن میزراں: پرانے پاجانے والے یعنی کم حیثیت لوگ۔ پنجہ گز: پانچ گز والی۔ مولا: آقا۔ صدر کبیر: صدر مجلس، میر مجلس۔ نمایند: نظر آئیں گے۔ بچشم: میری نگاہ میں۔ تفاوت کند: بطریق استفہام انکاری۔ آب زلال: نہایت شفاف شیریں پانی۔ زریں: سونے کا، سنہرا۔ سفال: یعنی سفالیں، مٹی کا بنا۔ نغز: عمدہ، نادر۔ کس......الخ: یعنی کوئی دستار صرف سر بڑا بنالے تو یہ کوئی چیز نہیں۔ کدو: لوکی، تونبا۔ سر بزرگ: بڑے سر والا۔ ریش: داڑھی۔ سبلت: مونچھ۔ حشیش: گھاس۔ مردم وش: مردم نما، آدمی کی طرح۔ دم درکشند: خاموش رہیں۔ محل: مقام، مرتبہ۔ نحسی مکن چوں زحل: زحل کی سی بلندی اور نامسعودی مت کرو، زحل ستارہ ساتویں آسمان کی بلندی کے باوجود نحس اکبر شمار ہوتا ہے۔ نئے بوریا: نرکل، نرسل، سرکنڈا۔ خاصیت: خوبی۔ نیشکر: گنا۔ خاصیت نیشکر: یعنی شیرینی۔ خود دروست: یعنی کیا اس میں گنے کی سی شیرینی پائی جاتی ہے، یعنی ظاہری بلندی اور آراستگی سے کیا حاصل، کمال کی ضرورت ہے۔

بدیں عقل و ہمّت نخوانم کست	وگر میرود صد غلام از پست
چہ خوش گفت خرمہرۂ در گلے	چو برداشتش پر طمع جاہلے
مرا کس نخواہد خریدن بہیچ	بدیوانگی در حریرم مپیچ
نہ منعم بمال از کسے بہتر ہست	خر ار جلّ اطلس بپوشد خرست
بدیں شیوہ مردِ سخنگوئے چست	بآبِ سخن کینہ از دل بشست
دلِ آزردہ را سخت باشد سخن	چو خصمت بیفتا دستی مکن
چو دستت رسد مغزِ دشمن برار	کہ فرصت فرو شوید از دل غبار
چناں ماند قاضیِ بجورش اسیر	کہ گفت اِنَّ ہٰذا لَیَومٌ عَسِیر
بدنداں گزید از تعجب یدین	بماندش در و دیدہ چوں فرقدین
وزانجا جوان روئے ہمّت بتافت	برون رفت و بازش نشاں کس نیافت
غریو از بزرگانِ مجلس بخاست	کہ گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
نقیب از پیش رفت و ہر سو دوید	کہ مردے بدیں نعت و صورت کہ دید
یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس	دریں شہر سعدی شناسیم و بس
براں صد ہزار آفریں کیں بگفت	حق تلخ بیں تا چہ شیریں بگفت

حکایت در توبہ کردن پادشاہزادۂ گنجہ

یکے پادشہ زادۂ گنجہ بود	کہ نا اہل و ناپاک و سرپنجہ بود
بمسجد در آمد سرایان و مست	مے اندر سر و ساتگینے بدست
بمقصورہ در پارسائے مقیم	زبانِ دلآویز و قلبے سلیم

بدیں عقل......الخ: اس متکبرانہ عقل و ہمت پر میں تجھے آدمی نہیں کہہ سکتا، بلکہ تو بے عقل جانور ہے، خواہ تیرے پیچھے سیکڑوں غلام چلتے ہوں۔ خرمہرہ: کوڑی۔ در گلے: یعنی مٹی میں پڑی ہوئی۔ پر طمع: لالچ سے بھرا، لالچی۔ حریر: ریشمی کپڑا۔ منعم: مالدار، دولت مند۔ از کسے: یعنی صاحب فضل و ہنر۔ خر: گدھا۔ جل: جھول۔ اطلس: ایک قسم کا ریشمی کپڑا، ساٹن جیسا۔ بدیں شیوہ: اس طور سے۔ مرد سخن گوئے: یعنی مرد فقیہ نے۔ کینہ از دل بشست: دل کا غبار دھولیا۔ خصم: مد مقابل، دشمن۔ دستت رسد: تیرا قابو چلے۔ غبار: یعنی غبار رنج۔ بجورش اسیر: اپنے ظلم میں گرفتار۔ کہ گفت اِنَّ ھٰذَا لَیَوْمٌ عَسِیْرٌ: کہ کہہ اٹھا کہ بے شک آج کا دن بہت سخت ہے۔ اس میں آیت کریمہ کی جانب تلمیح ہے، یہ قیامت میں کافر کہیں گے۔ یدین: دونوں ہاتھ۔ فرقدین: قطب کے قریب دو ستارے ہیں، تحیر میں ان سے تشبیہ دی گئی۔ جوان: یعنی وہی فقیہ۔ غریو: شور و غوغا، چیخ و پکار۔ شوخ چشم: بے باک۔ از کجاست: کہاں کا رہنے والا ہے۔ نقیب: ہرکارہ، چوبدار۔ از پیش رفت: اس کے پیچھے گیا۔ بدیں نعت و صورت: اس خوبی و شکل کا۔ کہ دید: کس نے دیکھا یا کسی نے دیکھا ہے؟۔ یکے گفت......الخ: ایک نے کہا اس قسم کا شیریں سخن اس شہر میں ہم صرف سعدی کو پہچانتے ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ براں......الخ: اس پر لاکھ آفریں ہو جس نے یہ کہا، اس تلخ حق کو دیکھو کہ کس قدر شیریں بنا کر کہہ گیا۔ گنجہ: تبریز کے قریب ایک شہر جو نظامی گنجوی کی جائے پیدائش ہے۔ ناپاک: بے خوف، ظالم۔ سرپنجہ: زور آور۔ سرایاں: گاتا ہوا۔ مے: شراب۔ ساتگیں: بروزن پاک دین: قدح شراب۔ مقصورہ: حجرہ، بالاخانہ عبادت۔ مقیم: اقامت گزیں۔ دلآویز: دل لبھانے والی۔ سلیم: بردبار، نیک۔

تنے چند بر گفتِ اُو مجتمع
چو عالم نباشی کم از مستمع

چو بے عزّتی پیشہ کرد آں حَرُوں
شدند آں عزیزاں خراب اندروں

چو منکر بود پادشہ را قدم
کہ یارد زدن از امرِ معروف دم

تحکّم کند سیر بر بوئے گل
فرو ماند آواز چنگ از دہل

گرت نہیِ منکر بر آید ز دست
نشاید چو بے دست و پایاں نشست

وگر دست قوّت نداری بگوے
کہ پاکیزہ گردد باندرز خوے

چو دست و زباں را نماند مجال
بہمّت نمایند مردی، رجال

یکے پیشِ دانائے خلوت نشیں
بنالید و بگریست سر بر زمیں

کہ یکبارے آخر بریں رند مست
دعا کن کہ ما بے زبانیم و دست

دمِ سوزناک از دلِ باخبر
قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تبر

بر آورد مردِ جہاندیدہ دست
چہ گفت اے خداوندِ بالا و پست

خوش ست ایں پسر وقتش از روزگار
خدایا ہمہ وقتِ اُو خوش بدار

کسے گفتش اے قدوۂ راستی
بدیں بد چرا نیکوئی خواستی

چو بد عہد را نیک خواہی ز بہر
چہ بد خواستن بر سرِ خلق شہر

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش
چو سرِّ سخن در نیابی مجوش

بطاماتِ مجلس بیارا ستم
ز دادآفریں توبہ اش خواستم

کہ ہر گہ کہ باز آید از خوئے زشت
بعیشے رسد جاوداں در بہشت

چنیں پنج روز ہست عیشِ مُدام
بترک اندرش عیش ہائے مدام

حدیثے کہ مردِ سخن ساز گفت
یکے زاں میاں با ملک باز گفت

بر گفت او مجتمع: یعنی اس کا وعظ سن رہے تھے۔ کم از مستمع: کم از کم عالم کی بات سننے والے بنو کہ حدیث میں آیا: اُغْدُ عَـالِـمـاً اَوْ مُتَعَلِّماً اَوْ مُسْتَمِعاً۔

پیشہ کرد: طریقہ اپنایا۔ حروں: سرکش۔ خراب اندروں شدند: ویران دل ہوگئے۔ منکر: برا۔ قدم: عمل۔ کہ: کدامیہ ہے۔ کہ یارد ز......الخ: بادشاہ کو امر بالمعروف کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے، اس کے لیے شیخ احمد سرہندی (۹۱۷ھ/۱۰۳۴ء) جیسا دلیر بزرگ چاہیے۔ تحکم کند سیر: لہسن غالب آجاتا ہے۔ سیر: لہسن۔ فرو ماند: دب جاتی ہے۔ چنگ: ستار، ایک قسم کا باجہ۔ دہل: نقارہ، ڈھول۔ نہی منکر: برائیوں سے روکنا۔ نشاید......الخ: تو تجھے بے دست و پا نہ بیٹھنا چاہیے بلکہ نہی منکرات جاری رکھنا چاہیے۔ اندرز: نصیحت۔ مجال: طاقت۔ ہمت: یعنی نگاہ باطن۔ مردی: مردانگی۔ رجال: لوگ (رجل کی جمع)۔ بہمت نماید......الخ: قلبی فیضان سے لوگ کرم کرتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ حدیث میں آیا: مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔ یعنی کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ کی طاقت سے روک دے، یہ نہ کر سکے تو زبان سے منع کرے، یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے۔ مگر اہل باطن یہ معنی بتاتے ہیں کہ قلب کی توجہ سے اس برے کو نیک بنا دے اور نگاہ مرد مومن سے ایسا ہوا بھی۔ ظاہر ہوا کہ نہی عن المنکر کے تین درجات ہیں، جنہیں شیخ نے ان شعروں میں بیان کیا ہے۔

دانائے: یعنی وہی عالم۔ رند: مخالف شرع۔ دم سوزناک: جلا دینے والی آہ۔ باخبر: یعنی اہل باطن۔ خدایا......الخ: اے خدا! اس کو ہر وقت خوش رکھنا۔ اے قدوۂ راستی: اے سچائی کے پیشوا۔ نیکوئی: بھلائی۔ نیک خواہی: خیر خواہی۔ بہر: نصیبہ۔ چہ بد عہد دار......الخ: ظالم کے لیے نصیبے کی خیر خواہی شہر کی پوری مخلوق کے لیے برا چاہنا ہے۔ سر: راز۔ در نیابی: جان نہ سکو۔ مجوش: جوش میں نہ آؤ۔ طامات: بلند باتیں یعنی پرشکوہ دعائیں۔ داد آفریں: انصاف پیدا کرنے والا یعنی خدا۔ توبہ اش خواستم: یعنی خدا سے اس کے توبہ کی توفیق طلب کی۔ بعیشے......الخ: بہشت میں عیش جاوداں تک پہنچ جائے گا۔ عیش مدام: لطف شراب۔ ترک: چھوڑ دینا۔ مدام: ہمیشگی۔ با ملک: یعنی شہزادے سے کہا۔

زوجد آب در چشمش آمد چو میغ　ببارید بر چہرہ سیلِ دریغ

بہ نیرانِ شوق اندرونش بسوخت　حیا دیدہ بر پشتِ پایش بدوخت

بر نیک محضر فرستاد کس　در توبہ کوبان کہ فریاد رس

قدم رنجہ فرمائی تا سر نہم　سرِ جہل و ناراستی بر نہم

دو رویہ ستادند بر در سپاہ　سخن پرور آمد در ایوانِ شاہ

شکر دید و عناب و شمع و شراب　دہ از نعمت آباد و مردم خراب

یکے غائب از خود یکے نیم مست　یکے شعر گویاں صراحی بدست

زسوئے بر آوردہ مُطرب خروش　ز دیگر سو آواز ساقی کہ نوش

حریفاں خراب از مئے لعل رنگ　سرِ چنگی از خواب در بر چو چنگ

نبود از ندیمانِ گردن فراز　بجز نرگس آنجا کسے دیدہ باز

دف و چنگ با یکدگر ساز گار　بر آوردہ زیر از میاں نالہ زار

بفرمود و درہم شکستند خُرد　مُبدل شد آں عیشِ صافی بدُرد

شکستند چنگ و گسستند رود　بدر کرد گویندہ از سر سرود

بمیخانہ در سنگ بر دن زدند　کدو را نشاندند و گردن زدند

رواں خمر و چنگ اوفتادہ نگوں　تو گفتی شدہ است از بطِ کشتہ خوں

خُمِ آبستنِ خمر نُہ ماہہ بود　دراں فتنہ دختر بینداخت زود

شکم تا بنافش دریدند مشک　قدح را بر و چشمِ خونیں پر اشک

بفرمود تا سنگِ صحنِ سرائے　بکندند و کردند نو باز جائے

کہ گلگونۂ خمر یاقوت فام　بشستن نمیشد ز روئے رخام

وجد: بے خودی، حال وشوق۔ میغ: ابر، بادل۔ سیل دریغ: حسرتوں کا سیلاب۔ نیران: آگ (نار کی جمع ہے)۔ اندروں: باطن، دل۔ بسوخت: لازم ہے، جل اٹھا۔ حیا: شرم (مبتدا ہے)۔ دیدہ: آنکھ۔ دوخت: سی دیا (خبر ہے)۔ نیک محضر: نیک سرشت، یعنی وہی بزرگ جنہوں نے دعا کی تھی۔ کوباں: کھٹکھٹاتا ہوا۔ کہ فریاد رس: کہ میری فریاد کو پہنچئے۔ قدم رنجہ فرمائی: آپ تشریف لائیے۔ ناراستی: بدکرداری۔ برنہم: دور کردوں۔ دورویہ ستادند: یعنی پارسا کی تعظیم میں دونوں جانب پرے جما کر کھڑے ہوگئے۔ سخن پرور: یعنی پارسا۔ ایوان: دربار۔ شکر دید وعناب: شکر اور عناب تبدیل ذائقہ کے واسطے (بطور گزک) شراب کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، جیسے پستہ بادام وغیرہ۔ دہ: یعنی گھر۔ خراب: ویران، یعنی مدہوش۔ غائب از خود: یعنی بے خود۔ یکے: کوئی۔ شعر گویاں: شعر پڑھتا ہوا۔ صراحی بدست: مینا ہاتھ میں لیے ہوئے۔ سوئے: ایک جانب۔ مطرب: گویا۔ ساقی: شراب پلانے والا۔ مے لعل رنگ: لعل جیسے رنگ والی شراب یعنی سرخ۔ چنگی: چنگ (ستار) بجانے والا۔ خواب: نیند۔ ندیمان گردن فراز: بلند رتبہ مصاحبین۔ بجز نرگس: نرگس کے علاوہ۔ کسے دیدہ باز: کسی کی آنکھ کھلی نہ تھی، سب مست ومدہوش ہو چکے تھے۔ زیر: باریک سُر۔ نالہ زار: کثیر گریہ وآواز۔ بفرمود: شہزادے نے حکم دیا۔ شکستند خرد: ساز وسامان، ساغر ومینا، سب کو چکنا چور کردیا۔ مبدل شد: تبدیل ہوگیا۔ درد: تلچھٹ۔ چنگ: ستار۔ رود: تانت، ایک قسم کا ساز جس پر ریشمی تار کسے ہوتے ہیں۔ گویندہ: گویا۔ دن: یا فتح: مٹکا۔ کدو: کدو میں شراب بھری جاتی تھی، کدو کو بٹھا کر اس کی گردن ماردی۔ رواں خمر......الخ: شراب بہتی ہوئی، ستار اوندھا پڑا ہوا، گویا ذبح شدہ، بطخ سے ہر طرف خون جاری ہوگیا ہے۔ خم آبستن......الخ: شراب کی ٹھلیا نو ماہہ شراب سے حاملہ تھی۔ اس فتنہ میں خوف سے اس کا اسقاط ہوگیا اور فوراً ایک بچی جن دی اور سرخ خونِ نفاس بہنے لگا۔ شکم......الخ: شراب کے مشکیزے کا شکم اس کی ناف تک چاک کرڈالا جسے دیکھ کر جام شراب کی خونیں آنکھیں آنسو بہانے لگیں، ان شعروں کا حاصل یہ ہے کہ شراب کے ٹوٹے برتنوں سے شراب بہہ پڑی۔ نو باز جائے: اس جگہ دوبارہ نئے پتھر لگائے جائیں۔ گل گونہ: گلاب جیسی سرخ۔ غازہ: ابٹن۔ یاقوت فام: یاقوت رنگ، یعنی سرخ۔ (ترجمہ): اس لیے کہ سرخ شراب کا غازہ سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے کے باوجود دور نہیں ہوتا تھا۔

عجب نیست بالوعہ گر شد خراب　　کہ خورد اندراں روز چنداں شراب
دگر ہر کہ بربط گرفتے بکف　　قفا خوردے از دست مردم چو دف
وگر فاسقے چنگ بردے بدوش　　بمالیدے اورا چو طنبور گوش
جوانے سر از کبر و پندار مست　　چو پیراں بکنج عبادت نشست
پدر بار ہا گفتہ بودش بہول　　کہ پاکیزہ رو باش و شائستہ قول
جفائے پدر برد و زندان و بند　　چناں سودمندش نیامد کہ پند
گرش سخت گفتے سخن گوی و سہل　　کہ بیروں کن از سر جوانی و جہل
خیال و غرورش براں داشتے　　کہ درویش را زندہ نگذاشتے
سپر نفگند شیر غراں ز جنگ　　بیندیشد از تیغ بُرّانِ چنگ
بنرمی ز دشمن تواں کرد دوست　　چو با دوست نرمی کنی دشمنِ اوست
چو سنداں کسے سخت روئی نکرد　　کہ خایسکِ تادیب بر سر نخورد
بگفتن درشتی مکن با امیر　　چو بینی کہ سختی کند سست گیر
باخلاق با ہر کہ بینی بساز　　اگر زیر دست است وگر سر فراز
ق
کہ ایں گردن از نازکی بر کشد　　بگفتارِ خوش داں سر اندر کشد
بشیریں زبانی تواں برد گوئے　　کہ پیوستہ تلخی برد تند خوئے
تو شیریں زبانی ز سعدی بگیر　　ترش روئے را گو بتلخی بمیر

حکایتِ طوّاف عسل

شکر خندۂ انگبیں میفروخت　　کہ دلہا ز شیرینیش می بسوخت

بالوعہ: چہ بچہ، گھر کے گندے پانی کا گڑھا۔ خراب: یعنی مست، چونکہ شراب بہائی گئی وہ چہ بچہ میں بھر گئی، اس لیے کہہ دیا کہ اگر وہ مست ہوا تو کوئی جائے تعجب نہیں۔ چنداں: یعنی بہت۔ دگر: پھر، یعنی شہزادے کے ان احکام کے بعد۔ بربط: سارنگی، ایک باجہ۔ کف: یعنی ہاتھ۔ قفا خوردے: طمانچے کھاتا۔ دَف: ڈفلی۔ چنگ: ستار۔ فاسق: نافرمان، بدکار۔ دوش: کندھا۔ طنبور: تو بنرا، ایک قسم کا ستار جس میں کدو لگایا جاتا ہے۔ جوانے: یعنی وہی جوان شہزادہ جو نخوت و تکبر میں مست رہا کرتا تھا۔ کنج عبادت: گوشۂ عبادت۔ بہول: ہیبت و سختی سے۔ جفائے پدر: باپ کی سرزنش اور دھمکی۔ زندان: قید خانہ۔ بند: قید، بیڑی۔ سود مند: نفع بخش۔ پند: نصیحت۔ براں داشتے: اس پر آمادہ بنا دیتا۔ درویش: ناصح بزرگ کو۔ سپر: ڈھال۔ شیرِ غراں: دہاڑتا شیر۔ از تیغ بران چنگ: تیغ براں جیسے اپنے چنگل کی سوچتا ہے۔ سنداں: اہرن، نہائی، وہ آہنی مربع بٹا جس پر ہتھوڑے سے لوہا کوٹتے ہیں۔ خایسک: ہتھوڑا۔ بر سر نخورد: یعنی جو اہرن کی طرح سخت خوئی نہیں دکھاتا، بلکہ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے، اس کے سر پر تادیب کے ہتھوڑے نہیں پڑتے۔ درشتی: سختی۔ امیر: سردار، حاکم۔ سست گیر: نرمی برتو۔ اگر: خواہ۔ بگفتار خوش: شیریں مقالی کی وجہ سے۔ سر اندر کشد: فرماں بردار ہو جائے گا۔ تواں برد گوئے: بازی لے جا سکتے ہو۔ پیوستہ: لگاتار، ہمیشہ۔ تند خوئے: بدمزاج۔ تو شیریں زبانی......الخ: تم شیریں زبانی سعدی سے حاصل کرو، بدمزاج سے کہہ دو کہ تلخی کے عذاب میں مرتے رہو۔ طواف: پھیری لگانے والا۔ عسل: شہد، یعنی شہد فروش۔ شکر خندہ: شگفتہ رو، ہنس مکھ۔ انگبیں: شہد۔ کہ دلہا......الخ: یعنی لوگوں کے دل اس پر فدا تھے۔

بتلنے میاں بستہ چوں نیشکر ‏| بر و مشتری از مگس بیشتر
گر او زہر برداشتے فی المثل | بخوردندے از دست او چوں عسل
گرانے نظر کرد در کار او | حسد برد بر روز بازار او
دگر روز شد گرد گیتی دواں | عسل بر سر و سرکہ بر ابرواں
بسے گشت فریاد خواں پیش و پس | کہ ننشست بر انگبینش مگس
شبانگہ چو نقدش نیامد بدست | بدل تنگ روئی بکنجے نشست
چو عاصی ترش کردہ روی از وعید | چو ابروئے زندانیان روز عید
زنے گفت بازی کناں شوئے را | عسل تلخ باشد ترشروئے را
حرامت بود نانِ آنکس چشید | کہ چوں سفرہ ابرو بہم در کشید
مکن خواجہ بر خویشتن کار سخت | کہ بدخوئے باشد نگونسار بخت
گرفتم کہ سیم و زرت چیز نیست | چو سعدی زبانِ خوشت نیز نیست

حکایت در معنیِ تواضعِ نیکمرداں

شنیدم کہ فرزانۂ حق پرست | گریباں گرفتش یکے رند مست
ازاں تیرہ دل مرد صافی دروں | قفا خورد و سر برنکرد از سکوں
یکے گفتش آخر نہ مردی تو نیز | تحمل دریغست ازیں بے تمیز
شنید ایں سخن مردِ پاکیزہ خوئے | بدو گفت ازیں نوع با من مگوئے
درد مستِ ناداں گریبانِ مرد | کہ با شیرِ جنگی سگالد نبرد
ز ہشیار عاقل نترسد کہ دست | زند در گریبانِ نادانِ مست

بتان: یعنی دوسرے بہت سے ۔ن۔ یاں بستہ: کمربستہ۔ نیشکر: گنا۔ مشتری: خریدار۔ از مگس بیشتر: مکھیوں سے بھی زیادہ، یعنی اس کے گرد مکھیوں سے زیادہ خریدار یکجا ہوجاتے۔ گر او زہر......الخ: مثال کے طور پر اگر وہ زہر بھی اٹھالاتا تو شہد کی طرح اس کے ہاتھ سے کھالیتے۔ گرانے: بیائے تنکیر، کریہہ منظر، جس کا دیکھنا دلوں پر گراں گزرتا ہے، گھناؤنی صورت۔ حسد برد: حسد لے گیا، بدخواہی کی۔ برروز بازار او: اس کے بازار کی رونق پر۔ گرد گیتی: یعنی شہر بھر میں، یعنی حسد میں بھرا اس کی تقلید میں شہد فروشی شروع کی۔ عسل برسر: شہد کا ٹوکرا سر پر لیے۔ سرکہ برابرواں: ابروؤں پر سرکہ لیے یعنی کہ چہرے پر ترش روئی، بدمزاجی لیے ہوئے، چیں بہ جبیں ہوکر۔ فریاد خواں پیش و پس: آگے پیچھے صدا لگاتا ہوا، بہت چکر کاٹا، مگر اس شہد پر ایک مکھی بھی نہ بیٹھی، یعنی کوئی خریدار قریب آنے کا روادار نہ ہوا۔ بدل تنگ روئی: یعنی از روئے دل تنگی، رنج و کلفت اور پریشانی کے سبب ایک گوشہ میں جا بیٹھا۔ چوں عاصی ......الخ: اس شعر میں دو تمثیل ہے، (۱) جس طرح ایک گنہ گار عذاب الٰہی کی وعید سے خوف کھاکر پژمردہ رو ہو یا ایک نافرمان غلام آقا کی دھمکیوں سے خوف زدہ ہو اور چہرہ اتر گیا ہو۔ (۲) اور جس طرح قیدی لوگ عید کے دن دوسروں کا سرور دیکھ کر چیں بہ جبیں ہورہے ہوں۔ بازی کناں: مذاق، دل لگی کرتے ہوئے۔ شوئے: شوہر۔ عسل تلخ باشد......الخ: بدمزاج کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے، (کڑوے کسیلے کے شہد بھی کڑوے)۔ حرامت بود: تجھے حرام ہے کہ چوں سفرہ......الخ: کہ دسترخوان کی طرح جس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑی ہوں۔ کہ بدخوئے......الخ: اس لیے کہ بدخو اوندھے مقدر کا ہوتا ہے۔ چوں سعدی......الخ: اگر مال و دولت نہیں تو سعدی جیسی تیرے پاس شیریں زبانی بھی تو نہیں، یعنی گفتگو میں مٹھاس پیدا کرو۔ فرزانہ: مرکب ہے، فرزا اور آنہ، کلمۂ نسبت سے جیسے سالانہ، یا منسوب بفرزان ہے، بمعنی علم و دانش اور ہاء برائے تشبیہ ہو، جیسے دیوانہ، معنی ہوا دانش مند، زیرک۔ رند: شراب خوردہ، شرابی۔ مرد صافی دروں: ایک مرد پاک باطن نے۔ قفا خورد: طمانچے کھائے۔ تحمل: برداشت۔ ازیں نوع: اس قسم کی بات مجھ سے نہ کہو۔ شیر جنگی: شیر جیسے چنگل والا۔

هنرور چنیں زندگانی کند | جفا بیند و مهربانی کند

حکایت در معنیٔ عزتِ نفسِ مرداں

سگے پائے صحرا نشینے گزید | بخشمے که زہرش ز دنداں چکید
شب از درد بیچارہ خوابش نبرد | بخیل اندرش دخترے بود خُرد
پدر را جفا کرد و تندی نمود | که آخر ترا نیز دنداں نبود
پس از گریہ مردِ پراگندہ روز | بخندید کاے بابکِ دلفروز
مرا گرچہ ہم سلطنت بود و بیش | دریغ آمدم کام و دندانِ خویش
محالست اگر تیغ بر سر خورم | که دنداں بپائے سگ اندر برم
تواں کرد با ناکساں بدرگی | ولیکن نیاید ز مردم سگی

حکایتِ خواجۂ نیکو کار و بندۂ نافرماں

بزرگے ہنرمندِ آفاق بود | غلامش نکوہیدہ اخلاق بود
ازیں خفرقے موئے بالیدۂ | بدے سرکہ در روئے مالیدۂ
چو ثعبانش آلودہ دنداں بزہر | گرو بردہ از زشت رویانِ شہر
مدامش بروی آبِ چشمِ سَبَل | دمیدے و بوئے پیاز از بغل
گرہ وقت پختن بر ابرو زدے | چو پختند با خواجہ زانو زدے
دمادم بناں خوردنش ہمنفس | وگر مُردے آبے ندادے بکس
نہ گفت اندرو کار کردے نہ چوب | شب و روز ازو خانہ در کند و کوب

ہنرور: ہنرمند۔ جفا: ظلم۔ صحرا نشین: درویش۔ خشم: غصہ۔ زہرش: ایک نسخے میں ہے "بحدے کہ خونش"۔ خیل: جماعت۔ خیل خانہ: افراد خانہ۔ جفا کرد: ڈانٹ پلائی۔ تندی نمود: غصہ دکھایا۔ کہ آخر ترا...... الخ: کہ آخر تیرے بھی دانت نہ تھے، تو نے بھی کتے کو کیوں نہ کاٹا۔ پس از گریہ: رونے کے بعد۔ پراگندہ روز: پریشان زمانہ۔ بابک: بابا کی تصغیر ہے، ترحم وشفقت کے موقع پر اولاد کے لیے بھی بول دیتے ہیں۔ دل فروز: دل روشن کرنے والی۔ سلطنت: قدرت۔ دریغ آمدم...... الخ: مجھے اپنے حلق اور دانتوں کا خیال آیا کہ کتے کو کاٹنے سے یہ آلودہ ہوجائیں گے۔ تیغ: تلوار۔ کہ دنداں...... الخ: کہ کتے کے پیروں میں اپنے دانت چبھاؤں۔ ناکساں: کمینے۔ بدرگی: کمینگی۔ مردم: لوگ، انسان۔ سگی: کتا پن۔ آفاق: دنیا بھر۔ نکوہیدہ اخلاق: بداخلاق، بدکردار۔ خفرق: بے عزت و بے غیرت، گالی کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ موئے بالیدہ: بڑھے ہوئے بالوں والا۔ بدے سرکہ...... الخ: ایسا برا کہ منہ پر سرکہ ملے ہوئے، یعنی ایسا بدمزاج تھا کہ ہردم ناک بھوں چڑھائے رہتا۔ ثعبان: اژدہا۔ گرو بردہ: بازی لے گیا۔ زشت رویاں: بدصورتوں۔ مدام: ہمیشہ۔ سبل: ڈھلکہ، آنکھ کی ایک بیماری جس میں پانی جاری رہتا ہے۔ بوئے پیاز از بغل: اس کے بغل سے بدبو پھوٹتی رہتی یعنی وہ چندھا اور بغل گند تھا۔ گرہ بر ابرو زدن: ناک بھوں چڑھانا۔ با خواجہ زانو زدے: یعنی آقا کے ساتھ کھانے بیٹھ جاتا۔ دمادم بناں...... الخ: پے بہ پے روٹی کھانے میں اس کے ساتھ رہتا۔ اگر کوئی مر بھی جاتا تو اسے پانی نہ پلاتا۔ گفت: بات، پند و نصیحت۔ کار کردن: اثر کرنا۔ کند و کوب: خرابی و برہم زدگی۔ (ترجمہ): اس میں نہ تو کوئی بات (نصیحت) اثر کرتی نہ لکڑی (لکڑا) یعنی نہ اس کو مارنا پیٹنا مفید تھا نہ نصیحت کرنا۔ رات دن اس کے ہاتھوں گھر درہم برہم رہتا۔

گہے خاروخس دررہ انداختے | گہے ماکیاں درچہ انداختے
زسیماش وحشت فراز آمدے | زرفتے بکارے کہ باز آمدے
کسے گفت ازیں بندۂ بدخصال | چہ خواہی اَدَب یا ہنر یا جمال
نیرزد وجودے بدیں ناخوشی | کہ جورش پسندی وبارش کشی
منت بندۂ خوب نیکو سیَر | بدست آرم ایں رابہ نخاس بر
وگریک پشیز آورد سر مپیچ | گرانست اگر راست خواہی بہیچ
شنید ایں سخن مردِ نیکو نہاد | بخندید کاے یارِ فرخ نژاد
بدست ایں پسر طبع و خویش ولیک | مرازو طبیعت شود خوئے نیک
چو زو کردہ باشم تحمّل بسے | توانم جفا بردن از ہر کسے
مروّت ندانم کہ بفروشمش | بدیگر کسے عیب برگویمش
چو من دربلائش تحمّل کنم | بسے بہ بود گر تحوّل کنم
چو خود را پسندی کسے را پسند | تو در زحمتی دیگرے را مبند
تحمّل چو زہرت نماید نخست | ولے شہد گردد چو در طبع رست

حکایت معروفِ کرخی ومسافرِ رنجور

کسے راہِ معروف کرخی بجست | کہ نہاد معروفی از سر نخست
شنیدم کہ مہمانش آمد یکے | زبیماریش تا بمرگ اندکے
سرش موی وروئیش صفا ریختہ | بموئیش جاں در تن آویختہ
شب آنجا بیفگند و بالش نہاد | رواں دست در بانگ و نالش نہاد

گہے: کبھی، گاہے کا مخفف۔ خاروخس: کانٹے دار کوڑا کرکٹ۔ ماکیاں: مرغی۔ چہ: چاہ کا مخفف، کنواں۔ سیمای: چہرے کا نشان، مراد چہرہ ہے۔ وحشت فراز آمدے: وحشت محسوس ہوتی ہے۔ بدخصال: بری عادتوں والا۔ چہ خواہی...... الخ: تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ ادب یا ہنر یا حسن وجمال، اس میں تو کچھ بھی نہیں۔ نیرزد...... الخ: ایسا شخص اس نازیبائی کے ساتھ اس قابل نہیں کہ اس کی زیادتیاں سہو اور اس کا بار برداشت کرو۔ منت...... الخ: میں تیرے لیے ایک عمدہ، نیک عادت غلام لادوں گا اس کو نخاس لے جاؤ (بیچ دو)۔ نخاس: غلاموں کی منڈی، غلام فروش، بردہ فروش (یہاں نخاس میں دونوں احتمال ہے) وگر یک پشیز آورد...... الخ: اگر ایک کوڑی دام لگے اعراض نہ کرنا، اگر سچ پوچھو تو وہ مفت بھی مہنگا ہے خریدار کے لیے۔ کہ نہایت نکما، کوڑی کا مال نہیں۔ نیکو نہاد: نیک طبیعت۔ فرخ نژاد: مبارک گھرانے والا۔ بدست: بری ہے۔ خویش: اس کی عادت۔ خوئے نیک: نیک خو۔ تحمل: برداشت۔ مروت: کشادہ دلی، شرافت۔ بسے بہ بود: اس سے بہت بہتر ہوگا۔ تحول: حوالہ کرنا، منتقل کرنا۔ چہ خودرا...... الخ: جو اپنے لیے پسند کرو وہی دوسرے کے لیے بھی پسند کرو، اگر تو زحمت میں ہے تو دوسرے کو اس میں مت پھنسا۔ چوں در طبعے است: جب طبیعت میں رچ بس جائے۔ معروف کرخی: اسدالدین معروف بن فیروز (/۲۰۰ھ) آپ بغداد کے محلہ کرخ کے باشندے ہیں، جہاں امام موسیٰ کاظم کا روضہ ہے، اب اسے کاظمین رکاظمیہ کہتے ہیں، یہ کرخ بغداد کے غربی حصے میں واقع ہے، امام علی رضا کی بارگاہ میں سلوک ومعرفت، علم وحکمت کے منازل طے فرمائے، امام اعظم ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) سے بھی تعلیم حاصل کی، صاحب کشف وکرامات اور اہل تصرف اولیائے کرام میں سے ہیں، اب بھی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ معروفی: شہرت ونام وری۔ از سر نخست: یعنی ان کے راہ سلوک پر چلنے کے لیے پہلے شہرت ونام وری کا غرہ سر سے نکال دے۔ اندکے: یعنی تھوڑا فرق باقی رہ گیا تھا۔ صفا ریختہ: رونق ختم کرچکا تھا۔ بموئیش...... الخ: ایک بال کی بقدر جان اس کے بدن میں لٹکی ہوئی تھی، یعنی سخت بیمار اور قریب ہلاک تھا۔ بالش: تکیہ۔ نالش: فریاد۔ دست درچیزے زدن: شروع کرنا۔ شعر کا حاصل یہ ہے کہ وہ مہمان شیخ کے گھر آکر پڑ گیا، تکیہ سر کے نیچے ڈالا اور آتے ہی فوراً رونا چلانا شروع کر دیا۔

نہ خوابش……الخ: یعنی نہ خود سویا نہ دوسرے کو سونے دیا۔ نہاد: ذات۔ درشت: سخت۔ نمی مرد……الخ: خود تو وہ مرتا نہیں تھا اور مخلوق کو اپنی داویلا سے

نہ خوابش گرفتے بشب یکنفس | نہ از دستِ فریادِ او خوابِ کس
نہادے پریشان و طبعے درشت | نمی مرد و خلقے بحجت بکشت
زفریاد و نالیدن و خفت و خیز | گرفتند از و خلق راہِ گریز
ز دیارِ مردم دراں بقعہ کس | ہماں ناتواں ماند و معروف و بس
شنیدم کہ شبہا ز خدمت نخفت | چو مرداں میاں بست و کرد آنچہ گفت
شبے بر سرش لشکر آورد خواب | کہ چند آورد مردِ ناخفتہ تاب
بیکدم کہ چشمانش خفتن گرفت | مسافر پراگندہ گفتن گرفت
کہ لعنت بریں نسلِ ناپاک باد | کہ نامند و ناموس و زرق اند و باد
بلند اعتقادانِ پاکیزہ پوش | فریبندۂ پارسائی فروش
چہ داند لت انبانے از خواب مست | کہ بیچارۂ دیدہ برہم نہ بست
سخنہائے منکر بمعروف گفت | کہ یکدم چرا غافل از وے بخفت
فرو خورد شیخ ایں حدیث از کرم | شنیدند پوشیدگانِ حرم
یکے گفت معروف را در نہفت | ندیدی کہ درویشِ نالاں چہ گفت
بروزیں سپس گو سرِ خویش گیر | تعنت ببر جائے دیگر بمیر
نکوئی و رحمت بجائے خود است | ولے با بداں نیکمردی بد است
سرِ سفلہ را گردِ بالش منہ | سرِ مردم آزار بر سنگ بہ
مکن با بداں نیکی اے نیکبخت | کہ در شورہ ناداں نشاند درخت
نگویم مراعاتِ مردم مکن | کرم پیشِ نامردماں گم مکن
باخلاق نرمی مکن با درشت | کہ سگ را نمالند چوں گربہ پشت

مار ڈالا۔ خفت و خیز: بے چینی۔ گرفتند: یعنی شیخ کے متعلقین۔ راہ گریز: یعنی سب لوگ گھبرا کر بھاگ گئے۔ ز دیار مردم: بقلب اضافت یعنی ز مردم دیار، گھر کے لوگوں میں سے۔ دراں بقعہ کس: کس مبتدا ہے اور اس کی خبر نبود اور اس کا معطوف اگر بود دونوں حذف ہیں، اس زمین میں کوئی نہ تھا، اگر تھا تو صرف وہی بیمار اور شیخ معروف تھے بس۔ ز خدمت: یعنی اس مریض کی خدمت گزاری کی وجہ سے۔ نخفت: یعنی شیخ نہ سو سکے۔ لشکر آورد خواب: نیند نے لشکر کشی کر دی۔ کہ چند……الخ: اس لیے کہ بے سوئے کوئی کب تک تاب لا سکتا ہے۔ پراگندہ گفتن: بکواس کرنا۔ بر ایں نسل ناپاک: یعنی اخلاف و اسلاف جملہ صوفیاء کرام کو اس نے گالیاں دے ڈالیں۔ کہ نامند……الخ: کہ صرف شہرت و عزت کے مکر و فریب اور غرور میں ہیں۔ بلند اعتقاداں: اونچے پندار والے۔ پارسائی فروش: اپنی بزرگی کا سودا کرنے والے ہیں۔ چہ داند: کیا جانے۔ لت: شکم۔ انبان: زنبیل، مشکیزہ۔ لت انبان: جس کا پیٹ مشکیزے کی طرح ہو، یعنی پیٹو (شیخ کو مراد لیا ہے)۔ بیچارۂ: ایک بیمار یعنی

میں۔ دیدہ برہم نہ بست: یعنی بالکل نہ سویا۔ سخن ہائے منکر: سخت ناگوار باتیں، گالیاں۔ بمعروف: شیخ معروف کرخی کو۔ فرو خورد: پی گئے، برداشت کر لے گئے۔ ایں حدیث: ان نازیبا باتوں کو۔ از کرم: لطف و مہربانی سے۔ پوشیدگان حرم: حرم کی پردہ نشین خواتین۔ یکے گفت: یعنی حرم کی مستورات میں سے ایک نے کہا (زوجہ نے)۔ نالاں: رونے والا۔ برو: جاؤ۔ سپس: بعد۔ سر خویش گیر: اپنی راہ لو۔ تعنت: بد گوئی۔ بجائے خود است: اپنے محل میں پسندیدہ ہے۔ شورہ: شور یلی، کھاری زمین۔ ناداں نشاند درخت: نادان ہی درخت لگاتا ہے۔ مراعات: رعایت، خاطر داری۔ نامردماں: کمینے۔ گم مکن: برباد مت کر۔ کہ سگ را……الخ: کیوں کہ بلی کی طرح کتے کی پشت نہیں سہلاتے ہیں، یعنی پیار نہیں کرتے۔

گر انصاف خواہی سگِ حق شناس	بسیرت بہ از مردمِ ناسپاس
برف آب رحمت مکن بر خسیس	چو کردی مکافات بر یخ نویس
ندیدم چنیں پیچ بر پیچ کس	مکن ہیچ رحمت بریں ہیچکس
بخندید و گفت اے دلآرام جفت	پریشاں مشو زیں پریشاں کہ گفت
گر از ناخوشی کرد بر من خروش	مرا ناخوش از وے خوش آمد بگوش
جفائے چنیں کس بباید شنود	کہ نتواں از بیقراری غنود
چو خود را قوی حال بینی و خوش	بشکرانہ بارِ ضعیفاں بکش
اگر خود ہمیں صورتی چوں طلسم	بمیری و اسمت بمیرد چو جسم
وگر پروری درختِ کرم	برِ نیکنامی خوری لاجرم
نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیست	بجز گورِ معروف معروف نیست
بدولت کسانے سر افراختند	کہ تاجِ تکبر بینداختند
تکبر کند مردِ حشمت پرست	نداند کہ حشمت بحلم اندرست

حکایت در معنیٔ سفاہتِ نااہلان و تحملِ نیکمرداں

طمع برد شوخے بصاحبدلے	نبود آں زماں در میاں حاصلے
کمربند و دستش تہی بود و پاک	کہ زر برفشاندے برویش چو خاک
بروں تاخت خواہندۂ خیرہ روئے	نکوہیدن آغاز کردش بکوئے
کہ زنہار ازیں کژدمانِ خموش	پلنگانِ درندۂ صوف پوش
کہ چوں گربہ زانو بدل بر نہند	وگر صیدے افتد چو سگ درجہند

سگِ حق شناس: حق پہچاننے والا کتا۔ سیرت: عادت۔ ناسپاس: ناشکرا، ناشکرگزار۔ برف آب: یعنی ٹھنڈا پانی۔ خسیس: کمینہ۔ مکافات: بدلہ۔ یخ: برف۔ بریخ نویس: برف پر لکھنا بے کار کام ہے۔ پیچ در پیچ: یعنی بدخلق وبدزبان۔ ہیچکس: کمینہ ۔۔۔ جفت: اے پیاری بیوی، اے منہوبن بیوی۔ زیں پریشاں: ان پراگندہ باتوں سے۔ ناخوشی: ناراضی، غصہ۔ خروش: شوروغوغا۔ خوش آمد: اچھی لگی۔ جفا: ظلم، زیادتی۔ نتواند غنود: سو نہ سکے۔ اگر خود.....الخ: یہاں سے سعدی کا قول ہے۔ طلسم: جادومنتر کی بے حقیقت شکل۔ اسمت: تیرا نام۔ پرورانی: پرورش کرتا رہے گا۔ بر: پھل۔ لاجرم: یقیناً۔ کرخ: حضرت معروف کا وطن۔ تربت: قبر۔ گورِ معروف: حضرت معروف کرخی کا مزار۔ معروف: مشہور۔ حشمت پرست: شان وشوکت کا دلدادہ۔ حلم: بردباری۔ سفاہت: بے وقوفی۔ تحمل: برداشت، بردباری، تحمل۔ طمع: مطلب، حاجت۔ شوخ: بے باک، شریر۔ درمیاں: ہمیانی میں۔ یعنی پاس کچھ نہ تھا۔ کمربند: پیٹی، کمرسے بندھی تھیلی۔ کہ زر فشاندے: یعنی ہاتھ خالی تھا ورنہ مٹی کی طرح روپیہ اس کے چہرے پر نچھاور کردیتا۔ خواہندہ: مانگنے والا، سائل۔ خیرہ روی: بے شرم۔ نکوہیدن آغاز کرد: گلی میں جاکر اسے لعنت ملامت کرنے لگا۔ کہ زنہار: کہ پناہ ہو۔ ازیں کژدمانِ خموش: ان خاموش بچھوؤں سے۔ پلنگانِ درندہ: جو پھاڑ کھانے والے چیتے ہیں۔ صوف پوش: اون پہننے والے، کمبل پوش صوفی۔ کہ چوں گربہ......الخ: کہ یہ لوگ بلی کی طرح زانو بدل کر (مراقبہ میں) بیٹھے رہتے ہیں اور اگر کوئی شکار نظر پڑ جائے تو کتے کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں۔

دکانِ شید: مکر کی دوکان مسجد میں لگا رکھی ہے، کیوں کہ گھر میں شکار کم پھنستے ہیں۔ شیر مرداں: یعنی رہزن اور ڈاکو۔ رہِ کارواں زنند: کارواں کی راہ

سوئے مسجد آوردہ دکانِ شید | کہ در خانہ کمتر تواں یافت صید

رہِ کارواں شیر مرداں زنند | ولے جامۂ مردم ایناں کنند

سپید و سیہ پارہ بر دوختہ | بسالوس و پنہاں زر اندوختہ

زہے جو فروشانِ گندم نمائے | جہاں گرد و شب کوک و خرمن گدائے

مبیں در عبادت کہ پیر اند و سست | کہ در رقص و حالت جوانند و چست

عصائے کلیم اند بسیار خوار | پس آنگہ نمایند خود را نزار

نہ پرہیزگار و نہ دانشور اند | ہمیں بس کہ دنیا بدیں میخورند

عبائے بلیلانہ در تن کنند | بدخلِ حبش جامۂ زن کنند

زسنت نہ بینی در ایشاں اثر | مگر خوابِ پیشین و نانِ سحر

شکم تا سر آگندہ از لقمہ تنگ | چو زنبیل دریوزہ ہفتاد رنگ

نخواہم دریں باب ازیں بیش گفت | کہ شنعت بود سیرتِ خویش گفت

فرو گفت ازیں شیوہ نادیدہ گوئے | نہ بیند ہنر دیدۂ عیب جوئے

یکے کردہ بے آبروئی بسے | چہ غم دارد ش ز آبروئے کسے

مریدے بشیخ ایں سخن نقل کرد | اگر راست پرسی نہ از عقل کرد

بدے در قفا عیب من گفت و خفت | بتر زو قرینے کہ آورد و گفت

یکے تیرے افگند و در رہ فتاد | وجودم نیازرد و رنجم نداد

تو برداشتی و آمدی سوئے من | ہمی در سپوزی بہ پہلوئے من

بخندید صاحب دلِ نیکخوئے | کہ سہل است ازیں بیشتر گو بگوئے

ہنوز آنچہ گفت از بدم اندکیست | از انہا کہ من دانم از صد یکیست

مارتے ہیں۔ ولے......الخ: لیکن یہ لوگ انسانوں کے کپڑے اتار لیتے ہیں۔ پارہ: پیوند۔ سالوس: مکاری۔ زہے: کیا خوب!۔ گندم نما جو فروش: گیہوں دکھا کر جو بیچنے والے، یعنی فریبی۔ شب کوک: وہ فقیر جو رات کو کسی اونچی جگہ یا درخت پر چڑھ کر اہل محلہ کو نام بنام بآواز بلند دعائیں دے اور صبح کو ان سے بھیک مانگے۔ خرمن گدائے: کھلیان کا بھکاری۔ رقص وحالت: وجد اور حال۔ عصائے کلیم: یعنی اژدہائے غضب ہیں کہ بظاہر لاغر حضرت موسیٰ کلیم کی لاٹھی مگر یہ عصا اژدہا بن کر فرعونی جادوگروں کے سارے اژدہوں کو نگل گیا، پھر جوں کا توں نحیف ونزار لاٹھی ہوگیا۔ عبائے بلیلانہ: بلالانہ میں امالہ ہے، حضرت بلال کا سا چوغہ، حضرت بلال حبشی موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، شام میں مدفون ہیں، وصال ۲۰ھ میں دمشق میں ہوا۔ دخل حبش: کثیر وسیاہ آمدنی۔ حبش: حضرت بلال کا وطن جہاں کے لوگ کالے ہوتے ہیں۔ جامۂ زن کنند: بیویوں کے جوڑے بناتے ہیں۔ اثر: نشان۔ خواب پیشین: دوپہر کا سونا، قیلولہ۔ آگندہ: بھرا ہوا۔ چو زنبیل......الخ: گداگر کی جھولی کی طرح ستر رنگ، چونکہ گداگروں کی زنبیل میں انواع واقسام کے کھانے جمع ہوجاتے ہیں اس لیے ہفتاد رنگ کہہ کر تشبیہ دی۔ نخواہم: اب یہاں سے شیخ سعدی کے اقوال ہیں۔ شنعت بود: بری بات ہے۔ سیرت خویش گفت: اپنی سیرت آپ کہنا، گویا اب تک اس شوخ کی زبان پر سعدی بول رہے تھے اور یہ کہ ان کا شمار بھی صوفیا میں ہوتا تھا۔ نادیدہ گوئے: بے دیکھے کہنے والا۔ یکے کردہ...... الخ: یہ شعر گلستاں میں بھی آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو رسوائی کا خوگر ہو وہ دوسروں کی بے آبروئی کی کیا پروا کرے گا۔ شیخ: پیر۔ نہ از عقل کرد: عقل کا کام نہیں کیا۔ اس مصرعہ سے لے کر "بہ پہلوئے من" تک جملہ معترضہ ہے۔ بدے......الخ: شیخ نے کہا ایک برے نے پیٹھ پیچھے میرے عیب بیان کیے اور روپوش ہوگیا۔ بتر زو: ابتر از او، یعنی بیان کرنے والا اس سے زیادہ برا ہے۔ قرین: ہمنشین، ساتھی۔ و در رہ فتاد: اور وہ تیر رastے میں گر پڑا۔ وجودم: تو اس صورت میں میرے جسم کو اس نے نہ ستایا نہ مجھے تکلیف دی۔ تو برداشتی: تو وہ تیر اٹھا لایا۔ ہمی در سپوزی بہ پہلوئے من: اور اسے میرے پہلو میں چبھا رہا ہے۔ صاحب دل نیک خو: یعنی شیخ نے ہنس کر کہا۔ کہ سہل است......الخ: کہ میرے بارے میں اس سے زیادہ کہنا آسان ہے اس شوخ سے کہہ دو اور کہے۔ از بدم: میری برائیوں میں سے تھوڑی ہے۔ از صد یکیست: سو میں سے ایک ہے یعنی میری واقفیت کے مطابق ایک فیصد ہے۔

اینہا کہ بست: یعنی وہ ساری برائیاں جو مجھ پر چسپاں کی ہیں۔ پیوست با ما وصال: وہ تو ہم سے اس سال ملا ہے (ملاقات ہوئی) پھر وہ میرے ستر سالہ

زروئے گماں برمن اینہا کہ بست — من از خود یقیں می شناسم کہ ہست
وے امسال پیوست با ما وصال — کجا داندم عیبِ ہفتاد سال
بہ از من کس اندر جہاں عیبِ من — نداند بجز عالم الغیبِ من
ندیدم چنیں نیک پندار کس — کہ پنداشت عیبِ من اینست و بس
بمحشر گواہِ گناہم گر اوست — ز دوزخ نترسم کہ حالم نکوست
گرم عیب گوید بد اندیشِ من — بیا گو ببر نسخہ از پیشِ من
کساں مرد راہِ خدا بودہ اند — کہ بُرجاسِ تیرِ بلا بودہ اند
زباں باش تا پوستینت درند — کہ صاحبدلاں بارِ شوخاں برند
گر از خاکِ مردم سبوئے کنند — بسنگش ملامت کناں بشکنند

حکایت در گستاخیِ درویشان و حلمِ پادشاہاں

مَلِک صالح از پادشاہانِ شام — بروں آمدے صبحدم با غلام
بگشتے در اطراف بازار و کوے — برسم عرب نیمہ بربستہ روے
کہ صاحب نظر بود و درویش دوست — ہر آنکس دو دارد مَلِک صالح اوست
دو درویش در مسجدے خفتہ یافت — پریشاں دل و خاطر آشفتہ یافت
شبِ سردِ شاں دیدہ نابردہ خواب — چو حربا تأمل کناں زآفتاب
یکے زاں دو میگفت با دیگرے — کہ ہم روزِ محشر بود داورے
گر ایں پادشاہانِ گردن فراز — کہ در لہو و عیش اند و با کام و ناز
در آیند با عاجزاں در بہشت — من از گور سر برنگیرم ز خشت

عیبوں کو کہاں جان سکتا ہے۔ بجز: علاوہ۔ عالم الغیب: یعنی خدائے تعالیٰ۔ نیک پندار: خوش گمان، خوش فہم، چونکہ اس نے ایک فیصد برائیاں بیان کیں، باقی ننانوے فیصد کے بارے میں نیک خیال رکھتا ہے اس لیے وہ نیک پندار ہے۔ کہ حالم نکوست: کیونکہ گواہی کے مطابق صرف اتنے ہی گناہوں کی باز پرس ہوگی جو کل کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ نسخہ: یعنی میرے عیبوں کا کچا چٹھا، خود مجھ سے لے جائے کہ اس میں زیادہ عیوب درج ہوں گے۔ کساں ......الخ: قول سعدی ہے۔ بُرجاس: ہدف، نشانہ۔ کہ برجاس ......الخ: جو تیرِ بلا کے نشانہ بنے رہتے ہیں۔ زباں باش: ایک نسخے میں ہے "زبوں باش" خاموش رہ۔ پوستین دریدن: افشائے راز کرنا، عیب کھولنا۔ بارِ شوخاں برند: بے شرموں کے بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ گر از خاک مردم......الخ: یعنی یہ لوگ تو وہ ہیں کہ اگر اللہ والوں کی خاکِ مزار سے صراحی بنائی جائے تو اس کو بھی ملامت کے پتھر مار کر توڑ ڈالیں گے، گویا مرنے کے بعد بھی ملامت نہ چھوڑیں گے، حاصل یہ ہے کہ اللہ والے ہمیشہ اپنے دوشِ خاطر پر بارِ ملامت ڈھوتے رہتے ہیں۔ ملک صالح: صالح: شام کے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ کوئے: کوچہ، گلی۔ برسم عرب: عرب کے طریقہ پر۔ نیم بربستہ روئے: آدھا چہرہ باندھے ہوئے، ڈھاٹا باندھے ہوئے۔ عرب والے ڈھاٹا باندھتے تھے، عربی میں اسے "لثام" کہتے ہیں۔ ہر آنکس دو دارد......الخ: جس میں یہ دونوں خصلتیں ہوں وہی ملک صالح (نیک بخت بادشاہ ہے)۔ خفتہ: لیٹے ہوئے۔ خاطر آشفتہ: رنجیدہ طبیعت۔ دیدہ نابردہ خواب: آنکھوں کی نیند اڑی ہوئی۔ حربا: گرگٹ، فارسی میں اسے آفتاب پرست کہتے ہیں، چونکہ آفتاب کی شعاع میں رو بہ آفتاب ہو کر طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔ تامل کناں: منتظر۔ بود داورے: کوئی انصاف کرنے والا ہوگا۔ گردن فراز: گردن اونچی کرنے والا، مغرور، متکبر۔ عیش: عشرت۔ کام: مقصد۔ با عاجزاں: یعنی ہم جیسے عاجزوں اور فقیروں کے ساتھ اگر بہشت میں داخل ہوں گے۔ من از گور......الخ: تو میں خشتِ گور سے سر نہ اٹھاؤں گا، یعنی اس بہشت میں جانا پسند نہ کروں گا۔

ملک: ملکیت۔ ماویٰ: ٹھکانہ، پناہ گاہ، یعنی بہشت ہماری جاگیر ہے، وہاں بادشاہوں کا کیا کام۔ بند غم: غم کی بیڑی۔ ازیناں: ان لوگوں سے، یعنی

بہشت بریں ملک و ماوائے ماست | کہ بند غم امروز بر پائے ماست
ہمہ عمر ازیناں چہ دیدی خوشی | کہ در آخرت نیز زحمت کشی
اگر صالح آنجا بدیوار باغ | در آید بکفشش بدرّم دماغ
چو مرد ایں سخن گفت و صالح شنید | دگر بودن آنجا مصالح ندید
دمے رفت تا چشمۂ آفتاب | ز چشم خلائق فرو شست خواب
رواں ہر دو کس را فرستاد و خواند | بہیبت نشست و بحرمت نشاند
برایشاں بیارید باران جود | فرو شست شاں گرد ذل از وجود
پس از رنج سرما و باران و سیل | نشستند با نامداران خیل
گدایان بے جامہ شب کردہ روز | معطر کناں جامہ بر عود سوز
یکے گفت ازیناں ملک را نہاں | کہ اے حلقہ در گوش حکمت جہاں
پسندیدگاں در بزرگی رسند | ز ما بندگانت چہ آمد پسند
شہنشہ ز شادی چو گل برشگفت | بخندید در روئے درویش و گفت
من آں کس نیم کز غرور حشم | ز بیچارگاں روئے درہم کشم
تو ہم با من از سر بنہ خوئے زشت | کہ ناسازگاری کنی در بہشت
من امروز کردم در صلح باز | تو فردا مکن در برویم فراز
چنیں راہ گر مقبلی پیش گیر | شرف بایدت دست درویش گیر
براز شاخ طوبیٰ کسے برنداشت | کہ امروز تخم ارادت نکاشت
ارادت نداری سعادت مجوئے | بچوگان خدمت تواں برد گوئے
ترا کے بود چوں چراغ التہاب | کہ از خود پری ہمچو قندیل از آب

بادشاہوں سے۔ زحمت کشی: یعنی ساتھ رہنے کی زحمت اٹھائے۔ صالح: یعنی وہی شام کا بادشاہ۔ آنجا: یعنی بہشت میں۔ بکفشش ......الخ: جوتے سے اس کا دماغ پاش پاش کر دوں گا۔ بودن: ٹھہرنا۔ مصالح ندید: مصلحت نہ سمجھی۔ دمے رفت: تھوڑی ہی دیر گذری کہ چشمۂ آفتاب نے مخلوق کی آنکھوں سے نیند دھودی، یعنی لوگ بیدار ہوگئے اور آفتاب نکل آیا۔ رواں ہر دو کس را......الخ: کسی کو بھیج کر فوراً ان دونوں کو بلا لیا۔ بحرمت نشاند: ان کو عزت سے بٹھایا۔ جود: سخاوت، کرم۔ گرد ذل از وجود: ان کے جسم سے ذلت کی گرد دھوڈالی، یعنی خلعت وپوشاک تبدیل کرایا۔ با نامداران خیل: فوجی سرداروں رشاہی افسرو ں کے ساتھ۔ معطر کناں......الخ: وہ اپنے کپڑے جلتے اگر سے خوشبو دار کر رہے تھے، یعنی اب ان کے کپڑوں سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ نہاں: پوشیدہ، آہستہ۔ حلقہ درگوش: فرماں بردار۔ حکمت: تیرا حکم۔ پسندیدگاں: یعنی مقبولان بارگاہ۔ برشگفت: کھل اٹھا۔ کز غرور حشم: کہ شان وشوکت کے غرور سے۔ بیچارگاں: عاجزوں، فقیروں۔ از سر بنہ: سر سے نکال دو۔

خوئے زشت: بری عادت۔ کہ ناسازگاری......الخ: کہ بہشت میں موافقت نہ کروگے۔ فردا: یعنی کل بہشت میں۔ فراز: بند۔ گر مقبلی: گر مقبل ہستی، اگر تو اقبال مند ہے۔ شرف: بزرگی، بلندی۔ بر: پھل۔ شاخ طوبیٰ: طوبیٰ بہشت کا درخت جس کی شاخ ہر جنتی کے مکان پر ہوگی۔ برنداشت: یعنی کھا نہیں سکتا۔ ارادت: بزرگوں کی عقیدت۔ ارادت نداری......الخ: جب بزرگوں سے ارادت مندی نہیں رکھتے ہو۔ التہاب: یعنی روشنی۔ کہ از خود پری......الخ: جب کہ تو خودی وتکبر سے ایسا بھرا پڑا ہے جیسے قندیل (بجائے تیل کے) پانی سے بھرا ہو۔ قندیل: ایک قسم کا شیشہ کا بنا ظرف جس میں روغن کے ساتھ بتی روشن کرکے آہنی زنجیروں سے چھت وغیرہ میں لٹکا دیتے ہیں، لالٹین، قمقمہ۔

وجودے دہد روشنائی بجمع	کہ سوزیش در سینہ باشد چو شمع

حکایت اندر محرومیِ خویشتن بیناں

یکے در نجوم اندکے دست داشت	ولیک از تکبّر سرِ مست داشت
سوئے کوشیار آمد از راہِ دور	دلے پُر ارادت سرِ پُر غرور
خردمند ازو دیدہ در دوختے	یکش حرفِ خدمت نیاموختے
چو بے بہرہ عزمِ سفر کردہ باز	بدو گفت دانائے گردن فراز
تو خود را گماں بردۂ پُر خرد	انائے کہ پُر شد دگر چوں پُرد
ز دعویٰ تہی آئی تا پُر شوی	تو از خود پُری زاں تہی میروی؟
ز ہستی در آفاق سعدی صفت	تہی گرد و باز آئی پُر معرفت

حکایت در معنیٔ تسلیم و حق شناسیِ آں

بخشم از مَلِک بندۂ سر بتافت	بفرمود جستن کسش در نیافت
چو باز آمد از راہِ خشم و ستیز	بشمشیر زن گفت خونش بریز
بخوں تشنہ جلّاد نامہرباں	بروں کردہ چوں تشنہ دشنہ زباں
شنیدم کہ گفت از دلِ تنگ ریش	خدایا بحل کردمش خونِ خویش
کہ پیوستہ در نعمت و ناز و نام	در اقبالِ اُو بودہ ام دوستکام
مبادا کہ فردا بخونِ منش	بگیرند و خرّم شود دشمنش
مَلِک را چو گفتِ وے آمد بگوش	دگر دیگِ خشمش نیاورد جوش

وجودے دہد...... الخ: وہی وجود مجلس کو ضوبار کر سکتا ہے جس کے دل میں شمع جیسا سوز پنہاں ہو۔ خویشتن بیناں: گھمنڈی لوگ۔ نجوم: بحذف مضاف یعنی علم نجوم، ستاروں کا علم۔ اندکے دست داشت: تھوڑی شد بد تھی۔ سرِ مست داشت: لیکن اسے ہمہ دانی کا غرہ تھا۔ کوشیار: شیخ بوعلی بن سینا کا مشہور استاذ جو علم نجوم و ہیئت میں یکتائے زمانہ تھا، عجم کے علمائے اعلام میں اس کا شمار ہے، کنیت ابوالحسن تھی۔ دلے پر ارادت: دل میں سیکھنے کی خواہش، سر میں غرور بھرا ہوا تھا۔ خردمند: یعنی کوشیار۔ دردوختے: پھیر لیتا۔ یکش...... الخ: اس کو علم نجوم میں ایک حرف بھی نہ سکھاتا۔ بے بہرہ: یعنی بے نصیب رہ کر۔ باز: یعنی واپسی۔ دانائے: یعنی کوشیار نے۔ گردن فراز: سر بلند، بلند رتبہ۔ پرخرد: عقل سے بھرا ہوا، بڑا عقل مند۔ اناء: برتن، یعنی ظرف عقل، سر۔ دگر: دوبارہ، پھر۔ چوں پرد: چگونہ پر شود: کیسے بھرے گا۔ یہاں معقول کو درجۂ محسوس میں اتار کر تشبیہ دی گئی ہے۔ زاں تہی میروی: اسی وجہ سے خالی جا رہے ہو۔ ز ہستی...... الخ: اس دنیا میں سعدی کی طرح خودی سے خالی ہو کر سیر کرو، پھر معرفت سے پر ہو کر واپس آؤ۔ خشم: غصہ۔ ملک: بادشاہ۔ بندہ: غلام۔ سر بتافت: (بحذف عاطف) سرتابی کی اور بھاگ گیا۔ کسش در نیافت: کسی نے اس کو نہیں پایا۔ چو باز آمد: یعنی غلام۔ از راہ خشم و ستیز: یعنی بادشاہ نے از راہ غصہ و غضب جلاد سے کہا۔ شمشیر زن: جلاد۔ بخوں تشنہ: یہ دشنہ (خنجر) سے حال ہے، اس شعر کی نثر یوں ہوگی: جلاد نامہربان دشنہ بخوں تشنہ بروں کردہ چوں تشنہ زباں۔ نامہربان جلاد نے غلام کے خون کے پیاسے خنجر کو نیام سے نکالا جیسے پیاسا زبان کو نکالتا ہے۔ مگر اس صورت میں تعقید لفظی سے خالی نہیں، آسان یہ ہے کہ بخوں تشنہ جلاد کی صفت قرار دی جائے۔ دل تنگ ریش: رنجیدہ زخمی دل۔ خدایا...... الخ: اے خدا! میں نے اپنا خون اس کے لیے حلال کر دیا یعنی میں نے معاف کر دیا۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ دست کام: بامراد۔ فردا: کل قیامت میں۔ دشمن: یعنی شیطان۔ گفت وے: اس کی کہی ہوئی بات۔

بوس: بوسہ۔ خداوند: مالک، والا۔ رایت: پرچم، جھنڈا۔ طبل: ڈھول۔ کوس: نقارہ، وہ پرچم، طبل اور نقارے والا ہوگیا، یعنی سردار لشکر ہوگیا۔ رفق:

بسے بر سرش داد و بر دیدہ بوس | خداوند رایت شد و طبل و کوس
برفق از چناں سہمگن جایگاہ | رسانید دہرش بداں پایگاہ
غرض زیں حدیث آنکہ گفتار نرم | چو آبست بر آتش مرد گرم
نہ بینی کہ در معرض تیغ و تیر | بپوشند خفتان صد تو حریر
تواضع کن اے دوست با خصم تند | کہ نرمی کند تیغ برندہ کند

حکایت در عجز و نیازمندی صالحاں

ز ویرانہ عارف ژندہ پوش | یکے را نباح سگ آمد بگوش
بدل گفت کوئے سگ اینجا چراست | در آمد کہ درویش صالح کجاست
نشان سگ از پیش و از پس ندید | بجز عارف آنجا دگر کس ندید
خجل باز گردیدن آغاز کرد | کہ شرم آمدش بحث آں راز کرد
شنید از دروں عارف آواز پائے | ہلا گفت بر در چہ پائی در آئے
نہ پنداری اے دیدۂ روشنم | کز ایدر سگ آواز کرد ایں منم
چو دیدم کہ بیچارگی میخرد | نہادم ز سر کبر و رای و خرد
چو سگ بر درش بانگ کردم بسے | کہ مسکیں تر از سگ ندیدم کسے
چو خواہی کہ در قدر والا رسی | ز شیب تواضع ببالا رسی
دریں حضرت آناں گرفتند صدر | کہ خود را فروتر نہادند قدر
چو سیل اندر آمد بہول و نہیب | فتاد از بلندی بسر در نشیب
چو شبنم بیفتاد مسکین و خرد | نگر کآفتابش بعیوق برد

نرمی۔ سہمگن: خوفناک۔ جایگاہ: یعنی قتل گاہ۔ پایگاہ: مرتبہ، مقام۔ حدیث: بات۔ مرد گرم: یعنی غضب ناک۔ معرض: میدان۔ خفتان صد تو حریر: ریشم کا سو تہوں والا کرتہ۔ قزاگند: یہ جنگ میں استعمال کرتے تھے، جس کی نرمی کی وجہ سے شمشیر و سنان بے اثر ہوجاتے ہیں۔ خصم تند: تند مزاج دشمن۔ ویرانہ: یعنی خانہ۔ عارف: خداشناس صوفی۔ ژندہ پوش: گدڑی پہننے والا۔ نباح سگ: کتا بھونکنے کی آواز۔ کوئے: تو بتا (فعل امر ہے)۔ در آمد: یعنی صوفی کی جائے اقامت ویرانے میں۔ خجل: شرمندہ۔ بحث راز: راز کو کریدنا، کھوج لگانا۔ ہلا: آگاہ ہو!۔ بر در چہ پائی: دروازے پر کیوں کھڑے ہو۔ در آئے: اندر آجاؤ۔ اے دیدۂ روشنم: اے میری روشن آنکھ، اے میرے عزیز۔ کز ایدر سگ......الخ: کہ یہاں سے کتے نے آواز کی ہے، یہ میں ہی ہوں، میں ہی کتے کی آواز نکال رہا تھا۔ بیچارگی: عاجزی۔ میخرد: یعنی اللہ تعالیٰ یعنی اسے عاجزی پسند ہے۔ قدر والا: اونچا مرتبہ۔ شیب: نشیب، پستی۔ تواضع: عاجزی، فروتنی۔ ترجمہ: اگر تو کسی بڑے مرتبہ تک رسائی چاہتا ہے تو فروتنی کی پستی سے ہی مرتبہ کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔ حضرت: بارگاہ۔ صدر: اعلیٰ مقام۔ کہ خود را......الخ: کہ جنھوں نے اپنی قدر و عزت پست رکھا ہے یعنی فروتنی کیا ہے۔ چوں سیل......الخ: چونکہ سیلاب زور و شور اور ہیبت ناک آواز سے آتا ہے، اسی لیے بلندی سے پستی میں سر کے بل گرتا ہے۔ چو شبنم......الخ: چونکہ شبنم زمین پر حقیر و ناچیز بن کر گرتی ہے تو دیکھو! آفتاب اسے عیوق کی بلندی تک لے گیا۔ (مبالغۂ اغراق ہے)۔ خرد: ریزہ، چھوٹا ٹکڑا۔ عیوق: کہکشاں کے کنارے پر ایک چھوٹا روشن ستارہ۔

حکایتِ حاتمِ اصمّ و سیرتِ او در تواضع

گروہے بر آنند از اہلِ سخن | کہ حاتم اصم بود باور مکن
برآمد طنینِ مگس بامداد | کہ در چنبرِ عنکبوتے فتاد
ہمہ ضعف و خاموشیش کید بود | مگس قند پنداشتش قید بود
نگہ کرد شیخ از سرِ اعتبار | کہ اے پائے بندِ طمع پائدار
نہ ہر جا شکر باشد و شہد و قند | کہ در گوشہا دامیار ہست و بند
یکے گفت ازاں حلقۂ اہلِ رائے | عجب دارم اے مردِ راہِ خدائے
مگس را تو چوں فہم کردی خروش | کہ مارا بدشخواری آمد بگوش
تو کاگاہ گردی ببانگِ مگس | نشاید اصم خواندنت زیں سپس،
تبسم کناں گفتش اے تیز ہوش | اصم بہ کہ گفتارِ باطل نیوش
کسانیکہ با من بخلوت درانند | مرا عیب پوش و ہنر گستراند
چو پوشیدہ دارندم اخلاقِ دوں | کند ہستیم زیر و نخوت زبوں
فرامینمایم کہ می نشنوم | مگر کز تکلّف مبرّا شوم
چو کالیوہ دانندم اہلِ نشست | بگویند نیک و بدم ہر چہ ہست
اگر بد شنیدن نیاید خوشم | ز کردارِ بد دامن اندر کشم
بحبلِ ستایش فراچہ مشو | چو حاتم اصم باش و غیبت شنو
سعادت بجست و سلامت نیافت | کہ گردن ز گفتارِ سعدی بتافت
ازیں بہ نصیحت گرے بایدت | ندانم پس از وے چہ پیش آیدت

حاتم اصم: ابوعبدالرحمٰن حاتم بن عنوان اصم (وفات ۲۳۷ھ/۸۵۱م)۔ اصم: کے معنی بہرا۔ اس لقب سے یوں مشہور ہوئے کہ ایک مرتبہ ایک عورت کچھ عرض لے کر خدمت میں حاضر ہوئی، اثنائے گفتگو اس کی ریح سرہوگئی، جس سے منفعل ہوئی، آپ نے کان اس کی جانب کر کے کہا ذرا زور سے بولو، میں اونچا سنتا ہوں، وہ مطمئن ہوگئی کہ میرے گوز انہوں نے نہ سنے، اسی دن سے آپ اصم کے لقب سے مشہور ہوگئے، پھر آپ نے کبھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ میرا بہرا پن حقیقی نہیں ہے، اس حکایت میں آپ کے بہرے پن کا ایک عجیب واقعہ نظم کیا گیا ہے۔ گروہے: یعنی مورخین کا ایک گروہ۔ باور مکن: یقین مت کرو۔ طنین: بھنبھناہٹ۔ بامداد: صبح۔ چنبر عنکبوت: مکڑی کا جالا۔ ضعف: کمزوری۔ کید: مکر۔ قند: شکر۔ قید: بیڑی۔ شیخ: یعنی حاتم اصم نے۔ اعتبار: عبرت۔ کہ اے پائے بندِ طمع: کہ اے لالچ میں گرفتار۔ پائے دار: ٹھہری رہو۔ گوشہا: گوشہ کی جمع۔ دامیار: بترکیب مقلوب یعنی یار دام بمعنی صیاد۔ حلقہ: محفل، مجلس۔ خروش: یعنی مکھی کی آواز۔ بدشخواری: بدشواری، یعنی ہمارے کانوں میں تو دشواری سے مکھی کی آواز آتی ہے آپ نے کیسے سن لیا جب کہ آپ بہرے ہیں۔ کاگاہ: کہ آگاہ۔ نشاید اصم خواندنت: آپ کو بہرا کہنا مناسب نہیں۔ سپس: بعد۔ کہ گفتار باطل نیوش: بیہودہ بات سننے والے سے بہرا رہنا بہتر ہے۔ خلوت: تنہائی۔ ہنر گستراند: خوبیاں پھیلانے والے (مشہور کرنے والے) ہیں۔ اخلاق دوں: برے اخلاق۔ ہستی: خودی۔ زیر: مغلوب۔ نخوت: تکبر، غرور۔ زبوں: برا، خراب۔ مبرا شوم: یعنی شاید کہ اس تکلیف کے سبب عیبوں سے پاک ہوجاؤں۔ کالیوہ: بہرا۔ اہل نشست: اہل مجلس۔ دامن اندر کشم: دامن سمیٹ لوں گا، یعنی باز آجاؤں گا۔ حبل: رسی۔ فراچہ مشو: کنویں میں مت گرد۔ اصم باش: بہرے بنے رہو۔ ندام پس از وے......الخ: میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد تجھے کیا پیش آئے گا، تیرے معاملے کی کیا صورت ہوگی۔

عزیزے: یعنی ہر دل عزیز تھا۔ اقصا: انتہا، یعنی اطراف۔ تبریز: آذربائیجان کا ایک مشہور شہر جہاں کے شمس تبریزی تھے، کہتے ہیں کہ اس شہر کو ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے بنایا تھا۔

حکایت زاہد و دزد

عزیزے درا قصائے تبریز بود — کہ ہموارہ بیدار و شبخیز بود
شبے دید جائیکہ دزدے کمند — بہ پیچید و بر طرفِ بامے فگند
کسانرا خبر کرد و آشوب خاست — زہر جانبے مردِ با چوب خاست
چو نامردم آوازِ مردم شنید — میانِ خطر جائے بودن ندید
نہیبے ازاں گیر و دار آمدش — گریزے بوقت اختیار آمدش
ز رحمت دلِ پارسا موم شد — کہ شب دزدِ بیچارہ محروم شد
بتاریکی از وے فراز آمدش — براہِ دگر پیش باز آمدش
کہ یارا مرو کاشنائے تو ام — بمردانگی خاک پائے تو ام
ندیدم بسر پنجگی چوں تو کس — کہ جنگ آوری بر دو نوعست بس
یکے پیشِ خصم آمدن مردوار — دوم جاں بدر بردن از کارزار
بدیں ہر دو خصلت غلامِ تو ام — چہ نامی کہ مولائے نامِ تو ام
گرت رائے باشد بحکمِ کرم — بجائیکہ میدانمت رہ برم
سرائیست کوتاہ و در بستہ سخت — نہ پندارم آنجا خداوند رخت
کلوخے دو بالائے ہم بر نہیم — یکے پائے بر دوشِ دیگر نہیم
بچندانکہ در دستت افتد بساز — ازاں بہ کہ گردی تہیدست باز
بدلداری و چاپلوسی و فن — کشیدش سوئے خانۂ خویشتن
جواں مردِ شب رو فرو داشت دوش — بکتفش برآمد خداوندِ ہوش

ہموارہ: ہمیشہ۔ شب خیز: شب زندہ دار و تہجد گزار۔ کمند: اصل میں خمند تھا، خم پیچ اور موڑ اس میں نمایاں ہے، چوروں کا وہ رسا جس کے ذریعہ سے کوٹھوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ بام: بالا خانہ، کوٹھا۔ آشوب: شور۔ مردِ باچوب: لکڑے ڈنڈے کے ساتھ آدمی اٹھے۔ نامردم: کمینہ، یعنی چور۔ میانِ خطر: خطرے کے بیچ۔ جائے بودن: ٹھہرنے کی جگہ۔ نہیب: دہشت ناک آواز۔ گیرودار: پکڑ دھکڑ، اہل محلہ کی دھر پکڑ کی آواز۔ اختیار آمدش: اس کو پسند آیا۔ از وے فراز آمدش: اس سے آگے نکل گیا اور دوسرے راستے سے چور کے سامنے آکر بولا۔ کہ یارا مرو: کہ اے یار مت بھاگو۔ آشنا: دوست، ساتھی۔ سرپنجگی: زورآوری۔ ہر دو نوعست بس: صرف دو قسم پر ہے۔ خصم: دشمن۔ مرد وار: مردانہ وار، دلیرانہ۔ جاں بدر بردن: جان بچا لے جانا۔ کارزار: جنگ۔ خصلت: خوبی۔ چہ نامی: چہ نام داری۔ مولا: غلام۔ بحکم کرم: از روئے مہربانی۔ بجائے کہ......الخ: تو ایک اثاثے کی جگہ جسے میں جانتا ہوں تجھے لے چلوں۔ سرائے: مکان۔ کوتاہ: چھوٹا۔ دربستہ سخت: دروازہ خوب اچھی طرح بند ہے۔ نہ پندارم: میں گمان نہیں کرتا کہ وہاں سامان والا ہوگا۔ خداوند رخت: سامان کا مالک۔

کلوخے دو......الخ: ہم تم تلے اوپر کچھ اینٹیں رکھ لیں گے پھر ایک دوسرے کے کندھوں پر پیر رکھ کر چڑھ لیں گے۔ بہ چنداں کہ......الخ: جو کچھ مال تیرے ہاتھ لگ جائے قناعت کرنا اور زیادہ کے چکر میں مت پڑنا۔ باز: واپس۔ کشیدش: اس کو کھینچ لے گئے۔ شب رو: رات میں چلنے والا یعنی چور۔ فرو داشت دوش: یعنی اس چور نے کاندھا دیا۔ بکتفش......الخ: ہوش والا عابد اس کے کاندھے پر چڑھا۔ کتف: شانہ، کاندھا۔

یغلطاق و دستار و رختیکہ داشت | ز بالا بدامانِ او در گذاشت
وز انجا برآورد غوغا کہ دزد | ثواب اے جوانان و یاری و مزد
بدر جست از آشوب دزدِ دغل | دواں جامۂ پارسا در بغل
دل آسودہ شد مردِ نیک اعتقاد | کہ سرگشتۂ را برآمد مراد
خبیثے کہ برکس ترحم نکرد | بہ بخشود بروے دلِ نیکمرد
عجب نیست در سیرتِ بخرداں | کہ نیکی کنند از کرم بابداں
در اقبالِ نیکاں بداں میزیند | وگرچہ بداں اہلِ نیکی نیند

حکایت در معنیٔ جفائے دشمن از بہرِ دوست

یکے را چو سعدی دلِ سادہ بود | کہ با سادہ روئے در افتادہ بود
جفا بردے از دشمنِ سخت گوئے | ز چوگانِ سختی بجستے چو گوئے
ز کس چیں بر ابرو نینداختے | ز بازی بہ تندی نپرداختے
یکے گفتش آخر ترا ننگ نیست | خبر زیں ہمہ سیلی و سنگ نیست
تنِ خویشتن سغبہ دوناں کنند | ز دشمن تحمل ز بوناں کنند
نشاید ز جاہل خطا درگذاشت | کہ گویند یارا و مردی نداشت
چہ خوش گفت شیدائے شوریدہ سر | جوابے کہ شاید نبشتن بزر
دلم خانۂ مہرِ یار است و بس | ازاں می نگنجد درو کینِ کس

حکایت

چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خوئے | چو بگذشت بر عارفِ جنگجوئے

یغلطاق: کرتہ ٹوپی، مشائخ کا لباس۔ رخت: سامان۔ ز بالا......الخ: یعنی سب سمیٹ کر اوپر سے چور کے دامن میں ڈال دیا۔ وز آنجا برآورد......الخ: وہیں سے شور مچایا کہ چور ہے اے جوانو! ثواب لوٹو، مدد کرو، اجر پاؤ گے۔ مزد: اجر، ثواب۔ بدر جست: باہر کودا۔ آشوب: شور۔ دغل: مکار۔ دواں: حال ہے۔ سرگشتہ: حیران و پریشان، یعنی چور۔ برآمد مراد: اس کی مراد برآئی۔ خبیث: بدباطن۔ یہاں سے شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔ ترحم: رحم۔ سیرت بخرداں: عقل مندوں کی عادت۔ در اقبال نیکاں......الخ: نیکوں کی بدولت برے لوگ بھی جی لیتے ہیں اگرچہ برے نیکی کے اہل نہیں ہیں، یہ مضمون اس حدیث سے ماخوذ ہے "لولا الصالحون لهلك الطالحون" اگر نیک نہ ہوتے تو برے ہلاک ہوجاتے۔ سادہ دل: بھولا بھالا۔ سادہ رو: بے ریش معشوق۔ در افتادہ بود: عاشق ہوگیا تھا۔ جفا بردے: ظلم سہتا۔ از دشمن سخت گوئے: یعنی ملامت گروں کے۔ ز چوگان سختی......الخ: سختی کے بلے سے گیند کی طرح اچھلتا یعنی سخت مضطرب تھا۔ چیں: شکن، بل، سلوٹ۔ چیں بر ابرو: ابرو پر شکن نہ ڈالتا، یعنی ناراض نہ ہوتا۔ بازی: ہنسی مذاق، دل لگی۔ تندی: غصہ۔ ننگ: عار، شرم وحیا۔ سیلی: طمانچہ۔ سنگ: پتھر۔ سیلی و سنگ: یعنی رقیبوں کے تیز وتند جملے۔ سغبہ: چکنا، بے شرم و بے حیا مراد ہے۔ دوناں: کمینے۔ تحمل: برداشت۔ زبوناں: یعنی کمزور لوگ۔ یارا: طاقت۔ مردی: قدرت، بہادری۔ شیدا: عاشق۔ شوریدہ سر: آشفتہ سر، سودائی۔ شاید نبشتن بزر: اسے سنہرے حرفوں سے لکھنا چاہیے۔ مہر: محبت۔ یار: دوست، معشوق۔ کیں: کینہ، دشمنی۔ بہلول: ایک مشہور مجذوب خدا رسیدہ بزرگ جو ہارون رشید کے دور میں تھے، اس کی بیوی زبیدہ نے اس مجذوب سے ایک درہم میں جنت کا محل خریدا، بعد میں ہارون رشید نے خریدنا چاہا تو اس کے لیے آدھی سلطنت اس کا عوض ٹھہرایا، ہمیشہ دیوانہ صفت رہتے، انہیں بہلول دانا کہا جاتا ہے (وفات لگ بھگ ۱۹۰ھ/۸۰۶م)۔ فرخندہ خوئے: مبارک عادت والے۔ عارف جنگجو: جنگجو خداشناس، یعنی وہ اس عارف کے پاس سے اس وقت گزرے جب وہ کسی دشمن سے لڑ رہا تھا۔

گر ایں مدعی دوست بشناختے ۔ بہ پیکارِ دشمن نپرداختے
گر از ہستیٔ حق خبر داشتے ۔ ہمہ خلق را نیست پنداشتے

حکایت لقمان حکیم با بغدادی

شنیدم کہ لقمان سیہ پام بود ۔ نہ تن پرور و نازک اندام بود
یکے بندۂ خویش پنداشتش ۔ بہ بغداد در کارِ گل داشتش
بسالے سرائے پرداختش ۔ کس از بندۂ خواجہ نشناختش
چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز ۔ ز لقمانش آمد نہیبے فراز
بپایش در افتاد و پوزش نمود ۔ بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود
بسالے ز جورت جگر خوں کنم ۔ بیکساعت از دل بدر چوں کنم
ولے ہم ببخشایم اے نیکمرد ۔ کہ سودِ تو ما را زیانے نکرد
تو آباد کردی شبستانِ خویش ۔ مرا حکمت و معرفت گشت بیش
غلامیست در رختم اے نیکبخت ۔ کہ فرمایمش وقتہا کارِ سخت
دگر رہ نیازارمش سخت دل ۔ چو یاد آیدم سختیٔ کارِ گل
ہر آنکس کہ جورِ بزرگاں نبرد ۔ نسوزد دلش بر ضعیفانِ خرد
چنیں گفت بہرام شہ با وزیر ۔ کہ دشخوار باز زیر دستاں مگیر
گر از حاکماں سختت آید سخن ۔ تو بر زیر دستاں درشتی مکن

حکایت جنیدِ بغدادی و سیرتِ او در تواضع

مدعی: بزرگی کا دم بھرنے والا۔ پیکار: جنگ، لڑائی۔ نیست: نابود، معدوم۔ لقمان حکیم: لقمان بن باعور، آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا ان کے خالہ زاد بھائی تھے، آپ کی نبوت میں اختلاف ہے، آپ سے حکمت کی بہت سی باتیں منقول ہیں جس کی اپنے بیٹے انعم یا اشکم کو نصیحتیں کیں۔ سیہ پام: سیاہ فام۔ کالے بدن کے۔ نہ تن پرور: بلکہ جفاکش تھے۔ نازک اندام: بلکہ سخت جان تھے۔ یکے: ایک شخص نے جس کا غلام اسی شکل و صورت کا تھا بھاگ گیا تھا۔ بندۂ خویشتن پنداشتش: اس کو اپنا بھاگا ہوا غلام سمجھ کر بغداد میں مٹی کے کام پر لگادیا۔ بسالے سرائے ۔۔۔۔۔الخ: ایک سال تک اسکا مکان بنانے میں لگے رہے، کسی نے اس کو غلام چھوڑ آقا نہ سمجھا۔ بندۂ رفتہ: بھاگا ہوا غلام۔ ز لقمانش آمد ۔۔۔۔۔الخ: لقمان کو دیکھ کر اس پر دہشت طاری ہوگئی۔ نہیب: خوف و دہشت، نہاب میں امالہ ہے، یا مراد ہے۔ "آوازِ نہیب": اس کی چیخ نکل گئی۔ بپایش در افتاد: ان کے قدموں پر گر پڑا۔ پوزش نمود: عذر پیش کیا، معافی چاہی۔ پوزش چہ سود: معافی سے کیا فائدہ۔ جور: ظلم۔ جگر خوں کنم: یعنی جگر کو خون کرتا رہا ہوں، ایک گھڑی میں دل سے کیسے نکال دوں۔ سود: فائدہ۔ زیاں: نقصان۔ شبستان خویش: اپنا خلوت خانہ، خواب گاہ، بسیرا۔ حکمت: دانائی۔ معرفت: خداشناسی۔ رخت: ساز وسامان۔ فرمایمش: فرمایم کے ساتھ "ش" ضمیر منصوب مفعولی ہے۔ چوں یاد آیدم ۔۔۔۔الخ: جب مجھے تیرے یہاں کی مٹی کے کام کی سختی یاد آئے گی۔ جور: ظلم۔ جور بردن: ظلم سہنا۔ بر ضعیفانِ خرد: چھوٹے چھوٹے کمزوروں پر۔ بہرام: بہرام شہنشاہ جسے بہرام گور کہتے ہیں۔ بہرام شہ: بہرام شاہ۔ دشخوار: سختی، دشوار گیری۔ زیر دستاں: ماتحتوں۔ درشتی: سختی۔ جنید بغدادی: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا لقب، ابوالقاسم، نام سعید بن عبید، ولادت ۲۱۸ھ میں اور وفات ۲۹۷ھ میں ہوئی، آپ گروہ صوفیہ کے سلطان ہیں اسی لیے آپ کو سید الطائفہ کہا جاتا ہے۔

بر: بمعنی ور۔ دشت: جنگل۔ صنعا: یمن کا مشہور شہر۔ برکندہ: اکھڑے ہوئے تھے۔ دندان صید: شکاری دانت، یعنی اگلے دانت، کتے کے سارے دانت نوکیلے ہوتے ہیں۔ نیرو: طاقت۔ سرپنجہ: بفک اضافت۔ شیر گیر: شیر کو پکڑ لینے والے پنجہ کی طاقت۔ روباہ پیر: بوڑھی لومڑی۔ غرم: پہاڑی بکرا۔ پس از غرم و آہو گرفتن بہ پے: پہاڑی بکروں اور جنگلی ہرنوں کو شکار کر لینے کے بعد اب وہ محلّہ کی بکریوں کی دولتیاں کھایا کرتا، یعنی بالکل بوڑھا ہو چکا تھا۔ یک نیمہ: ایک آدھا۔ زاد: توشہ۔ خوں می گریست: خون رو رہے تھے۔ کہ داند......الخ: کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں بہتر کون ہے۔ دگر تا چہ راند......الخ: پھر دیکھئے قضا وقدر میرے سر پر کیا قلم چلائے اور کیا حال ہوئے۔ تاج عفو: معافی وبخشش کا تاج۔ کسوت معرفت: معرفت کا لباس۔ در برم نماند: مرے جسم پر نہ رہے۔ ازیں......الخ: یعنی اس کتے سے بھی کمتر ہوں۔ زشت نامی: بدنامی۔ نخواہند برد: نہ لے جائیں گے بلکہ مٹی بنادیے جائیں گے اور جنت ودوزخ تو صرف انسانوں اور جنوں کے لیے ہے، چرند وپرند خاک کر دیے جائیں گے۔ مردان راہ: یعنی ارباب معرفت، اللہ والے، اولیا۔ ملائک: فرشتے۔ شرف: بلندی رتبہ۔

شنیدم کہ بر دشت صنعا جنید　　　سگے دید برکندہ دندان صید

ز نیروے سرپنجۂ شیرگیر　　　فروماندہ عاجز چو روباہ پیر

پس از غرم و آہو گرفتن بہ پے　　　لگد خوردہ از گوسپندان حے

چو مسکین و بے طاقتش دید و ریش　　　بدو داد یک نیمہ از زاد خویش

شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست　　　کہ داند کہ بہتر زما ہر دو کیست

بظاہر من امروز ازیں بہترم　　　دگر تا چہ راند قضا بر سرم

گرم پائے ایمان نلغزد ز جائے　　　بسر بر نہم تاج عفو خدائے

و گر کسوت معرفت در برم　　　نماند بہ بسیار ازیں کمترم

کہ سگ باہمہ زشت نامی چو مُرد　　　مراو را بدوزخ نخواہند بُرد

رہ این است سعدی کہ مردان راہ　　　بعزت نکردند در خود نگاہ

ازیں بر ملائک شرف داشتند　　　کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

حکایت پارسا و بربط زن

یکے بربطے در بغل داشت مست　　　بشب در سر پارسائے شکست

چو روز آمد آں نیک مرد حلیم　　　بر سنگ دل برد یک مشت سیم

کہ دوشینہ مغرور بودی و مست　　　ترا و مرا بربط و سر شکست

مرا بہ شد آں زخم و برخاست بیم　　　ترا بہ نخواہد شد الا بسیم

ازیں دوستان خدا بر سرند　　　کہ از خلق بسیار بر سر خورند

حکایت در معنی صبر مردان بر جفائے نا اہلان

کہ خود را بہ......الخ: کہ یہ لوگ خود کو کتے سے بہتر نہیں سمجھتے۔ بربط: ایک ساز (باجا) کا نام ہے۔ مست: رند، شرابی۔ در سر: کئی نسخوں میں "برسرِ پارسا" ہے، ایک پارسا کے سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ چوں روز آمد: جب دن ہوا۔ حلیم: بردبار۔ بر: پاس۔ سنگ دل: ظالم، مراد بربط نواز رند ہے۔ سیم: چاندی۔ دوشینہ: گزری ہوئی رات۔ مغرور: فریب خوردہ۔ ترا و مرا......الخ: تیرے اور میرے بربط اور سر ٹوٹے (لف ونشر مرتب ہے)، یعنی تیرا بربط اور میرا سر ٹوٹا۔ بہ: بہتر، اچھا۔ الا بسیم: مگر چاندی سے، یعنی تیری بربط صرف روپوں سے ہی درست ہوگی۔ برسرند: یعنی غالب، اہل شرف۔ بسیار برسر خورند: سر پہ بہت کھایا ہے، یعنی مخلوق کی ایذائیں برداشت کی ہیں۔

خاکِ وخش: سرزمین وخش۔ وخش: بدخشاں کا ایک شہر۔ مہاں: بزرگوں یعنی اولیا۔ کنجِ خلوت: گوشۂ تنہائی۔ نہاں: روپوش۔ مجرد بمعنی: وہ حقیقتاً مجرد

شنیدم کہ در خاکِ وخش از مہاں | یکے بود در کنجِ خلوت نہاں
مجرّد بمعنیٰ نہ عارف بدلق | کہ بیروں کند دستِ حاجت بخلق
سعادت کشادہ درے سوئے او | دراز دیگراں بستہ بر روئے او
زباں آورے بیخرد سعی کرد | ز شوخی بہ بدگفتنِ نیکمرد
کہ زنہار ازیں مکر و دستان و ریو | بجائے سلیماں نشستن چو دیو
دمادم بشویند چوں گربہ روئے | طمع کردہ در صیدِ موشانِ کوئے
ریاضت کش از بہرِ نام و غرور | کہ طبلِ تہی را رود بانگ دور
ہمیگفت و خلقے بر او انجمن | بر ایشاں تفرج کناں مرد و زن
شنیدم کہ بگریست دانائے وخش | کہ یارب مر ایں شخص را توبہ بخش
وگر راست گفت اے خداوندِ پاک | مرا توبہ دہ تا نگردم ہلاک
پسند آمد از عیب جوئے خودم | کہ معلومِ من کرد خوئے بدم
گر آنی کہ دشمنت گوید مرنج | وگر نیستی گو برو باد سنج
وگر ابلہے مشک را گندہ گفت | تو مجموع شو کو پراگندہ گفت
وگر میرود در پیاز ایں سخن | چنیں ہست گو گندہ مغزی مکن
نہ آئینِ عقلست و رائے و خرد | کہ دانا فریبِ مشعبد خورد
پس کارِ خویش آنکہ عاقل نشست | زبانِ بد اندیش بر خود ببست
تو نیکو روش باش تا بدسگال | نیابد بنقصِ تو گفتن مجال،
چو دشخوار آید ز دشمن سخن | تو بر زیرِ دستاں درشتی مکن
جز آں کس ندانم نکو گوئے من | کہ روشن کند بر من آہوئے من

علائق دنیوی سے بے نیاز ہے۔ نہ عارف بدلق: ایسا نہیں کہ وہ گدڑی کے بزرگ تھے۔ دراز دیگراں ...... الخ: دوسروں کا دروازہ ان پر بند کر دیا تھا، یعنی دنیا داروں کے ساتھ آمد و رفت، راہ و رسم نہیں رکھتے تھے۔ زبان آور: بدزبان، زبان دراز۔ بے خرد: بے عقل، بے وقوف۔ سعی: کوشش۔ شوخی: بے باکی، بدتمیزی۔ دستان: فریب۔ ریو: دھوکا۔ سلیمان: حضرت سلیمان علیہ السلام جن کی حکومت انسان، جن، دیو، چرند و پرند سب پر تھی۔ چوں دیو: اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے کی جانب اشارہ ہے، کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی انگوٹھی ایک باندی کو دے کر اپنی ضرورت سے چلے گئے، صخرہ نامی ایک عفریت نے ان کا ہم شکل بن کر باندی سے انگوٹھی مانگ لی اور چند دن ان کے تخت پر بیٹھ کر حکومت کی تا آنکہ وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل ہوئی، پھر تخت شاہی پر جلوہ بار ہوئے۔ کہ زنہار...... الخ: کہ پناہ بخدا ان مکار گدڑی پوشوں، دیو سیرت، سلیمان صورت صوفیوں سے جنہوں نے بزرگوں کی جگہ سنبھال لی ہے۔ چوں گربہ: بلی چوہے کھا چکنے کے بعد منہ چاٹ کر صاف کرتی رہتی ہے۔ زاہدوں کے وضو پر طنز ہے۔ صید: شکار۔ موش: چوہا۔ کوئے: گلی۔ طبلِ تہی: یعنی جس کا باطن خالی ہو اس کا چرچا دور تک ہوتا ہے۔ براو: یعنی اس شوخ کے ادر گرد۔ انجمن: مجمع۔ تفرج کناں: یعنی مزے لے رہے تھے۔ دانائے وخش: یعنی وہی عارف مجرد بمعنی۔ ایں شخص را توبہ بخش: اس کو تو بخش دے۔ مرا توبہ دہ: مجھے توبہ کی توفیق دے۔ معلوم من کرد: میری خوئے بد مجھے بتا دیا۔ گر آنی: اگر تو ویسا ہی ہے (اپنے کو خطاب ہے)۔ وگر نیستی...... الخ: اگر تو ویسا نہیں ہے تو کہہ دے کہ جا بکواس کرتا پھر۔ تو مجموع شو: تو مطمئن رہ۔ کو پراگندہ گفت: کہ اس نے بیہودہ کہا۔ گندہ مغزی: لاحاصل بحث۔ آئین: دستور۔ مشعبد: شعبدہ باز۔ پس کارِ خویش...... الخ: جو اپنے کام کے پیچھے عقل مندی سے لگا رہا اس نے اپنے حق میں بدخواہوں کی زبان بند کر دی۔ بدسگالی: بدخواہ۔ نقص: عیب، برائی۔ آہوئے من: میرے عیب۔ آہو: ہرن و بمعنی عیب۔

حکایت امیر المومنین علی و سیرت اودر تواضع

کسے مشکلے برد پیشِ علی	مگر مشکلش را کند منجلی
امیرِ عدو بند کشور کشائے	جوابش بگفت از سرِ علم و رائے
شنیدم کہ شخصے دراں انجمن	بگفتا چنیں نیست یا بوالحسن
نرنجید از و حیدرِ نامجوے	بگفت ار تو دانی ازیں بہ بگوئے
بگفت آنچہ دانست و پاکیزہ گفت	بگل چشمۂ خور نشاید نہفت
پسندید از و شاہِ مرداں جواب	کہ من بر خطا بودم او بر صواب
بہ از من سخن گفت و دانا یکیست	کہ بالاتر از علمِ او علم نیست
گر امروز بودے خداوند جاہ	نکردے خود از کبر درِ یگا
بدر کردے از بارگہ حاجبش	فرو کوفتندے بنا واجبش
کہ من بعد بے آبروئی مکن	ادب نیست پیشِ بزرگاں سخن
یکے را کہ پندار در سر بود	مپندار ہرگز کہ حق بشنود
ز علمش ملال آید از وعظ ننگ	شقائق بباراں نروید ز سنگ
نہ بینی کہ از خاکِ افتادہ خوار	بروید گل و بشگفد نو بہار
مریزاے حکیم آستیں ہائے دُر	کجا بینی از خویشتن خواجہ پُر
بچشمِ کساں در نیاید کسے	کہ از خود بزرگی نماید بسے،
مگو تا بگویند شکرت ہزار	چو خود گفتی از کس توقع مدار

حکایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علیؔ: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، آپ خلیفہ چہارم ہیں، مشکل کشا آپ کا لقب ہے، بچوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے، مدت خلافت ۴ر سال ۹ر مہینے، شہادت ۲۱ر رمضان ۴۰ھ کو ابن ملجم مرادی کے خنجر مارنے کے سبب ہوئی۔ منجلی: روشن، یعنی مشکل دور کردیں گے۔ عدو بند: دشمن کو قید کرنے والے۔ کشور کشا: ملک فتح کرنے والے، فاتح خیبر آپ کا لقب ہے۔ از سر علم ورائے: علم ورائے کے اعتبار سے۔ انجمن: مجمع۔ ابوالحسن: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ہے۔ اور حیدر: آپ کا لقب ہے۔ ازیں بہ: اس سے بہتر۔ گل: مٹی۔ چشمہ خور: چشمہ خورشید۔ نشاید نہفت: چھپایا نہیں جاسکتا، یعنی اچھے اور عمدہ قول کو برا نہیں کہا جاسکتا۔ شاہ مرداں: جواں مردوں کے سردار، یہ حضرت علی کا خطاب ہے۔ او بر صواب: وہ درستی پر۔ دانا: یعنی حق تعالیٰ۔ خداوند جاہ: صاحب مرتبہ علم و فضل والا حضرت علی کے علاوہ۔ بارگہ: بارگاہ کا مخفف، دربار۔ حاجب: دربان، ڈیوڑھی بان۔ ناواجب: ناحق۔ من بعد: یعنی بعد ازیں کہتے ہیں کہ اس کے بعد کسی کی بے آبروئی مت کرنا۔ ادب نیست......الخ: بڑوں کے سامنے بات کرنا ادب نہیں ہے۔ پندار: نخوت وغرور۔ ملال: رنج، اکتاہٹ۔ ننگ: عار، شرم۔ شقائق: گل لالہ۔ بباراں......الخ: بارش سے پتھروں پر گل لالہ نہیں۔ یہ مصرع جملہ معترضہ بطور تمثیل ہے، کہ غیر متواضع اور خود رائے کی مثال پتھر کی سی اور وعظ و علم کی مثال بارش کے مانند ہے۔ خاک افتادہ خوار: گری ہوئی ذلیل مٹی۔ نو بہار: سبزہ۔ آستیں ہائے در: موتیوں کے آستین، یعنی وعظ و نصیحت کی باتیں۔ از خویشتن پر: خودی و تکبر سے بھرا ہوا۔ بچشم کساں: لوگوں کی نظر میں۔ چہ خود گفتی......الخ: اپنی بڑائی جب تم نے خود بیان کی ہے تو کسی سے شکر گزاری کی امید نہ رکھو۔ عمر بن خطاب: آپ رسول اللہ کے خلیفہ دوم ہیں، آپ چالیسویں اسلام لانے والے ہیں، ۶ نبوی میں اسلام لائے، اسلام کو آپ سے بہت فروغ حاصل ہوا، مدت خلافت ساڑھے دس سال، ۲۶ ر ذی الحجہ ۲۳ھ کو ابولولو کے خنجر سے زخم کھا کر ۲۸ر کو شہادت پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

ورتنگ جائے: "نشستہ بود" مقدر ہے۔ برپشت پائے: یعنی فقیروں کے پاؤں پر۔ دشمن نداند ز دوست: دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں رکھتا۔

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے | نہادش عمر پائے بر پشتِ پائے
ندانست درویش بیچارہ کوست | کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
برآشفت بروے کہ کوری مگر | بدو گفت سالارِ عادل عمر
نکورم ولیکن خطا رفت کار | ندانستم از من گنہ در گذار
چہ منصف بزرگانِ دیں بودہ اند | کہ با زیردستاں چنیں بودہ اند
فروتن بود ہوشمندِ گزیں | نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمیں
بنازند فردا تواضع کناں | نگوں از خجالت سرِ گردناں
اگر می بترسی ز روزِ شمار | ازاں کز تو ترسد خطا در گذار
مکن چیرہ بر زیردستاں ستم | کہ دستیست بالائے دستِ تو ہم

حکایت

یکے خوب کردار خوش خوئے بود | کہ بدسیرتاں را نکو گوئے بود
بخوابش کسے دید چوں در گذشت | کہ بارے حکایت کن از سرگذشت
دہانے بخندہ چو گل باز کرد | چو بلبل بصوتِ خوش آغاز کرد
نگفتند با من بسختی بسے | کہ من سخت نگرفتمے بر کسے

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ و شکستگیِ اُو

چنیں یاد دارم کہ سقّائے نیل | نکرد آب بر مصر سالے سبیل
گروہے سوئے کوہساراں شدند | بزاری طلبگارِ باراں شدند
گرستند و از گریہ جوئے رواں | نیامد مگر گریۂ آسماں

برآشفت: غصہ ہوا، بگڑ کر کہا۔ کہ کوری مگر: کہ شاید تو اندھا ہے۔ سالار: سردار۔ عادل: انصاف ور، عدل فاروقی مشہور ہے۔ نکورم: کور نیم: اندھا نہیں ہوں۔ لیکن خطا رفت کار: لیکن مجھ سے کام غلط سرزد ہو گیا۔ چہ منصف......الخ: مقولہ شیخ ہے۔ کتنے انصاف پسند ہوا کرتے تھے بزرگان دین۔ زیردستاں: یعنی رعایا۔ فروتن: متواضع، منکسر المزاج، خاکسار۔ گزیں: پسندیدہ، ہوشمند کی صفت ہے۔ فردا: کل قیامت میں۔ تواضع کناں: فروتنی کرنے والے۔ نگوں: جھکا ہوا، اوندھا۔ خجالت: شرمندگی۔ گردناں: متکبرین۔ گردن: بمعنی شجاع وقوی و صاحب قدرت بھی آیا ہے، اس کی جمع گردناں ہیں۔ روز شمار: حساب کا دن یعنی قیامت کا دن۔ ازاں کز تو......الخ: جو تجھ سے ڈرتا ہے اس کی خطائیں درگزر کر، یعنی تیرے اقتدار یا حاکم اعلیٰ ہونے کے باعث جو تجھ سے خائف ہے اس کے ساتھ نرمی و مہربانی کا برتاؤ کر۔ چیرہ: غالب، زبردست۔ منادیٰ ہے، جس کا حرف ندا حذف ہے۔ ستم: ظلم، زیادتی، ناروا سلوک۔ کہ دستیست: یعنی حق تعالیٰ کی قدرت۔ کہ بدسیرتاں......الخ: جو بروں کو بھی اچھا کہا کرتا تھا۔ چوں در گذشت: جب وہ مر گیا۔ بارے: ذرا۔ از سرگذشت: یعنی اپنے احوال جو تجھ پر گذرے۔ صوت: آواز۔ نگفتند......الخ: یعنی منکر ونکیر نے مجھ سے سختی سے بات نہیں کی، چونکہ میں نے کسی پر سختی نہیں کی تھی۔ ذوالنون مصری: ایک صوفی بزرگ صاحب مقامات عالیہ ہیں، مصر کے رہنے والے تھے، نام ثوبان بن ابراہیم، کنیت ابوالفیض ہے، خلیفہ متوکل آپ کا شیدائی تھا، آپ کی وفات ۲۴۵ھ میں ہوئی ....

ان کو ذوالنون (مچھلی والا) کہے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ...... حضرت یونس علیہ السلام کو بھی ذوالنون کہتے ہیں۔ سقا: سیراب کرنے والا۔ نیل: مصر کا مشہور دریا جس کا پانی نہایت شیریں وشفاف ہے۔ سقائے نیل: (از قبیل اضافت مشبہ بہ بجانب مشبہ) یعنی ابر، بادل۔ سبیل: یعنی پانی کا وقف، یہاں بمعنی رواں اور جاری ہے۔ سوئے کوہساراں شدند: پہاڑوں کی طرف گئے، نماز [illegible] گریۂ آسماں: یعنی بارش

بذی النون: یعنی حضرت ذوالنون تک خبر لے گیا۔ از ایشاں کسے: ان میں سے کوئی ایک، یعنی مصر والوں میں سے۔ فرد ماندگاں را: یعنی مصر کے قحط

ب ۴

بذی النّون خبر بُرد از ایشاں کسے ٭ کہ بر خلق رنجست و سختی بسے
فرو ماندگاں را دعائے بکن، ٭ کہ مقبول را رد نباشد سخن
شنیدم کہ ذوالنّون بمدیَن گریخت ٭ بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
خبر شد بمدیَن پس از روز بیست ٭ کہ ابرِ سیہ دل بر ایشاں گریست
سبک عزمِ باز آمدن کرد پیر ٭ کہ پُر شد بسیلِ بہاراں غدیر
بپرسید از و عارفے در نہفت ٭ چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت
شنیدم کہ بر مرغ و مور و دداں ٭ شود تنگ روزی بفعلِ بداں
دریں کشور اندیشہ کردم بسے ٭ پریشاں تر از خود ندیدم کسے
برفتم مبادا کہ از شرِّ من ٭ بہ بندد درِ خیر بر انجمن،
توانگر شوی پیشِ مردم عزیز ٭ کہ مر خویشتن را نگیری بچیز
بزرگے کہ خود را بخُردے شمرد ٭ بدنیا و عقبٰی بزرگی ببرد
ازیں خانداں بندۂ پاک شد ٭ کہ در پائے کمتر کسے خاک شد
اَلا اے کہ بر خاکِ ما بگذری ٭ بخاکِ عزیزاں کہ یاد آوری
کہ گر خاک شد سعدی او را چہ غم ٭ کہ در زندگی خاک بودست ہم
بیچارگی تن فرا خاک داد ٭ دگر گردِ عالم بر آمد چو باد
بسے بر نیاید کہ خاکش خورد ٭ دگر بارہ بادش بعالم برد
نگر تا گلستانِ معنٰی شگفت ٭ برو ہیچ بُلبل چنیں خوش نگفت
عجب گر بمیرد چنیں بُلبلے ٭ کہ بر استخوانش نروید گلے

باب پنجم در رِضا

زدہ لوگوں کے لیے۔ مقبول: مقبول بارگاہ الٰہی۔ رد نباشد سخن: یعنی ان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ مدین: حضرت شعیب علیہ السلام کا مشہور شہر، ساحلی علاقہ ہے۔ بسے برنیامد: زیادہ وقت نہ گزرا کہ۔ پس از روز بیست: بیس دن بعد۔ ابر سیہ دل: بے رحم بادل۔ گریست: رو پڑا، یعنی برسا۔ سبک: فوراً۔ عزم باز آمدن: واپسی کا پختہ ارادہ۔ کرد پیر: یعنی حضرت ذوالنون مصری نے کیا۔ پُر شد: بھر گئے۔ سیل: سیلاب۔ بہاراں: یعنی موسم بہار کی بارش۔ غدیر: تالاب، گڑھا۔ عارف: خدا شناس، بزرگ، صوفی۔ درنہفت: در پردہ، پوشیدہ۔ گفت: حضرت ذوالنون نے کہا۔ مرغ و مور: پرندے اور چیونٹی۔ دداں: درندے۔ بفعل بداں: یعنی بروں کی بدکرداری کے سبب۔ دریں کشور: یعنی ملک مصر میں۔ پریشاں تر از خود: اپنے سے زیادہ گنہ گار۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ بر انجمن: مجمع پر یعنی مصر کے عام لوگوں پر۔ عزیز: پیارا۔ خویشتن را نگیرے بچیز: اپنے آپ کو تو کوئی چیز نہ سمجھے یعنی اپنے کو ہیچ سمجھو۔ بخردے: چھوٹے کے برابر۔ ازیں خاندان: اس خاندان میں سے یعنی اولاد آدم میں سے۔ کہ

در پائے......الخ: جو کسی کمتر کی خاک پا ہو گیا۔ الا: آگاہ ہو!۔ اے: یہاں منادیٰ محذوف ہے۔ اے فلاں کس۔ کہ بر خاک ما بگذری: جو ہمارے خاک قبر سے ہو کر گزرے۔ بخاک عزیزاں: (با قسمیہ ہے) تجھے بزرگوں کی قبروں کی قسم۔ کہ یاد آوری: کہ تم مجھے فاتحہ خوانی سے یاد کر لینا، پھر کہنا۔ اگر خاک شدی سعدی: اگر سعدی خاک ہو گیا۔ خاک بودست ہم: وہ زندگی میں بھی خاک سار اور متواضع رہا ہے۔ فرا خاک: خاک کے نیچے۔ وگر گرد عالم......الخ: اگرچہ اوائل زندگی میں گرد عالم ہوا کے مانند سیاحی کی۔ خاکش خورد: مٹی اس کو کھا جائے گی، جیسا کہ عام انسانوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے، مگر اللہ والوں کو زمین نہیں کھاتی، جیسا کہ حدیثوں اور واقعات سے ثابت ہے۔ تا گلستان معنی......الخ: "تا" (ابتدائیہ ہے) جب سے حقیقت کے باغ میں پھول کھلے ہیں یعنی شعر و سخن کی دنیا قائم ہوئی۔ برو ہیچ بلبل......الخ: ان پھولوں پر سعدی جیسا کوئی اور بلبل و شاعر اتنا عمدہ نہ چہکا، نہ شعر گوئی کی۔ چنیں بلبلے: یعنی سعدی جیسا بلبلِ خوش نوا۔ گلے: یعنی رحمت خداوندی کے پھول، یعنی تعجب ہوگا کہ بعد وصال اگر اس پر رحمت حق نازل نہ ہو۔ چنانچہ یہ بلبلِ خوش [illegible]

 زیت: روغن زیتون، مطلق تیل کے معنی میں بھی آیا ہے۔ فکرت: فکر شعر و سخن۔ چراغ

شبے زیتِ فکرت ہمی سوختم | چراغِ بلاغت بر افروختم

پراگندہ گوئے حدیثم شنید | جز احسنت گفتن طریقے ندید

ہم از خبث نوعے در و درج کرد | کہ ناچار فریاد خیزد ز درد

کہ فکرش بلیغست و رایش بلند | دریں شیوۂ زہد و طامات و پند

نہ در خشت و گوپال و گرزِ گراں | کہ ایں شیوہ ختمست بر دیگراں

نداند کہ ما را سرِ جنگ نیست | وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست

توانم کہ تیغِ زباں برکشم | جہانِ سخن را قلم درکشم

بیا تا دریں شیوہ چالش کنیم | سرِ خصم را سنگِ بالش کنیم

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا

سعادت بہ بخشایشِ داور است | نہ در چنگ و بازوئے زور آور است

چو دولت نہ بخشد سپہرِ بلند | نیاید بمردانگی در کمند

نہ سختی رسید از ضعیفی بمور | نہ شیراں بسرپنجہ خوردند زور

چو نتواں بر افلاک دست آختن | ضروریست با گردشش ساختن

گرت زندگانی نبشت است دیر | نہ مارت گزاید نہ شمشیر و شیر

وگر در حیاتت نماندست بہر | چنانت کشد نوشدارو کہ زہر

نہ رستم چو پایانِ روزی بخورد | شغاد از نہادش برآورد گرد

حکایت شاطر سپاہانی

بلاغت: بلاغت کے چراغ روشن کر رہا تھا، یعنی بلاغت بھرے اشعار لکھ رہا تھا۔ پراگندہ گو: بیہودہ گو۔ حدیثم: یعنی میرے اشعار۔ احسنت: تو نے کیا خوب کہا، شاعر کی تحسین و آفرین میں بولا جاتا ہے۔ خبث: بدی، خباثت۔ در و درج کرد: ایک قسم کی برائی اس میں شامل کر دی۔ فریاد خیزد ز درد: درد سے آہ اٹھتی ہے۔ فکرش: یعنی سعدی کا تخیل۔ شیوہ: طریقہ۔ طامات: صوفیہ کی بلند باتیں۔ خشت: چھوٹا نیزہ جس کے حلقہ میں ریشم کی ڈوری بندھی ہوتی ہے اور دشمن پر پھینک کر مارتے ہیں۔ گوپال: ایک قسم کا گرز۔ گرز گراں: بھاری گرز۔ بر دیگراں: دوسروں پر ختم ہے، یعنی سعدی تو صرف صوفیانہ شاعری میں کمال رکھتے ہیں مگر رزمیہ شاعری تو دوسروں کا کمال ہے، جیسے فردوسی نے شاہنامہ میں، نظامی گنجوی نے سکندرنامہ میں رزمیہ شاعری کا کمال دکھایا ہے۔ سر جنگ: جنگ و مقابلہ کا خیال۔ مجال سخن: شاعری کی جولان گاہ۔ تنگ نیست: یعنی اس فن میں ہم بھی دستگاہ تام رکھتے ہیں۔ جہان سخن: دوسروں کی دنیائے شاعری۔ قلم درکشیدن: محو کرنا، مٹا دینا، یعنی دوسروں کا ملک سخن زیر نگیں کر سکتا ہوں۔ چالش: (بروزن مالش) خرام ناز و بمعنی جنگ و جدال۔ سر خصم را: دشمن کے سر کو سرہانے کی اینٹ بنائیں، یعنی دشمن کو اعتراف پر مجبور بنا دیں۔ سعادت: نیک بختی۔ داور: حاکم یعنی حق تعالیٰ۔ چنگ: چنگل، پنجہ۔ زور آور: طاقت ور۔ دولت: سعادت۔ سپہر بلند: بلند آسمان، یعنی قضا و قدر۔ سختی: فقر و فاقہ۔ ضعیفی: کمزوری۔ مور: چیونٹی۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ دست آختن: ہاتھ پہنچانا۔ ساختن: بناؤ کرنا، سازگاری قائم کرنا۔ دیر: یعنی لانبی، لمبی، طویل۔ مار: سانپ۔ حیات: زندگی۔ بہر: حصہ، نصیب۔ نوشدارو: ایک قسم کا مرکب مشروب جو مقوی اعضائے رئیسہ ہے و بمعنی تریاک۔ نہ: استفہام انکاری ہے۔ پایان روزی: زندگی کا آخری لقمہ۔ شغاد: (بالفتح) رستم کا بھائی، جس نے رستم کو گھوڑا اسمیت بلطائف الحیل کنویں میں گرا دیا اور خود رستم کے ایک تیر سے مقتول ہوا۔ یعنی جب رستم کا آخری وقت آ گیا تو شغاد جیسے معمولی شخص نے اس کو ہلاک کر دیا ورنہ کوئی اسے زیر نہ کر سکتا تھا۔ شاطر: چالاک۔

حکایت: شیخ سعدی نے اس حکایت میں رزمیہ شاعری کا رنگ دکھا کر اعتراض دفع کیا ہے کہ سعدی اصناف سخن میں رزمیہ شاعری نہیں کرسکتا۔

مرا در سپاہاں یکے یار بود — کہ جنگ آور و شوخ و عیّار بود
مدامش بخوں دست و خنجر خضاب — بر آتش دلِ خصم ازو چوں کباب
ندیدمش روزے کہ ترکش نہ بست — ز پولادِ پیکانش آتش نجست
دلاور بسر پنجہ گاؤ زور — ز ہولش بشیراں در افتادہ شور
بدعویٰ چناں ناوک انداختے — کہ عذرا بہریک یک انداختے
چناں خار در گل ندیدم کہ رفت — کہ پیکانِ او در سپرہائے جفت
نزد تارکِ جنگجوئے بخشت — کہ خود و سرش را نہ درہم سرشت
چو گنجشک روزِ ملخ در نبرد — بکشتن چہ گنجشک پیشش چہ مرد
گرش بر فریدوں بدے تاختن — امانش ندادے بہ تیغ آختن
پلنگانش از زور سر پنجہ زیر — فرو بردہ چنگال در مغز شیر
گرفتے کمر بندِ جنگ آزمائے — وگر کوہ بودے بکندے زجائے
زرہ پوش را چوں تبرزیں زدے — گذر کردے از مرد و بر زیں زدے
نہ در مردی او را نہ در مردمی — دوم در جہاں کس شنید آدمی
مرا یکدم از دست نگذاشتے — کہ با راست طبعاں سرے داشتے
سفر ناگہم زاں زمیں در ربود — کہ عیشم دراں بقعہ روزی نبود
قضا نقل کرد از عراقم بشام — خوش آمد دراں خاکِ پاکم مقام
دگر پُر شد از شام پیمانہ ام، — کشید آرزومندئے خانہ ام،
قضا را چناں اتفاق اوفتاد — کہ بازم گذر در عراق اوفتاد
شبے سر فرو شد باندیشہ ام — بدل بر گذشت آں ہنر پیشہ ام

سپاہان: اصفہان سے مشہور شہر ہے، مردم خیز خطہ ہے، کہتے ہیں کہ دجال کا خروج یہیں سے ہوگا۔ شوخ: بے باک، چالاک۔ عیار: زیرک۔ مدام: ہمیشہ۔ خضاب: رنگین۔ ز پولاد پیکانش......الخ: یعنی اس کے تیروں کی نوک سے آگ کے شعلے جھڑتے۔ گاؤ زور: وہ شخص جو بے ورزش و ریاضت فن اور کشتی گیری کے بغیر کافی طاقت ور ہو، بہت توانا، پرزور۔ ناوک: ایک قسم کا تیر۔ عذرا: یعنی برج سنبلہ، چونکہ یہ برج ایک لڑکی کی صورت پر واقع ہوا ہے جس کا داہنا ہاتھ کندھے کی جانب اٹھا ہوا اور اس میں خوشۂ گندم ہے، یعنی وہ اپنے تیر سے اس برج کے خوشہ گندم کا ایک ایک دانہ گرا دیتا اور ہوسکتا ہے کہ عذرا تحریف ہو اور صحیح "عدورا" ہو، اب معنی یہ ہوگا کہ دعوے کے ساتھ وہ ایسا تیر چلاتا کہ ایک ایک دشمن کو گرا دیتا۔ در سپر ہائے جفت: دوہری ڈھالوں میں۔ تارک: سر، کھوپڑی۔ خشت: چھوٹا نیزہ۔ خود: کلاہ آہنی۔ نہ درہم سرشت: آپس میں نہ گوندھ دیا ہو۔ گنجشک: چھوٹی چڑیا۔ ملخ: ٹڈی۔ نبرد: جنگ۔ بکشتن......الخ: مار ڈالنے میں اس کے سامنے چڑیا ہو خواہ کوئی جواں مرد دونوں یکساں ہوتے، گاجر مولی کی طرح کاٹتا۔ فریدوں: ایران کا وہ نامور سپہ سالار جس نے ضحاک جیسے ظالم بادشاہ ایران پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ امانش: یعنی اس کو موقع نہ دیتا۔ فرو بردہ: گاڑے ہوئے۔ کمر بند: پٹکا۔ جنگ آزمائے: جنگ کا تجربہ کار۔ زرہ: جوشن، آہنی کڑیوں کی بنی ہوئی پوشاک جو جنگ میں پہنتے ہیں۔ زرہ پوش: لوہے کی پوشاک پہننے والا سپاہی۔ تبرزیں: ایک قسم کی چوڑے سر کی کٹار جسے سپاہی زین میں لٹکائے رہتے ہیں۔ دوم: یعنی مانند، نظیر۔ راست طبع: خوش مزاج۔ سرے: خیال۔ زاں زمین: یعنی اصفہان سے۔ روزی: مقدر۔ قضا: مشیت ایزدی۔ از عراق: یعنی عراق عجم سے جو اصفہان و شیراز کو شامل ہے اور عراق عرب، بغداد، کوفہ، بصرہ کو کہتے ہیں۔ شام: عراق کے بغل میں مشہور ملک (سیریا) جس کا دار السلطنت دمشق ہے۔ پیمانہ پر شدن: روزی پوری ہوجانا، ختم ہونا۔ خانہ ام: یعنی اپنے وطن شیراز چلے آئے۔ گذر در عراق: یعنی اصفہان میں۔ بدل بر گذشت: یعنی یاد آئی۔ آں ہنر پیشہ: یعنی وہی اصفہانی بہادر۔

نمک: یعنی حق نمک۔ ریش دیرینہ ام......الخ: حق نمک نے میرے پرانے زخم ہرے کر دیے، یعنی ملاقات کرنے پر برانگیختہ کیا۔ زی: جانب،

نمک ریشِ دیرینہ ام تازہ کرد | کہ بودم نمک خوردہ از دستِ مرد
بدیدار وے زی سپاہاں شدم | بمہرش طلبگار و خواہاں شدم
جواں دیدم از گردشِ دہر پیر | خدنگش کماں ارغوانش زریر
چو کوہِ سپیدش سر از برف موئے | دواں آبش از برفِ پیری بروئے
فلک دستِ قوت بر و یافتہ | سرِ دستِ مردیش برتافتہ
بدر کردہ گیتی غرور از سرش | سرِ ناتوانی بزانو برش
بدو گفتم اے سرورِ شیر گیر | چہ فرسودہ کردت چو روباہ پیر
بخندید کز روزِ جنگِ تتر | بدر کردم آں جنگجوئی ز سر
زمیں دیدم از نیزہ چوں نیستاں | گرفتہ علمہا چو آتش دراں،
برانگیختم گردِ ہیجا چو دود | چو دولت نباشد تہور چہ سود
من آنم کہ چوں حملہ آوردمے | برمح از کف انگشتری بردمے
ولے چوں نکرد اخترم یاوری | گرفتند گردم چو انگشتری
غنیمت شمردم طریقِ گریز | کہ ناداں کند با قضا پنجہ تیز
چہ یاری کند مغفر و جوشنم | چو یاری نکرد اخترِ روشنم
کلیدِ ظفر چوں نباشد بدست | ببازو درِ فتح نتواں شکست
گروہے پلنگ افگنِ پیل زور | در آہن سرِ مرد و سمِ ستور
ہماں دم کہ دیدیم گردِ سپاہ | زرہ جامہ کردیم و مغفر کلاہ
چو ابر اسپِ تازی برانگیختیم | چو باراں پلالک فرو ریختیم
دو لشکر بہم بر زدند از کمیں | تو گفتی زدند آسماں بر زمیں

طرف۔ شدم: میں روانہ ہوا۔ مہر: محبت۔ جواں دیدم: جواں را دیدم پیر، جوان کو گردش دہر سے بوڑھا دیکھا۔ خدنگ: تیر، یعنی اس کا قد جو تیر کی طرح سیدھا تھا کمان ہوگیا۔ ارغواں: یعنی اس کا سرخ و سفید رنگ زرد گھاس کی طرح پیلا پڑ گیا۔ سر از برف: برف کی طرح سفید۔ آبش از برف پیری: اس کے چہرے پر بڑھاپے کے برف کا پانی دواں ہے، یعنی اس کی داڑھی بھی سفید ہوگئی تھی۔ سردست: پنجہ۔ مردی: بہادری۔ غرور از سرش: یعنی طاقت کا گھمنڈ ختم ہو چکا تھا۔ سرور: سردار۔ چہ فرسودہ کرد: یعنی کس چیز نے تجھے بوڑھا بنا دیا۔ روباہ پیر: بوڑھی لومڑی۔ جنگ تتر: تاتاریوں سے جنگ۔ از نیزہ چوں نیستاں: جنگ کے دن نیزوں کی کثرت کی وجہ سے زمین بانسوں کا جنگل معلوم ہونے لگی، جن میں سرخ پرچموں سے آگ لگی ہوئی ہو۔ گرد ہیجا: لڑائی کی دھول۔ دود: دھواں۔ دولت: یعنی دولت اقبال۔ تہور: دلیری۔ رمح: نیزہ۔ کف: ہتھیلی۔ من آنم......الخ: میں وہ تھا کہ جب حملہ کرتا تو نیزے کے ذریعہ ہاتھ سے انگوٹھی نکال لاتا۔ ولے چوں......الخ: لیکن جب ستارۂ قسمت نے میری یاوری نہ کی تو انہوں (تاتاریوں) نے میرے گرد گھیرا ڈال دیا جیسے انگوٹھی انگلی کو گھیر لیتی ہے۔ طریق گریز: بھاگنے کی راہ۔ قضا: حکم خدا، موت۔ مغفر: خود، کلاہ آہنی۔ جوشن: زرہ۔ اختر: یعنی قسمت۔ کلید ظفر: فتح و کامرانی کی کنجی۔ گروہے: یعنی مبارزوں کا ایک ایسا گروہ نمودار ہوا جو ان خوبیوں والا تھا۔ در آہن: لوہے میں ڈھکے ہوئے۔ سم ستور: گھوڑوں کے سم۔ زرہ جامہ کردیم: یعنی ہم جنگ کے لیے آمادہ ہوگئے۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ پلالک: شمشیر آبدار۔ بہم برزدند: ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ کمیں: گھات کی جگہ۔ زدند آسماں برزمین: آسمان کو زمین پر دے پٹکا، یعنی اظہار شجاعت و دلیری اور نعرہ زنی سے قیامت برپا کر دی۔

تگرگ: اولا۔ مرگ: موت۔ بصید: شکار کرنے کے لیے۔ ہزبراں: شیروں یعنی بہادروں۔ دہن کردہ باز: یعنی جنگجو بہادروں کو گرفتار کرنے کے لیے

زباریدن تیر ہمچوں تگرگ ۔۔۔ بہر گوشہ برخاست طوفانِ مرگ
بصیدِ ہزبرانِ پرخاش ساز ۔۔۔ کمند اژدہائے دہن کردہ باز
زمیں آسماں شد زگردِ کبود ۔۔۔ چو انجم درو برقِ شمشیر وخود
سوارانِ دشمن چو دریافتیم ۔۔۔ پیادہ سپر در سپر بافتیم
چہ زور آورد پنجۂ جہدِ مرد ۔۔۔ چو بازوئے توفیق یاری نکرد
نہ شمشیر کند آوراں کند بود ۔۔۔ کہ کیں آوری زاخترِ تند بود
کس از لشکرِ ما زہیجا بروں ۔۔۔ نیامد جز آغشتہ خفتاں بخوں،
کساں را نشد ناوک اندر حریر ۔۔۔ کہ گفتم بدوزند سنداں بہ تیر
چو صد دانہ مجموع در خوشۂ ۔۔۔ فتادیم ہر دانہ در گوشۂ
بنامردی ازہم بدادیم دست ۔۔۔ چو ماہی کہ باجوشن افتد بشست
چو طالع زما روئے برپیچ بود ۔۔۔ سپر پیشِ تیرِ قضا ہیچ بود

حکایت

یکے آہنی پنجہ در اردبیل ۔۔۔ ہمی بگذرانید بیلک زبیل
نمد پوشے آمد بجنگش فراز ۔۔۔ جوانے جہانسوز پیکار ساز
بپرخاش جستن چو بہرام گور ۔۔۔ کمندے بکتفش براز خام گور
بہ پنجاہ تیرِ خدنگش بزد ۔۔۔ کہ یک چوبہ بیروں نہ رفت ازنمد
دلاور در آمد چو دستانِ گرد ۔۔۔ بخم کمندش در آورد و برد
بلشکرگہش بردرِ خیمہ دست ۔۔۔ چو دزدانِ خونی بگردن بہ بست
شب از غیرت و شرمساری نخفت ۔۔۔ سحر گہ پرستارے از خیمہ گفت

کندیں جبڑے پھاڑے ہوئے خوف ناک اژدہے بنی ہوئی تھیں۔ زمیں آسماں شد...... الخ: زمین سیاہ گرد وغبار کی وجہ سے آسمان ہوگئی پھر اس میں تلوار اور خود کی چمک ستارے معلوم ہونے لگے۔ پیادہ: دریافتیم کی ضمیر سے حال ہے، یعنی ہم پیدل ہوکر دو بدو گھمسان کی جنگ لڑنے لگے۔ سپر در سپر بافتن: گھل مل جانا۔ جہد: کوشش۔ توفیق: مدد خدا۔ کند آوراں: زور آوراں۔ کند: بھترا۔ کہ: بلکہ۔ تند: ناخوش، ناراض۔ ہیجا: میدان جنگ۔ آغشتہ: آلودہ، لتھڑا ہوا۔ خفتان: ریشمیں چوغہ جس میں چالیس یا زیادہ تہیں ہوتی ہیں، جنگ میں استعمال کرتے ہیں۔ کس از لشکر ما...... الخ: یعنی ہمارے لشکر کا جو بھی میدان جنگ سے باہر نکلا اس کا ریشمیں چوغہ خون میں شرابور ہوتا۔ کساں را نشد...... الخ: ہمارے ان بہادروں کے تیر ریشم کی تہوں میں پار نہ ہوسکے جن کے بارے میں میں کہا کرتا کہ ان کے تیر نہائی کو چھید ڈالتے ہیں۔ نامردی: بزدلی۔ از ہم بدادیم دست: ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہم تتر بتر ہوگئے۔ باجوشن: مچھلی کے بدن پر زرہ کے مانند جال ہوتا ہے۔ شست: ڈوری۔ طالع: نصیبہ۔ روئے برپیچ: اسم فاعل ترکیبی، چہرہ پھیرے ہوئے۔ سپر پیش...... الخ: قضائے الٰہی کے تیروں کے سامنے ڈھال کچھ کام نہیں دیتی۔ آہنی پنجہ: فولادی پنجے والا۔ اردبیل: آذربائیجان کا مشہور شہر۔ بیلک: دوشاخہ تیر۔ بیل: بلچہ۔ نمد پوش: کمبل پوش۔ فراز: سامنے۔ پیکار ساز: جنگ باز۔ بہرام گور: ایران کا مشہور بادشاہ جو گورخر کا شکاری تھا، پہلوان بھی تھا۔ خام گور: گورخر کی کھال۔ خدنگ: ایک مضبوط درخت جس کی لکڑی سے تیر بنائے جاتے ہیں اور اسی اعتبار سے بولتے ہیں "تیر خدنگ"۔ یک چوبہ: ایک تیر بھی۔ نمد: کمبل۔ دستان: رستم کے باپ زال کا نام۔ اسے زال سفید مو پیدا ہونے کی وجہ سے کہا گیا۔ گرد: پہلوان۔ خم: حلقہ۔ دست بہ گردن بہ بست: اس کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے، یعنی اس کی مشکیں کس ... جاتی ہیں۔ پرستار: بمعنی غلام۔

توکاہن: توکہ آہن۔ آہن: لوہا۔ ناوک: تیر۔ اسیر: قیدی۔ ندانی کہ: کیا تم نہیں جانتے کہ موت کے دن کوئی زندہ نہ رہ سکا۔ درشیوۂ طعن و ضرب: نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے فن میں۔ برستم در آموزم: رستم کو سکھا دوں۔ آدابِ حرب: لڑائی کے طور طریقے۔ بخت: نصیب، مقدر۔ سطبرائے بیلم......الخ: بیلچے کی موٹائی مجھے کمبل نظر آتی یعنی میں آسانی سے تیر پیوست کر دیتا تھا۔ اِقبیل: اقبال میں امالہ ہے (برائے رعایت قافیہ بیل) کم از بیل نیست: کمبل بھی میرے تیر کے سامنے بیلچے سے کم نہیں ہے۔ بروز اجل: موت کے دن۔ جوشن درد: زرہ پھاڑ دیتا ہے۔ پیراہن: کرتا۔ کرا: یعنی ہر کہ را۔ تیغ قہر اجل: قہر اجل کی تلوار۔ درقفاست: پیچھا کر رہی ہو۔ لا: تا کا مرادف ہے جو عدد کے لیے آتا ہے جیسے پنج تا۔ اگر جوشنش......الخ: اگرچہ اس کی زرہ چند تہوں والی ہو۔ یاور: مددگار۔ دہر پشت: زمانہ پشتیبان ہو تو ننگے کو بھی خنجر سے نہیں مارا جا سکتا۔ جاں ببر: جان بچا سکا۔ ناساز خوردن: نامناسب چیز کھانا، بدپرہیزی کرنا۔ ترکیب مقلوبی یعنی خوردنِ ناساز۔ کرد: چرواہوں کی ایک مشہور قوم، گڑریا، گڈریا۔ ناحیت: طرف، جانب، علاقہ۔ دست: یہاں بمعنی طرز وروش۔ برگ زر: ایک قسم کی گھاس اور بعض نسخوں میں "برگِ رز" ہے، انگور

توکاہن بناوک بدوزی وتیر | نمدپوش راچوں فتادی اسیر
شنیدم کہ میگفت وخوں میگریست | ندانی کہ روزِ اجل کس نہ زیست
من آنم کہ در شیوۂ طعن وضرب | برستم در آموزم آدابِ حرب
چو بازوئے بختم قوی حال بود | سطبرائے بیلم نمد مینمود
کنونم کہ در پنجہ اقبیل نیست | نمد پیشِ تیرم کم از بیل نیست
بروزِ اجل نیزہ جوشن درد | زپیراہن بے اجل نگذرد
کرا تیغ قہرِ اجل درقفاست | برہنہ است اگر جوشنش چند لاست
ورش بخت یاور بود دہر پشت | برہنہ نشاید بسا طور کشت
نہ دانا بسعیِ اجل جاں ببرد | نہ ناداں بنا ساز خوردن بمرد

حکایت طبیب و کُرد

شبے کُردے از دردِ پہلو نخفت | طبیبے دراں ناحیت بود گفت
ازیں دست کو برگ زر می خورد | عجب دارم ار شب بپایاں برد
کہ در سینہ پیکانِ تیرِ تتار | بہ از نقلِ ماکولِ ناسازگار
گر افتد بیک لقمہ در رودہ پیچ | ہمہ عمرِ ناداں برآید بہیچ
قضارا طبیب اندراں شب بمرد | چہلسال ازیں رفت زندہ است کرد

حکایت

یکے روستائی سقط شد خرش | عَلَم کرد برتاکِ بستاں سرش
جہاں دیدہ پیرے بر و برگذشت | چنیں گفت خنداں بنا طورِ دشت

کے پتے یعنی وہاں کے لوگ انگور کے پتے کھاتے، جیسے ہمارے یہاں چنا کے پتے بطور سبزی کے کھاتے ہیں۔ ار شب بپایاں برد: اگر رات پوری کر لے۔ تتار: یعنی تاتاری۔ پیکانِ تیر: تیر کا پھل۔ نُقل: (بضم) گزک یعنی کھانا۔ ماکول: غذا، طعام۔ ناسازگار: ناموافق، مضر۔ رودہ: آنت، انتڑی۔ پیچ: گرہ۔ برآید بہیچ: برباد چلی جاتی ہے۔ قضارا: اتفاق کی بات۔ ازیں رفت: یعنی ازایں ماجرا۔ بگذشت: چالیس سال اس ماجرا کو گزر گئے۔ روستائی: دیہاتی۔ سقط شد: یعنی مر گیا۔ علم: جھنڈا۔ تاک: درخت انگور۔ بُستان: باغ۔ سرش: یعنی اس گدھے کا سر باغ میں نظر بد سے بچنے کے لیے لٹکا دیا (چشمارو بنا دیا) خنداں: ہنستے ہوئے۔ ناطور: باغ کا نگہبان، مالی۔ دشت: جنگل، مراد انگورستان ہے۔

حمار: گدھا، مراد گدھے کا سر ہے۔ دفع: دور کرنا۔ چشم بد: نظر بد۔ کشت زار: کھیت۔ دفعِ چوب: خود ڈنڈوں کو دفع نہ کر سکا دوسروں کی مصیبت کیا

مپندار جانِ پدر کیں حمار — کند دفعِ چشمِ بد از کشت زار
کہ ایں دفعِ چوب از سر و گوشِ خویش — نمی کرد تا ناتواں مُرد و ریش
چہ داند طبیب از کسے رنج بُرد — کہ بیچارہ خواہد خود از رنج مُرد

حکایت

شنیدم کہ دینارے از مفلسے — بیفتاد و مسکیں بجستش بسے
بآخر سرِ ناامیدی بتافت — یکے دیگرش ناطلب کردہ یافت
بہ بدبختی و نیک بختی قلم — بگردید و ما ہمچناں در شکم
نہ روزی بسر پنجگی می خورند — کہ سر پنجگاں تنگ روزی ترند

حکایت

فرد کوفت پیرے پسر را بچوب — بگفت اے پدر بیگنا ہم مکوب
تواں بر تو از جورِ مردم گریست — ولے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
بداور خروشد خداوند ہوش — نہ از دستِ داور برآرد خروش

حکایت

بلند اخترے نام او بختیار — قوی دستگہ بود و سرمایہ دار
ہمورا دراں بقعہ زر بود و مال — دگر تنگدستانِ برگشتہ حال
زنے جنگ پیوست با شوئے خویش — شبانگہ چو رفتش تہیدست پیش
کہ کس چوں تو بدبخت درویش نیست — چو زنبور سرخت جز ایں نیش نیست
بیاموز مردی ز ہمسایگاں — کہ آخر نیَم قحبۂ رایگاں
کساں را زر و سیم و ملکست و رخت — چرا ہمچو ایشاں نۂ نیکبخت

ٹالے گا۔ از کسے رنج ببرد: یعنی وہ طبیب کسی کا مرض کیا دور کر سکے گا جو بیچارہ خود مرض سے مرا جاتا ہو۔ مفلس: قلاش محتاج۔ بجستش بسے: اس کو بہت تلاش کیا۔ سر ناامیدی بتافت: یعنی ناامید ہو کر بیٹھ رہا۔ ناطلب کردہ: بے تلاش کئے ہوئے۔ قلم بگردید: رقم ہوگئی، لکھی جا چکی۔ در شکم: یعنی ہم ابھی شکم مادر ہی میں تھے۔ تنگ روزی ترند: زیادہ تنگ روزی والے ہیں۔ فرد کوفت: یعنی مار رہا تھا۔ بچوب: لکڑے سے۔ بیگنا ہم مکوب: میں بے گناہ ہوں مت ماریئے۔ تواں برتو......الخ: لوگوں کی زیادتی سے آپ کے پاس رویا جا سکتا ہے یعنی آپ سے فریاد کی جا سکتی ہے، لیکن جب آپ ہی زیادتی کریں تو چارہ جوئی کہاں ہو۔ بداور: یعنی پیش داور۔ خروشد: فریاد کرتا ہے۔ نہ از دستِ داور......الخ: نہ کہ خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے فریاد کرتا ہے بلکہ وہاں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے۔ بلند اختر: یعنی بلند نصیبے والا۔ نام او بختیار: جس کا نام بختیار تھا۔ دستگہ: دستگاہ کا مخفف، قدرت۔ سرمایہ دار: دولت مند، مالدار۔ ہمورا: یعنی فقط او را، صرف اس کے لیے۔ بقعہ: سرزمین، خطہ، علاقہ۔ جنگ پیوست: یعنی لڑائی ٹھان لی۔ شوئے: شوہر۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ پیش: یعنی عورت کے سامنے۔ زنبور: بھڑ۔ سرخ: زنبور کی صفت (قید اتفاقی ہے) نیش: ڈنک یعنی عضو تناسل۔ بیاموز مردی: یعنی روزی کمانا سیکھو۔ ہمسایگاں: پڑوسیوں۔ کہ آخر نیم قحبہ رایگاں: یعنی سخت غصہ میں بولی کہ آخر میں مفت کی رنڈی تو نہیں ہوں کہ بے نان و نفقہ تم ہم بستری کئے جاؤ، بلکہ زوجیت کے سبب یہ حقوق تمہارے ذمہ ہیں۔ زر و سیم: یعنی مال و دولت۔ رخت: یعنی گھر کا ساز و سامان، سامانِ آسائش۔ چرا ہمچو......الخ: تو ان لوگوں جیسا نیک بخت اور خوشحال کیوں نہیں ہے۔

برآوردخروش: ایک جوشیلی آواز نکالی، آہ سرد کھینچا۔ صافی دل: پاکیزہ دل۔ صوف: اون۔ صوف پوش: کمبل پوش۔ طبل: ڈھول۔ تہیگاہ: پہلو۔

برآورد صافیِ دلِ صوف پوش	چو طبل از تہیگاہِ خالی خروش
کہ من دستِ قدرت ندارم بہیچ	بسرپنجہ دستِ قضا بر مپیچ،
نگردند در دستِ من اختیار	کہ من خویشتن را کنم بختیار

حکایت

یکے مردِ درویش در خاک کیش	نکو گفت با ہمسرِ زشتِ خویش
چو دستِ قضا زشت رویت نوشت	میندائے گلگونہ بر روئے زشت
کہ حاصل کند نیکبختی.... بزور	بسرمہ کہ بینا کند چشمِ کور
نیاید نکوکاری از بدرگاں	محالست دوزندگی از سگاں
ہمہ فیلسوفانِ یونان و روم	ندانند کرد انگبیں از زقوم
زوحشی نیاید کہ مردم شود	بسعی اندرو تربیت گم شود
تواں پاک کردن ززنگ آئنہ	ولیکن نباشد زسنگ آئنہ
بکوشش نروید گل از شاخِ بید	نہ زنگی بگرمابہ گردد سفید،
چو رد می نگردد خدنگِ قضا	سپر نیست مر بندہ را جز رضا،

حکایت کرگس و زغن

چنیں گفت پیشِ زغن کرگسے	کہ نبود زمن دوربیں تر کسے
زغن گفت ازیں در نشاید گذشت	بیا تا چہ بینی بر اطرافِ دشت
شنیدم کہ مقدارِ یک روزہ راہ	بکرد از بلندی بہ پستی نگاہ
چنیں گفت دیدم گرت باور ست	کہ یک دانہ گندم بہاموں برست،

سرپنجہ: یعنی طاقت۔ دست قضا: یعنی تقدیر الٰہی۔ نگردند: یعنی کارکنانِ قضاو قدر نے۔ بختیار: صاحب بخت و مقدر۔ کیش: ایک جزیرہ ہے۔ ہمسرِ زشت: بدصورت بیوی۔ زشت روی: بد صورت۔ گلگونہ: غازہ۔ ابٹن۔ روئے زشت: بھدا چہرہ۔ بسرمہ......الخ: اندھی آنکھ کو سرمہ لگا کر کون روشن و خوشنما کرسکتا ہے۔ بدرگاں: بداصلوں۔ دوزندگی: دوختن سے مشتق ہے، سینے کا کام۔ فیلسوف: فلسفی، جمع فلاسفہ۔ یونان وروم: دونوں ملک ہیں جہاں کے فلاسفہ مشہور ہیں۔ انگبیں: شہد۔ زقوم: تھوہڑ کا درخت۔ ایک صحرائی درخت جس سے نہایت تلخ دودھ نکلتا ہے، فارسی میں بہ تخفیف قاف مستعمل ہے، یعنی فلاسفۂ یونان وروم تھوہر سے شہد نہ بنا سکے۔ مردم: یعنی انسان۔ سعی: کوشش۔ اندرو: یعنی اندر اُو گم، ضائع۔ ززنگ آئینہ: لوہے کو زنگ سے صاف کرکے آئینہ چمکایا جاسکتا ہے، لیکن پتھر سے آئینہ نہیں بنایا جاسکتا۔ بید: ایک بے پھل پھول کا درخت۔ زنگی: حبشی جو سیاہ فام ہوتا ہے۔ بگرمابہ: حمام سے یعنی نہلانے سے وہ گورا نہیں ہوسکتا۔ رد می نگردد: یعنی رد نمی گردد، لوٹ نہیں سکتا۔ خدنگ قضا: تیرِ قضا۔ سپر: ڈھال۔ جز رضا: یعنی قضائے الٰہی پر راضی رہنے کے سوا کوئی تدبیر نہیں۔ کرگس: گدھ۔ زغن: چیل۔ زمن دوربیں تر: مجھ سے زیادہ دور دیکھنے والا کوئی نہیں کہتے ہیں کہ گدھ سیکڑوں میل تک دیکھ لیتا ہے۔ بڑا طویل العمر ہوتا ہے، اس کے پر تیر میں استعمال کرتے ہیں۔ ازیں: یعنی اس دعوے سے مت مکرنا، آؤ آزمائیں۔ بر اطراف دشت: جنگل کے اطراف میں۔ دیدم کا مفعول مصرع دوم ہے، گرت باور ست: اگر تجھے یقین آجائے۔ ہاموں: جنگل، خشکی، ہموار زمین۔ برست: اس میں "بر" زائد ہے۔

شکیب: صبر۔ بالا: اوپر۔ نشیب: پستی۔ سر در نشیب: یعنی دونوں زمین پر اترنے لگے۔ بِرِ دانہ: دانہ کے پاس۔ آمد فراز: قریب آیا۔ برو بر بہ

زغن را نمانْد از تعجب شکیب | ز بالا نہادند سر در نشیب
چو کرگس بِرِ دانہ آمد فراز | برو بر بہ پیچید قیدے دراز
ندانست از آں دانہ خوردنش | کہ دہر افگند دام در گردنش
نہ آبستنِ دُر بود ہر صدف | نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف
زغن گفت از آں دانہ دیدن چہ سود | چو بینائیے دامِ خصمت نبود
شنیدم کہ میگفت و گردن بہ بند | نباشد حَذَر با قدر سودمند
اجل چوں بخونش بر آورد دست | قضا چشمِ باریک بینش بہ بست
در آبے کہ پیدا ندارد کنار | غرورِ شناور نیاید بکار

حکایت

چہ خوش گفت شاگردِ منسوج باف | چو عنقا بر آورد پیل و زراف
مرا صورتے بر نیاید ز دست | کہ نقشش معلّم ز بالا نہ بست
گرت صورتِ حال بد یا نکوست | نگاریدۂ دستِ تقدیرِ اوست
دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست | کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست
گرت دیدہ بخشد خداوندِ امر | نہ بینی دگر صورتِ زید و عمرو
نہ پندارم ار بندہ دم در کشد | خدایش بروزی قلم در کشد
جہاں آفرینت کشایش دہاد | اگر روئے بہ بندد نشاید کشاد

حکایت

شتر کرہ با مادرِ خویش گفت | پس از رفتن آخر زمانے بخفت
بگفت ار بدستِ منستے مہار | ندیدے کسم بار کش در قطار

پیچید......الخ: اس پر ایک لمبا جال لپٹ گیا، جو پہلے ہی دانہ کے گرد ڈالا ہوا تھا۔ ندانست......الخ: اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایک دانے کو کھانے سے زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دے گا۔ نہ آبستن در بود......الخ: ایسا نہیں ہے کہ ہر سیپ موتی سے حاملہ ہوتی ہو۔ شاطر: چالاک، نشانہ باز۔ ہدف: نشانہ۔ چہ سود: کیا فائدہ؟ چو بینائی دام......الخ: جب تجھ میں صیاد کا جال دیکھنے کی قوت نہ تھی، یعنی دانہ تو دیکھ لیا جال نہ دیکھا۔ بہ بند: قید میں پھنسی۔ حَذَر: احتراز و پرہیز۔ باقدر: تقدیر کے ساتھ۔ حدیث ہے "لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ" (حصن حصین) شیخ کا یہ قول اسی سے تلمیح ہے۔ قضا چشم......الخ: مقولہ ہے کہ اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَرُ: جب قضا آ گئی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ یہ مصرع اسی مضمون کا مصداق ہے کہ قضا نے اس کی باریک بیں آنکھ کو بند کر دیا۔ شناور: تیراک۔ منسوج: بنا ہوا کپڑا۔ منسوج باف: زربفت بنانے والا۔ کمخواب بنانے والا۔ ریشمی کپڑوں پر زری سے بیل بوٹے اور جانوروں کی تصویریں بنانے والا، چکن ساز۔ چو عنقا بر آورد: جب سیمرغ کی تصویر کے بیل بوٹے نکالے۔ پیل: ہاتھی۔ زراف: زرافہ۔ شتر گاوِ پلنگ، ایک جانور جس کا سر اور گردن اونٹ کی طرح، پیر اور کھر گائے کی طرح، بدن چیتے کی طرح ہوتا ہے۔ کہ نقشش معلم......الخ: کہ جس کا نقش (خاکہ) معلم (استاد) نے اوپر سے نہ بنا دیا ہو۔ (زربفت میں تار اوپر سے ڈالتے ہیں، معلم اوپر بیٹھ کر جیسا کہتے ہیں شاگرد اسی کے مطابق کام کرتے ہیں، یا استاد کا گراف اوپر رکھ کر کام کرتے ہیں، شعر کا حاصل یہ ہے کہ صورت گر اور نقاشی کرنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے، ہم تو صرف ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ نگاریدہ: بنائی ہوئی، گڑھی ہوئی۔ تقدیرِ او: یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر۔ از شرک پوشیدہ ہست: اس میں ایک طرح کا شرک پوشیدہ ہے کہ کوئی یہ کہے مجھے زید نے ستایا اور عمرو نے زخمی کیا (کہ ارباب معنی کے نزدیک بندوں کو اپنے افعال و اعمال کا فاعل (خالق) ٹھہرانا ایک طرح کا شرک ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ. اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال پیدا کیے۔ دیدہ: یعنی دیدۂ دل۔ خداوند امر: حکم کا مالک یعنی اللہ تعالیٰ۔ نہ بینی: یعنی تب صرف موجود حقیقی تجھے نظر آئے گا۔ قلم در کشد: قلم پھیر دے گا۔ کشایش دہاد: تجھے فراخی و آسودگی بخشے (دعائیہ ہے) شتر کرہ: اونٹ کا بچہ۔ زمانے بخفت: امر ہے بمعنی بخسپ، تھوڑی دیر سو جا، آرام کر لے۔ منستے: اصل میں ہے من ہستے، [illegible] تو میں نکیل [illegible] قطار: اونٹوں کی [illegible]

قضا: حکم خدا۔ ناخدا: ملاح۔ سعدیا: اے سعدی۔ دیدہ: نظر امید۔ بنست: تجھے کافی ہے۔ براند: بھگادے۔ سر برار: سر اونچا کرلے۔ بخار: خاریدن

قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد — وگر ناخدا جامہ برخود درد
مکن سعدیا دیدہ بر دستِ کس — کہ بخشندہ پروردگار ست و بس
اگر حق پرستی ز در ہا بسنت — کہ گر وے براند نخواند کست
گر او نیکبختت کند سر برار — وگرنہ سرِ ناامیدی بخار

گفتار اندر اخلاص و برکتِ آں و ریا و آفتِ آں،

عبادت باخلاصِ نیت نکوست — وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست
چہ زنارِ مُغ بر میانت چہ دلق — کہ در پوشی از بہرِ پندار خلق
مکن گفتمت مردئ خویش فاش — چو مردی نمودی مخنث مباش
باندازہ بود باید ۔۔۔۔ نمود — خجالت نبرد آنکہ بنمود و بود
کہ چوں عاریت برکنند از سرش — بماند کہن جامۂ در برش
اگر کوتہی پائے چوبیں مبند — کہ در چشمِ طفلاں نمائی بلند
وگر نقرہ اندودہ باشد نحاس — تواں خرج کردن بر ناشناس
منہ جانِ من آبِ زر بر پشیز — کہ صرافِ دانا نگیرد بچیز
زر اندودگاں را بآتش برند — پدید آید آنگہ کہ مس یا زرند

حکایت

ندانی کہ بابائے کوہی چہ گفت — بمردے کہ ناموس را شب نخفت
برو جانِ بابا در اخلاص پیچ، — کہ نتوانی از خلق بربست ہیچ
کسانیکہ فعلت پسندیدہ اند — ہنوز از تو نقشِ بروں دیدہ اند

سے امر دوامی ہے کھجاتا رہ۔ عبادت: بندگی۔ باخلاص نیت: یعنی صرف اللہ کے لیے۔ وگرنہ......الخ: ورنہ بے مغز چھلکے سے کیا حاصل؟ چہ: برائے مساوات یعنی خواہ۔ زنار: جنیو۔ مغ: آتش پرست۔ (جمع مغاں) میان: کمر۔ چہ دلق: خواہ گدڑی۔ پندار: یعنی نمود و نمایش، دکھاوا۔ مکن......الخ: میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی جوانمردی کا اظہار مت کرو اور جب (بزرگانہ لباس سے) جوانمردی کا اظہار کر ہی دیا تو مخنث مت بنو بلکہ اس لباس کی لاج رکھو۔ باندازہ بود: حیثیت کے مطابق۔ باید نمود: دکھاوا ہونا چاہئے۔ خجالت: شرمندگی۔ عاریت: یعنی منگنی کے کپڑے۔ بر: بغل یعنی بدن۔ کوتہی: کوتاہ ہستی، اگر تو پستہ قد ہے۔ پائے چوبیں: لکڑی کا پیر۔ نقرہ اندودہ: چاندی کا ملمع۔ نحاس: تانبا۔ ناشناس: نہ پہچاننے والا۔ جانِ من: یعنی اے عزیز۔ منہ آب زر......الخ: سونے کا پانی پیسے پر مت چڑھا کہ ہوشیار صراف کسی چیز کے بدلے اسے نہ لے گا۔ زر اندودگاں: ملمع کی ہوئی چیزوں کو آگ میں تپاتے ہیں اس وقت ظاہر ہو جائے گا کہ تانبا ہے یا سونا، یوں ہی سیاہ کاروں کو جہنم میں تپا کر اچھے برے اعمال ظاہر کریں گے۔ بابائے کوہی: پہاڑی قلندروں کا سردار جو ہمیشہ کوہ نشین رہتا ہے، پہاڑی بابا۔ ناموس را: عزت و شہرت کے لیے رات کو نہ سویا اور عبادت میں لگا رہا۔ جانِ بابا: وہی مرد ریاکار مراد ہے۔ نرمی کے طور پر کہا گیا۔ در اخلاص پیچ: اخلاص میں کوشش کرو۔ بربستن از چیزے: حاصل کرنا۔ فائدہ اٹھانا، یعنی ریاکاری کرکے مخلوق سے تو کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، نہ خدا ہی کے یہاں کوئی ثواب ملے گا۔ نقشِ بروں: ظاہری شکل و صورت۔

چہ قدر آورد: کیا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے؟ ولیس: مانند۔ بندۂ حور ولیس: حور کی طرح آراستہ بندہ۔ اندام پیس: برص زدہ بدن۔ دستان: مکر و فریب۔

چہ قدر آورد بندۂ حور ولیس | کہ زیرِ قبا دارد اندام پیس
نشاید بدستاں شدن در بہشت | کہ بازت رود چادر از روئے زشت

حکایت طفلِ روزہ دار

شنیدم کہ نابالغے روزہ داشت | بصد محنت آورد روزے بچاشت
زکتابش آں روز سابق نبرد | بزرگ آمدش طاعت از طفلِ خُرد
پدر دیدہ بوسید و مادر سرش | فشاندند بادام و زر بر سرش
چو بروے گذر کرد یک نیمہ روز | فتاد اندرو ز آتشِ معدہ سوز
بدل گفت اگر لقمہ چندے خورم | چہ داند پدر غیب یا مادرم
چو روئے پسر در پدر بود و قوم | نہاں خورد و پیدا بسر بُرد صوم
کہ داند چو در بندِ حق نیستی | اگر بے وضو در نماز ایستی
پس ایں پیر ازاں طفلِ ناداں تراست | کہ از بہرِ مردم بطاعت دراست
کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز | کہ در چشمِ مردم گزاری دراز
اگر جز بحق میرود جادہ ات | در آتش فشانند سجادہ ات
نکو سیرتِ بے تکلف بروں | بہ از پارسائے خراب اندروں
بنزدیکِ من شب روِ راہ زن | بہ از فاسقِ پارسا پیرہن
یکے بر درِ خلق رنج آزمائے | چہ مزدش دہد در قیامت خدائے
ز عمرو اے پسر چشمِ اُجرت مدار | چو در خانۂ زید باشی بکار
نگویم تواند رسیدن بدوست | دریں رہ جز آنکس کہ رویش در اوست

شدن در بہشت: یعنی مکر و فریب کے ذریعہ بہشت میں جایا نہیں جا سکتا۔ کہ بازت: یہاں کی تاء روئے زشت کا مضاف الیہ ہے، یعنی مکر و فریب کی چادر تیرے بھونڈے چہرے سے وہاں ہٹ جائے گی اور اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ نابالغ: یعنی چھوٹا بچہ۔ بصد محنت.....الخ: یعنی بڑی مشکل سے ایک پہر دن کاٹا۔ چاشت: ایک پہر چوتھائی دن۔ کتاب: بمعنی مکتب۔ آں روز سابق ببرد: اس روز معمول سے پہلے ہی (معلم گھر) لے گیا کیوں کہ اتنے چھوٹے بچے کا روزہ رکھنا اسے بڑی بات محسوس ہوئی۔ سابق: یعنی بچے کو سبق دینے والا خلیفہ، معلم۔ فشاندند: ماں باپ نے اس کے سر پر بادام و زر نچھاور کیا (جیسا کہ وہاں طریقہ تھا) یک نیمہ روز: یعنی دوپہر ہوئی۔ سوز: جلن یعنی بھوک لگی۔ چہ داند.....الخ: یعنی اگر میں چند لقمے کھالوں تو ماں باپ باطنی بات (غیب) کیا جانیں؟۔ روئے پسر: لڑکے کی توجہ۔ در پدر بود و قوم: یعنی صرف باپ اور قوم کے لئے روزہ رکھا تھا۔ نہاں خورد: در پردہ کھالیا۔ پیدا: ظاہر میں۔ بسر برد: یعنی پورا کرلیا۔ صوم: روزہ۔ در بند حق: خدا کے خیال و فکر میں۔ ناداں تر: زیادہ بیوقوف۔ از بہر مردم: یعنی ریاکاری کے لیے۔ کلید: کنجی۔ درچشمِ مردم: لوگوں کی نظر میں، دکھاوے کے لیے۔ جز بحق: حق کے سوا۔ جادہ: راستہ۔ سجادہ: مصلیٰ یعنی تیرے اعمال سوخت کردیئے جائیں گے۔ بے تکلف: بے ریا۔ بروں: ظاہر۔ خرابِ اندروں: سیاہ باطن۔ شب رو: رات کو چلنے والا یعنی چور۔ پارسا پیرہن: پرہیزگاروں جیسا لباس پہننے والا۔ رنج آزمائے: مشقتیں جھیلنے والا۔ مزد: اجر و ثواب۔ عمرو اور زید: فرضی نام ہیں، مراد ایں و آں ہیں۔ چشمِ اجرت: مزدوری کی امید۔ نگویم.....الخ: میں نہیں کہتا کہ دوست تک پہنچ سکتا ہے اس راہِ حق میں اس شخص کے سوا جو اس کا محتاج ہے، یعنی صرف۔ طالبِ حق کی رسائی ممکن ہے۔

تو بر رہ نہ: تو بر رو راست نیستی: تو سیدھے راستے پر نہیں ہے۔ زیں قبل: ازیں رو۔ ازیں سبب: اسی وجہ سے: واپسی: پس افتادہ: تو پچھڑا ہوا ہے۔

رہِ راست رو تا بمنزل رسی | تو بر رہ نہ زیں قبل واپسی
چو گاوے کہ عصّار چشمش ببست | دواں تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست
کسے گر بتابد ز محراب روئے | بکفرش گواہی دہند اہلِ کوئے
تو ہم پشت بر قبلہ در نماز | گرت در خدا نیست روئے نیاز
درختیکہ بیخش بود برقرار | بپرور کہ روزے دہد میوہ بار
گرت بیخ اخلاص در بوم نیست | ازیں بر کسے چوں تو محروم نیست
ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ | جوے وقت دخلش نیاید بچنگ
منہ آبروئے ریا را محل | کہ ایں آب در زیر دارد وحل
چو در خفیہ بد باشم و خاکسار | چہ سود آبِ ناموس بر روئے کار
بروی و ریا خرقہ سہلست دوخت | گرش با خدا در توانی فروخت
چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست | نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
چہ وزن آورد جائے انبانِ باد | کہ میزانِ عدلست و دیوانِ داد
مرائی کہ چندیں ورع مینمود | بدیدند و ہیچش در انباں نبود
کنند ابرہ پاکیزہ تر ز آستر | کہ آں در حجابست و ایں در نظر
بزرگاں فراغ از نظر داشتند | ازاں پرنیاں آستر داشتند
ور آوازہ خواہی در اقلیم فاش | بروں حلّہ کن گو دروں حشو باش
ببازی نگفت ایں سخن بایزید | کہ از منکر ایمن ترم کز مرید
کسانے کہ سلطان و شاہنشہ اند | سراسر گدایانِ ایں درگہ اند
طمع در گدا مردِ معنیٰ نہ بست | نشاید گرفتن در افتادہ دست

عصّار: بہت نچوڑنے والا یعنی تیلی۔ طریقہ ہے کہ گائے یا بیل کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر کولہو (معصار) چلواتے ہیں اور وہ کولہو کے گرد چکر کاٹتا رہتا ہے۔ چو گاوے کہ ۔۔۔ الخ: یعنی ریاکار اس بیل کی طرح ہے جس کی آنکھوں پر تیلی نے پٹی باندھ رکھی ہو کہ صبح سے رات تک چلتا رہا مگر جہاں کی تہاں۔ محراب: محراب مسجد یعنی قبلہ۔ روئے: اور احکام اسلام بجا نہ لائے۔ اہل کوئے: اہل محلہ اور ہمسائے۔ در خدا نیست: یعنی اخلاص نہ ہو تو ریاکاری کی نماز ہے۔ بیخ: جڑ۔ برقرار: ثابت۔ میوہ بار: میوے کا پھل (یعنی بار میوہ) در بوم: زمین میں یعنی ذات و طبیعت میں۔ ازیں بر: اس پھل سے۔ تخم: بیج۔ دخل: آمدنی و پیداوار۔ نیاید بچنگ: یعنی حاصل نہ ہوگی۔ آبروئے ریا: ریا سے حاصل شدہ آبرو۔ محل: مرتبہ و مقام۔ محل منہ: مرتبہ نہ دے، اعتبار نہ کر۔ وحل: کیچڑ: سود: فائدہ۔ ناموس: عزت۔ آبِ ناموس: عزت کی آب، آبرو۔ بر روئے کار: ظاہر میں یعنی لوگوں کے دکھاوے کا کام۔ بروی و ریا۔۔۔۔ الخ: بناوٹ اور نمائش سے گدڑی سی لینا آسان ہے یعنی پہننا۔ گرش: اگر اس کو یعنی گدڑی کو۔

در توانی: در زائد ہے۔ در جامہ کیست: یعنی بگلا بھگت ہے۔ انبانِ باد: ہوا بھرا مشکیزہ یعنی ریا والی عبادت۔ دیوانِ داد: انصاف کا اجلاس یعنی عرصۂ قیامت۔ کہ میزانِ ۔۔۔۔ الخ: یعنی جہاں عدل و انصاف کا ترازو قائم ہے، وہاں ریا والی عبادت کس کام آئے گی۔ مرائی: ریاکار، دکھاوے والا۔ ورع: پرہیزگاری۔ می نمود: دکھاتا ہے۔ ابرہ: نقیضِ استر: دوہرے کپڑے کے اوپر کا کپڑا۔ پاکیزہ تر: عمدہ تر۔ حجاب: پردہ، باطن۔ در نظر: لوگوں کی نظر میں، ظاہر میں۔ فراغ: یعنی بے نیاز۔ از نظر داشتند: یعنی باطن خوب اور بہتر بناتے ہیں اور ظاہر سے بے نیاز رہتے ہیں۔ پرنیاں: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا۔ آوازہ: شہرہ چرچا، ناموری۔ فاش: پھیلا ہوا، کھلا ہوا۔ بروں: باہر، ظاہر۔ حلّہ کن: یعنی آراستہ کرو۔ دروں: باطن۔ حشو: بھراؤ۔ بازی: مذاق، دل لگی۔ بایزید بسطامی: (۱۳۶ھ/۲۶۱ھ) آپ مادرزاد ولی تھے، امام جعفر صادق وغیرہ سے باطنی فیض حاصل کیا۔ منکر: یعنی بزرگی کا منکر۔ کز مرید: کیونکہ مرید اپنے پیر کی جملہ حرکات و سکنات کی اطلاع رکھتا ہے تو اگر افشائے راز کر دے گا موجب شہرت ہو جائے گا۔ ایں درگہ: یعنی درگاہ خداوندی۔ طمع: لالچ۔ گدا: یعنی دنیادار جو دولت معرفت سے بے بہرہ ہو، مرد معنی، صاحب باطن، اہل معرفت۔ نشاید: یعنی دنیادار گرے ہوئے کے مانند ہیں جو دوسرے کی دستگیری کے لائق نہیں۔

ہماں بہ گر آلستن جوہری | کہ ہمچوں صدف سر بخود دربری
چو روے پرستیدنت درخداست | اگر جبرئیلت نہ بیند رواست
ترا پندِ سعدی بسست اے پسر | اگر گوش گیری چو پندِ پدر
گر امروز گفتارِ مانشنوی، | مبادا کہ فردا پشیماں شوی،

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست وطاعت نکرد | کہ بربختِ روزی قناعت نکرد
قناعت توانگر کند مرد را | خبر کن حریصِ جہانگرد را
سکونے بدست آور اے بے ثبات | کہ بر سنگِ گرداں نہ روید نبات
مپرور تن ار مردِ رای وہشی | کہ اُو را چو می پروری میکشی،
خردمند مردم ہنر پرورند | کہ تن پروراں از ہنر لاغرند
کسے سیرتِ آدمی گوش کرد | کہ اوّل سگِ نفس خاموش کرد
خورد وخوابِ تنہا طریقِ ددست | بریں بودن آئین نابخرداست
خنک نیکبختے کہ در گوشۂ | بدست آرد از معرفت توشۂ
برآناں کہ شد سرِّ حق آشکار | نکردند باطل برو اختیار
ولیکن چو ظلمت نداند زنور | چہ دیدارِ دیوش چہ رخسارِ حور
تو خود را ازاں درچہ انداختی | کہ چہ را ز رَہ باز نشناختی،
بر اوجِ فلک چوں پرد جرّہ باز | کہ در شہپرش بستہ سنگِ آز
گرش دامن از چنگِ شہوت رہا | کنی رفت تا سدرۃ المنتہیٰ

گر آلستنِ جوہری: اگر تو حامل جوہر ہے اور فضل وکمال رکھتا ہے۔ صدف: سیپ۔ سر بخود دربری: سر اندر کرلو اور قناعت گزیں ہو جاؤ اور کسی پر اپنا فضل وہنر نہ جتاؤ۔ جبرئیل: سید الملائکہ ہیں۔ گوش گرفتن: قبول کرنا۔ فردا: کل قیامت میں۔ قناعت: تھوڑے پر راضی رہنا۔ بخت: نصیبہ، مقدر۔ حریص جہاں گرد: دنیا کا چکر لگانے والا حریص۔ سکونی: قرار وآرام۔ سنگ گرداں: لڑھکتا گھومتا پتھر۔ نبات: گھاس۔ ہش: ہوش کا مخفف۔ اُو را: اس کو یعنی تن کو۔ میکشی: یعنی تن پروری گویا خودکشی اور باعث ہلاکت ہے۔ از ہنر لاغرند: ہنر میں کمزور اور بے بہرہ ہیں۔ گوش کردن: حفاظت وصیانت کرنا۔ کہ اوّل: کسے کی صفت کاشفہ۔ سگ نفس: نفس کا کتا یعنی نفسِ امّارہ، یعنی نفسِ امارہ کو ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ مارڈالے۔ خورد خواب تنہا: صرف کھانا اور سونا۔ دد: درندہ چوپایہ۔ آئین: دستور، طریقہ۔ نابخرد: نادان۔ خنک: خوش آسودہ۔ بدست آرد...... الخ: خدا کی شناخت کا کچھ توشہ حاصل کرے۔ برآناں کہ...... الخ: جن لوگوں پر رازِ حق آشکارا ہوگیا انہوں نے ہوا وہوس کو اس پر اختیار نہیں کیا۔ ظلمت: یعنی باطن کی تاریکی جو جہل ہے۔ نداند: یعنی امتیاز نہ کرے۔ زنور: نورِ باطن سے کہ علم ہے۔ چہ دیدارِ دیوش...... الخ: اس کے لیے خواہ دیو کا دیدار ہو خواہ حور کے رخسار کا دونوں یکساں ہے، حور جمع ہے اس کا واحد حورا۔ درچہ: کنویں میں، چاہ کا مخفف ہے۔ رَہ: راستہ، راہ کا مخفف۔ باز نشناختی: تم ممتاز نہ کرسکے۔ اوجِ فلک: آسمان کی بلندی۔ جرّہ باز: نر باز مراد طائر روحِ انسانی ہے جو اوجِ معانی تک پرواز کرسکتا تھا۔ شہپر: شاہ پر، پرند کے بازو کے سب سے بڑا پر، یہاں مطلق پر مراد ہے۔ سنگِ آز: حرص کا پتھر۔ گرش...... الخ: اگر تو اس طائر روح کے دامن کو شہوت کی چنگل سے رہا کردے تو سدرۃ المنتہیٰ تک جاسکتا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ: بیری کا درخت جو حضرت جبرئیل اور ملائکہ مدبرہ کی سیر کا مقامِ انتہا ہے، اس کے آگے ملائکہ مہیمہ کا مقام ہے جو ایزدِ متعال کے حضور میں ہوتے ہیں۔

بکم کردن از عادتِ خویش خورد | تواں خویشتن را ملک خوئے کرد
کجا سیرِ وحشی رسد در مَلَک | نشاید پرید از ثریٰ تا فلک
نخست آدمی سیرتے پیشہ کن | پس آنگہ مَلَک خوئی اندیشہ کن
تو بر کرّہٴ توسنے برکمر | نگر تا نہ پیچد ز حکمِ تو سر
کہ گر پالہنگ از کفت در گسیخت | تنِ خویشتن کشت و خونِ تو ریخت
باندازہ خور زاد اگر مردمی ، | چنیں پر شکم آدمی یا خمی
دروں جائے ذکر است و قوت و نفس | تو پنداری از بہرِ نانست و بس
کجا ذکر گنجد کز انبارِ آز | بسختی نفس میکند پا دراز
ندارند تن پروراں آگہی ، | کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی
دو چشم و شکم پُر نگردد بہیچ | تہی بہتر ایں رودہٴ پیچ پیچ
چو دوزخ کہ سیرش کنند از وقید | دگر بانگ دارد کہ ہل من مزید
ہمی میرد ت عیسیٰ از لاغری | تو در بندِ آنی کہ خر پروری
بدیں اے فرومایہ دنیا مخر | جوِ خر بانجیلِ عیسیٰ مخر
مگر می ندانی کہ دَدْ را و دام | نینداخت جز حرصِ خوردن بدام
پلنگے کہ گردن کشد بر وحوش | بدام افتد از بہرِ خوردن چو موش
چو موش آنکہ نان و پنیرش خوری | بدامش درافتی و تیرش خوری

حکایت

مرا حاجیے شانہٴ عاج داد | کہ رحمت بر اخلاقِ حجّاج باد
شنیدم کہ بارے سگم خواندہ بود | کہ از من بنوعے دلش ماندہ بود

تواں کرد: کر سکتے ہو، بنا سکتے ہو۔ خویشتن را ملک خوی......الخ: اپنے کو فرشتہ صفت، یعنی کم خوری سے ملکوتی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ وحشی: وحشی انسان جو جانوروں کی طرح صرف کھائے پیئے۔ در ملک: عالم ملکوت مراد ہے۔ از ثریٰ تا فلک: زمین سے آسمان تک نہیں اڑسکتا چہ جائے کہ سدرہ تک جائے۔ آدمی سیرتی: آدمی جیسی سیرت، آدمیت۔ پیشہ کن: اختیار کرو، یعنی پہلے آدمی بنو۔ ملک خوئی: فرشتہ خصلت ہونا۔ اندیشہ کن: فکر کرو، پھر سوچنا۔ کرہ: (بضم وتشدید) بچۂ اسپ، بچھیرا، اس سے مراد نفس امارہ ہے۔ توسن: سرکش۔ برکمر: یہ برکرہ سے بدل البعض ہے، یعنی نفس امارہ کی مثال سرکش بچھیرے کی مانند ہے جس کی پشت پر تو سوار ہے، دیکھ (ہوشیار) کہیں تجھے پٹک نہ دے۔ پالہنگ: باگ ڈور۔ کف: ہتھیلی، ہاتھ۔ کہ گر پالہنگ......الخ: کہ اگر اس سرکش بچھیرے نے تیرے ہاتھ سے باگ ڈور چھڑالی تو بے اعتدالی کے سبب خود بھی مرے گا اور تجھے بھی مارڈالے گا۔ زاد: توشہ۔ خم: مٹکا۔ دروں: باطن۔ قوت: خوراک۔ نفس: سانس، یعنی باطن تین چیزوں کی جگہ ہے، ذکر الٰہی، کھانا اور سانس۔ انبار آز: لالچ کی کثرت، ڈھیر۔ پا دراز میکند: پیر پھیلاتا ہے، یعنی نہایت مشکل سے سانس آجاسکتا ہے۔ آگہی: اطلاع۔ پرمعدہ: بھرے معدے والا۔ زحکمت تہی: یعنی باطن کھانے سے خالی رکھو تا کہ اس میں نور معرفت کی گنجائش رہے۔ چشم پر گشتن: یعنی حرص پوری ہوجانا۔ رودہ پیچ پیچ: پیچ در پیچ انتڑی۔ سیر: آسودگی۔ وقید: ایندھن یعنی بدکار انسان۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ: کیا کچھ اور زیادہ ہے؟ کہ میں کھاؤں اور نگل جاؤں، اس آیت سے اقتباس ہے کہ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○: جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی؟ وہ عرض کرے گی کیا کچھ اور زیادہ ہے؟ (سورہ ق–۳۰)۔ عیسیٰ: یعنی روح۔ خر پروری: تم تن پروری کرو، یہاں خر کا ذکر عیسیٰ کی مناسبت سے ہے، یعنی نفس کے گدھے کی پرورش کی فکر میں مت رہو۔ بدین: دین کے عوض۔ جو خر......الخ: گدھے کے لیے دانہ عیسیٰ کی انجیل کے بدلے نہ خرید۔ جو خر سے مراد جسمانی خوراک اور انجیل عیسیٰ سے مراد روحانی غذا ہے۔ دد: درندہ۔ دام: غیر درندہ وحشی چوپائے جیسے ہرن، گورخر وغیرہ۔ بہ دام: جال میں۔ گردن کشد: یعنی بڑائی دکھاتا ہے۔ وحوش: وحشی جانوروں۔ چو موش: چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے۔ پنیر: کہتے ہیں کہ غصہ بھرے چیتے کو پنیر کھلا کر رام کرتے ہیں۔ شانہ: کنگھا۔ عاج: ہاتھی دانت۔ حجاج: حاج کی جمع، حاجیوں۔ سگم خواندہ بود: ایک بار مجھے کتا کہا تھا۔ دلش ماندہ بود: اس کا دل میلا ہوگیا۔

بینداختم شانۂ کیں استخواں
نمی بایدم دیگرم سگ مخواں

مپندار چوں سرکۂ خود خورم
کہ جور خداوندِ حلوا برم،

قناعت کن اے نفس بر اندکے
کہ سلطان و درویش بینی یکے،

چرا پیش خسرو بخواہش روی
چو یکسو نہادی طمع خسروی

وگر خود پرستی شکم طبلہ کن
درِ خانۂ این و آں قبلہ کن

حکایت

یکے با طمع پیشِ خوارزم شاہ
شنیدم کہ شد بامدادِ پگاہ

چو دیدش بخدمت دوتا گشت و راست
دگر روئے بر خاک مالید و خاست

پسر گفتش اے بابکِ نامجوئے
یکے مشکلت می بپرسم بگوئے

نگفتی کہ قبلہ است خاکِ حجاز
چرا کردی امروز ازیں سو نماز

مبر طاعتِ نفسِ شہوت پرست
کہ ہر ساعتش قبلۂ دیگرست

مبر اے برادر بفرمانش دست
کہ ہر کس کہ فرماں نبردش برست

قناعت سرافرازد اے مردِ ہوش
سرِ پُر طمع بر نیاید ز دوش

طمع آبروئے توقر بریخت
برائے دو جو دامنِ دُر بریخت

چو سیراب خواہی شدن ز آب جوئے
چرا ریزی از بہرِ برف آبروئے

مگر ز تنعم شکیبا شوی
وگرنہ ضرورت بدرہا شوی

برو خواجہ کوتاہ کن دستِ آز
چہ می بایدت ز آستینِ دراز

کسے را کہ درجِ طمع درنوشت
نباید بکس عبد و خادم نبشت

توقع براند ز ہر مجلست
بران از خودش تا نراند کست

بینداختم: میں نے پھینک دیا۔ استخواں: ہڈی۔ نمی بایدم: مجھے نہیں چاہیے کسی اور کتے کو دے دو مگر دوبارہ مجھے کتا نہ کہنا۔ سرکہ: نہایت ترش مشروب جو سالن کے کام آتا ہے۔ سرکۂ خود خورم: یعنی جب اپنی محنت کی معمولی کمائی کھانے پر قناعت کروں۔ جور: ظلم، زیادتی۔ خداوند حلوہ: یعنی ذلت کی اعلیٰ غذا کی جانب توجہ نہ کروں گا۔ براندکے: تھوڑے پر۔ سلطان ودرویش: شاہ وگدا۔ بنی یکے: تجھے یکساں نظر آئیں گے۔ خسرو: بادشاہ۔ خواہش: طلب، حاجت۔ یکسو نہادن: دور کرنا، ترک کرنا۔ خسروی: یعنی جب تونے لالچ ترک کردی تو تو وقت کا بادشاہ ہے۔ شکم طبلہ کن: پیٹ کو طبلہ کی طرح کشادہ بنالے اور ان کے ان کے گھر جاکر ذلت کی روٹی حاصل کر۔ خوارزم: ترکستان کا ایک شہر۔ خوارزم شاہ: یعنی شاہ خوارزم (بترکیب مقلوبی) شہر خوارزم کا بادشاہ۔ شد بامداد پگاہ: صبح تڑکے چلا گیا۔ دوتا گشت وراست: خدمت میں جھکا پھر سیدھا ہوا، یعنی فرشی سلام کرکے کورنش بجالایا۔ روئے برخاک: یعنی سجدہ ریز ہوکر سوال کرڈالا (یہاں نسخے کچھ اور بھی ہیں)۔ بابک: تصغیر برائے تعظیم ہے۔ بابا: ابا۔ نامجوی: نامور۔ نگفتی: برائے استفہام انکاری، کیا تونے نہ کہا تھا۔ خاک حجاز: یعنی سرزمین مکہ۔ ازیں سو نماز: یعنی بادشاہ کی جانب جو خلاف قبلہ ہے، چونکہ باپ نے رکوع، سجدہ اور قیام جیسی کیفیت پیدا کردی، اس لیے بیٹے نے اسے نماز سے تعبیر کیا۔ طاعت: فرماں برداری۔ نفس: یعنی نفس امارہ۔ شہوت پرست: خواہشات کا پیروکار۔ قبلہ دیگر: یعنی ہردم ایک نئی خواہش کا طلب گار رہتا ہے۔ دست بفرمان بردن: فرماں بردار ہونا۔ برست: یعنی جس نے نفس کی فرماں برداری نہ کی اس نے چھٹکارا پایا۔ سر پر طمع: لالچ بھرا سر۔ بر نیاید: بلند نہیں ہوتا۔ آبروئے توقر: عزت ووقار کی آبرو۔ بریخت: بہادی، زائل کردی۔ دوجو: دو جو چاندی کے لیے۔ دامن دُر: موتیوں کا دامن یعنی عزت ووقار کے موتی۔ جوئے: دریا، نہر۔ تنعم: عیش پرستی۔ شکیبا: صبر کرنے والا۔ ضرورت: بالضرور۔ بدرہا: یعنی گداگری کے لیے۔ آز: حرص۔ درج طمع: یعنی جو حرصوں کی فہرست لپیٹ دے اور قناعت گزیں ہوجائے اسے اپنے دستخط میں خادم اور بندہ (احقر العباد، خادم درگاہ، احقر الخدام) لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ توقع: امید وحرص۔

تب آمد: بخار آگیا۔ صاحب دلاں: اللہ والے۔ شکر بخواہ: فلاں سے گلقند مانگ کر استعمال کرو۔ تلخی مردن: موت کی تلخی۔ بہ از جور... الخ: ترش رو (بد مزاج) کا ظلم سہنے سے بہتر ہے۔

حکایت

یکے را تب آمد ز صاحب دلاں
کسے گفت شکر بخواہ از فلاں

بگفت اے پسر تلخی مردنم
بہ از جورِ روئے ترش بردنم

شکر عاقل از دستِ آنکس نخورد
کہ رُو از تکبّر بر و سرکہ کرد

مرو در پئے ہر چہ دل خواہدت
کہ تمکینِ تن نورِ جاں کاہدت

کند مرد را نفسِ امّارہ خوار
اگر ہوشمندی عزیزش مدار

وگر ہر چہ باشد مرادش خوری
ز دوراں بسے نامرادی بری

تنورِ شکم دمبدم تافتن
مصیبت بود روزِ نایافتن

بہ تنگی بریزاندت روئے رنگ
چو وقتِ فراخی کنی معدہ تنگ

کَشد مردِ پُرخوارہ بارِ شکم
وگر در نیابد کَشد بارِ غم

شکم بندہ بسیار بینی خجل
شکم پیشِ من تنگ بہتر کہ دل

حکایت در مذلّتِ بسیار خوردن

چہ آوردم از بصرہ دانی عجب
حدیثے کہ شیریں تراست از رُطب

تنے چند در خرقۂ راستاں
گذشتیم بر طرفِ خرماستاں

یکے در میاں معدہ انبار بود
ز پرخوارئے خویش پُرخوار بود

میاں بست مسکین و شد بر درخت
وزانجا بگردن در افتاد سخت

نہ ہر بار خرما تواں خورد و بُرد
لتِ انبانِ بدعاقبت خورد و مُرد

رئیسِ دہ آمد کہ ایں را کہ کشت
بگفتم مزن بانگ بر ما درشت

رو از تکبر سرکہ کرد: تکبر کے سبب ترش روئی کیا، تیوری چڑھایا۔ پئے: پیچھے۔ تمکین: تمکنت، کروفر، شان وشوکت۔ نورجاں: روح کا نور۔ کاہدت: یعنی تیرا روحانی نور گھٹ جائے گا۔ کند خوار: رسوا کرتا ہے۔ نفس امارہ: نفس جو برائیوں پر برانگیختہ کرتا ہے۔ عزیز: مرغوب، غالب۔ ہر چہ باشد مرادش: نفس امارہ کی جو بھی خواہش ومراد ہو۔ زدوراں: یعنی دنیا سے۔ بسے: بہت۔ تنور شکم...... الخ: پیٹ کے تنور کو ہر وقت گرم رکھنا یعنی ہردم کھانے پینے کی عادت بنالینا، کچھ نہ ملنے کے دن مصیبت بن جاتا ہے۔ بہ تنگی: یعنی تنگ دستی کے وقت۔ روئے رنگ: (بترکیب مقلوبی) چہرے کا رنگ یعنی آبرو۔ فراخی: خوش حالی، آسودگی۔ معدہ تنگ کردن: بہت کھانا، پیٹ بھر لینا۔ مرد پرخوارہ: نہایت پیٹو شخص۔ کشد: مارڈالتا ہے، ممکن ہے کشیدن سے ہو۔ کشد بارِ شکم: پیٹ کی گرانی کی تکلیف جھیلتا ہے۔ بارِ غم: غم کا بوجھ کھینچتا ہے۔ شکم بندہ: پیٹو۔ خجل: شرمندہ۔ شکم پیش من: میرے نزدیک دل کی تنگی سے بہتر بھوکے پیٹ رہ جانا ہے، کہ اس میں ذلت تو نہ ہوگی۔ مذلت: برائی، ذلیل ہونا۔ بصرہ: عراق کا مشہور شہر، یہاں کھجوریں بہت ہوتی ہیں۔ عجب: نادر، تعجب انگیز۔ حدیث: یعنی نصیحت آمیز بات۔ رُطب: تروتازہ کھجور۔ درخرقۂ راستاں: سچوں کی گدڑی میں یعنی صوفیوں کے لباس میں۔ خرماستاں: کھجوروں کا باغ، نخلستاں۔ معدہ انبار: بسیار خور، پیٹو۔ پرخواری: بسیار خوری۔ پرخوار: نہایت ذلیل، سخت رسوا۔ میاں بست: کمر باندھ لی۔ مسکین: یعنی وہی حریص پیٹو۔ شد بر درخت: درخت پر چڑھ گیا۔ وزانجا...... الخ: وہاں سے گردن کے بل تیز گر پڑا۔ نہ ہر بار...... الخ: مقولۂ شیخ جملہ معترضہ ہے۔ لت انبان: حریص بسیار خور۔ بدعاقبت: بدانجام۔ رئیس دہ: گاؤں کا مکھیا، سردار، پردھان۔ کہ کشت: کس نے مارڈالا؟ بانگ زدن: آواز لگانا۔ بانگ درشت زدن: چیخ کر بات کرنا، غصہ ہونا۔ بگفتم...... الخ: میں نے اس سے کہا ارے جناب! ہم پر نہ چیخو اور غصہ مت دکھاؤ۔

شکم: یعنی پیٹ کی حرص نے۔ دامن اندر کشیدش: اس کے دامن کو شاخ سے نیچے کھینچا اور مار ڈالا۔ تنگ دل: رنجیدہ، ملول خاطر۔ رودگانی فراخ: یعنی کشادہ آنتوں والا، بڑا پیٹو۔ شکم بند دست ست ...... الخ: پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پیر کی بیڑی ہے، پیٹو خدا کی پرستش کم ہی کرتا ہے، بعینہٖ یہی شعر گلستاں باب ہشتم میں بھی ہے۔ ملخ: ٹڈی۔ مور کوچک شکم: چھوٹے پیٹ والی چیونٹی۔ لاجرم: ناچار۔ برو: جا اے مخاطب۔ اندرونے پاک: پاک باطن۔ بدست آر: حاصل کر۔ شکم پر نخواہد شد: پیٹ تو خاک قبر ہی سے پر ہو سکتا ہے، یعنی موت سے۔ شکم صوفی را...... الخ: یعنی گرسنگیِ شکم، پیٹ کی بھوک نے ایک صوفی کو۔ زبوں کرد: بدحال کر دیا، مجبور کر دیا۔ فرج: یعنی شہوت فرج، یعنی شرمگاہ کی شہوت نے مجبور کر دیا اور اس نے شادی کی۔ ہر دواں خرچ کرد: دونوں دینار (اس میں) خرچ کر ڈالے۔ در نہفت: پوشیدگی میں۔ از پشت راندم نشاط: پشت سے میں نے مستی نکالی، یعنی جماع کیا (مرد کی منی پشت سے آتی ہے)۔ کشیدم سماط: میں نے دستر خوان بچھایا۔ فرومایگی کردم...... الخ: لیکن میں نے کمینگی اور بے وقوفی کیا، کیوں کہ یہ پیٹ تو پر نہ ہوا اور وہ پشت شہوت سے خالی نہ ہوئی، دینار برباد گئے۔ غذا گر: مقولۂ شیخ ہے۔ لطیف: عمدہ۔ سرسری: رسمی، معمولی۔ خوش خوری: تو اچھی طرح

شکم دامن اندر کشیدش ز شاخ | بود تنگ دل رودگانی فراخ

شکم بندِ دست است و زنجیرِ پائے | شکم بندہ نادر پرستد خدائے

سراسر شکم شد ملخ لاجرم | بپایش کشد مورِ کوچک شکم

برو اندرونے بدست آر پاک | شکم پر نخواہد شد الا بخاک

حکایت

شکم صوفیے را زبوں کرد و فرج | دو دینار بر ہر دواں کرد خرج

یکے گفتش از دوستاں در نہفت | چہ کردی بدیں ہر دو دینار گفت

بدینارے از پشت راندم نشاط | بدیگر شکم را کشیدم سماط

فرومایگی کردم و ..... ابلہی | کہ ایں ہمچناں پر نشد واں تہی

غذا گر لطیف است و گر سرسری | چو دیرت بدست او فتد خوش خوری

سر آنگہ ببالیں نہد ہوشمند | کہ خوابش بقہر آورد در کمند

مجالِ سخن تا نیابی مگوئے | چو میداں نہ بینی نگہدار گوئے

مگوی و منہ تا توانی قدم، | از اندازہ بیروں وز اندازہ کم

حکایت

یکے نیشکر داشت در طبقری | چپ و راست گردید بر مشتری

بصاحبدلے گفت در کنج دہ | کہ بستاں و چوں دست یابی بدہ

بگفت آں خردمندِ نیکو سرشت | جوابے کہ بر دل بباید نوشت

ترا صبر بر من نباشد مگر | ولیکن مرا باشد از نیشکر

حلاوت ندارد شکر در نیش | چو باشد تقاضائے تلخ از پیش

کھائے گا۔ بالین: تکیہ۔ خواب: نیند۔ قہر: غلبہ، زور، زبردستی۔ کمند: پھندا۔ کہ خوابش: جب کہ نیند زبردستی اسے اپنی گرفت میں لے لے۔ مجال سخن: بات کی گنجائش۔ نگہدار گوئے: گیند محفوظ رکھو۔ مگو و منہ: یعنی آدمی کو گفتار و کردار میں سچا اور تمام امور میں میانہ رو اور معتدل مزاج ہونا چاہیے۔ نیشکر: گنا۔ طبقری: ایک گاؤں کا نام۔ مشتری: خریدار۔ صاحب دل: عارف۔ در کنج دہ: گاؤں کے گوشہ میں (صاحب دل کا ظرف ہے) یعنی وہ صاحب دل وہاں اقامت پذیر تھا۔ کہ بستاں...... الخ: کہ یہ گنا ادھار لے لو، جب تیرے پاس دام ہو جائیں دے دینا۔ سرشت: فطرت، خلقت۔ جوابے: سنہرا جواب، لوح دل پر لکھنے کے قابل۔ صبر بر من: مجھ سے قرض وصول کرنے میں صبر۔ از نیشکر: گنا نہ خرید کر صبر کر لوں گا۔ حلاوت: شیرینی۔ در نے: گنے میں۔ تقاضائے تلخ: یعنی قرض کا تلخ تقاضا جس کے پیچھے ہو۔

حکایت

امیرِ ختن جامۂ از حریر ۔۔۔ بہ پیرے فرستاد روشن ضمیر
بپوشید و بوسید دست و زمیں ۔۔۔ کہ بر شاہِ عالم ہزار آفریں
چہ خوبست تشریفِ شاہِ ختن ۔۔۔ وزو خوب تر خرقۂ خویشتن
گر آزادۂ بر زمیں خسپ و بس ۔۔۔ مکن بہرِ قالی زمیں بوسِ کس

حکایت

یکے نان خورش جز پیازے نداشت ۔۔۔ چو دیگر کساں برگ و سازے نداشت
پراگندۂ گفتش اے خاکسار ۔۔۔ برو طبخے از خوانِ یغما بیار
بخواہ و مدار از کس اے خواجہ باک ۔۔۔ کہ مقطوعِ روزی شود شرمناک
قبا بست و چابک نوردید دست ۔۔۔ قبایش دریدند و دستش شکست
شنیدم کہ میگفت و خوش میگریست ۔۔۔ کہ اے نفس خود کردہ را چارہ چیست
بلا جوئے باشد گرفتارِ آز ۔۔۔ من و خانۂ من بعد و نان و پیاز
جوینے کہ از سعیِ بازو خورم ۔۔۔ بہ از میدہ بر خوانِ اہلِ کرم
چہ دلتنگ خفت آں فرومایہ دوش ۔۔۔ کہ بر سفرۂ دیگراں داشت گوش

حکایت

یکے گربہ در خانۂ زال بود ۔۔۔ کہ برگشتہ ایام و بدحال بود
رواں شد بمہماں سرائے امیر ۔۔۔ غلامانِ حاکم زدندش بہ تیر
چکاں خونش از استخواں میدوید ۔۔۔ ہمیگفت و از ہول جاں میدوید
اگر جستم از دستِ ایں تیرزن ۔۔۔ من و موش و ویرانۂ پیرزن

امیر: سردار، حاکم۔ ختن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کا مشک مشہور ہے۔ حریر: ریشم۔ پیر: شیخ، بوڑھا۔ روشن ضمیر: صاحب کشف، روشن دل، باطن ہیں۔ بپوشید: یعنی خلعت شاہی۔ بوسید دست وزمیں: یعنی آداب بجالایا۔ ہزار آفریں: کلمۂ تحسین و تشکر۔ تشریف: خلعت۔ چہ خوب ... الخ: یعنی بادشاہ ختن کی یہ خلعت واقعی کتنی عمدہ ہے، لیکن اس سے بہتر اپنا پھٹا پرانا کپڑا ہے کہ وہ کسی کے احسان کے بغیر حاصل ہوا۔ مکن بہر قالی......الخ: قالین کے واسطے کسی کی زمین بوسی مت کرو۔ نان خورش: سالن۔ جز پیاز: یعنی پیاز اور نمک سالن کی جگہ استعمال کرتے۔ برگ وساز: سالن کا سازوسامان۔ پراگندۂ: ایک اوباش۔ طبخ: سالن۔ خوان یغما: یعنی شاہی لنگر، خیرات خانہ۔ باک: خوف۔ مقطوع روزی: روزی کٹا، محروم رزق (یہ خبر ہے)۔ شرمناک: بڑا شرمیلا (یہ مبتدا ہے)۔ قبا بست: یعنی جسم پر درست کیا۔ چابک: جلد، فوراً۔ نوردید دست: آستین چڑھائی، یعنی مستعد ہوگیا، پھر شاہی لنگر خانہ گیا۔ قبایش: یعنی وہاں چھین جھپٹ اور دھینگا مشتی میں لوگوں نے اس کی قبا بھی پھاڑ دی اور گرنے پڑنے میں ہاتھ بھی ٹوٹ گیا۔ خوش میگریست: خوب رو رہا تھا۔ اے نفس: یعنی اے حریص نفس! اپنے کیے کا کیا علاج؟ بلا جوئے: بدنصیب۔ آز: حرص۔ من بعد: اس کے بعد۔ جویں: یعنی نان جویں، جو کی روٹی۔ سعی بازو: یعنی بازو کی کمائی۔ بہ از میدہ......الخ: وہ اہل کرم اور مال داروں کے دسترخوان کے شیر مال سے بہتر ہے۔ چہ دل تنگ خفت: کس قدر دل تنگ (رنجیدہ) سویا۔ فرومایہ: کمینہ۔ سفرہ: دسترخوان۔ داشت گوش: یعنی نگاہیں لگائے ہوئے آسرا لگائے رہتا ہوں۔ زال: بوڑھی عورت۔ کہ برگشتۂ ایام: جو آشفتہ زمان اور بدحال تھی۔ (یہ مصرع زال اور گربہ دونوں کی صفت ہو سکتی ہے)۔ رواں شد: یعنی وہ بلی چلی گئی۔ چکاں: میدوید سے حال مقدم ہے، یعنی وہ دوڑ بھاگ رہی تھی اس حال میں کہ خون اس کی ہڈیوں سے ٹپک رہا تھا۔ از ہول جاں: جان جانے کے ڈر سے۔ اگر جستم: یعنی اگر میں اس تیرزن کے ہاتھ سے کود کر بچ نکلی تو آئندہ میں ہوں گی اور چوہے اور اس بوڑھی عورت کا ویران گھر جن پر میں قناعت کرلیا کروں گی۔

نیرزد عسل جانِ من زخمِ نیش ۔۔۔ قناعت نکوتر بدوشابِ خویش

خداوند ازاں بندہ خرسند نیست ۔۔۔ کہ راضی بقسمِ خداوند نیست

حکایت مردِ کوتاہ نظر و زنِ عالی ہمّت

یکے طفل دنداں برآوردہ بود ۔۔۔ پدر سر بفکرت فرو بردہ بود

کہ من نان و برگ از کجا آرمش ۔۔۔ مروّت نباشد کہ بگذارمش،

چو بیچارہ گفت ایں سخن پیشِ جفت ۔۔۔ نگر تازن اورا چہ مردانہ گفت

مخور ہولِ ابلیس تا جاں دہد ۔۔۔ ہماں کس کہ دنداں دہد ناں دہد

تواناست آخر خداوندِ روزِ ۔۔۔ کہ روزی رساند تو چندیں مشور

نگارندۂ کودک اندر شکم ۔۔۔ نویسندۂ عمر و روزیست ہم

خداوندگارے کہ عبدے خرید ۔۔۔ بدارد فکیف آنکہ عبد آفرید

ترا نیست آں تکیہ بر کردگار ۔۔۔ کہ مملوک را بر خداوندگار

شنیدی کہ در روزگارِ قدیم ۔۔۔ شدے سنگ در دستِ ابدال سیم

نہ پنداری ایں قول معقول نیست ۔۔۔ چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست

چو طفل اندروں دارد از حرص پاک ۔۔۔ چہ مشتے زرش پیش او چہ مشت خاک

خبر دہ بدرویشِ سلطاں پرست ۔۔۔ کہ سلطاں ز درویش مسکیں ترست

گدا را کند یکدرم سیم سیر ۔۔۔ فریدوں بملکِ عجم نیم سیر

نگہبانیِ مُلک و دولت بلاست ۔۔۔ گدا پادشاہ است و نامش گداست

گدائے کہ بر خاطرش بند نیست ۔۔۔ بہ از پادشاہے کہ خرسند نیست

نیرزد: مناسب نہیں، لائق نہیں۔ عسل: شہد۔ جانِ من: اے میری جان۔ زخمِ نیش: یعنی شہد کے لیے ڈنک کا زخم کھانا۔ دوشاب: انگور کا شیرہ جس پر ایک دوروز گزر چکے ہوں۔ خورسند: راضی، خوش۔ قسم: قسمت، تقدیر۔ طفل: یعنی شیر خوار بچہ۔ دنداں برآوردہ بود: دانت نکال چکا تھا۔ بفکرت: یعنی بچے کی خوارک کی فکر میں ڈوبا ہوا تھا، کیوں کہ وہ دودھ چھڑانے کی عمر کو پہنچ چکا اور باپ تنگ دست تھا۔ کہ من: یعنی باپ اس فکر میں تھا کہ میں اس کے لیے خوارک اور دیگر ساز و سامان کہاں سے لاؤں۔ پیش جفت: بیوی کے سامنے۔ تا چہ مردانہ گفت: کس قدر مردانہ جواب دیا۔ مخور ......الخ: ابلیس کے خوف سے اتنا فریب نہ کھا کہ وہ بچہ مرجائے گا، جس نے دانت دئے وہی روزی بھی دے گا، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ۔ تواناست: یعنی صاحب قدرت ہے۔ تو چندیں مشور: تو اتنا پریشان مت ہو، تشویش مت کر۔ نگارندۂ کودک: بچے کی تصویر بنانے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ۔ اندر شکم: یعنی ماں کے پیٹ میں۔ نویسندۂ عمر و روزی ......الخ: وہی ذات عمر اور روزی بھی لکھنے والی ہے یعنی بچے کی صورت بننے کے ساتھ عمر اور روزی لکھ دی جاتی ہے۔ خداوندگار: آقا۔ کہ عبدے ......الخ: جو غلام خریدتا ہے خبر گیری رکھتا ہے۔ فکیف آنکہ: تو کیا حال ہوگا اس کا جس نے بندے کو پیدا کیا یعنی حق تعالیٰ ضرور پرورش کرے گا۔ تکیہ: توکل، بھروسہ۔ کردگار: یعنی اللہ تعالیٰ۔ کہ مملوک: یعنی جتنا غلام کو اپنی حاجتوں اور ضرورتوں میں آقا پر اعتماد ہوتا ہے۔ روزگار قدیم: پرانے زمانے میں۔ در دست ابدال سیم: پتھر ابدال کے ہاتھ میں چاندی بن جاتا۔ ابدال: صاحبان تصرف و اختیار اولیاء اللہ کی ایک جماعت جن کے ہاتھوں نظام عام سپرد ہے، ان میں جب کوئی انتقال کر جاتا ہے دوسرا قائم مقام بنادیا جاتا ہے، ان کی تعداد ہمیشہ ۷۲ ہوتی ہے، جن میں چالیس ملک شام میں رہتے ہیں۔ معقول نیست: موافق عقل نہیں ہے۔ چو قانع ......الخ: یہ بات شیخ نے بطور متکلمین کہی ہے، ورنہ صوفیہ کے طور پر حقیقت میں تبدیل ہو جانا محال نہیں ہے۔ اندروں: باطن۔ چہ مشتے ...... الخ: خواہ سونے کی مٹھی ہو خواہ مٹی کی دونوں یکساں ہے۔ مسکین تر: محتاج تر ہے۔ کیونکہ درویش دنیا سے قناعت گزیں اور سلطان اس کا نیاز مند ہے۔ یک درم سیم: بترکیب مقلوبی یعنی سیم یک درم، ایک درم کی چاندی۔ سیر: آسودہ۔ فریدوں: ایران کا بادشاہ جس نے ضحاک کو قتل کر کے تخت حاصل کیا۔ عجم: عرب کے سوا بالخصوص فارس (ایران)۔ گدا پادشاہ است: حقیقت میں کہ بے فکر ہے۔ بند: فکر و اندیشہ۔ خرسند: قانع، راضی۔

بخسپند خوش روستائی و جفت ۔۔۔ بذوقے کہ سلطاں در ایواں نخفت
چو سیلابِ خواب آمد و مرد بُرد ۔۔۔ چہ بر تختِ سلطاں چہ بر دشتِ کُرد
اگر پادشاہ است وگر پنبہ دوز ۔۔۔ چو خفتند گردد شبِ ہر دو روز
چو بینی تونگر سر از کبر مست ۔۔۔ برو شکرِ یزداں کن اے تنگدست
نداری بحمد اللہ آں دسترس ۔۔۔ کہ برخیزد از دستت آزارِ کس

حکایت

رِبا خوارے از نردبانے فتاد ۔۔۔ شنیدم کہ ہم در نفس جاں بداد
پسر چند روزے گرِستن گرفت ۔۔۔ دگر با حریفاں نشستن گرفت
بخواب اندرش دید و پرسید حال ۔۔۔ کہ چوں رستی از حشر و نشر و سوال
بگفت اے پسر قصہ بر من مخواں ۔۔۔ بدوزخ درافتادم از نردباں،

حکایت

شنیدم کہ صاحبدلے نیک مرد ۔۔۔ یکے خانہ بر قامتِ خویش کرد
کسے گفت میدانمت دسترس ۔۔۔ کزیں خانہ بہتر کُنی گفت بس
چہ میخواہم از طارم افراشتن ۔۔۔ ہمینم بس از بہر بگذاشتن
مکن خانہ بر راہِ سیل اے غلام ۔۔۔ کہ کس را نگشت ایں عمارت تمام
نہ از معرفت باشد و عقل و رائے ۔۔۔ کہ بر رہ کند کاروانے سرائے

حکایت

یکے سلطنت رانِ صاحب شکوہ ۔۔۔ فروخواست رفت آفتابش بکوہ
بشیخے دراں بقعہ کشور گذاشت ۔۔۔ کہ در دودہ قائم مقامے نداشت

خوش: آرام سے، بے فکر۔ روستائی: دہقانی۔ وجفت: واؤ بمعنی مع، مفعول معہ ہے یعنی بیوی بھی چین سے سوتی ہے۔ بذوقے: ایسے ذوق ونشاط کے ساتھ سوتے ہیں کہ۔ ایوان: محل۔ سیلاب خواب: نیند کا جھونکا۔ چہ بر تخت سلطاں......الخ: خواہ تخت شاہی ہو یا صحرائے کرد، دونوں یکساں ہے۔ کرد: صحرانشینوں کی ایک جماعت، وہ کھیت جس کے چاروں طرف مینڈ اونچی کر کے کاشت کریں۔ پنبہ دوز: موچی اور درزی۔ چو خفتند......الخ: جب سو گئے تو شاہ وگدا دونوں کی رات کٹ جاتی ہے۔ کبر: تکبر۔ یزداں: خدائے تعالیٰ۔ اے تنگدست: جاؤ خدا کا شکر ادا کرو کہ میں کسی کو آزار نہیں پہنچا سکتا، یہ بھی خدا کی توفیق ہے۔ بحمد اللہ: اللہ کا شکر ہے۔ دسترس: قابو، قدرت۔ ربا خوار: سود خوار۔ نرد بان: سیڑھی، زینہ۔ ہم در نفس جان بدار: اسی دم مرگیا۔ گرستن گرفت: روتا رہا۔ باحریفاں: یاروں کے ساتھ۔ حشر ونشر: یہاں برائے سوال نکیرین قبر میں زندہ ہونا مراد ہے، یعنی قبر کی مشکلات سے کس طرح آپ کو رہائی ملی۔ بدوزخ......الخ: یعنی مختصر یہ کہ میں سیڑھی سے سیدھا جہنم میں جاگرا کہ سود خوار کا یہی انجام ہوتا ہے۔ صاحب دل: اللہ والے۔ برقامت خویش کرد: اپنے قد کے برابر مکان بنایا، یہاں "کرد" جعل بسیط کے معنی میں ہے۔ دسترس: یعنی تیری مالی حیثیت۔ گفت بس: بحذف رابط: یعنی اس نے کہا یہی کافی ہے۔ طارم: بالا خانہ۔ ہمینم بس: میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ برراہ سیل: سیلاب کی گزرگاہ پر، مراد دنیا ہے۔ ایں عمارت تمام: یہ عمارت مکمل نہ ہوئی، یعنی دنیا بے ثبات ہے۔ کہ برره کند: کہ مسافر راستے میں مسافر خانہ کی تعمیر میں لگ جائے یہ عقل ودانش کے خلاف ہے۔ سلطنت راں: فرماں روا۔ شکوہ: دبدبہ، کروفر۔ فروخواست: اس مصرعے کی تقدیر عبارت یوں ہے: آفتاب ہستی او بکوہ نیستی فرو رفتن خواست: اس کے وجود کا آفتاب عدم کے پہاڑ میں غروب ہونا چاہتا تھا، یعنی وہ قریب مرگ تھا۔ آفتاب بکوہ رفتن: انتہائے عمر سے کنایہ ہے۔ شیخ: بزرگ، پیر طریقت۔ بقعہ: سرزمین، کشور: ملک۔ دودہ: گھرانا، خاندان۔ قائم مقام: جانشین، وارث۔

خلوت نشیں: یعنی وہی شخ۔ کوس دولت: حکومت کا نقارہ۔ ذوق: لطف، مزہ۔ کنج خلوت: گوشۂ تنہائی۔ لشکر کشیدن گرفت: یعنی ہوس ملک گیری میں اطراف کے ملکوں پر چڑھائی اور لشکر کشی شروع کردی۔ پُردلاں: دلاوروں، بہادروں۔ زورِ میدن گرفت: اس سے خوف کھانے لگے۔ سخت بازو: زورآور، طاقت ور۔ تیز چنگ: یعنی غالب۔ خصم پراگندہ: بکھرے دشمن جو باغی اور سرکش تھے۔ خلقے بکشت: یعنی ان میں بہتوں کو مار ڈالا مگر دوسرے کچھ دشمن (بقیۃ السیف) باہم ایک رائے اور مددگار ہو کر اکٹھا ہو گئے اور انتقام لینے کی ٹھان لی۔ در حصارش: شین ضمیر متصل منصوب راجع بسوئے گروہ مجتمع، مخالفین۔ حصار بمعنی قلعہ یا محاصرہ۔ از تیر باراں: (بترکیب مقلوبی) یعنی اس کو ایسے تنگ محاصرے میں لے لیا کہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز آگیا۔ بر: نزدیک، پاس۔ نیک مرد: یعنی پیر، مرد کامل۔ کہ صعبم فرو ماندہ: ......الخ: کہ میں سخت مشکل میں گھر چکا ہوں مدد کو پہنچئے۔ بہمت مدد کن: دعا اور باطنی توجہ سے مدد کیجئے کہ اب وہی کام آسکتی ہے۔ نہ در ہر وغائے بود دستگیر: کہ شمشیر وسنان ہر جنگ میں مددگار نہیں ہوتے۔ چرا نیم نانے......الخ: کیوں آدمی روٹی کھا کر وہ سونہ رہا یعنی درویشی پر قناعت کیوں نہ کیا۔ قارون: فرعون کا وزیر اعظم جو

چو خلوت نشیں کوسِ دولت شنید | دگر ذوق در کنجِ خلوت ندید
چپ وراست لشکر کشیدن گرفت | دلِ پُردلاں زورِ میدن گرفت
چناں سخت بازو شد و تیز چنگ | کہ با جنگ جویاں طلب کرد جنگ
زخصمِ پراگندہ خلقے بکشت | دگر جمع گشتند ہم رای و پشت
چناں در حصارش کشیدند تنگ | کہ عاجز شد از تیر باران و سنگ
برِ نیک مردے فرستاد کس | کہ صَعبم فرو ماندہ فریاد رس
بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر | نہ در ہر وغائے بود دستگیر
چو بشنید عابد بخندید و گفت | چرا نیم نانے نخورد و نخفت
ندانست قارونِ نعمت پرست | کہ کنجِ سلامت بکنج اندرست

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بامیدِ بہروزی

کمالست در نفسِ مردِ کریم | گرش زر نباشد چہ نقصان و بیم
مپندار گر سفلہ قاروں شود | کہ طبعِ لئیمش دگرگوں شود
وگر در نیابد کرم پیشہ ناں | نہادش توانگر بود ہمچناں
سخاوت زمین است و سرمایہ زرع | بدہ کاصل خالی نماند ز فرع
خدائے کہ از خاک مردم کند | عجب دارم ار مردمی گم کند
زنعمت نہادن بلندی مجوئے | کہ ناخوش کند آب استادہ بوئے
بہ بخشندگی کوش کآبِ رواں | بسیلش تفقد کند آسماں
گر از جاہ و دولت بیفتد لئیم | دگر بارہ نادر شود مستقیم

نہایت مال دار تھا۔ نعمت پرست: دولت پرست، دولت کا حریص۔ بکنج اندرست: یعنی سلامتی گوشہ ہی میں ہے۔ کمال است: خبر مبتدائے محذوف ہے، یعنی کرم، شریف انسان کی ذات میں ایک کمال ہے۔ زر نباشد: یعنی تہی دست ہو تو کیا حرج ہے۔ سفلہ: کمینہ۔ طبع لئیم: کمینہ طبیعت، کمینہ پن۔ قاروں شود: یعنی نہایت دولت مند ہو جائے۔ دگرگوں شود: تبدیل ہو جائے گی اور وہ سخی ہو جائے گا۔ کرم پیشہ: سخی۔ نہاد: طبیعت۔ زرع: کاشت، کھیتی۔ بدہ: یعنی سخاوت کر۔ کاصل: اصل: جڑ، یعنی زمین۔ فرع: شاخ یعنی کھیتی، مراد یہ ہے کہ زمین ہو تو پیداوار ہو سکتی ہے۔ از خاک مردم کند: خاک سے انسان بناتا ہے۔ مردمی: انسانیت۔ گم کند: برباد کرے۔ نعمت: دولت۔ نہادن: رکھنا اور جمع کرنا۔ ناخوش کند بوئے: بدبو کرتا ہے۔ آب استادہ: ٹھہرا ہوا پانی۔ آب رواں: بہتا پانی۔ تفقد......الخ: آسمان مہربانی کرتا ہے یعنی غیبی مدد ہوتی ہے۔ لئیم: کمینہ، بخیل۔ نادر......الخ: دوبارہ کم ہی وہ سیدھا ہو پاتا یعنی سنبھلنا مشکل ہو جاتا۔

گر قیمت گوہری: اگر تو علم و ہنر والا ہے۔ غم مدار: یعنی معاش کی تنگی کا غم مت کر۔ ضائع: برباد۔ قال تعالیٰ: اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

مِّنْکُمْ (آل عمران ۱۹۵) اور فرماتا ہے: اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (الکھف: ۳۰)۔ کلوخ: بے ہنر کی تمثیل ہے۔ ارچہ افتادہ: ایک نسخے میں ہے: ار بیافتادہ۔ خردہ: ریزہ، ٹکڑا۔ گاز: ایک قسم کی قینچی۔ آبگینہ: شیشہ، جوہر۔ آئینہ: یعنی آہنی جسے سکندری آئینہ بھی کہتے ہیں، اسے زنگ آلود کون رہنے دیتا ہے۔ نغز: نادر وخوب تر۔ خصال: عادتیں۔ دوراں: گردش زمانہ۔ امر: حکم، یعنی حکومتیں۔

دگر قیمتِ گوہری غم مدار — کہ ضائع نگرداندت روزگار
کلوخ ارچہ افتادہ باشد براہ — نہ بینم کہ در وے کند کس نگاہ
وگر خردۂ زر ز دندانِ گاز — بیفتد بشمعش بجویند باز
بدر میکشند آبگینہ ز سنگ — کجا ماند آئینہ در زیرِ زنگ
پسندیدہ و نغز باید خصال — کہ گاہ آید و گہ رود جاہ و مال

حکایت در معنی آسانی در پئے دشواری

شنیدم ز پیرانِ شیریں سخن — کہ بود اندریں شہر پیرے کہن
بسے دیدہ شاہان و دوران و امر — سر آوردہ عمرے ز تاریخِ عمر
درختِ کہن میوۂ تازہ داشت — کہ شہر از نکوئی پر آوازہ داشت
عجب در زنخدانِ آں دلفریب — کہ ہرگز نبود ست بر سرو سیب
ز شوخی و مردم خراشیدنش — فرج دید در سر تراشیدنش
بموسیٰ کہن عمر کوتہ امید — سرش کرد چوں دستِ موسیٰ سپید
ز سر تیزی آں آہنِ سنگ زاد — بعیبِ پری رخ زباں بر نہاد
بموئے کہ کرد از نکوئیش کم — نہادند حالی سرش در شکم
چو چنگ از خجالت سرِ خوبروئے — نگونسار و در پیشش افتادہ موئے
یکے را کہ خاطر در و رفتہ بود — چو چشمانِ دلبندش آشفتہ بود
کسے گفت جور آزمودی و درد — دگر گردِ سودائے باطل مگرد
ز مہرش بگرداں چو پروانہ پشت — کہ مقراضِ شمعِ جمالش بکشت

سرآوردن عمر: بتاریخ عمر: یعنی طبعی عمر جو کہ ایک سو بیس سال سے زیادہ نہیں ہوتی، مگر عمر کے مادۂ تاریخ کے مطابق اس بوڑھے کی عمر تین سو دس سال تھی، بعض نسخوں میں یوں ہے ز تاریخ عمرو: یعنی عمرو بن لیث کے زمانے سے، اور عمرو بن لیث صفار بانی شیراز، اتابکان شیراز سے سیکڑوں سال پہلے ۲۹۰ میں جانشین ہوا اور بوستاں کا سال تصنیف ۶۵۴ھ ہے، تو اس لحاظ سے بھی اس کی عمر تین سو سال سے زیادہ ہوئی۔ میوۂ تازہ: یعنی اس کا ایک نوجوان لڑکا تھا۔ آوازہ: شہرہ۔ عجب: یعنی اس کا قد سرو کی طرح اور ٹھوڑی سیب جیسی تھی، تعجب تھا کہ سرو پر سیب کیسے؟ فرج دید: چونکہ اس کی شوخی و حسن سے لوگوں کے دل زخمی ہوتے اور سر کا موئے دراز دامِ حسن تھا، اس لیے اس بوڑھے نے اس کا سر منڈا دینے میں راحت سمجھی۔ موسیٰ: استرہ۔ دستِ موسیٰ سپید: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ید بیضا تھا، یعنی ہاتھ منور ہو جاتا۔ سر تیزی: شوخی یا استرے کے سرے کی تیزی۔ آہن سنگ زاد: یعنی استرہ۔ زباں در نہاد: زبان کھولی اور اپنے پھپھولے نکالے۔ نکوئی: خوب صورتی۔ کم کرد: گھٹا دیا۔ سرش در شکم: یعنی استرے نے جب اس کا سر مونڈ کر عیب دار کر دیا تو سزا میں اس کا پھل اسی کے پیٹ میں اتار دیا، یعنی استرہ بند کر دیا۔ چو چنگ: ستار کی طرح شرمندگی سے اس خوبرو کا سر جھکا ہوا تھا اور بال سامنے پڑے ہوئے تھے (مونڈتے وقت سر جھکا رہتا ہے)۔ خاطر: دل۔ در و رفتہ بود: یعنی اس کا دل اس پر فریفتہ تھا۔ چو چشمان دل بند: یعنی منڈے ہوئے بالوں کو دیکھ کر جس طرح معشوق کی آنکھیں حیرت زدہ تھیں اسی طرح اس شیدائی کا دل بھی پریشان تھا۔ جور: ظلم، سختی۔ سودائے باطل: بیہودہ خیال۔ مہر: محبت۔ مقراض: قینچی۔ شمع جمالش بکشت: یعنی قینچی نے اس کے حسن و جمال کی شمع گل کر دی۔

برآمد خردشش از ہوادار چست | کہ تردامناں را بود عہد سست
پسر خوش منش باید و خوبروئے | پدر گو بجہلش بینداز موئے
مرا جاں بمہرش برآمیخت است | نہ خاطر بموئے درآویخت است
چو روئے نکوداری اندُہ مخور | کہ موی ار بیفتد بروید دگر
نہ پیوستہ رز خوشۂ تر دہد | گہے برگ ریزد گہے بر دہد
بزرگاں چو خور درحجاب اوفتند | حسوداں چو اخگر درآب اوفتند
بروں آید از زیرِ ابر آفتاب | بتدریج و اخگر بمیرد درآب
زظلمت مترس اے پسندیدہ دوست | چہ دانی کہ آبِ حیات اندروست
نہ گیتی پس از جنبش آرام یافت | نہ سعدی سفر کرد تا کام یافت
دل از بے مرادی بفکرت مسوز | شب آبستن است اے برادر بروز

باب ہفتم در تربیّت

سخن در صلاحیت وتدبیر وخوئے | نہ دراسپ ومیدان وچوگان وگوئے
چہ بادشمنِ نفس ہمخانۂ | چہ در بندِ بیگارِ بیگانۂ
عناں بازپیچانِ نفس از حرام | بمردی زرستم گذشتند وسام
کس از چو تو دشمن ندارد غمے | کہ با خویشتن بر نیائی ہمے،
تو خود را چو کودک ادب کن بچوب | بگرزِ گراں مغزِ مردم مکوب
وجودِ تو شہریست پُر نیک و بد | تو سلطان و دستور دانا خرد
ہمانا کہ دونانِ گردن فراز | دریں شہر کبراند وسودای و آز

ہوادار: عاشق۔ چست: مستعد۔ تردامناں: عاشقانِ شہوت پرست، بدکاروں۔ خوش منش: خوش طبع۔ جہلش: یعنی باپ سے کہہ دو نادانی سے اس کے بال مونڈ دے۔ بمہرش برآمیخت است: یعنی میری جان اس کی محبت میں گردیدہ ہے نہ دل بالوں میں لگا ہے۔ اندُہ: اندوہ، غم۔ نہ پیوستہ: ایسا نہیں کہ انگور ہمیشہ خوشۂ تر دیتا ہو۔ بزرگاں: کریماں، شریف لوگ آفتاب کی طرح پردے میں ہوتے ہیں یعنی اگر انہیں کوئی ناگوار امر لاحق ہوتا ہے تو پھر رہائی پالیتے ہیں اور وہ عارضی ہوتا ہے جیسے آفتاب کے لیے ابر، مگر بدخواہ اپنے نفس کی نحوست میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ اخگر: چنگاری، شعلہ۔ درآب اوفتند: یعنی بدخواہ چنگاری کی طرح ہیں جو پانی میں پڑکر فنا ہوجاتی ہے۔ زظلمت: سختیوں کی تاریکیوں سے گھبرانا نہیں چاہیے، انہیں سے امید کی کرن پھوٹے گی اور سپیدۂ سحر نمودار ہوگا، سختیوں کے بعد آسانی وراحت ہے۔ گیتی: دنیا۔ آرام یافت: سکون پایا۔ تا کام یافت: یہاں تک کہ مقصود پالیا۔ بے مرادی: ناکامی۔ شب آبستن است: رات حاملہ ہے، یعنی ظلمتِ شب کے شکم سے سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔ (باب ہفتم) تربیت: پرورش، تعلیم اخلاق، تہذیب وتادیب۔ نہ دراسپ ومیدان: یعنی یہ اشعار رزمیہ، بزمیہ (محفل عیش ونشاط کے) نہیں ہیں، بلکہ اصلاح نفس کے اور ناصحانہ مضامین ہیں۔ چوگان وگوئے: بلا اور گیند۔ چہ: خواہ نفس کا قیدی ہو یا بیگار کا قیدی وتابع دار ہو دونو برابر ہیں۔ عناں باز: یعنی نفس کی لگام کو ابتلائے حرام سے موڑ لینے والا رستم وسام سے بڑھا ہوا پہلوان ہے۔ کہ با خویشتن: جب تو اپنے نفس پر غالب نہیں آسکتا تو تجھ کمزور سے کوئی دشمن کیا ڈرے گا۔ خود را: اپنے آپ کو چھڑی سے ادب سکھا، یعنی تہذیب اخلاق کمال انسانی ہے۔ بگرزِ گراں: بھاری گرز سے لوگوں کا بھیجا مت کوٹ، یعنی دل خراش عادتیں اور کج خلقی نہ دکھا۔ پر از نیک وبد: اچھے اور بروں سے یہ وہ شہر بھرا ہے۔ دستور دانا خرد: عقل دانا وزیر ہے۔ ہمانا کہ: یقیناً اس شہر کے اوباش اور مغرور کمینے باشندے تکبر، غصہ اور حرص ہیں۔

رضا و ورع نیک نامانِ حُر / ہوا و ہوس رہزن و کیسہ بُر

چو سلطاں عنایت کند با بداں / کجا ماند آسایشِ بخرداں

ترا شہوت و حرص و کین و حسد / چو خوں در رگانند و جاں در جسد

گر ایں دشمناں تربیت یافتند / سر از حکم و رائے تو برتافتند

ہوا و ہوس را نماند ستیز / چو بینند سرپنجۂ عقل تیز

نہ بینی کہ شب دزد و اوباش و خس / نگردند جائے کہ گردد عسس

رئیسے کہ دشمن سیاست نکرد / ہم از دستِ دشمن ریاست نکرد

نخواہم دریں نوع گفتن بسے / کہ حرفے بس ار کار بندد کسے

گفتار اندر فضیلتِ خاموشی و حلاوتِ خویشتن داری

اگر پائے در دامن آری چو کوہ / سرت ز آسماں بگذرد در شکوہ

زباں درکش اے مردِ بسیار داں / کہ فردا قلم نیست بر بے زباں

صدف وار گوہر شناسانِ راز / دہن جز بلولو نکردند باز

فراواں سخن باشد آگندہ گوش / نصیحت نگیرد مگر در خموش

چو خواہی کہ گوئی نفس بر نفس / حلاوت نیابی ز گفتارِ کس

نباید سخن گفت ناساختہ / نشاید بریدن نینداختہ

تأمل کناں در خطا و صواب / بہ از ژاژ خایانِ حاضر جواب

کمالست در نفسِ انساں سخن / تو خود را بگفتار ناقص مکن

کم آواز ہرگز نہ بینی خجل / جوے مشک بہتر کہ یکتودہ گِل

رضا و ورع: خوبیِ رضا و پرہیزگاری، اس شہر کے شرفا اور نیک نام باشندے ہیں۔ حُر: آزاد۔ ہوا و ہوس: شہر کے رہزن اور جیب کترے ہیں۔ عنایت: مہربانی۔ کجا ماند: عقل مندوں کو آرام کہاں رہ جائے گا۔ کین: کینہ۔ چو خوں در رگانند: یہ برائیاں تیرے اندر ایسی سمائی ہیں جیسے خوں رگوں میں اور جان بدن میں سمائی ہوئی ہے۔ ایں دشمناں: یہ دشمن صفات۔ سر برتافتن: نافرمانی کرنا۔ ستیز: یعنی خواہشات نفسانی اس وقت جنگ نہیں کرتیں جب ناخن عقل تیز دیکھتی ہیں۔ خس: کمینہ۔ عسس: پاسبان، چوکیدار۔ سیاست: تنبیہ و سزا۔ ریاست: سرداری، حکومت۔ حرفے: ایک بات کافی ہے اگر کوئی عمل کرے۔ حلاوت: شیرینی۔ خویشتن داری: خود داری، عزت نفس۔ چوں کوہ: یعنی اگر پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہو۔ زبان درکش: زبان روکو، خاموش رہو۔ فردا: کل قیامت میں۔ قلم نیست: باز پرس نہیں۔ صدف وار: سیپ کی طرح۔ گوہر شناسان راز: راز الٰہی کے گوہر شناس، اہل معرفت۔ لولو: موتی۔ نکردند باز: یعنی موتی کے سوا کے لیے منہ نہیں کھولتے، صرف اعلیٰ کلام کرتے ہیں۔ فراواں سخن: بسیار گو، یادہ گو، بکواسی۔ آگندہ گوش: کان کا بہرا۔ نصیحت نگیرد: نصیحت اثر نہیں کرتی۔ نفس بر نفس: دم بدم، ہر گھڑی، برابر۔ زگفتار کس: یعنی نصیحت گر کی بات کی شیرینی نہ پاسکو گے۔ ناساختہ: ناسازگار، ناسنجیدہ۔ نشاید بریدن: کسی کی ناتمام بات کاٹنی نہیں چاہیے۔ تامل کناں: غور کر کے بولنے والا۔ صواب: درست۔ ژاژ خای: ہرزہ سرا، بیہودہ گو۔ کمال ست: گویائی انسان کی خوبی و کمال ہے، بیہودہ باتیں کر کے اپنے آپ کو ناقص نہ بنا۔ کم آواز......الخ: کم گو کو تم کبھی شرمندہ نہ دیکھو گے، ایک جو مشک مٹی کے ڈھیر سے بہتر ہے، یعنی قیمتی مختصر بات بے فائدہ لمبی گفتگو سے بہتر ہے: "خیر الکلام ماقلّ ودلّ ولم یُملّ"۔

حذر کن ز نادانِ دہ مردہ گوئے — چو دانا یکے گوی و پروردہ گوئے
صد انداختی تیر و ہر صد خطاست — اگر ہوشمندی یک انداز و راست
چرا گوید آں چیز در خفیہ مرد — کہ گر فاش گردد شود روئے زرد
مکن پیشِ دیوار غیبت بسے — بود کز پسش گوش دارد کسے
درونِ دلت شہر بند است راز — نگر تا نہ بیند درِ شہر باز
ازاں مردِ دانا دہاں دوختست — کہ بیند کہ شمع از زباں سوختست

حکایت در حفظِ اسرار

تکش با غلاماں یکے راز گفت — کہ ایں را نباید بکس باز گفت
بسالے نیامد ز دل بر دہاں — بیک روز شد منتشر در جہاں
بفرمود جلاد را بے دریغ — کہ بردار سرہائے اینان بہ تیغ
یکے زاں میاں گفت و زنہار خواست — مکش بندگاں کیں گنہ از تو خاست
تو اوّل نہ بستی کہ سر چشمہ بود — چو سیلاب شد پیش بستن چہ سود
تو پیدا مکن رازِ دل بر کسے — کہ او خود بگوید بر ہر کسے
جواہر بگنجینہ داراں سپار — ولے راز را خویشتن پاس دار
سخن تا نگوئی بر و دست ہست — چو گفتہ شود یابد او بر تو دست
سخن دیو بند است در چاہِ دل — بہ بالائے کام و زبانش مہل
تواں باز دادن رہ نرّہ دیو — ولے باز نتواں گرفتن بریو
تو دانی کہ چوں دیو رفت از قفس — نیاید بہ لاحولِ کس باز پس

حذر: پرہیز۔ نادان دہ مردہ گو: دس آدمیوں کے برابر بات کرنے والا نادان، ہرزہ سرا، بسیار گو۔ چو دانا یکے گو: عقل مند کی طرح ایک بات کہو اور ٹھوس کہو۔ صد انداختی تیر: یعنی سو غلط باتیں کہنے سے بہتر ایک صحیح بات کہنا ہے۔ درخفیہ: پوشیدہ طور پر، چپکے سے۔ گر فاش گردد: اگر ظاہر ہو جائے تو چہرہ زرد پڑ جائے، شرمندگی اٹھانی پڑے۔ غیبت: چغل خوری، بدگوئی۔ بسے بود: ایسا بہت ہوتا ہے کہ پسِ دیوار کوئی کان لگائے سن رہا ہو۔ درونِ دلت: تیرے دل کے اندر راز قیدی ہے۔ نگر: ہوشیار! نگرانی کرتے رہو۔ باز: کھلا ہوا۔ ازاں: اسی لیے۔ دہان سوختست: منہ سی لیا ہے۔ شمع از زباں: شمع زبان لَو سے جلی ہے (شمع کی لو زبان کی طرح ہوتی ہے)۔ حفظ اسرار: رازوں کی حفاظت۔ تکش: بروزن حبش، ایک بادشاہ کا نام۔ کہ ایں را: کہ اس کو کسی سے نہ کہنا چاہیے، یعنی تم کسی سے نہ کہنا۔ منتشر: شائع، پراگندہ۔ جلاد: فرمانِ شاہی کے مطابق مجرمین کی گردن مارنے والا۔ بے دریغ: بے افسوس۔ بردار: یعنی اڑا دو۔ زنہار خواست: امان طلب کیا۔ مکش: مت قتل کر۔ گنہ از تو خاست: قصور تم سے سرزد ہوا۔ تو اوّل: تم نے پہلے پہل نہ باندھا جب چشمے کی ابتدا تھی۔ پیش بستن: بند باندھنا۔ سود: فائدہ۔ پیدا مکن: تو ظاہر مت کر۔ بر: پاس، سامنے۔ جواہر: موتیاں یعنی خزانے تو خزانچیوں کے سپرد کر دو لیکن راز اپنے پاس محفوظ رکھو۔ بر و دست ہست: اس پر قابو ہے۔ چو گفتہ شود: جب راز کہہ دیا جائے تو اب وہ تجھ پر قابو پا لیتا ہے۔ سخن دیو بند است: راز کی بات دل میں اس دیو کی طرح ہے جو کنوئیں میں بند کر دیا گیا ہو، لہٰذا رازِ دل بے مصلحت زبان پر لانا عقل مندی نہیں۔ مہل: ہلیدن سے فعل نہی حاضر۔ نرّہ دیو: نر دیو (سرکش) کا راستہ کھولا جا سکتا ہے، لیکن دوبارہ کسی تدبیر سے بند نہیں کیا جا سکتا۔ قفس: پنجرہ، یعنی قید۔ لاحول: یعنی افسون و منتر، ورنہ لاحول پڑھنے سے شیطان بھاگتا ہے، واپس کیا آئے گا۔

یکے طفل بر دارد از رخش بند ۔۔۔ نیاید بصد رستم اندر کمند،
مگوی آنکہ گر بر ملا اوفتد ۔۔۔ وجودے ازاں در بلا اوفتد
بدہقانِ ناداں چہ خوش گفت زن ۔۔۔ بدانش سخن گوی و یادم مزن

حکایت سلامتِ جاہل در حجابِ خاموشی

یکے خوب خُلق و خَلَق پوش بود ۔۔۔ کہ در مصر یکچند خاموش بود
خردمند مردم ز نزدیک و دور ۔۔۔ بگردش چو پروانہ جویانِ نور
تفکر شبے با دلِ خویش کرد ۔۔۔ کہ پوشیدہ زیرِ زبانست مرد
اگر من چنیں سر بخود در برم ۔۔۔ چہ دانند مردم کہ دانشورم
سخن گفت و دشمن بدانست و دوست ۔۔۔ کہ در مصر ناداں تر از وے ہموست
حضورش پریشاں شد و کار زشت ۔۔۔ سفر کرد و بر طاقِ مسجد نبشت
در آئینہ گر خویشتن دیدمے ۔۔۔ بہ بیدانشی پردہ ندریدمے
چنیں زشت ازاں پردہ برداشتم ۔۔۔ کہ خود را نکوروئے پنداشتم
کم آواز را باشد آوازہ تیز ۔۔۔ چو گفتی و رونق نماندت گریز
ترا خامشی اے خداوندِ ہوش ۔۔۔ وقار است و نااہل را پردہ پوش
اگر عالمی ہیبتِ خود مبر ۔۔۔ وگر عامیی پردۂ خود مدر
ضمیرِ دلِ خویش منمائے زود ۔۔۔ کہ ہرگہ کہ خواہی توانی نمود
ولیکن چو پیدا شود رازِ مرد ۔۔۔ بکوشش نشاید نہاں باز کرد
قلم سرِ سلطاں چہ نیکو نہفت ۔۔۔ کہ تا کارد بر سر نبودش نگفت

رخش: سرخ و سفید رنگ کا گھوڑا، رستم کے گھوڑے کا نام۔ بند: پھندا۔ رستم: ایران کا مشہور پہلوان۔ مگوی آنکہ: وہ راز مت کہو کہ اگر وہ کھل پڑے تو اس کی وجہ سے کوئی شخص مصیبت میں پڑ جائے۔ بدانش سخن گوے: عقل کی بات کہو ورنہ سانس مت لو، خاموش رہو۔ یہ قُلِ الْخَيْرَ وَإِلَّا فَاسْكُتْ سے مستفاد ہے۔ حجاب: پردہ۔ خوب خلق: خوش اخلاق۔ خلق پوش: گدڑی پوش، بوسیدہ لباس۔ یک چند: ایک مدت سے۔ چو پروانہ: جیسے پروانہ روشنی کا طلب گار ہے یوں اس کے گرد پروانہ وار ٹوٹے پڑتے۔ تفکر: غور و فکر۔ کہ: تفکر کا بیان ہے۔ زیر زباں: حضرت علی کا ارشاد ہے: اَلْإِنْسَانُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ مرد زیر زبان پوشیدہ ہے، خود شیخ کا قول ہے:

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اگر من: اگر میں یوں ہی خاموش رہوں تو لوگ کیا جانیں گے کہ میں صاحب دانش ہوں۔ ناداں تر از وے ہموست: کہ مصر میں اس سے زیادہ نادان وہی ہے۔ حضورش: اس کے یہاں حاضری، یا حاضرین۔ پریشان شد: پراگندہ ہوگئی، بکھر گئی۔ سفر کرد: وہاں سے روانہ ہوگیا۔ طاق مسجد: مسجد کی محراب۔ در آئینہ: اگر میں نے آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھ لیا ہوتا اور حقیقت جان لیا ہوتا تو نادانی سے اپنی عزت کا پردہ چاک نہ کیا ہوتا۔ چنیں زشت: ایسی زبوں حالی کے باوجود۔ نکوروئے: خوب صورت۔ کم آواز: کم گو۔ آوازہ: شہرت، چرچا۔ رونق نماندت گریز: تیری رونق نہ رہ جائے تو وہاں سے بھاگ چل۔ خداوند ہوش: صاحب ہوش، ہوش مند۔ وقار است: خاموشی باعث وقار و تمکنت ہے۔ اگر عالمی: بیائے خطاب، اگر تو عالم و دانا ہے۔ وگر عامی: اگر تو عامی اور جاہل ہے تو بول کر اپنے عیبوں کا پردہ چاک مت کر۔ ضمیر دل: دل کا پوشیدہ راز۔ ہرگہ: ہرگاہ کا مخفف۔ جس وقت تو چاہے ظاہر کر سکتا ہے۔ نہاں: پوشیدہ۔ سر: راز جمع اسرار۔ قلم سر سلطاں: قلم نے سلطانی راز کتنے بہتر طریقے پر چھپایا کہ جب تک اس کے سر پر قلم تراش (چاقو) نہ رکھیں قلم نہ چلے نہ رقم وہ کرے۔

بہائم: چوپائے، بہیمہ کی جمع ہے۔ گویا: اسم فاعل سماعی ہے، بولنے والا، ناطق۔ بشر: انسان۔ پراگندہ گو: پریشان مقال، بکواسی۔ بتر: بدتر۔ نطق است: گویائی اور دانائی کی وجہ سے انسان مشہور ہے، طوطی کی طرح بے سوچے بولنے والے اور نادان نہ بنو۔ ناسزا: نامناسب، یعنی گالی۔ چنگ: چنگل، ہاتھ۔ گریباں دریدن: رسوا و فضیحت کرنا۔ قفا خوردہ: طمانچے کھا کر۔ عریاں: برہنہ، ننگا۔ گریاں: روتا ہوا۔ جہاں دیدہ: ایک تجربہ کار نے۔ خود پرست: خود پسند۔ غنچہ: کلی۔ چو غنچہ: اگر غنچے کی طرح تیرا منہ بند رہا ہوتا تو پھول کی پنکھڑی کی طرح تیرا لباس چاک نہ رہتا۔ سراسیمہ: پریشان۔ سخن برگزاف: بیہودگی بھری بات۔ طنبور: بے مغز شور میں ضرب المثل ہے۔ لاف: ڈینگ۔ زبان: شعلہ، لَو (آگ مشتعل ہو کر بشکل زبان ہو جاتی ہے)۔ در نفس: فوراً، ایک دم میں۔ بہرہ ور: نصیبہ ور، حظ یافتہ۔ خود فاش گردد بوئے: خود خوشبو سے ظاہر ہو جائے گا، مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ زر مغربی: مغربی سونا خالص ہوا کرتا تھا۔ محک: کسوٹی۔ حرف گیر: نکتہ چین۔ کہ سعدی: یعنی اس سبب سے کہ میں باتیں کم کہتا ہوں، نکتہ چین طعنہ دیتے ہیں کہ سعدی نااہل ہے اور میل ملاپ کا نہیں، یعنی نالائق ہے، ملاقات و موافقت کے قابل نہیں۔ پوستین دریدن: عیب جوئی کرنا۔

بہائم خموشند و گویا بشر | پراگندہ گوی از بہائم بتر
چو مردم سخن گفت باید بہوش | وگرنہ شدن چوں بہائم خموش
بنطق است و عقل آدمی زادہ فاش | چو طوطی سخن گوی و ناداں مباش

حکایت

یکے ناسزا گفت در وقتِ جنگ | گریباں دریدند وے را بچنگ
قفا خوردہ عریان و گریاں نشست | جہاندیدہ گفتش اے خود پرست
چو غنچہ گرت بستہ بودے دہن | دریدہ ندیدے چو گل پیرہن
سراسیمہ گوید سخن پر گزاف | چو طنبورِ بےمغز بسیار لاف
نہ بینی کہ آتش زبانست و بس | بآبے تواں کشتنش در نفس
اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور | ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر
اگر مشکِ خالص نداری مگوئے | گرت ہست خود فاش گردد ببوئے
بسوگند گفتن کہ زر مغربی است | چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست
بگویند ازیں حرف گیراں ہزار | کہ سعدی نہ اہلست و آمیز گار
روا باشد ار پوستینم درند | کہ طاقت ندارم کہ مغزم برند

حکایت

عضد را پسر نیک رنجور بود | شکیب از نہادِ پدر دور بود
یکے پارسا گفتش از روئے پند | کہ بگذار مرغانِ وحشی ز بند
قفسہائے مرغِ سحر خواں شکست | کہ در بند ماند چو زنداں شکست
نگہداشت بر طاقِ بستانسرائے | یکِ نامور بلبلِ خوش سرائے

کہ مغزم برند: کہ میرا بھیجا چاٹیں۔ عضد: یعنی عضد الدولہ دیلمی مشہور بادشاہ شیراز۔ نیک رنجور: سخت بیمار۔ شکیب: صبر۔ نہاد: ذات، طبیعت۔ دور بود: یعنی وہ بہت بے قرار تھا۔ مرغانِ وحشی: یعنی جنگلی پرندے آزاد کردو۔ قفس: پنجرہ۔ مرغ سحر خواں: بوقت صبح چہچہانے والے پرندے جیسے بلبل، قمری وغیرہ۔ کہ در بند ماند...... الخ: جب قید خانہ ٹوٹ جائے تو اب قید خانے میں کون رہتا ہے۔ طاق: محراب، کنگورہ۔ بستاں سرائے: پائیں باغ۔ نامور: مشہور، نامی گرامی۔ خوش سرا: خوش آواز، خوش الحان۔

پسر صبحدم سوئے بستاں شتافت | جز آں مرغ بر طاقِ ایواں نیافت
بخندید کاے بلبلِ خوش نفس | تو از گفتِ خود ماندۂ در قفس
ندارد کسے با تو ناگفتہ کار | ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
چو سعدی کہ چندے زباں بستہ بود | ز طعنِ زباں آوراں رستہ بود
کسے گیرد آرامِ دل در کنار | کہ از صحبتِ خلق گیرد کنار
مکن عیبِ خلق اے خردمند فاش | بعیبِ خود از خلق مشغول باش
چو باطل سرایند مگمار گوش | چو بے ستر بینی بصیرت بپوش

حکایت

شنیدم کہ در بزمِ ترکانِ مست | مریدے دف و چنگِ مطرب شکست
چو چنگش کشیدند حالے بموئے | غلاماں و چوں دف زدندش بروئے
شب از دردِ چوگان و سیلی نخفت | دگر روز پیرش بتعلیم گفت
نخواہی کہ باشی چو دف روئے ریش | چو چنگ اے برادر سر انداز پیش

مثل

دو کس گرد دیدند و آشوب و جنگ | پراگندہ نعلین و پرّندہ سنگ
یکے فتنہ دید از طرف بر شکست | یکے در میاں آمد و سر شکست
کسے خوشتر از خویشتن دار نیست | کہ با خوب و زشتِ کسش کار نیست
ترا دیدہ در سر نہادند و گوش | دہن جائے گفتار و دل جائے ہوش
مگر باز دانی نشیب از فراز | نہ گوئی کہ ایں کوتہ است آں دراز

صبح د... ے وقت۔ آں مرغ: وہی نامی بلبل۔ طاق ایواں: محل کی محراب۔ خوش نفس: خوشنوا۔ از گفت خود: اپنی بولی کی وجہ سے۔ ندارد: مقولۂ شیخ ہے، یعنی جب تک تم کچھ نہ بولو تم سے کسی کو کوئی سروکار نہیں، لیکن جب اپنے کو ظاہر کر دیا اور اپنا فضل و کمال بتا دیا تو اب اہل کمال جیسا فن دکھاؤ۔ چندے: کچھ دنوں زبان بند کیے ہوئے تھا تو چرب زبانوں کے طعنہ سے چھوٹا ہوا تھا۔ کنار: آغوش۔ در کنار گیرد: حاصل کر لیتا ہے۔ گیرد کنار: جدائی اختیار کر لیتا ہے، کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ خلق: مخلوق۔ فاش: ظاہر۔ بعیب خود: اپنا عیب دیکھو مخلوق کو چھوڑ دو۔ چو باطل: جب لوگ بیہودہ کہیں اور غیبت شروع کریں تو کان نہ لگاؤ۔ ستر: پردہ۔ بصیرت بپوش: چشم پوشی سے کام لو۔ ترکان: بادشاہ کے غلام۔ ترک: معشوق۔ مریدے: ایک مرید نے گویا کے دف اور سارنگی توڑ ڈالے۔ چو چنگش: فوراً اس مرید کو پکڑ کر دف کی طرح لوگوں نے طمانچے مارے۔ چوگان: یعنی دف بجانے کا ڈنڈا۔ سیلی: یعنی طمانچے۔ بتعلیم: تعلیم کے طور پر۔ نخواہی کہ: اگر تم دف کی طرح تھپڑ کھا کر چہرہ زخمی نہیں چاہتے ہو تو ستار کی طرح سر جھکا رکھو، یعنی منکسر المزاج بنو اور کسی سے تعرض نہ کرو۔ گرد: غبار۔ آشوب: شور و غوغا۔ پراگندہ نعلین: یعنی اس لڑائی میں متخاصمین کے درمیان جوتے اور پتھر چل رہے تھے۔ از طرف بر شکست: ایک کنارے ہٹ گیا۔ سر شکست: سر تڑوا لیا۔ خویشتن دار: اپنے کو بچائے رکھنے والا۔ کہ با خوب و زشت: کہ جس کو کسی کے اچھے برے سے سروکار نہیں ہے۔ دیدہ: آنکھ۔ نہادند: یعنی قضا و قدر کے فرشتوں نے بنایا۔ جائے گفتار: بات کرنے کی جگہ۔ جائے ہوش: عقل کا مرکز۔ نشیب: پستی۔ فراز: بلندی۔ کوتہ: کوتاہ کا مخفف، پستہ قد۔ دراز: یعنی دراز قامت۔ ترا دیدہ...... الخ: یعنی خدا نے تجھے علم و ادراک کے لیے اعضاء و جوارح اور شعور و آگہی کو عقل و خرد دیے تا کہ تو بھلے برے کی تمیز کر سکے نہ کہ لوگوں میں عیب تلاش کرے۔

راحت: آرام۔ آفت: مصیبت، تکلیف۔ بسیار سخنی: زیادہ بولنا۔ ہوش: عقل۔ خوش آید: بوڑھوں کی باتیں سننے میں بھلی لگتی ہیں۔ (یہ مصرع مقولۂ شیخ ہے)۔ کہ در ہند: (مقولۂ پیر ہے)۔ ہند: ہندوستان۔ کنج فراز: گوشۂ بعید۔ یلدا: جاڑے کی پہلی اور خزاں کی آخری رات جو سال کی سب سے لمبی رات ہوتی ہے، یعنی شب دراز وتاریک کی طرح ایک دراز حبشی کو دیکھا۔ در آغوش......الخ: اس کی آغوش میں ایک چاند جیسی لڑکی تھی جس کے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر وہ چوس رہا تھا۔ چناں تنگش: گود میں اسے اس طرح دبائے ہوئے تھا کہ لگتا تھا کہ رات دن کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ اللیل: یعنی وہ حبشی رات جیسا کالا اور لڑکی دن کی طرح گوری تھی۔ یغشی: آیت کریمہ یَغْشَی اللَّیْلُ النَّهَارَ سے تلمیح ہے (سورہ اعراف اور سورہ رعد)۔ امر معروف: بھلائی کا حکم دینا۔ دامن گرفت: یعنی امر بالمعروف کے جذبے نے جوش مارا۔ طلب: تلاش۔ چوب وسنگ: اس حبشی کو مارنے کے لیے۔ تشنیع: طعنہ زنی۔ آشوب: شور۔ زجر: جھڑکی۔ سپید: یعنی لڑکی۔ سیہ: یعنی حبشی۔ یہ مصرع تلمیح ہے: حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ سے۔ شد: بمعنی رفت۔ ابر ناخوش: خوفناک بدلی یعنی حبشی۔ باغ: یعنی

حکایت در معنیٰ راحتِ خاموشی و آفتِ بسیار سخنی

چنیں گفت پیرے پسندیدہ ہوش	خوش آید سخنہائے پیراں بگوش
کہ در ہند رفتم بکنجے فراز	چہ دیدم چو یلدا سیاہے دراز
در آغوشِ او دخترے چوں قمر	فرو بردہ دنداں بلبہاش در
چناں تنگش آوردہ اندر کنار	کہ پنداری اللیل یغشی النہار
مرا امرِ معروف دامن گرفت	فضول آتشے گشت و در من گرفت
طلب کردم از پیش و پس چوب و سنگ	کہ اے ناخدا ترس بے نام و ننگ
بتشنیع و دشنام و آشوب و زجر	سپید از سیہ فرق کردم چو فجر
شد آں ابرِ ناخوش ز بالائے باغ	پدید آمد آں بیضہ از زیرِ زاغ
ز لاحولم آں دیوِ ہیکل بجست	پری پیکر اندر من آویخت دست
کہ اے زرق سجادۂ زرق پوش	سیہ کارِ دنیا خرِ دیں فروش
مرا عمرہا دل ز کف رفتہ بود	بریں شخص و جاں برو آشفتہ بود
کنوں پختہ شد لقمۂ خامِ من	کہ گرمش بدر کردی از کامِ من
تظلم برآورد و فریاد خواند	کہ شفقت برافتاد و رحمت نماند
نماند از جواناں کسے دستگیر	کہ بستاندم داد ازیں مرد پیر
کہ شرمش نیاید ز پیری ہمے	زدن دست در سترِ نامحرمے
ہمی کرد فریاد و دامن بچنگ	مرا ماندہ سر در گریباں ز ننگ
بروں رفتم از جامہ در دم چو سیر	کہ ترسیدم از زجرِ برنا و پیر

پر بہار لڑکی۔ بیضہ: یعنی انڈے جیسی سفید گوری لڑکی۔ زاغ: کوے جیسا کالا حبشی۔ ز لاحولم: میرے لاحول پڑھنے سے وہ شیطان صفت حبشی بھاگا۔ زرق سجادہ: مکر کے مصلے والا یعنی فریبی وریاکار۔ دنیا خر: طالب دنیا۔ عمرہا: یعنی ایک مدت سے۔ کف: یعنی ہاتھ۔ آشفتہ: فریفتہ۔ لقمۂ خام: یعنی دیرینہ تمنا۔ گرم: یعنی عین موقع پر۔ کام: حلق (لقمہ کی مناسبت سے ہے)۔ تظلم: اظہار ظلم، فریاد۔ کہ شفقت: یعنی فریاد میں کہنے لگی کہ اب دنیا میں مہربانی ورحمت باقی نہ رہی۔ نماند از جواناں: یعنی میرے خلاف جوانوں کو برانگیختہ کرنے لگی۔ دستگیر: مددگار۔ داد: انصاف وبدلہ۔ در ستر نامحرمے: ایک غیر محرم کے پردہ میں ہاتھ لگانے سے اس کو بڑھاپے کی شرم نہ آئی، یعنی کہنے لگی کہ اس بوڑھے نے مجھ پر دست درازی کی ہے۔ دامن بچنگ: دامن پکڑ کر۔ سر در گریباں: یعنی شرم سے میرا سر جھک گیا۔ بروں رفتم: یعنی میں فوراً اپنی عزت کے کپڑے چھوڑ کر لہسن کی طرح ننگا نکل بھاگا کیوں کہ مجھے ہر پیر وجواں کی سرزنش کا خوف لگا تھا۔

برہنہ: ننگا۔ دواں: دوڑتا ہوا۔ کہ در دست او: کہ اس کے ہاتھ میں کپڑے چھوڑ جانا بہتر تھا اس بات سے کہ میں خود رسوا بنوں۔ پس از مدتے: ایک

مدت کے بعد اس لڑکی کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ کہ میدانیم: وہ کہنے لگی کہ کیا تو مجھے جانتا ہے۔ زنہار: ہاں یقیناً۔ کہ من توبہ: میں نے کہا کہ تو وہی لڑکی ہے جس کے ہاتھ پر میں نے اس بات سے توبہ کی ہے کہ اب کبھی کسی فضول شخص کے چکر میں نہ پڑوں گا۔ پیش نیاید: پیش نہ آئے۔ چنیں کار: ایسا موقع جیسا مجھے پیش آیا۔ کہ عاقل نشیند: کیونکہ عقلمند آدمی اپنے کام کی فکر میں رہتا ہے دوسروں کے نیک وبد سے سروکار نہیں رکھتا۔ شنعت: برائی۔ پند برداشتم: میں نے نصیحت حاصل کی۔ دگر دیدہ: کہ اب دیکھی ہوئی کو ان دیکھی شمار کرتا ہوں۔ چوں سعدی: سعدی کی طرح برمحل مفید وشیریں بات کرو ورنہ چپ رہو۔ ستر پوشی: پردہ پوشی۔ داؤد طائی: آپ شیخ ابوسلیمان بن نصیر قبیلہ طے کے رہنے والے تھے، امام ابوحنیفہ کے شاگرد، امام موسیٰ رضا کے خاص ارادت مند، بیعت وطریقت میں حبیب راعی کے مرید ہیں، کبار مشائخ سے ہیں، وفات ۱۶۵ھ میں ہوئی۔ کہ دیدم: یہاں گفت محذوف ہے۔ صوفی: جو اپنے دل اور خیالات کو ماسوی اللہ سے محفوظ رکھے، پرہیزگار۔ مست:

برہنہ دواں رفتم از پیشِ زن — کہ در دستِ او جامہ بہتر کہ من

پس از مدّتے کرد برمن گذار — کہ میدانیم گفتمش زینہار

ق

کہ من توبہ کردم بدستِ تو بر — کہ گردِ فضولے نگردم دِگر

کسے را نیاید چنیں کار پیش — کہ عاقل نشیند پسِ کارِ خویش

ازیں شُنعت ایں پند برداشتم — دگر دیدہ نادیدہ انگاشتم

گرت عقل ورایست وتدبیر وہوش — چو سعدی سخن گوی ورنہ خموش

حکایت در فضیلتِ ستر پوشی

یکے پیشِ داؤدِ طائی نشست — کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست

قے آلودہ دستار وپیراہنش — گروہے سگاں حلقہ پیرامنش

چو فرخندہ خوی ایں حکایت شنید — زگوینده ابرو بہم درکشید

زمانے برآشفت وگفت اے رفیق — بکار آید امروز یارِ شفیق،

بروزاں مقامِ شنیعش بیار — کہ در شرع نہی است وبر خرقہ عار

بہ پشتش برآور چو مرداں کہ مست — عنانِ طریقت ندارد بدست

نیوشندہ شد زیں سخن تنگدل — بفکرت فرو رفت چوں خر بگِل

نہ یارا کہ فرماں نگیرد بگوش — نہ رغبت کہ مست اندر آرد بدوش

زمانے بپیچید و درماں ندید — رہِ سرکشیدن زفرماں ندید

میاں بست وبے اختیارش بدوش — درآورد وشہرے بروعام جوش

یکے طعنہ میزد کہ درویش بیں — زہے پارسائی وتقویٰ و دیں ...

مدہوش، مخمور، متوالا۔ قے آلودہ: شراب نوشی کے بعد قے ہو جایا کرتی ہے۔ فرخندہ خو: یعنی حضرت داؤد طائی۔ زگوینده: کہنے والے مرید سے۔ ابرو بہم درکشید: بھنویں چڑھالیں، ناراض ہوگئے۔ زمانے برآشفت: تھوڑی دیر غصہ ہوتے رہے۔ امروز: یعنی آج مدد کا وقت ہے۔ مقام شنیع: بری جگہ، جہاں ممنوع شرعی کا ارتکاب کیا، میخانہ۔ کہ در شرع: یعنی اس کا کام شرع میں ممنوع اور خرقۂ درویشی وطریقت کے لیے مقام ننگ وعار ہے۔ کہ مست......الخ: کیونکہ مدہوش کو طریقت کی باگ پر قابو نہیں رہتا۔ نیوشندہ: حکم سننے والا مرید۔ شد زیں سخن تنگ دل: یعنی شیخ کی باتوں سے ملول خاطر ہوا۔ بفکرت: (تائے مصدری ہے) سوچ میں ڈوب گیا۔ گل: یعنی کیچڑ۔ یارا: طاقت۔ نہ رغبت......الخ: نہ اس میں رغبت کہ مدہوش کو کاندھے پر لاد کر لائے۔ درماں: چارہ، تدبیر۔ میاں بست: کمر باندھی، آمادہ ہوا۔ عام جوش: (بہ ترکیب مقلوبی) جوش عام، یعنی پورا شہر اس پر امنڈ پڑا۔ یکے طعنہ می زد: ان میں سے کوئی طعنہ دے رہا تھا کہ درویش کو دیکھو! کیا خوب نیکی وپارسائی ہے اور کیا پرہیزگاری اور دین ہے؟

یکے صوفیاں ہیں کہ مے خوردہ اند — مرقع بسیکی گرو کردہ اند

اشارت کناں این و آں را بدست — کہ ایں سرگرانست و آں نیم مست

بگردن براز جورِ دشمن حسام — براز شنعتِ شہر و جوشِ عوام

بلاخورد روزے بمحنت گذاشت — بناکام بردش بجائیکہ داشت

شب از شرمساری و فکرت نخفت — بخندید طائی دگر روز و گفت

مریز آبروئے برادر بکوئے — کہ دہرت بریزد بشہر آبروئے

حکایت

بد اندر حقِ مردم نیک و بد — مگوائے جواں مردِ صاحب خرد

کہ بدمرد را خصمِ خود میکنی — وگر نیک مرد است بد میکنی

ترا ہر کہ گوید فلاں کس بدست — چنیں داں کہ در پوستینِ خودست

کہ فعلِ فلاں را ببابد بیاں — وزیں فعلِ بدمی ترابد عیاں

ببد گفتنِ خلق چوں دم زدی — اگر راست گوئی سخن ہم بدی

حکایت

زباں کرد شخصے بغیبت دراز — بدو گفت دانندۂ سرفراز

کہ یادِ کساں پیشِ من بد مکن — مرا بد گماں در حقِ خود مکن،

گرفتم ز تمکینِ او کم بود — نخواہد بجاہِ تو اندر فزود

حکایت

کسے گفت وپنداشتم طیبت است — کہ دزدی بساماں تر از غیبت است

بدو گفتم اے یارِ آشفتہ ہوش — شگفت آمد ایں داستانم بگوش

یکے صوفیاں ہیں: ان میں کوئی کہتا کہ ان صوفیوں کو دیکھو کہ شراب پی رکھا ہے۔ مرقع: پیوند لگا صوفیانہ لباس، گدڑی۔ سیکی: شراب مثلث (سہ یکے کا مخفف)، شیرۂ انگور کو آگ پر اتنا جوش دیتے ہیں کہ ایک تہائی باقی رہ جائے، عربی میں اس کو مثلث کہتے ہیں۔ گرو: رہن، یعنی اپنے لباس کو شراب کے بدلے گروی کیے ہوئے ہیں۔ سرگراں: مدہوش۔ نیم مست: نیم بے ہوش۔ جور: ظلم وستم۔ حسام: تلوار۔ شنعت شہر: شہر کی بدنامی۔ بلاخورد: رنج اٹھایا اور پورے دن مصیبت میں گزارا۔ بخندید طائی: حضرت داؤد طائی ہنسے۔ مریز......الخ: گلی میں کسی بھائی کو بے عزت نہ کرو ورنہ زمانہ سرعام تیری آبرو پر پانی پھیر دے گا۔ بدگو: یعنی اچھے برے کسی کی بدگوئی نہ کرو۔ کہ بدمرد را: علت کا بیان ہے۔ خصم: دشمن۔ بدی کنی: یعنی اگر وہ نیک مرد ہو تو تم برا کر رہے ہو۔ در پوستین خودست: یعنی گویا وہ اپنی ہی عیب جوئی میں ہے۔ می ترابد: می تراود کے معنی ووزن پر، تراویدن سے مشتق ہے، فارسی میں "با" واؤ سے اور برعکس تبدیل ہوجاتا ہے، "تراوش وترشح ہوتا ہے" یعنی اس عیب جو کی بدی واضح ہے۔ دم زدن: دم بھرنا، دعویٰ کرنا۔ اگر راست گوئی: یعنی اگر غیبت میں سچی بات بھی تو کہہ رہا ہو تو بھی بری ہے۔ زباں کرد دراز: زبان درازی کیا۔ دانندۂ سرفراز: سربلند عالم۔ کہ یاد کساں: کہ میرے سامنے لوگوں کے برے تذکرے نہ کرو اور مجھے اپنے بارے میں بدگمان نہ بناؤ کہ دوسروں کے سامنے ایسے ہی تم مجھے بھی برا کہتے ہوگے۔ گرفتم: میں نے مان لیا۔ تمکین: مرتبہ۔ نخواہد......الخ: مگر وہ کام تیرا مرتبہ تو نہ بڑھا دے گا۔ وپنداشتم طیبت است: (مقولۂ شیخ ہے) میرا خیال ہے یہ خوش طبعی ہے۔ کہ دزدی: یہ گفت کا مقولہ ہے، کہ چوری غیبت سے زیادہ فائدہ مند ہے، کہ اس سے پیٹ بھرتا ہے اور غیبت سے کچھ نہیں، اگر چہ دونو گناہ ہیں۔ بدو: بمعنی باو، اے یار آشفتہ ہوش، اے پریشان خاطر دوست۔ شگفت آمد بگوش: میرے کانوں کو عجب لگی۔ ایں داستانم: میم گوش کا مضاف الیہ ہے، یعنی یہ بات میرے کانوں کو عجیب معلوم ہوئی۔

ناراستی: غلط کاری، یہاں چوری مراد ہے۔ درچہ: "در" زائد ہے۔ بہی: خوبی، بہتری۔ تہور: بہادری۔ مردی: مردانگی۔ سادہ مرد: نادان، احمق۔ دیواں سیہ کرد: نامۂ اعمال سیاہ کرلیا۔

بنا راستی درچہ بینی بہی | کہ بر غیبتش مرتبت می نہی

بلے گفت دزداں تہوّر کنند | بباز وئے مردی شکم پر کنند

زغیبت چہ می خواہد آں سادہ مرد | کہ دیواں سیہ کرد و چیزے نخورد

حکایت

مرا در نظامیہ ادرار بود | شب و روز تلقین و تکرار بود

مر استاد را گفتم اے پر خرد | فلاں یار بر من حسد می برد

چو من دادِ معنیٰ دہم در حدیث | برآید بہم اندرونِ خبیث

شنید ایں سخن پیشوائے ادب | بہ تندی برآشفت و گفت اے عجب

حسودی پسندت نیاید ز دوست | ندانم کہ گفتت کہ غیبت نکوست

گر او راہِ دوزخ گرفت از خسی | ازیں راہ دیگر تو در وے رسی

حکایت

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست | دلش ہمچو سنگِ سیہ پارہ ایست

نترسد ہمی ز آہ و فریادِ خلق | خدایا تو بستاں ازو دادِ خلق

جہاں دیدۂ پیرِ دیرینہ زاد | جواں را یکے پندِ پیرانہ داد

کزو دادِ مظلومِ مسکینِ او | بخواہند و از دیگراں کینِ او

تو دست از وے و روزگارش بدار | کہ خود زیر دستش کند روزگار

نہ پندار ازو بہرہ مند آدمم | نہ نیز از تو غیبت پسند آدمم

بدوزخ برد مدبرے را گناہ | کہ پیمانہ پر کرد و دیواں سیاہ

دگر کس بغیبت پیش میدود | مبادا کہ تنہا بدوزخ رود

مرا: یعنی شیخ سعدی کے لیے۔ نظامیہ: مدرسۂ نظامیہ بغداد، جسے ملک شاہ سلجوقی کے وزیرِ اعظم نظام الملک طوسی نے (۴۵۸ھ) میں قائم کیا تھا۔ ادرار بود: وظیفہ، روزینہ مقرر تھا۔ تلقین وتکرار: سبق سمجھانا اور بحث کرنا، دہرانا۔ بود: یعنی میرا دستور تھا۔ استاد: یعنی شیخ اجل ابوالفرج ابن الجوزی متوفی (۶۵۶ھ)۔ چومن......الخ: جب میں علمِ حدیث میں حقیقت بیانی کا کمال دکھاتا ہوں۔ اندرون خبیث: (بترکیب اضافی) خبیث کا باطن۔ پیشوائے ادب: امام تعلیم وادب علامہ ابن الجوزی۔ بہ تندی برآشفت: فوراً غصہ ہو گئے۔ حسودی......الخ: تجھے دوست کا حسد کرنا اچھا نہ لگا مگر نہ معلوم یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ غیبت اچھی چیز ہے۔ خسی: کمینگی۔ ازیں راہ: یعنی غیبت کی راہ سے کہ حسد اور غیبت دونوں راہِ دوزخ ہیں۔ حجاج: حجاج بن یوسف ثقفی، مصر وعراق وخراسان کا گورنر (۷۱ھ) تا (۹۶ھ) ولادت (۴۱ھ) وفات (۹۵ھ یا ۹۶ھ)۔ خونخوار: ظالم (بڑا سنگ دل گورنر تھا)۔ سنگ سیہ پارہ: یعنی پارۂ سنگ سیاہ: ظلم وشقاوت میں اس کی سیاہ دلی کی تشبیہ ہے۔ خلق: مخلوق۔ خدایا: اے خدا۔ دادِ خلق: مخلوق کا انصاف، بدلہ۔ دیرینہ زاد: دراز عمر، سن رسیدہ۔ پیرانہ: بوڑھوں جیسی۔ کزو: کہ اس سے یعنی حجاج سے۔ بخواہند: یعنی قیامت میں کارکنان قضا وقدر بدلہ لیں گے اور دوسروں سے حجاج کے ساتھ بے وجہ کینہ رکھنے کا۔ تو دست بدار: تو اسے چھوڑ دے کہ زمانہ خود اسے ذلیل وخوار کردے گا۔ پندار: غرور وتکبر۔ ازو بہرہ مند آدمم: نہ اس کا نخوت وغرور مجھے پسند ہے نہ تمہاری غیبت مجھے پسند ہے۔ مدبر: بدنصیب، مراد حجاج ہے۔ پیمانہ: گناہ کا پیمانہ بھرلیا۔ دیواں: اعمال نامہ سیاہ کرڈالا۔ دگر کس......الخ: دوسرا شخص غیبت کی وجہ سے اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے کہ کہیں وہ اکیلے جہنم میں نہ چلا جائے، یعنی دونوں جہنم میں جائیں گے۔

حکایت

شنیدم کہ از پارسایاں یکے — بطیبت بخندید باکودکے
دگر پارسایانِ خلوت نشیں — بغیبش فتادند در پوستیں
بآخر نماند ایں حکایت نہفت — بصاحب نظر باز گفتند و گفت
مدر پردہ بر یارِ شوریدہ حال — نہ طیبت حرام ست و غیبت حلال

حکایت

بطفلی درم رغبتِ روزہ خاست — نداستے چپ کدامست و راست
یکے عابد از پارسایانِ کوئے — ہمی شستن آموختم دست و روئے
کہ بسم اللہ اوّل بسنت بگوئے — دوم نیّت آور سوم کف بشوئے
پس آنگہ دہن شوی و بینی سہ بار — مناخر بانگشتِ کوچک بخار
بسبّابہ دندانِ پیشیں بمال — کہ نہیست در روزہ بعد از زوال
وزاں پے سہ مشت آب بر روئے زن — ز رستنگۂ موئے سر تا ذقن
دگر دستہا تا بمرفق بشوئے — ز تسبیح و ذکر آنچہ دانی بگوئے
دگر مسحِ سر بعد ازاں غسلِ پائے — ہمیں است و ختمش بنامِ خدائے
کس از من نداند دریں شیوہ بہ — نہ بینی کہ فرتوت شد پیر دہ
شنید ایں سخن دہ خدائے قدیم — بشورید و گفت اے خبیثِ رجیم
نہ مسواک در روزہ گفتی خطاست — بنی آدم مردہ خوردن رواست
دہاں گو ز ناگفتنیہا نخست — بشوئی کہ از خوردنیہا بشست
کسے را کہ نام آمد اندر میاں — بنیکوترین نام و نعتش بخواں،

طیبت: خوش طبعی، اٹکھیلیاں۔ کودک: لونڈا۔ بغیبش: اس کے غائبانہ میں اس کی عیب جوئی میں پڑ گئے۔ نہفت: پنہاں، پوشیدہ۔ صاحب نظر: وہی پارسا جس نے بطور مزاح کہا تھا۔ باز گفتند: دیگر صوفیوں نے اس سے مکرر کہا۔ گفت: تو اس نے جواباً کہا۔ مدر پردہ: یعنی عزت کا پردہ چاک مت کر۔ نہ طیبت......الخ: ایسا نہیں کہ خوش مذاقی حرام ہو اور غیبت حلال ہو۔ رغبت روزہ خاست: روزہ رکھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ نداستے......الخ: یعنی میں بالکل لاشعور بچہ تھا۔ کوئے: کوچہ، محلہ۔ ہمی شستن......الخ: مجھے ہاتھ منہ دھونا سکھایا یعنی وضو کرنا سکھایا۔ بسنت: سنت کے طور پر۔ دوم نیت: وضو میں نیت بھی سنت ہے۔ کف بشوئے: یعنی گٹوں تک ہاتھ دھلو۔ بینی: ناک۔ مناخر: ناک کے نتھنے۔ انگشت کوچک: چھنگلی۔ بخار: کھجا یعنی صاف کر۔ سبابہ: شہادت کی انگلی، اسے مسبحہ بھی کہتے ہیں۔ کہ نہی ست......الخ: کہ روزہ میں زوال کے بعد منع ہے، مسواک کا یہ حکم امام شافعی کے نزدیک ہے، ہمارے نزدیک روزے میں بھی سنت ہے۔ پے: بعد۔ مشت: یعنی چلّو۔ آب بر روئے زن: یعنی چہرے پر پانی ڈال، مارنا صحیح نہیں ہے۔ رستنگاہ موے سر: سر کے بال اگنے کی جگہ یعنی بالوں کی جڑ سے۔ ذقن: ٹھوڑی۔ مرفق: کہنی (جمع مرافق)۔ ہمیں است: یہی وضو کا طریقہ ہے۔ و ختمش: اور وضو کو خدا سے دعا پر ختم کرنا چاہیے۔ کس از من......الخ: یہ اس عابد معلم وضو کا قول ہے۔ کہ مجھ سے بہتر وضو کا طریقہ اور کوئی نہیں جانتا اور گاؤں کا وہ بڈھا تو کھوسٹ ہو چکا اسے کچھ نہیں آتا۔ دہ خدا: (باضافت مقلوبی) خدائے دہ، گاؤں کا سردار، چودھری۔ خبیث و رجیم: بد باطن و مردود۔ نہ مسواک......الخ: کیا تم نے نہ کہا تھا کہ روزے میں مسواک کرنا (بعد زوال) منع ہے، تو کیا مردہ آدمی کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) روا ہے۔ (قرآن مجید میں ہے گویا غیبت کرنے والا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے)، یعنی وہ عابد غیبت کر رہا تھا۔ ز ناگفتنیہا: یعنی روزہ دار کو جس طرح کھانے سے باز رہنا ہے اسی طرح گندی باتوں سے بھی پرہیز لازم ہے۔ نام و نعتش بخواں: اس کا نام اور وصف نیکی کے ساتھ بیان کرو (تذکرۂ جمیل کرو)۔

همواره: ہمیشہ۔ کہ مردم خرند: کہ لوگ گدھے ہیں۔ مبر ظن......الخ: تب یہ مت سمجھو کہ لوگ تم کو انسان کہیں گے۔ بگوے اندرم: کوئی: کوچہ یعنی غائبانہ میں ایسی بات کہو جسے سامنے بھی کہہ سکو۔ دیدۂ ناظر: دیکھنے والے کی آنکھ یعنی مخلوق کی نگاہ غیبت سے مانع سمجھتے ہو؟ نہ بے بصر: تو نابینا نہیں ہے، آگاہ ہو جا کہ غیب داں خدا ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ نیاید......الخ: تجھے اپنے آپ سے شرم آنی چاہیے کہ اس سے یعنی اللہ تعالیٰ سے تو بے فکر ہے اور مجھ سے شرم رکھتا ہے۔ طریقت شناسان: سالکین، اہل معرفت صوفیہ۔ ثابت قدم: صاحب استقامت۔ چندے: یعنی چند شخص۔ در باز کرد: دروازہ کھول دیا۔ شوریدہ رنگ: دیوانہ وضع۔ غزا: غزوہ، جہاد۔ درفرنگ: یعنی فرنگیوں (نصرانیوں) سے تم نے کبھی جہاد کیا ہے۔ پس چار دیوار: گھر کی چہار دیواری سے باہر۔ ہمہ عمر......الخ: یعنی میں کبھی کہیں باہر نہ گیا۔ صادق نفس: نیک طبع۔ بخت برگشتہ: بدنصیب، بدبخت۔ پیکار: جنگ۔ ایمن: بے خوف، بے غم۔ جور زباں: زبان کی زیادتی، یعنی غیبت۔ نرست: چھٹکارا نہ پایا، محفوظ نہ رہا۔ مرغزی: مرغز کا رہنے والا، مرغز ایک جگہ کا نام ہے۔ حدیثے......الخ: ایسی عمدہ شیریں بات جس کے بیان سے تو اپنے لب کاٹے۔ من ار نام مردم: یعنی میں اگر کسی کی غیبت کروں تو سوائے ماں کے کسی کی غیبت نہ کروں، تاکہ میری عبادت اس کے کام آئے، کہ حدیث میں آیا کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اسے دے دی جائیں گی جس کی وہ غیبت کرے۔ پروردگانِ خرد: عقل کے پالے ہوئے، یعنی ارباب عقل۔ کہ طاعت: یعنی عبادت وہی بہتر جس کا فائدہ ماں کو پہنچے۔ رفیق: دوست۔ غائب شد: غیر حاضر ہو۔ بباطل خورند: یعنی اس کا مال ناحق اڑائیں۔ بزشتی برند: یعنی غیبت کریں۔ بعار: عیب کے ساتھ یعنی عیب جوئی کرے۔ چشم نکو گوئی: بھلا کہنے کی امید۔ از وے مدار: یعنی جو دوسروں کی برائی کرے اس سے یہ امید مت رکھو کہ دوسروں کے سامنے تمہیں بھلا کہتا ہوگا۔ اندر قفائے تو: تیرے پیٹھ پیچھے، تیرے غائبانہ میں۔ از پس مردماں: لوگوں کی پیٹھ پیچھے۔

چو همواره گوئی که مردم خرند — مبر ظن که نامت چو مردم برند
چناں گوے سیرت بکوی اندرم — که گفتن توانی بروی اندرم
وگر شرمت از دیدۂ ناظر است — نه ای بے بصر غیب داں حاضر است
نیاید همی شرمت از خویشتن — کز و فارغ و شرم داری ز من

حکایت

طریقت شناسانِ ثابت قدم — بخلوت نشستند چندے بہم،
یکے زاں میاں غیبت آغاز کرد — درِ ذکرِ بیچارۂ باز کرد
کسے گفتش اے یار شوریده رنگ — تو هرگز غزا کردۂ در فرنگ
بگفت از پسِ چار دیوارِ خویش — همه عمر ننهاده ام پائے پیش
چنیں گفت درویش صادق نفس — ندیدم چنیں بختِ برگشته کس
که کافر ز پیکارش ایمن نشست — مسلماں ز جورِ زبانش نرست

حکایت

چه خوش گفت دیوانۂ مرغزی — حدیثے کزاں لب بدنداں گزی
من ار نامِ مردم بزشتی برم — نگویم بجز غیبتِ مادرم
که دانند پروردگانِ خرد — که طاعت هماں به که مادر برد
رفیقے که غائب شد اے نیکنام — دو چیز است از و بر رفیقاں حرام
یکے آنکه مالش بباطل خورند — دوم آنکه نامش بزشتی برند
هر آں کو برد نامِ مردم بعار — تو چشم نکو گوئی از وے مدار
که اندر قفائے تو گوید هماں — که پیشِ تو گفت از پسِ مردماں

کسے پیشِ من در جہاں عاقلست	کہ مشغولِ خود وز جہاں غافلست

حکایت

سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست	چو زیں درگذشتی چہارم خطاست
یکے پادشاہِ ملامت پسند	کزو بر دلِ خلق بینی گزند
حلالست ازو نقل کردن خبر	مگر خلق باشند ازو بر حذر
دوم پردہ بر بیحیائے متن	کہ خود میدرد پردۂ خویشتن
ز حوضش مدار اے برادر نگاہ	کہ اومی در افتد بگردن بچاہ
سوم کژ ترازوئے ناراست گوے	ز فعلِ بدش ہر چہ دانی بگوے

حکایت

شنیدم کہ دزدے درآمد ز دشت	بدروازہ سیستاں برگذشت
چو چیزے خرید او ز بقّال کوئے	زماکول و طعمیکہ بایستش اوئے
بدزدید بقّال ازو نیم دانگ	برآورد دزدِ سیہ کار بانگ
خدایا تو شب رو بآتش بسوز	کہ رہ میزند سیستانی بروز

حکایت

یکے گفت با صوفئے باصفا	ندانی فلانت چہ گفت از قفا
بگفتا خموش اے برادر بخفت	ندانستہ بہتر کہ دشمن چہ گفت
کسانیکہ پیغامِ دشمن برند	ز دشمن ہمانا کہ دشمن ترند
کسے قولِ دشمن نیارد بدوست	جز آں کس کہ در دشمنی یارِ اوست
نیارست دشمن جفا گفتنم	چناں کز شنیدن بلرزد تنم

کسے پیشِ من: میرے نزدیک دنیا میں وہی عقل مند ہے جو دنیا سے بے پروا اپنے آپ میں لگا ہوا ہو۔ سہ کس راشنیدم: میں نے سنا ہے کہ تین شخصوں کی غیبت مباح ہے۔ چہارم خطا: یعنی اب کسی چوتھے کی غیبت گناہ ہے۔ ملامت پسند: یعنی ظالم و جفا کار جو لوگوں کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ گزند: رنج، تکلیف۔ حلال است: مباح و روا ہے۔ ازو نقل کردن خبر: یعنی اس کا ظلم بیان کرنا تا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں، نہ کہ اس کے مخفی عیوب کھولنا۔ برحذر: ہوشیار، محتاط۔ متن: تنیدن مصدر سے "نہی حاضر" ہے، یعنی اس بے حیا کی پردہ پوشی مت کر جو خود اپنی پردہ دری کر رہا ہو، یعنی فاسق معلن۔ کہ خود می درد: یہ بے حیا کی صفت ہے نہ بیان علت۔ حوض: پانی میں ڈوبنا، غوطہ لگانا۔ زحوضش......الخ: یعنی جو علانیہ کار گناہ وارتکاب نواہی کرتا ہو اس کا چرچا کرنا گناہ مت سمجھو کہ وہ اپنی بے حیائی سے ازخود گردن کے بل کنویں میں گر رہا ہے، یعنی وہ دیدہ و دانستہ گناہ کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ کژترازو: کج ترازو، ڈنڈی مارنے والا، یعنی بدمعاملہ۔ ناراست گو: کاذب، جھوٹا۔ ہر چہ دانی بگو: اس لیے کہ ڈنڈی مارنے والے کا ضرر جمہور انام کو پہنچے گا، انہیں اس کی برائی سے محفوظ رکھو۔ دزد: چور۔ دشت: جنگل یا شہر دشتِ بیاض۔ سیستان: ایک شہر، رستم جہاں کا باشندہ تھا، اسے شہر نیمروز بھی کہتے ہیں۔ بقال: بنیا، اصل معنی سبزی فروش۔ کوی: کوچہ، گلی، محلہ۔ ماکول: کھانے کی چیز۔ طعم: کھانا۔ بایستش اوی: جو کچھ اسے درکار ہوتیں۔ نیم دانگ: آدھا دانگ، درہم کا چھٹا حصہ۔ سیہ کار: بدعمل۔ بانگ: آواز۔ شب رو: رات میں چلنے والا یعنی چور۔ خدایا تو......الخ: اے خدا! تو رات کے چوروں کو آگ میں جلا دے کہ سیستان والے اب دن دہاڑے ڈاکے ڈال رہے ہیں، تو راتوں کے سیاح اب بے کار ہو گئے۔ صوفی باصفا: پاک باز صوفی۔ از قفا: یعنی پیٹھ پیچھے۔ بخفت: یعنی آرام کر۔ ندانستہ: یعنی دشمن کا قول نہ جاننا ہی بہتر ہے۔ پیغام دشمن: یعنی جو دشمن کی باتیں پہنچاتے ہیں۔ کہ در دشمنی یار اوست: جو دشمنی میں اس دشمن کا دوست ہے یعنی اسی کی طرح یہ بھی دشمن ہے۔ نیارست: یعنی میرا دشمن تو مجھے میرے سامنے اتنا سخت نہ کہہ سکا جس کو سن کر میرا جسم لرز اٹھے، مگر یہ ایسی جرأت کر گیا۔

تو دشمن تری کآوری بر دہاں ۔۔۔ کہ دشمن چنیں گفت اندر نہاں
سخن چیں کند تازہ جنگِ قدیم ۔۔۔ بخشم آورد نیک مردِ سلیم
ازاں ہمنشیں تا توانی گریز ۔۔۔ کہ مر فتنہ خفتہ را گفت خیز
سیہ چال و مرد اندر و بستہ پائے ۔۔۔ بہ از فتنہ از جائے بردن بجائے
میانِ دو تن جنگ چوں آتش است ۔۔۔ سخن چیں بدبخت ہیزم کش است

حکایت

فریدوں وزیرے پسندیدہ داشت ۔۔۔ کہ روشن دل و دور بیں دیدہ داشت
رضائے حق اوّل نگہ داشتے ۔۔۔ دگر پاسِ فرمانِ شہ داشتے
نہد عاملِ سفلہ بر خلق... رنج ۔۔۔ کہ تدبیرِ ملک است و توفیرِ گنج
اگر جانبِ حق نداری نگاہ ۔۔۔ گزندت رساند ہم از پادشاہ
یکے رفت پیشِ ملک بامداد ۔۔۔ کہ ہر روزت آسایش و کام باد
غرض مشنو از من نصیحت پذیر ۔۔۔ ترا در نہاں دشمن است ایں وزیر
کس از خاصِ لشکر نماندست و عام ۔۔۔ کہ سیم و زر از وے ندارد بوام
بشرطیکہ چوں شاہ گردن فراز ۔۔۔ بمیرد دہند آں زر و سیم باز
نخواہد ترا زندہ آں خود پرست ۔۔۔ مبادا کہ نقدش نیاید بدست
یکے سوئے دستورِ دولت پناہ ۔۔۔ بچشمِ سیاست نگہ کرد شاہ
کہ در صورتِ دوستاں پیشِ من ۔۔۔ بخاطر چرائی بد اندیشِ من
زمیں پیشِ تختش ببوسید و گفت ۔۔۔ چو پرسیدی اکنوں نشاید نہفت
چنیں خواہم اے نامور پادشاہ ۔۔۔ کہ باشند خلقت ہمہ نیک خواہ

سوئے فتنے کو جگا رہا ہو، گڑے مردے اکھاڑ رہا ہو۔ سیہ چال: اندھا کنواں جس میں مجرمین کو باندھ کر ڈال دیتے ہیں (اسے "سیاہ چاہ" بھی کہتے ہیں)۔ بہ از فتنہ: یعنی جگہ جگہ فتنے لے جانے سے بہتر یہ ہے کہ مرد فتنہ پرور کو پیر باندھ کر اندھے کنویں میں ڈال دیا جائے کہ مبتلائے مصیبت رہے یا مرجائے۔ سخن چیں: چغل خور۔ ہیزم کش: لکڑی لگانے والا، ایندھن جھونکنے والا، یعنی فتنے کو بڑھانے والا ہے (بعینہٖ یہی شعر گلستاں باب ہشتم میں بھی ہے مگر البتہ دوتن کی جگہ دو کس ہے۔ فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ضحاک ظالم بادشاہ ایران کو شکست دیا پھر خود تخت نشین ہوا۔ دور بیں دیدہ: نگاہ دور بیں۔ نگاہ داشتن و پاس داشتن: خیال رکھنا، لحاظ رکھنا۔ فرمان: حکم۔ نہد عامل سفلہ ...... رنج: یہ بطور جملہ معترضہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔ عامل سفلہ: کمینہ حاکم، گورنر۔ کہ تدبیر ملک ست: یعنی رنج پہنچا کر کہتا ہو کہ یہی ملک کی تدبیر اور خزانہ شاہی بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اگر جانب حق...... رنج: یعنی حاکم اگر خوف خدا نہ رکھتا ہو تو اسے بادشاہ کی جانب سے بھی گزند پہنچ سکتا ہے۔ بامداد: صبح کے وقت۔ کہ ہر روزت...... رنج: یعنی اس چغل خور نے بادشاہ کو دعا دی کہ تیرا ہر دن آرام کا اور با مقصد رہے۔ غرض مشنو: یعنی میری نصیحتیں غرض بھری نہیں ہیں بلکہ مخلصانہ ہیں۔ ترا در نہاں: یہ وزیر درپردہ تیرا دشمن ہے۔ ندارد بوام: یعنی جس کو اس نے قرض نہ دے رکھا ہو۔ بشرطیکہ: یعنی یہ شرط تھی کہ لوگ بادشاہ کے مرنے کے بعد قرض واپس کریں۔ آں خود پرست: وہ خود غرض وزیر آپ کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ آپ کی موت کا طالب ہے کہ قرض کی واپسی کی میعاد آپ کی موت کو ٹھہرایا۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ دستور: وزیر۔ چشم سیاست: یعنی غصہ کی نظر سے بادشاہ نے دیکھا۔ کہ در صورت دوستاں: دوستوں کی شکل میں۔ بخاطر چرائی: تو اپنے دل میں میرا بدخواہ کیوں ہے۔ زمیں پیش تختش...... رنج: یعنی آداب شاہی بجالا کر کہا۔ اکنوں نشاید نہفت: اب حقیقت چھپانا مناسب نہیں۔ خواہم: میری آرزو ہے۔ خلقت ہمہ: ساری مخلوق، پوری رعایا۔

چو مرگت......الخ: یعنی جب میرے قرض کی میعاد آپ کی موت ٹھہری تو سارے قرضدار ادائیگی کے خوف سے آپ کی زندگی کی بقا کے آرزومند ہوں گے اور دعا کریں گے تاکہ قرض ادا نہ کرنا پڑے۔ نخواہی: کیا آپ یہ نہیں چاہتے؟ سرت سبز خواہند: کہ لوگ آپ کے سر کی شادابی اور درازئ عمر کے خواہاں ہوں۔ جوشن: زرہ۔ پیش تیر بلا: تیر بلا کے سامنے یہ دعائیں جوشن اور ڈھال بن جاتی ہیں (یہ مقولہ شیخ ہے)۔ شہریار: بادشاہ۔ گل: اور ایک نسخہ میں ہے "تک" بمعنی تہ۔ برشگفت: کھل اٹھا۔ قدر و مکان: مرتبہ ومقام۔ قدرش نکاست: یعنی حاسد کی سخن سازی کے باوجود اس کا مرتبہ کم نہیں کیا۔ غماز: چغل خور۔ سرگشتہ تر: زیادہ حیران و پریشان۔ نگوں طالع: اوندھی قسمت والا۔ بخت برگشتہ تر: پھرے مقدر والا۔ تیرہ رائی: بدعقلی۔ خلاف افگند......الخ: دو دوستوں میں اختلاف پیدا کردیتا ہے۔ این و آں: یعنی دونوں دوست جو آپس میں دشمن ہوگئے تھے۔ وے: یعنی چغل خور۔ خجل: شرمندہ۔ آتش افروختن: یعنی دشمنی کی آگ بھڑکانا۔ نہ عقل ست: یعنی عقل مندی کی بات نہیں (یہ دونوں شعر گلستاں باب ہشتم میں بھی یوں ہی مذکور ہیں)۔ ذوق خلوت: گوشۂ تنہائی کا مزہ وہی چکھ سکتا ہے جو دونوں جہان سے اپنی زبان کو بند کرلے۔ سود مند: نفع بخش۔ وگر

چو مرگت بود وعدۂ سیم من | بقایش خواہندت از بیم من

نخواہی کہ مردم بصدق و نیاز | سرت سبز خواہند و عمرت دراز

غنیمت شمارند مردان دعا | کہ جوشن بود پیش تیر بلا

پسندید ازو شہریار انچہ گفت | زگل رویش از تازگی بر شگفت

ز قدر و مکانیکہ دستور داشت | مکانش بیفزود و قدرش نکاست

ندیدم ز غماز سرگشتہ تر | نگوں طالع و بخت برگشتہ تر

ز نادانی و تیرہ رائی کہ اوست | خلاف افگند در میانِ دو دوست

کنند این و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کوربخت و خجل

میانِ دو کس آتش افروختن | نہ عقلست و خود در میاں سوختن

چو سعدی کسے ذوقِ خلوت چشید | کہ از ہر دو عالم زباں در کشید

بگو انچہ دانی سخن سود مند | وگر ہیچکس را نیاید پسند

کہ فردا پشیماں برآرد خروش | کہ آیا چرا حق نکردم بگوش

حکایت

زنِ خوب فرماں بر و پارسا | کند مردِ درویش را پادشا

برو پنج نوبت بزن بر درت | کہ یارِ موافق بود در برت

ہمہ روز اگر غم خوری غم مدار | چو شب غمگسارت بود در کنار

کرا خانہ آباد و ہمخانہ دوست | خدا را برحمت نظر سوئے اوست

چو مستور باشد زنِ خوبروئے | بدیدار او در بہشت است شوئے

کسے برگرفت از جہاں کامِ دل | کہ یکدل بود با وے آرامِ دل

ہیچ کس را: خواہ وہ کسی کو پسند آئے یا نہ آئے۔ کہ فردا: یعنی کل قیامت میں۔ پشیمان: شرمندہ۔ خروش: چیخ و پکار۔ کہ آیا چرا: کہ افسوس میں نے حق بات کیوں نہ سنی۔ زن خوب: خوب صورت بیوی۔ فرماں بر: اطاعت شعار۔ پارسا: یعنی ان تینوں صفات سے موصوف بیوی۔ پنج نوبت بزن بر درت: پانچوں وقت اپنے دروازے پر نوبت بجاؤ، یعنی فخر کرو، عیش و شادمانی کرو۔ ہمہ روز: دن بھر رنج و مشقت سہنے کے بعد رات کو غمزدا بیوی پہلو میں ہو تو کوئی پروا نہیں۔ غمگسار: غمزدا، غم دور کرنے والی۔ کنار: آغوش۔ ہمخانہ: بیوی، صحیح یوں ہے ہمخوابہ۔ خدا را: اس کی جانب خدا کی نظر رحمت ہے۔ مستور: پردہ نشین یعنی عفیف و پاک دامن، پارسا۔ در بہشت است: یعنی شوہر راحت میں ہے، خوش نصیب ہے۔ برگرفت: حاصل کرلیا۔ یکدل: موافق۔ آرامِ دل: بیوی۔

اگر پارسا باشد و خوش سخن | نگہ در نکوئی و زشتی مکن
زنِ خوش منش دل نشاں ترکہ خوب | کہ آمیزگاری بپوشد عیوب
چو حلوا خورد سرکہ از دست شوئے | نہ حلوا خورد سرکہ اندودہ روئے
بَرَد از پری چہرۂ زشت خوئے | زنِ دیو سیمائے خوش طبع گوئے
دل آرام باشد زنِ نیک خواہ | ولیکن زنِ بد خدایا پناہ
چو طوطی کلاغش بود ہمنفس | غنیمت شمارد خلاص از قفس
سر اندر جہاں نہ باوارگی | وگرنہ بنہ دل بہ بیچارگی
بزندانِ قاضی گرفتار بہ | کہ در خانہ دیدن برابر و گرہ
سفر عید باشد بر اں کدخدائے | کہ بانوئے زشتش بود در سرائے
درِ خرمی بر سرائے بہ بند | کہ بانگِ زن از وے برآید بلند
چو زن راہِ بازار گیرد بزن | وگرنہ تو در خانہ بنشیں چو زن
اگر زن ندارد سوئے مرد گوش | سراویل کحلیش در مرد پوش
زنے را کہ جہلست و ناراستی | بلائے سر خود نہ زن خواستی
چو در کیلۂ جو امانت شکست | از انبارِ گندم فروشوئے دست
بر اں بندہ حق نیکوی خواستست | کہ با او دل و دستِ زن راستست
چو در روئے بیگانہ خندید زن | دگر مرد گو لافِ مردی مزن
زنِ شوخ چوں دست در قلیہ کرد | برو گو بنہ پنجہ بر روئے مرد
زبیگانگاں چشمِ زن کور باد | چو بیروں شد از خانہ در گور باد
چو بینی کہ زن پائے بر جائے نیست | ثبات از خردمندی و رائے نیست

خوش سخن: خوش کلام۔ نگہ در نکوئی وزشتی مکن: یعنی اگر بیوی پاک دامن، شیریں سخن ہوتو اس کی خوب صورتی، بدصورتی کا خیال نہ کرو۔ خوش منش: خوش طبع، نیک سیرت۔ دل نشاں: دل چسپ، دل ربا۔ ترکہ خوب: خوب صورت سے بہتر ہے۔ آمیزگاری: یعنی اس کا شوہر کے ساتھ گھل مل جانا عیبوں کو چھپا دیتا ہے یا مراد بدصورتی کا عیب ہے تب لفظ عیوب مفرد ہے اور اہل فارس عربی لفظ جمع کو مفرد کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ چو حلوا: یعنی بیوی اگر خوش طبعی کے ساتھ شوہر کا سرکہ بھی حلوا کے مانند کھائے تو وہ اس بدمزاج بیوی سے بہتر ہے جو حلوا بھی ترشروئی کے ساتھ کھائے۔ بردگوئے: بازی لے جاتی ہے۔ از پری چہرۂ زشت خو: خوبرو بدمزاج بیوی سے۔ زن دیو: بدصورت بیوی۔ سیمائے خوش طبع: یعنی بے مثال خوش طبع۔ دل آرام: راحت دل۔ خدایا پناہ: اے خدا! بدمزاج بیوی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کلاغ: زاغ معروف، کالا کوا۔ ہم نفس: ہم دم، ایک پنجرے میں دونوں بند۔ خلاص: رہائی۔ قفس: پنجرہ۔ سر اندر جہاں نہادن: دنیا میں چلے جانا، سفر پر نکل جانا۔ بنہ دل: صبر کر۔ زندان: قید خانہ، حوالات۔ کہ در خانہ......الخ: گھر میں بیوی کے ابرووں پر شکن دیکھنے سے بہتر قید خانہ ہے، یعنی نک چڑھی بیوی سے۔ عید باشد: باعث مسرت ہوگا۔ کدخدا: شوہر۔ بانوئے زشت: یعنی بدمزاج بیوی۔ سرائے: گھر۔ در خرمی: خوشی کا دروازہ۔ برآید بلند: یعنی بیوی جھگڑالو بدمزاج ہو۔ بزن: اسے مارو یعنی قابو میں لاؤ۔ وگرنہ: ورنہ۔ چوں زن: یعنی اگر بیوی کو قابو میں نہ کر سکو تو عورت ہو۔ سوئے مرد گوش: یعنی اطاعت شعاری نہ کرے۔ سراویل کحلی: سرمئی شلوار (زنانِ ولایت اکثر سرمئی رنگ کا ریشمی شلوار پہنتی تھیں)۔ سراویل بمعنی ازار، یہ ماوراء النہر کی فارسی ہے۔ در مرد پوش: مرد کو پہنا دو۔ ناراستی: یعنی بدچلنی جس کی سرشت ہو۔ بلائے سر خود: تو نے اپنے سر کی بلا چاہی نہ کہ بیوی سے رشتہ جوڑا۔ کیلۂ جو: جو کا ایک پیمانہ، تا برائے وحدت ہے۔ امانت شکست: یعنی خیانت کر لیا۔ از انبار گندم: گیہوں کے ڈھیر سے ہاتھ دھو لو یعنی جو عورت ادنیٰ چیز میں خیانت کرے اس سے اعلیٰ چیز میں امانت کی توقع مت رکھو۔ ممکن ہے "پیمانہ جو شکستن" سے گھر سے باہر جانا اور بیگانوں کے سامنے ہنسنا اور "انبار گندم" سے عصمت وعفت مراد ہو۔ حق: خدائے تعالیٰ۔ نیکوئی: مہربانی۔ کہ با او: یعنی جس کا ظاہر و باطن درست ہو۔ دگر مرد گو: یعنی عورت حیادار اور پارسا ہونی چاہیے۔ دست در قلیہ کردن: مزیدار چٹ پٹی چیزیں کھوجنا، چٹوری بننا۔ در گور باد: یعنی اس کا مر جانا بہتر ہے۔ پائے بر جا نیست: قدم اپنی جگہ نہیں، اب برداشت کرنا مقتضائے عقل نہیں۔

دردہانِ نہنگ: مگرمچھ کے منہ میں بھاگ جاؤ کہ ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ بپوشانش: اس کو اجنبی مردوں سے پردے میں رکھو اگر نہ مانے پھر

گریز از کفش در دہانِ نہنگ ❊ برفتن بہ از زندگانی بہ ننگ

بپوشانش از مردِ بیگانہ روئے ❊ وگر نشنود چہ زن آنگہ چہ شوئے

زنِ خوب خوش طبع رنج است وبال ❊ رہا کن زنِ زشت ناسازگار

چہ نغز آمد ایں یک سخن از دو تن ❊ کہ بودند سرگشتہ از دستِ زن

یکے گفت کس را زنِ بد مباد ❊ دگر گفت زن در جہاں خود مباد

زنِ نو کن اے دوست ہر نوبہار ❊ کہ تقویم پاری نیاید بکار

تہی پائے رفتن بہ از کفشِ تنگ ❊ بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ

زناں شوخ و فرماندہ و سرکشند ❊ ولیکن شنیدم کہ در بر خوشند

کسے را کہ بینی گرفتارِ زن ❊ مکن سعدیا طعنہ بروے مزن

تو ہم جور بینی و بارش کشی ❊ اگر یک زماں در کنارش کشی

حکایت

جوانے ز ناسازگاری جفت ❊ بر پیر مردے بنالید و گفت،

گراں باری از دستِ ایں خصمِ چیر ❊ چناں میبرم کآسیا سنگ زیر

بسختی بنہ گفتش اے خواجہ دل ❊ کس از صبر کردن نگردد خجل

بشب سنگِ بالائی اے خانہ سوز ❊ چرا سنگِ زیریں نباشی بروز

چو از گلبنے دیدہ باشی خوشی ❊ روا باشد ار بارِ خارش کشی

درختے کہ پیوستہ بارش خوری ❊ تحمل کن آنگہ کہ خارش خوری

گفتار در بیانِ تربیتِ اولاد

کیا بیوی کیا شوہر؟ دونوں بے غیرت ہیں۔ رہا کن: بدسیرت نامناسب بیوی کو آزاد کردو (طلاق دے دو)۔ چہ نغز آمد: کیا نادر بات کہی۔ کہ بودند: کہ وہ دونوں بیوی کے ہاتھوں پریشان اور نالاں تھے۔ کس را زنِ بد مباد: خدا کرے کسی کی بری بیوی نہ ہو۔ دوسرے نے کہا خدا کرے دنیا میں خود عورت نہ رہے۔ زن نو کن: نئی بیوی کرو (نئی شادی کرو)۔ نوبہار: آغاز سال۔ تقویم: جنتری، کلنڈر۔ پاری: پار بمعنی سال گزشتہ، پارسال، اخیر میں یائے نسبتی ہے، پار سال والی، پرانی۔ یعنی زنِ دیرینہ تقویم پارینہ کی طرح بے کار ہے، یہ شیخ کی ہزل گوئی و ظرافت ہے۔ تہی پائے: ننگے پاؤں چلنا تنگ جوتے سے بہتر ہے۔ کہ در خانہ جنگ: بیوی کے ساتھ خانہ جنگی سے بہتر ہے۔ شوخ: بے باک۔ کہ در بر خوشند: جب تک شوہروں کی آغوش میں ہیں خوش ہیں۔ کسے را: یعنی جوانوں میں سے جس کسی کو۔ گرفتار زن: زن مرید، بیوی کا تابع فرمان۔ اگر یک زماں: یہ شرط موخر ہے یعنی تم بھی اس کی ناز برداری کروگے اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی اس کو اپنی آغوش میں دبالو گے۔ ناساز گاری: ناموافقت، طبیعت کا میل نہ کھانا۔ جفت: بیوی۔ گراں باری: رنج و مشقت۔ خصم چیر: غالب دشمن، یعنی ناسازگار بیوی۔ آسیا سنگ زیر: (بترکیب مقلوبی) یعنی سنگ زیرین آسیا، چکی کا نچلا پاٹ۔ بسختی بنہ دل: سختی پر صبر کر، برداشت کر۔ دل نہادن: صبر کرنا۔ گفتش: یعنی اس بوڑھے نے اس جوان سے کہا۔ خجل: شرمندہ۔ بشب سنگ بالائی: ظرافت کا شعر ہے، یعنی اے گھر کو جلانے والے! رات کے وقت تو تم چکی کے بالائی پاٹ بن جاتے ہو تو پھر دن میں نچلا پاٹ کیوں نہ بنو گے۔ گلبن: بضم حرف سوم، درخت گل، یعنی جب تم نے درخت گلاب (اس گل اندام) سے لطف اٹھایا ہو تو یہ بھی مناسب ہوگا کہ اس کے کانٹوں کی تکلیف گوارا کرو۔ پیوستہ: مسلسل، لگاتار۔ بار: پھل۔ تحمل: برداشت۔ خار: کانٹا۔ درختے کہ: جس درخت کا تو ہمیشہ پھل کھاتا رہے تو اس وقت برداشت سے کام لو جب کبھی تجھے اس کا کانٹا چبھے۔

زدہ: دس سے۔ سنین: سالوں (سنہ کی جمع)۔ نامحرماں: اغیار و اجانب، جن سے نکاح جائز ہو، مراد عورتیں ہیں۔ فراتر: دور تر (ترجمہ) جب لڑکے کی

پسر چوں زدہ برگذشتش سنیں | ازنا محرماں گو فراتر نشیں
بر پنبہ آتش نشاید فروخت | کہ تا چشم برہم زنی خانہ سوخت
چو خواہی کہ نامت بماند بجائے | پسر را خردمندی آموز و رائے
کہ گر عقل و رائیش نباشد بسے | بمیری و از تو نماند کسے
بسا روزگارا کہ سختی برد | پسر چوں پدر نازکش پرورد
خردمند و پرہیزگارش برار | گرش دوستداری بنازش مدار
بخردی درش زجر و تعلیم کن، | بہ نیک و بدش وعدہ و بیم کن
نو آموز را ذکر و تحسین و زہ | ز توبیخ و تہدیدِ استاد بہ
بیاموز پروردہ را دست رنج | وگر دست داری چو قاروں بگنج
مکن تکیہ بر دستگاہے کہ ہست | کہ باشد کہ نعمت نماند بدست
بپایاں رسد کیسۂ سیم و زر | نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور،
چہ دانی کہ گردیدنِ روزگار | بغربت بگرداندش در دیار
چو بر پیشہ باشدش دسترس | کجا دستِ حاجت برد پیشِ کس
ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت | نہ ہاموں نوشت و نہ دریا شگافت
بخردی بخورد از بزرگاں قفا | خدا دادش اندر بزرگی صفا
ہر آنکس کہ گردن بفرماں نہد | بسے بر نیاید کہ فرماں دہد
ہر آں طفل کو جورِ آموزگار | نہ بیند جفا بیند از روزگار
پسر را نکودار و راحت رساں | کہ چشمش نماند بدستِ کساں
ہر آنکس کہ فرزند را غم نخورد | دگر کس غمش خورد و آوارہ کرد

عمر دس سال سے زیادہ ہوجائے تو اس سے کہو کہ غیر محرم عورتوں سے دور بیٹھے۔ پنبہ: روئی۔ کہ تا چشم: کہ پلک جھپکتے گھر جل جائے گا۔ بماند بجائے: قائم ودائم رہے۔ خردمندی: یعنی علم وہنر۔ آموز: فعل امر ہے، سکھاؤ، تعلیم دلاؤ۔ از تو نماند کسے: کوئی تیرا قائم مقام یا یادگار نہ رہ جائے گا۔ بسا روزگارا: (آخر کا الف زائد ہے، برائے اشباع یا برائے کثرت یا تعظیم)، یعنی بہت دنوں تک اسے سختی جھیلنی پڑے گی۔ (جزائے مقدم ہے)۔ پسر چوں......الخ: یعنی باپ جب اپنے لڑکے کو ناز ونعم میں پرورش کرے کہ وہ آسائش کا عادی ہوجائے تو رنج ومشقت برداشت نہیں کرسکتا، ناچار زمانے کی ٹھوکریں کھائے گا۔ برآر: یعنی پرورش کر۔ بنازش مدار: یعنی لڑکے کی نعم وناز میں پرورش، بیجا لاڈ وپیار اس کے ساتھ دشمنی ہے۔ درش: "در" زائد ہے۔ زجر: سرزنش، تنبیہ۔ بہ نیک وبدش وعدہ وبیم: لف ونشر مرتب ہے، اچھی چیز کا وعدہ کرو، برے کا خوف دلاؤ۔ نو آموز را: یعنی نو آموز بچے کو تحسین وآفرین اور دلار پیار سے پڑھانا بہتر ہے۔ توبیخ وتہدید استاد: استاد کی سرزنش اور دھمکی، ڈانٹ ڈپٹ۔ پروردہ را: یعنی لڑکے کو۔ دست رنج: دست کاری، یعنی طریقۂ کسب معاش سکھاؤ۔ وگر دست داری: اگرچہ قدرت وقابو رکھتے ہو یعنی مال ومنال کے بھروسے اس کو بے ہنر و پیشہ مت چھوڑو۔ دست گاہ: قدرت، قابو۔ تکیہ: اعتماد، بھروسہ۔ باشد: ممکن ہے، ہوسکتا ہے۔ نعمت: مال واسباب۔ بپایاں رسد: اختتام کو پہنچ جاتی ہے، ختم ہوجاتی ہے، خالی ہوجاتی ہے۔ تہی: خالی۔ کیسہ: تھیلی۔ پیشہ ور: یعنی صاحب علم وہنر۔ گردیدنِ روزگار: گردشِ زمانہ۔ غربت: مسافرت۔ دیار: ملک۔ دسترس: قابو، اختیار۔ دست حاجت بردن: ضرورت کا ہاتھ پھیلانا۔ مکان: مرتبہ۔ نہ ہاموں نوشت: نہ اس نے جنگل طے کیے، یعنی محنت شاقہ نہ کی، شہروں کے چکر نہ لگائے۔ نہ دریا شگافت: نہ دریا پھاڑا یعنی نہ دریا کا سفر کیا۔ قفا خورد: طمانچہ کھایا، مار کھائی۔ صفا: برگزیدگی۔ کہ فرماں دہد: کہ وہ خود حکمراں بن جاتا ہے۔ آموزگار: استاد، معلم۔ کہ چشمش نماند: تاکہ دوسروں کا ہاتھ تکنے والا نہ بنے۔ ہر آنکس: جو شخص اپنے بیٹے کا غم نہیں اٹھاتا تو پھر دوسرا اس کا غم اٹھا کر اسے آوارہ کردیتا ہے، یعنی اولاد کی تعلیم اور ان کی ضرورتوں کی فکر نہ کریں تو اولاد آوارہ ہوجاتی ہے۔

نگہدار از آمیزگارِ بدش | کہ بدبخت و بے رہ کند چوں خودش
سیہ نامہ تر زاں مخنث مخواہ | کہ پیش از خطش روئے گردد سیاہ
ازاں بے حمیت بباید گریخت | کہ نامردیش آبِ مرداں بریخت
پسر کو میانِ قلندر نشست | پدر گو ز خیرش فرو شوئے دست
دریغش مخور بر ہلاک و تلف | کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف

حکایت

شبے دعوتے بود در کوئے من | ز ہر جنس مردم درو انجمن
چو آوازِ مطرب در آمد ز کوئے | بگردوں شد آوازۂ ہای و ہوئے
پری پیکرے بود محبوبِ من | بدو گفتم اے لعبتِ خوبِ من
چرا با جواناں نسیائی بجمع | کہ روشن کنی مجلسِ ما چو شمع
شنیدم سہی قامتِ سیم تن | کہ میرفت و میگفت با خویشتن
محاسن چو مرداں ندارم بدست | نہ مردی بود پیش مرداں نشست

گفتار در احتراز از صحبتِ امردان

خرابت کند شاہدِ خانہ کَن، | برو خانہ آباد گرداں بزن،
نشاید ہوس باختن با گلے | کہ ہر بامدادش بود بلبلے
چو خود را بہر مجلسے شمع کرد | تو دیگر چو پروانہ گردش مگرد
زنِ خوب خوش خوئے آراستہ | چہ ماند بنادانِ نوخاستہ
درو دم چو غنچہ دمے از وفا | کہ از خندہ افتد چو گل در قفا

از آمیزگار بدش: اس کو بروں کے ساتھ میل جول رکھنے سے بچاؤ۔ سیہ نامہ تر: سیاہ نامۂ اعمال والا یعنی نہایت بدکردار۔ مخنث: ہیجڑا (کہ آوارگی اور اغلام ان کا خاصہ اکثری ہے)۔ کہ پیش از خطش: کہ خط کے بال آنے سے پہلے جس کا منھ کالا ہوجائے (بدکاری میں مبتلا ہوجائے)۔ بے حمیت: بے غیرت۔ کہ نامردیش: جس کی نامردی نے یعنی اغلام کرانے عادت نے۔ آب مرداں بریخت: یعنی آباواجداد کی عزت وآبرو برباد کردی۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس کی اغلام کرانے کی عادت نے بہت سے جواں مردوں کی آب مردی (آب منی) ضائع کرادیا۔ قلندر: رند، بے شرع، اوباش۔ ہلاک وتلف: یعنی مرجانا۔ ناخلف: یعنی بری اولاد۔ کوئے: محلہ۔ زہر جنس: ہر قسم کے اچھے برے لوگ۔ انجمن: محفل۔ مطرب: گویا، قوال۔ بگردوں شد: آسمانوں تک ہائے ہوئے کا شور وغل پہنچا، یعنی صوفیا وجد کرنے لگے۔ پری پیکر: نہایت خوب صورت جسم والا، معشوق۔ لعبت خوب من: اے میری اچھی گڑیا، یعنی اے میرے خوب صورت معشوق۔ جمع: مجمع، محفل۔ سہی: سیدھا۔ سہی قامت: سرو قامت۔ سیم تن: گورے بدن کا، نازک اندام۔ محاسن: خوبیاں (خلاف قیاس حسن کی جمع ہے) بمعنی داڑھی۔ ندارم بدست: یعنی مجھے حاصل نہیں۔ پیش مرداں: یعنی داڑھی والوں کے سامنے امرد کا بیٹھنا ٹھیک نہیں۔ احتراز: پرہیز۔ امرد: بے ریش، نوخیز لڑکا۔ شاہد خانہ کن: گھر برباد کردینے والا معشوق یعنی جو نوخیز کہ اپنے کو سنوارے تاکہ اس کی جانب مردوں کا میلان ہو۔ آباد گرداں بزن: عورت سے گھر آباد کر یعنی شادی کرلے۔ ہوس باختن: ہوس بازی، شہوت رانی۔ گلے: مراد نوخیز رعنا معشوق ہے۔ بلبلے: نیا عاشق وشیدائی مراد ہے۔ چو خود را: یعنی جو معشوق ہرجائی اور ہر جگہ شمع محفل بن جائے تو اس کا پروانہ نہ بن۔ آراستہ: بجی سجائی۔ چہ ماند: کیا مشابہت رکھ سکتا ہے۔ نادان نوخاستہ: نوخیز نادان آراستہ لڑکا۔ (یہ عبارت قلب پر محمول ہے)، یعنی خوب صورت، خوش خو، آراستہ عورت خوش اندام نوخیز سے بہتر ہے۔ درودم: "دم" دمیدن سے فعل امر ہے۔ غنچہ: کلی۔ دمے از وفا: محبت کی ایک پھونک۔ از خندہ: یعنی خوش خوئی سے، یعنی اس میں غنچے کی طرح محبت کی روح پھونکو، خوش خلقی سے شگفتہ پھول بن کر تیرے پیچھے لگے گی، یعنی تم مانندِ بادِ صبا صاحبِ دم ہوا ور ... خوش خلقی غنچہ ... شگفتہ ... کی طرح کھل اٹھے گی۔

نہ چوں کودک پیچ پر پیچ: یعنی وہ بیوی نوخیز اور طرحدار لڑکے کی طرح شوخ و شنگ نہ ہوگی جسے گوگل کی طرح پتھر سے بھی توڑا نہ جا سکے، یعنی یہ لڑکے گرم جوشی اور فرطِ عشق کے باوجود شگفتہ نہیں ہوتے۔

نہ چوں کودکِ پیچ بر پیچ شنگ — کہ چوں مقل نتواں شکستن بسنگ

مبیں دلفریبش چو حورِ بہشت — کزاں روئے دیگر چو غولست زشت

گرش پائے بوسی نداردت پاس — ورش خاکپاشی نداند سپاس

سر از مغز و دست از درم کن تہی — چو خاطر بفرزند مردم دہی

مکن بد بفرزندِ مردم نگاہ — کہ فرزندِ خویشت بر آید تباہ

حکایت

دریں شہر بارے بسمعم رسید — کہ بازارگانے غلامے خرید

شبانگہ مگر دست بُردش بشیب — کہ سیمیں زنخ بود و خاطر فریب

پری چہرہ ہر چہ اوفتادش بدست — بکیں در سر و مغز ناداں شکست

گواکرد برخود خدا و رسول — کہ دیگر نگردم بگردِ فضول

رحیل آمدش ہمدراں ہفتہ پیش — دل افگار و سر بستہ و روئے ریش

چو بیروں شد از گازروں یکدو میل — بہ پیش آمدش سنگلاخے مہیل

بپرسید کیں قُلّہ را نام چیست — کہ بسیار بیند عجب ہر کہ زیست

چنیں گفتش از کارواں ہمدمے — مگر تنگِ ترکاں ندانی ہمے

سیہ را یکے بانگ بر داشت سخت — کہ دیگر چہ رانی بیند از رخت

نہ عقلست و نہ معرفت یک جوم — اگر من دگر تنگِ ترکاں روم،

درِ شہوتِ نفس کافر بہ بند — وگر عاشقی لت خور و سر بہ بند

چو مر بندۂ راہمی پروری — بہیبت برآرش کزو برخوری

وگر سیدش لب بدنداں گزد — دماغِ خداوندگاری پزد،

غول: دیو بیابانی، بھوت جو لوگوں کو بے راہ بنا کر ہلاک کر دے۔ ندارد ت: اصل میں دال مفتوح ہے اور تا ساکن، بضرورت شعری دال کو ساکن کر دیا اور تا کو متحرک۔ سر از مغز: نوخیز لڑکوں سے عشق بازی سر کو مغز سے اور ہاتھ کو روپے سے خالی کر دیتی ہے، یعنی آشفتہ سری اور بے اعتباری پیدا کر دیتی ہے۔ برآید تباہ: یعنی تب تمہاری اولاد کو دوسرے تباہ کر دیں گے۔ سمع: کان۔ بازارگاں: سوداگر۔ دست بردش بشیب: اس کے نچلے حصے پر ہاتھ ڈال دیا یعنی اغلام بازی کے ارادے سے۔ سیمیں زنخ: صاف رخسار والا۔ خاطر فریب: دل فریب، پرکشش۔ ہرچہ: جو کچھ اس کے ہاتھ پڑا اس سے خوب خدمت و مرمت کی۔ بکیں: غصہ و غضب سے۔ ناداں: یعنی خواجۂ احمق۔ گوا: گواہ بمعنی شاہد کا مخفف۔ کرد: یعنی سوداگر نے بنایا۔ بگرد فضول: یعنی بد فعلی کا ارادہ نہ کروں گا۔ رحیل: سفر۔ دل افگار: یعنی لڑکے مارنے کی وجہ سے دل گھائل، سر بندھا ہوا، چہرہ زخمی تھا۔ گازروں: فارس کا ایک شہر۔ سنگلاخ: پتھریلی زمین۔ مہیل: ہولناک، خوفناک۔

کیں قلہ را: کہ ایں قلہ را: پہاڑ کی چوٹی، مراد خود پہاڑ ہے۔ تنگ ترکاں: یعنی اس نے جواب دیا کہ یہ تنگ ترکان ہے، یہ ترکستان میں ایک جگہ کا نام ہے، جہاں کے باشندے ترکان تنگی خوبصورتی میں مشہور ہیں۔ سیہ: سیاہ کا مخفف، غلام۔ کہ دیگر: یعنی اب آگے نہ چل، یہیں اقامت کر۔ رخت: سامان سفر۔ معرفت: دانائی۔ اگر من دگر......الخ: اگر میں دوبارہ ترکوں کی تنگ میں جاؤں، یعنی اغلام بازی کروں، ترکان سے مراد امرد کے لڑکے ہیں اور تنگ سے مراد ان کی مقعد ہے۔ در شہوت بہ بند: مقولۂ شیخ ہے، شہوت پرستی سے باز رہو تا کہ ذلت و رسوائی کا سامنا نہ ہو۔ لت خور: لات کھا، رسوا ہو۔ سر بستن: مجروح ہونا۔ برآرش: اس کی پرورش کرو، دہشت و رعب قائم رکھو تا کہ خدمت لے سکو۔ سیدش: غلام کا آقا۔ لب بدنداں گزیدن: بوسہ دینا، بوسہ بازی کرنا۔ دماغ خداوندگاری: آقائی کا دماغ پکانا، رعونت کرنا۔

بندۂ نازنیں: نازنیں غلام۔ مشت زن: یعنی بے ادب، بے باک، شوخ ہوتا ہے۔ خط دل فریب: یعنی پرکشش چہرہ۔ کتیب: کتاب کا مصغر۔

غلام آبکش باید و خشت زن	بود بندۂ نازنیں مشت زن
نہ ہر جا کہ بینی خطِ دلفریب	توانی طمع کردنش درکتیب

حکایت

گروہے نشینند با خوش پسر	کہ ما پاکبازیم و صاحب نظر
زمن پرس فرسودۂ روزگار	کہ بر سفرہ حسرت خورد روزہ دار
ازاں تخمِ خرما خورد گوسپند	کہ قفلست بر تنگِ خرما و بند
سر گاوِ عصار ازاں درکہ است	کہ ازکنجدش ریسماں کوتہ است

حکایت

یکے صورتے دید صاحب جمال	بگردیدش از شورشِ عشق حال
برانداخت بیچارہ چنداں عرق	کہ شبنم برآرد بہشتی ورق
گذر کرد بقراط بروے سوار	بپرسید کیں راچہ افتاد کار
کسے گفتش ایں عابدِ پارساست	کہ ہرگز خطائے زدستش نخاست
رود روز و شب در بیابان و کوہ	زصحبت گریزاں زمردم ستوہ
بردست خاطر فریبے دلش	فرو رفتہ پائے نظر در گلش
چو آید زخلقش ملامت بگوش	بگرید کہ چند از ملامت خموش
مگوی ار بنالم کہ معذور نیست	کہ فریادم از علّتے دور نیست
نہ ایں نقشِ دل میربایدزدست	دل آں میربایدکہ ایں نقش بست
شنید ایں سخن مردِ کار آزمائے	کہن سال پروردۂ پختہ رائے
بگفت ارچہ صیت نکوئی رود	نہ باہر کسے ہرچہ گوئی رود،

درکتاب کردن: اپنے قبضہ وتصرف میں کرنا۔ خوش پسر: خوب صورت لڑکا۔ کہ ما: یعنی باوجود اس کے دعویٰ کریں کہ ہم تو پاک باز ہیں۔ فرسودۂ روزگار: تجربہ کار، من کی صفت ہے۔ سفرہ: دسترخوان۔ حسرت خورد: یعنی پاک بازی کے دعوے دار امردوں سے شہوت رانی پر دسترس نہیں رکھتے تو صرف دیکھ کر حسرت کرتے ہیں۔ تنگ خرما: چھوہارے کی بوری، اس کا بندھن بکری کے لیے گویا قفل ہے۔ گاوِ عصار: تیلی کا بیل۔ درکہ: کاہ کا مخفف، گھاس، یعنی تیلی کا بیل سرنگوں گھاس صرف اس لیے چرتا ہے کہ اس کی رسی تلوں تک پہنچنے سے چھوٹی ہے۔ ریسمان: رسی۔ شورش عشق: عشق کی دیوانگی۔ برانداخت عرق: یعنی عشق کی گرم جوشی سے بیچارے نے اتنا پسینہ ٹپکایا۔ اردی بہشت: موسم بہار کا مہینہ، مطابق چیت ہندی۔ کہ شبنم: جس قدر شبنم۔ ورق: پتہ۔ بقراط: اسکندریہ کا مشہور حکیم ودانشور، سکندر کا وزیر ومصاحب اور افلاطون کا استاذ تھا، ۴۶۰ قبل مسیح میں تھا۔ چہ افتاد کار: کیا مصیبت پڑگئی۔ ہرگز خطائے نخاست: کبھی اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا۔ گریزاں: بھاگنے والا، کنارہ کش۔

ستوہ: لرزاں، عاجز۔ ببردست: لوٹ لیا ہے۔ خاطر فریب: دل فریب، دل ربا۔ فرو رفتہ درگل: کیچڑ میں پھنس گیا یعنی مبتلائے عشق ہوگیا۔ چند از ملامت خموش: ملامت کتنی! خاموش رہو، ملامت نہ کرو۔ مگوی ار بنالم: اگر میں نالہ وشیون کروں تو یہ نہ کہو کہ معذور نہیں ہوں کیونکہ میرا نالہ وفریاد بے سبب نہیں۔ نہ ایں نقش: ایسا نہیں کہ یہ صورت دل ربا ہو بلکہ میرا دل تو اس صناع حقیقی پر فریفتہ ہے جس نے یہ شاہکار تصویر بنائی۔ کار آزما: تجربہ کار یعنی بقراط نے۔ صیت نکوئی: بھلائی کا شہرہ۔ نہ باہر کسے ہرچہ گوئی: لیکن ہر شخص کے ساتھ ہر بات نہیں چلے گی، کہ صناع حقیقی کا صرف یہی ایک شاہکار قدرت نہیں، کروڑوں موجودات ہیں اس کی صنعت گری کے دل کش جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔

نگارندہ را خود ہمیں نقش بود | کہ شوریدہ را دل بیغما ربود
چرا طفلِ یکروزہ ہوشش نبرد | کہ در صنعِ دیدن چہ بالغ چہ خرد
محقق ہماں بیند اندر ابل | کہ در خوبرویانِ چین و چگل
نقابیست ہر سطرِ من زیں کتیب | فروہشتہ بر عارضِ دلفریب
معانیست در زیرِ حرفِ سیاہ | چو در پردہ معشوق و در میغ ماہ
ق
در اوراقِ سعدی نگنجد ملال | کہ دارد پسِ پردہ چندیں جمال
مرا کیں سخنہاست مجلس فروز | چو آتش درو روشنائی و سوز
نرنجم ز خصماں اگر برطپند | کزیں آتشِ پارسی در تپند

گفتار در عدمِ التفات بر قولِ اہل دنیا

اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست | در از خلق بر خویشتن بستہ ایست
کس از دستِ جورِ زباںہا نرست | اگر خود نمایست اگر حق پرست
اگر بر پری چوں ملک ز آسماں | بدامن درآویزدت بدگماں
بکوشش تواں دجلہ را پیش بست | نشاید زبانِ بد اندیش بست
فراہم نشینند تردامناں | کہ ایں زہد خشک است و آں دامِ ناں
تو روی از پرستیدنِ حق مپیچ | بہل تا نگیرند خلقت بہیچ
چو راضی شد از بندہ یزدانِ پاک | گر اینہا نگردند راضی چہ باک
بد اندیشِ خلق از حق آگاہ نیست | ز غوغائے خلقش بحق راہ نیست
ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند | کہ اول قدم پے غلط کردہ اند

نگارندہ را: کیا نقاشِ ازل کا صرف یہی ایک نقش تھا۔ شوریدہ: مبتلائے عشق، دیوانہ۔ دل بیغما ربود: دل لوٹ لے گیا۔ یغما: لوٹ۔ ہوشش نبرد: طفل نوزائیدہ نے کیوں اس کو عاشق نہ بنایا۔ صنع: کاری گری۔ در صنع دیدن: یعنی در فعل دیدن چشم۔ محقق: حقائق ہیں۔ ابل: اونٹ، یعنی اونٹ میں بھی اس کی صنعت گری موجود ہے۔ چگل: بکسر تین، ترکستان کا ایک شہر جہاں کے حسین مشہور ہیں اور تیر اندازی میں اپنا عدیل و سہیم نہیں رکھتے۔ نقابیست: مقولہ شیخ ہے، ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ کتیب: کتاب کا مصغر مراد بوستاں ہے۔ بر عارض دل فریب: دل کش رخسار پر۔ در میغ ماہ: یعنی جیسے بادلوں کی اوٹ میں چاند، ان دونوں شعروں کے مضامین یکساں ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ بوستاں کی ہر ہر سطر میں دل فریب معانی ومضامین کے رخ زیبا پر سیاہ حرفوں کی نقاب پڑی ہے۔ ملال: دل گیری، رنج۔ چندیں جمال: یعنی جمال معانی ومضامین۔ در در روشنائی وسوز: یعنی میرا کلام نور معانی، سوز بیان سے پر زونق محفل ہے۔ خصم: دشمن، مخالف حریف۔ برطپند: تڑپیں، پیچ وتاب کھائیں۔ نرنجم: یعنی میرے کلام سے اگر دشمن جلیں تو مجھے رنج وملال نہیں۔ آتش فارسی: مراد کلام سعدی ہے، جس میں سوزش کی صفت موجود ہے، اس نار فارسی کی طرح جس میں مریض سخت سوزش وحرارت محسوس کرتا ہے اور آتشک سے بڑھ کر یا اس کا پیش خیمہ ہے یا آتش کدہ ایران کی آگ جسے زرتشت نے روشن کیا اور سرکار کی شب ولادت بجھ گئی۔ عدم التفات: توجہ نہ کرنا، بے توجہی۔ رستہ: نجات یافتہ۔ از جہاں: یعنی دنیا والوں کی زبان سے۔ بستہ است: یعنی وہی نجات پا سکا جس نے مخلوق سے اپنا دروازہ بند کر لیا یعنی کنارہ کش ہو گیا۔ ملک: فرشتہ۔ بدامن: یعنی اگر فرشتہ صفت بھی بن جاؤ تب بھی لوگ دامن پر دھبے لگا دیں گے۔ پیش: یعنی بند۔ نشاید: ممکن نہیں۔ بد اندیش: بد زبان۔ تردامناں: فساق وفجار، عیب جوئی کرنے والے۔ زہد خشک: بے کیف عبادت۔ دام ناں: یعنی خود نمائی کی عبادت (اسی طرح کے لفظوں سے بزرگوں کی تنقیص شان کرتے ہیں)۔ بحق راہ نیست: خدا تک اس کی رسائی نہیں۔ بجائے: مقصود تک۔ اول قدم: سلوک کا پہلا قدم مخلوق کی خیر خواہی ہے، نہ کہ عیب جوئی وطعن وتشنیع۔

دو کس بر حدیثے گمارند گوش | ازیں تا بداں زاہرمن تا سروش
یکے پند گیرد دگر ناپسند | نپردازد از حرف گیری بہ پند
فرو ماندہ در کنجِ تاریک جائے | چہ دریابد از جامِ گیتی نمائے
مپندار اگر شیر اگر روبہی | کزیناں بمردی و حیلت رہی
اگر کنجِ خلوت گزیند کسے | کہ پروائے صحبت ندارد بسے
مذمت کنندش کہ زرق ست و ریو | ز مردم چناں میگریزد کہ دیو
وگر خندہ رو لیست و آمیزگار | عفیفش ندانند و پرہیزگار
غنی را بغیبت بکاوند پوست | کہ فرعون اگر ہست در عالم اوست
وگر مردِ درویش در سختی است | بگویند از ادبار و بدبختی است
وگر کامرانے در آید ز پائے | غنیمت شمارند و فضلِ خدائے
کہ تا چند ازیں جاہ گردن کشی | خوشی را بود در قفا ناخوشی
وگر تنگدستے تنک مایۂ | سعادت بلندش کند پایۂ
بخایندش از کینہ دنداں بزہر | کہ دوں پرورست ایں فرومایہ دہر
چو بینند کارے بدستت درست | حریصت شمارند و دنیا پرست
وگر دستِ ہمت بداری زکار | گدا پیشہ خوانندت و پختہ خوار
وگر ناطقی طبلِ پر یاوۂ | وگر خامشی نقشِ گرماوۂ
تحمل کناں را نخوانند مرد | کہ بیچارہ از بیم سر بر نکرد
وگر در سرش ہولِ مردانگیست | گریزند ازو کیں چہ دیوانگیست
تعنت کنندش گر اندک خور است | کہ مالش مگر روزیے دیگر است

ازایں تا بداں: اس ایک سے اس دوسرے تک اتنا فرق ہے جتنا شیطان اور فرشتے میں۔ اہرمن: مجوسیوں کا دوسرا خدا خالقِ شر، شیطان اور دیو کو بھی کہتے ہیں۔ سروش: فرشتہ۔ حرف گیری: نکتہ چینی، عیب جوئی۔ کنج تاریک جائے: گوشہ مقام تاریک یعنی گمراہی میں۔ جام گیتی نما: اسے جامِ جم، جامِ جمشید، جامِ جہاں نما اور جامِ کیخسرو بھی کہتے ہیں جس سے دنیا کے احوال معلوم ہو جاتے تھے، یہاں مراد "دل" ہے۔ بمردی وحیلہ رہی: یعنی کسی طور تم ان بدزبانوں سے نہیں بچ سکتے۔ زرق: فریب۔ ریو: مکر، دھوکہ۔ دیو: بھوت۔ آمیزگار: ملنسار، ہلا ملا، سب سے میل جول رکھنے والا۔ عفیف: پاک دامن۔ بغیبت بکاوند پوست: غیبت کر کے اس کی کھال یوں ادھیڑتے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی فرعون ہے تو وہی ہے۔ سختی: بدحالی، تنگ دستی۔ ادبار: بدنصیبی۔ کامرانے: بیائے وحدت، صاحب مرتبہ، خوش نصیب۔ درآید زپائے: اپنے مرتبے سے گر جائے، مبتلائے مصیبت ہو جائے۔ شمارند: یعنی اس کی رسوائی کو غنیمت اور فضل خدا سمجھتے ہیں۔ تاچند: کب تک۔ گردن کشی: تم اس مرتبہ کی وجہ سے کب تک تکبر کرتے۔ درقفا: پیچھے۔ تنک مایہ: بضمتین، معمولی پونجی والا۔ پایہ: مرتبہ۔ از کینہ: یعنی کمال حسد سے۔ دنداں بزہر خایند: زہر بجھے دانت پیستے ہیں، یعنی عداوت بھری باتیں کہتے ہیں کہ کینہ پرور ہے۔ فرومایہ: کمینہ۔ دہر: زمانہ۔ چوں بینند: جب تم سے کوئی کام درست ہوتے دیکھیں تو تجھے حریص اور دنیادار شمار کریں۔ دست از کار داشتن: ترکِ عمل کرنا۔ وگر دست ہمت بداری: اور اگر تو کسی کام سے اپنے دستِ ہمت کو اٹھا لے اور وہ کام چھوڑ دے تو لوگ تم کو گداگر اور مفت خور کہیں۔ وگر ناطقی: اور اگر تو بولتا آدمی ہے تو تجھے بکواس بھرا ڈھول کہیں۔ نقش گرماوہ: بمعنی گرمابہ، یعنی تجھے نقشِ حمام کہیں (ایران میں حماموں کے اندر تصویریں بنانے کا رواج تھا)۔ تحمل کناں: برداشت کرنے والا، بردبار، اہلِ صبر۔ نخوانند مرد: مردنہ کہیں، یعنی بہادر۔ ہول مردانگی: اور بعض نسخوں میں ہے "ہول ومردانگی" دہشت، رعب و دبدبہ۔ مردانگی: بہادری۔ تعنت: عیب جوئی، سرکشی۔ اندک خور: کم کھانے والا، کفایت شعار۔ کہ مالش: تعنت کا بیان ہے، کہیں گے کہ اس کا مال شاید دوسروں کا نصیب ہے۔

نغز: نادر، عمدہ۔ پاکیزہ خورش: خوش خوراک۔ شکم بندہ: بندۂ شکم، پیٹو۔ بے تکلف زید: سادہ زندگی گزارے۔ اہل تمیز: ممتاز لوگ، علم و دانش والے۔

وگر نغز و پاکیزہ باشد خورش ॥ شکم بندہ خوانند و تن پرورش
وگر بے تکلف زید مال دار ॥ کہ زینت بر اہلِ تمیز است عار
ق زباں در نہندش بایذا بہ تیغ ॥ کہ بدبخت زر دارد از خود دریغ
وگر کاخ و ایواں منقش کند ॥ تنِ خویش را کسوتِ خوش کند
ق بجاں آید از طعنہ بر وے زناں ॥ کہ خود را بیاراست ہمچوں زناں
وگر پارسائے سیاحت نہ کرد ॥ سفر کردگانش نخوانند مرد
کہ نارفتہ بیروں ز آغوشِ زن ॥ کدامش ہنر باشد و رای و فن
جہاندیدہ را ہم بدرّند پوست ॥ کہ سرگشتہ بختِ برگشتہ اوست
گرش حظ ز اقبال بودے و بہر ॥ زمانہ نراندے ز شہرش بشہر
عزب را نکوہش کند خردہ بیں ॥ کہ می رنجد از خفت و خیزش زمیں
وگر زن کند گوید از دستِ دل ॥ بگردن در افتاد چوں خر بہ گل
نہ از جورِ مردم رہد زشت روئے ॥ نہ شاہد ز نامردمِ زشت گوئے

حکایت

غلامے بمصر اندرم بندہ بود ॥ کہ چشم از حیا در بر افگندہ بود
کسے گفت ہیچ ایں پسر عقل و ہوش ॥ ندارد بمالش بتعلیم گوش
شبے بر زدم بانگ بر وے درشت ॥ ہمو گفت مسکیں بجورش بکشت
گرت بر کند خشم روزے ز جائے ॥ سراسیمہ خوانندت و خیرہ رائے
وگر بردباری کنی از کسے ॥ بگویند غیرت ندارد بسے
سخی را باندرز گویند بس ॥ کہ فردا دو دستت بود پیش و پس

عار: ننگ و عیب۔ زباں در نہند: زبان چلائیں گے، طعنہ دیں گے۔ دار واز خود دریغ: اپنے پر مال خرچ کرنے سے روکتا ہے، بخالت کرتا ہے۔ کاخ وایواں: قصر و محل۔ کسوت خوش: عمدہ لباس۔ بجاں آید: عاجز آجائے گا۔ ز طعنہ بروے زناں: یعنی بر وے ز طعنہ زناں: اپنے اوپر طعنہ مارنے والوں سے۔ خود را بیاراست: اپنے کو عورتوں کی طرح بنا سنوار لیا ہے۔ سیاحت: سیر و جہاں گردی۔ سفر کردگاں: سفر کرنے والے۔ کہ نارفتہ: یعنی طعنہ دیں کہ بیوی کی آغوش سے کبھی باہر نہ گیا۔ جہاندیدہ: سیاح، جہاں گرد۔ بدرّند پوست: چمڑی پھاڑ دیں گے، یعنی بدگوئی کریں گے کہ اس کا ستارۂ قسمت گردش میں ہے۔ حظ و بہر: نصیبہ و حصہ۔ گر بودے: اگر ہوتا۔ اقبال: فیروز مندی، اقبال مندی۔ عزب: (بعین مہملہ و زائے معجمہ مفتوحین) غیر شادی شدہ، بن بیاہا، کنوارا۔ خردہ بیں: نکتہ چیں۔ خفت و خیزش: سونا جاگنا۔ زن کند: شادی کرے۔ بگردن در افتاد: یعنی کہیں گے کہ دل کے ہاتھوں گردن کے بل گدھے کی طرح کیچڑ میں گر پڑا ہے۔ از جور مردم: یعنی لوگوں کے ستم نیش زنی سے۔ نہ رہد زشت رو: نہ بدصورت چھٹکارا پاتا ہے نہ کوئی حسین و خوب رو۔ نامردم: کمینہ، نالائق۔ زشت گو: برا کہنے والا۔ غلام: دس بارہ سال کا لڑکا، امرد۔ بندہ: غلام، خدمت گار۔ چشم از حیا در بر: یعنی وہ حیادار شرمیلا تھا۔ بمالش گوش: "بمال" فعل امر ہے "ش" گوش کا مضاف الیہ ہے، اس کے کان اینٹھو، گوشالی کرو، سزا دو۔ بہ تعلیم: تعلیم کے لیے۔ بانگ درشت بروے زدم: میں نے اسے بہت زور سے ڈانٹا۔ ہمو گفت: وہی شخص بولا جو کان اینٹھنے کو کہہ رہا تھا کہ ستم سے اس مسکین کو مار ڈالا۔ گرت بر کند: اگر کسی دن غصہ تجھے آپے سے باہر کر دے۔ خیرہ رائے: بدعقل۔ ندارد بسے: یعنی بالکل نہیں رکھتا۔ اندرز: پند و نصیحت۔ سخی را: سخاوت کرنے والے کو نصیحت کے طور پر کہیں گے بس کرو، نہیں تو کل کو آگے پیچھے ہاتھ دھرے ننگے پھرو گے، کپڑا بھی اتر جائے گا۔

دگر قانع و خویشتن دار گشت ——— بہ تشنیع خلقے گرفتار گشت

کہ ہچوں پدر خواہد ایں سفلہ مرد ——— کہ دنیا رہا کرد و حسرت ببرد

کہ یارد بکنج سلامت نشست ——— کہ پیغمبر از خبث دشمن نرست

خدا را کہ مانند و انباز و جفت ——— ندارد شنیدی کہ ترسا چہ گفت

رہائی نیابد کس از دست کس ——— گرفتار را چارہ صبر است و بس

حکایت

جوانے ہنرمند فرزانہ بود ——— کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود

نکونام و صاحبدل و حق پرست ——— خط عارضش خوشتر از خط دست

قوی در بلاغات و در نحو چست ——— ولے حرف ابجد نگفتے درست

یکے را بگفتم ز صاحبدلاں ——— کہ دندان پیشیں ندارد فلاں

برآمد ز سودائے من سرخ روئے ——— کزیں جنس بیہودہ دیگر مگوئے

تو در وے ہماں عیب دیدی کہ ہست ——— زچنداں ہنر چشم عقلت بہ بست

یقیں بشنو از من کہ روزِ یقیں ——— نہ بیند بدے مردم نیک بیں

یکے را کہ علم ہست و تدبیر و رائے ——— گرش پائے عصمت بخیزد زجائے

بیک خردہ مپسند بروے جفا ——— بزرگاں چہ گفتند خذ ما صفا

بود خار و گل باہم اے ہوشمند ——— چہ در بندِ خاری تو گلدستہ بند

کرا زشت خوئی بود در سرشت ——— نہ بیند ز طاؤس جز پائے زشت

صفائی بدست آور اے بے تمیز ——— کہ ننماید آئینۂ تیرہ نیز

طریقے طلب کز عقوبت رہی ——— نہ حرفے کہ انگشت بروے نہی

قانع: قناعت گزیں۔ خویشتن دار: خوددار۔ تشنیع: طعنہ، طنز، لعن طعن۔ سفلہ: کمینہ۔ کہ دنیا رہا کرد: یعنی باپ جو کہ مال دنیا چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا۔ کہ یارد: یارد: یارستن سے مضارع ہے، طاقت رکھنا، سکنا، یعنی لوگوں کی نیش زنی سے سلامت کون بیٹھ سکتا ہے جب کہ پیغمبر بھی دشمن کی بد باطنی سے نہ بچ سکے۔ مانند: نظیر، مثل۔ انباز: شریک۔ جفت: جوڑا، بیوی۔ شنیدی کہ ترسا چہ گفت: تم نے سنا! کہ نصاریٰ نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں، جو خدا کے نظیر و مثیل اور الوہیت میں شریک ہیں اور حضرت عیسیٰ کی ماں خدا کی بیوی قرار پائیں۔ چارہ: علاج، تدبیر۔ فرزانہ: دانا، عقل مند۔ کہ در وعظ: جو وعظ گوئی میں نڈر اور بے باک تھا۔ خط عارضش: اس کے رخسار کا خط ہاتھ کی تحریر سے بہتر تھا، یعنی وہ خطیب خوش رو و خوش خط تھا۔ قوی در بلاغت: یعنی بلاغت کی صنعتوں میں مضبوط زبان دانی کے قواعد کا ماہر۔ ولے حرف ابجد: یعنی حروف تہجی کی ادائیگی اور اس کا تلفظ درست نہیں۔ دندان پیشیں ندارد: سامنے کے دانت نہیں جس سے حرو صحیح ادا نہیں ہوتے۔ برآمد ز سودائے من: میرے پاگل پن سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا یعنی وہ غضب ناک ہوگیا پھر بولا کہ اس قسم کی بیہودہ بات پھر نہ کہنا۔ زچنداں ہنر: اس کے اس قدر ہنروں سے تیری چشم عقل بند رہ گئی۔ روز یقیں: قیامت کا دن۔ نہ بیند بدی: برائی نہ دیکھے گا، یعنی عذاب نہ پائے گا۔ نیک بیں: خیر اندیش، نیک نیت۔ گرش: یعنی اگر اس سے کوئی لغزش و خطا سرزد ہو جائے۔ بیک خردہ: ایک معمولی عیب سے۔ بزرگاں چہ: یعنی بزرگوں کے قول "خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ" پر عمل کرو۔ خذ ما صفا: صاف لے لو، گدلا چھوڑ دو، یعنی خوبیاں شمار میں لو، عیبوں کو درگزر کرو۔ چہ در بند خاری: تو کانٹوں کی فکر میں کیوں ہے؟ گلدستہ بنا۔ کرا: بدخوئی جس کی فطرت ہو اسے مور کے بدصورت پیر ہی صرف نظر آئیں گے، پروں کا جمال دکھائی نہ پڑے گا۔ صفائی بدست آور: صفائی حاصل کر، پاک باطنی پیدا کر۔ آئینہ تیرہ: تاریک آئینہ یعنی تاریک دل۔ عقوبت: یعنی سزائے آخرت۔ نہ حرفے: یعنی لوگوں پر ذرا بھی انگشت نمائی نہ کرو۔

منہ عیب خلق اے فرومایہ پیش — کہ چشمت فرو دوزد از عیب خویش

چرا دامن آلودہ را حد زنم — چو در خود شناسم کہ تر دامنم

نشاید کہ بر کس درشتی کنی — چو خود را بتاویل پشتی کنی

چو بد ناپسند آیدت خود مکن — پس آنگہ بہمسایہ گو بد مکن

من ار حق شناسم وگر خودنمائے — بروں با تو دارم دروں با خدائے

چو ظاہر بعفت بیارا ستم — تصرف مکن در کژ و راستم

تو خاموش اگر من بہ ام یا بدم — کہ حمالِ سود و زیانِ خودم

اگر سیرتم خوب وگر منکر است — خدایم بسر از تو داناتر است

نہ چشم از تو دارم بہ نیکی ثواب — کہ بینم بجرم از تو چندیں عذاب

نکوکاری از مردمِ نیک رائے — یکے را بدہ می نویسد خدائے

تو نیز اے عجب ہر کرا یک ہنر — ببینی ز دہ عیبش اندر گذر

نہ یک عیبِ او را بانگشت پیچ — جہانے فضیلت برآور بہیچ

چو دشمن کہ در شعرِ سعدی نگاہ — بنفرت کند ز اندرونِ تباہ

ندارد بصد نکتۂ نغز گوش — چو زحفے ببیند برآرد خروش

جز ایں علتش نیست کاں بدپسند — حسد دیدۂ نیک بینش بکند

نہ مر خلق را صنع باری سرشت — سیاہ و سفید آید و خوب و زشت

نہ ہر چشم و ابرو کہ بینی نکوست — بخور پستہ مغز و بینداز پوست

باب ہشتم در شکر

پیش منہ: پیش نظر نہ رکھو (ظاہر نہ کرو)۔ کہ چشمت: ورنہ میری آنکھیں اپنے عیب سے سل جائیں گی (بند ہو جائیں گی) پھر تو اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہ آئے گا، حاصل یہ ہے کہ اپنے عیبوں پر نظر رکھو۔ دامن آلودہ: گنہگار، مجرم۔ حد: شرعی سزا۔ کہ تر دامنم: جب کہ میں خود گنہ گار ہوں۔ درشتی: سختی۔ پشتی کردن: مدد کرنا۔ بتاویل: جب کہ تاویل سے تو اپنی مدد کر رہا ہے اور اپنی پاک دامنی جتا رہا ہے۔ پس آنگہ: یعنی جب خود برائی چھوڑ دو۔ ہمسایہ: پڑوس والا۔ بروں باتو دارم: ظاہر تیرے ساتھ باطن خدا کے ساتھ رکھتا ہوں۔ عفت: پاک دامنی۔ در کژ و راستم: میرے کج و راست پر تصرف مت کرو، دھبے نہ لگاؤ۔ اگر من بہ ام: اگر میں بہتر ہوں۔ کہ حمال سود و زیاں: کہ اپنا نفع نقصان اٹھانے والا میں خود ہوں، یعنی اس کا ذمہ دار میں خود ہوں۔ منکر: بری۔ سر: راز۔ داناتر: زیادہ جان کار۔ چشم: امید۔ کہ بینم بجرم: یعنی پھر کیوں تیرے جرم دیکھ کر اتنے عذاب مول لوں۔ بدہ می نویسد: یعنی خدائے تعالیٰ دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے، ارشاد ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ زدہ عیبش اندر گذر: یعنی تم بھی جس کی ایک خوبی دیکھو اس کے دس عیوب درگزر کرو۔ بانگشت پیچ: نہ کہ اس کے ایک عیب کو اس طرح انگلی سے پھینٹو کہ اس کا جہان فضیلت ہیچ معلوم ہونے لگے۔ جہان فضیلت: بزرگیوں کی دنیا، یعنی کثیر فضائل۔ اندرون تباہ: برا باطن، یعنی خبث باطنی۔ بصد نکتۂ نغز: یعنی بیان سعدی کے سیکڑوں نادر نکتوں پر۔ چو زحفے: زحف: جمع زحاف (اصطلاحا) ارکان شعر میں سبب خفیف یا ثقیل کے آخر حرف کو ساکن یا حذف کر دینا، اس معنی میں زحاف مفرد استعمال ہوتا ہے، یعنی حاسد جب کہیں کوئی زحاف دیکھ لیتا ہے تو شور مچاتا ہے۔ علتش: اس کا سبب۔ بدپسند: بدخواہ۔ حسد دیدۂ نیک بینش بکند: حسد نے اس کی نیک بینی کی آنکھیں پھوڑ دی ہیں۔ نہ: برائے استفہام، کیا ایسا نہیں ہے۔ صنع باری: خدا کی صناعی، کاری گری۔ سرشت: پیدا کیا۔ خوب و زشت: اچھے برے، یعنی سب کا خالق اللہ ہے۔ پستہ مغز: بہ ترکیب مقلوبی یعنی مغز پستہ۔ بخور: یعنی تجھے چاہیے کہ پستے کا مغز کھا لے اور اس کا چھلکا پھینک دے۔

نفس می نیارم زد از شکرِ دوست ... کہ شکرے ندانم کہ در خوردِ اوست
عطائیست ہر موی از و بر تنم ... چگونہ بہر موئے شکرے کنم
ستایش خداوندِ بخشندہ را ... کہ موجود کرد از عدم بندہ را
کرا قوتِ وصفِ احسانِ اوست ... کہ اوصاف مستغرقِ شانِ اوست
بدیعیکہ شخص آفریند زِ گِل ... روان و خرد بخشد و ہوش و دل
ز پشتِ پدر تا بپایانِ شیب ... نگر تا چہ تشریف دادت زغیب
چو پاک آفریدت بہُش باش و پاک ... کہ ننگست ناپاک رفتن بخاک
پیاپے بیفشاں از آئینہ گرد ... کہ مصقل نگیرد چو زنگار خورد
نہ در ابتدا بودی آبِ منی ... اگر مردی از سر بدر کن منی
چو روزی بسعی آوری سوئے خویش ... مکن تکیہ بر زورِ بازوئے خویش
چرا حق نمی بینی اے خود پرست ... کہ یارد بگردش در آورد دست
چو آید بکوشیدنت خیر پیش ... بتوفیقِ حق داں نہ از سعیِ خویش،
بسر پنجگی کس نبرد ست گوئے ... سپاسِ خداوندِ توفیق گوئے
تو قائم بخود نیستی یک قدم ... زغیبت مدد میرسد دمبدم
نہ طفلک زباں بستہ بودی ز لاف ... ہمی روزی آمد بجوفش زناف
چو نافش بریدند و روزی گسست ... بہ پستانِ مادر در آویخت دست
غریبے کہ رنج آردش دہر پیش ... بدارو دہند آبش از شہرِ خویش
پس او در شکم پرورش یافتست ... ز انبوبِ معدہ خورش یافتست
دو پستاں کہ امروز دلخواہِ اوست ... دو چشمہ ہم از پرورش گاہِ اوست

(باب ہشتم در شکر الٰہی) نفس زدن: دم زدن۔ از شکر دوست: میں اپنے دوست یعنی خدائے تعالیٰ کے شکریہ کا دم نہیں مار سکتا، یعنی ادا نہیں کر سکتا۔ کہ در خورِ اوست: جو اس کے لائق و مناسب (شایانِ شان) ہو۔ ہر موی: میرے بدن کا ہر رونگٹا اس کی عطا ہے۔ ستائش: حمد، تعریف اس خدائے بخشندہ کے لیے جس نے بندے کو معدوم سے موجود کیا۔ قوت: طاقت۔ وصف: تعریف بیان کرنا۔ اوصاف: وصف کی جمع، خوبیاں۔ مستغرقِ شانِ او: (یہ خبر ہے) یعنی اس کی شان جمیع صفات کمال کی جامع ہے اور تمام اوصاف کمال اس کی شان کے احاطے میں ہیں۔ بدیع: انوکھا خالق کہ بے نمونہ پیدا کر دے۔ شخص: کالبد انسان۔ رواں: روح، جان۔ تا بپایانِ شیب: بڑھاپے کی انتہا تک۔ نگر تا چہ تشریف: ملاحظہ کرو! کیسی کیسی خلعتیں اور شرافتیں تمہیں غیب سے عطا فرمائی ہیں۔ چو پاک آفریدت: جب تجھے گناہوں سے پاک پیدا کیا۔ ناپاک رفتن: یعنی گناہوں میں آلودہ مرنا۔ رفتن بہ خاک: قبر میں جانا، مرنا۔ آئینہ: یعنی دل۔ گرد: غبار یعنی گناہ۔ مصقل: زنگ دور کرنے کا آلہ، آلۂ جلا بخشی، ریتی۔ آبِ منی: نطفہ، آبِ مردی۔ منی: بتشدید یائے تحتانی: (عربی): آبِ پشت۔ وبتخفیف یائے تحتانی (فارسی) بمعنی تکبر و خود بینی۔

بدر کن منی: سر سے تکبر و نخوت نکال ڈال۔ مکن تکیہ: اپنے زورِ بازو پر بھروسہ مت کر، کیوں کہ زورِ بازو بھی توفیقِ ایزدی ہے۔ یارد: یارستن سے مضارع، طاقت رکھنا، سکنا۔ کہ یارد بگردش: یعنی بے توفیقِ ایزدی ہاتھ بھی ہلانا ممکن نہیں۔ چو آید......الخ: جب تیری کوشش سے بھی کوئی بھلائی حاصل ہو تو اسے بھی توفیقِ خدا ہی سمجھو۔ سر پنجگی: طاقت۔ گوئے: گیند۔ بازی۔ سپاس......الخ: توفیق دینے والے خدا کا شکر ادا کر۔ زغیبت: یعنی غیب سے۔ نہ طفلک: (نہ برائے استفہام انکاری) "ک" برائے تصغیر، کیا ایسا نہیں کہ تو شکم مادر میں زباں بستہ بچہ تھا تو وہاں بھی تیرے جسم کو ناف کے ذریعہ غذا مل رہی تھی۔ نافش بریدند: اس کی نال کاٹ دیا، یعنی غذائی نلی۔ غریب: مسافر۔ رنج آرد دہر: یعنی بیمار پڑ جائے۔ بدارو: دوا کے طور پر۔ آبش: یعنی وطن کا پانی۔ شہرِ خویش: بچے کا وطن۔ انبوبِ معدہ: معدے کی نالی۔ خورش: خوراک۔ امروز: یعنی جوانی میں۔ دل خواہِ او: اس کی مرغوب اور پسندیدہ ہیں۔ پرورش گاہ: بچے کی پرورش گاہ یعنی شکم مادر، گویا بچے کے وطن کے دو چشمے ہیں اور وطن کے پانی سے سیرابی پاتا ہے۔

کنار و برِ مادر ...... دلپذیر ؛ بہشتست و پستاں درو جوئے شیر

درختست بالائے جاں پرورش ؛ ولد میوۂ نازنیں بر برش

نہ رگہائے پستاں درونِ دلست ؛ پس ار بنگری شیر خونِ دلست

بخونش فرو بردہ دنداں چو نیش ؛ سرشتہ درو مہرِ خونخوارِ خویش

چو بازو قوی کرد و دنداں سطبر ؛ براندایدش دایہ پستاں بصبر

چناں صبر از شیر خامش کند ؛ کہ پستانِ شیریں فرامش کند

تو نیز اے کہ در توبہ طفلِ راہ ؛ بصبرت فراموش گردد گناہ

حکایت

جوانے سر از رائے مادر بتافت ؛ دلِ دردمندش چو آذر بتافت

چو بیچارہ شد پیشش آورد مہد ؛ کہ اے سست مہرِ فراموش عہد

نہ گریان و درماندہ بودی و خرد ؛ کہ شبہا ز دستِ تو خوابم نبرد

نہ در مہد نیروئے حالت نبود ؛ مگس راندن از خود مجالت نبود

تو آنی کزاں یک مگس رنجۂ ؛ کہ امروز سالارِ سر پنجۂ

بحالے شوی باز در قعرِ گور ؛ کہ نتوانی از خویشتن دفعِ مور

دگر دیدہ چوں بر فروزد چراغ ؛ چو کرمِ لحد خورد پیہِ دماغ

چو پوشیدہ چشمے بہ بینی کہ راہ ؛ نداند ہمی وقتِ رفتن ز چاہ

تو گر شکر کردی کہ با دیدۂ ؛ وگرنہ تو ہم چشم پوشیدۂ

معلم نیاموختت فہم و رائے ؛ سرشت ایں صفت در وجودت خدائے

گرت منع کردے دلِ حق نیوش ؛ حقت عینِ باطل نمودے بگوش

کنار وبر: آغوش اور بغل (عطف تفسیری ہے)۔ دل پذیر: دل کو قبول ہو جانے والی۔ جوئے شیر: دودھ کی نہر، گویا بہشت میں نہریں رواں ہیں۔ بالائے: یعنی قدِ مادر۔ جاں پرورش: روح پرور، جان پرور۔ ولد: لڑکا۔ بر برش: اس کی آغوش میں۔ یہ سب شیخ کی دل کش تشبیہات ہیں۔ نہ رگ ہائے پستاں: (استفہام تقریری) چھاتی کی رگیں دل سے آتی ہیں تو ان کا دودھ اصل میں خونِ دل ہے۔ بخونش: یعنی ماں کے دودھ میں۔ فرو بردہ: گاڑے ہوئے۔ نیش: ڈنک۔ سرشتہ درو: اس کے باوجود اپنے خونخوار یعنی بچے کی محبت اس میں پیدا ہے، بچہ ماں کا خون پیتا ہے، پھر بھی عجیب کرشمۂ قدرت کہ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اور جان نچھاور کرتی ہے۔ سطبر: اصل میں ستبر ہے، قلب مکانی سے سطبر ہوا، بمعنی موٹا، بڑا۔ براندایدش: اندودن سے مضارع، دایہ پستان پر ایلوا لیپ کر دیتی ہے (دودھ چھڑانے کے لیے)۔ دایہ: دودھ پلانے والی۔ صبر: ایلوا جو نہایت کڑوا ہوتا ہے۔ چناں صبر: .... در توبۂ: توبہ و استغفار اور سلوک میں ـــ توبۂ میں یائے خطاب ہے۔ بصبرت: تیرے صبر کرنے سے۔ دل دردمندش: "ش" ضمیر ماں کی طرف لوٹتی ہے، یعنی ماں کا دل دردمند۔ آذر: آگ، شعلہ۔ بیچارہ شد: عاجز ہو گئی۔ آورد مہد: پالنا لے آئی (بچپن یاد دلانے کے لیے)۔ مہر: محبت۔ فراموش عہد: زمانہ بھول جانے والے، یعنی بچپن۔ شبہا: شب کی جمع راتیں۔ ز دستِ تو: تیری وجہ سے۔ نہ در مہد: استفہام انکاری، کیا ایسا نہ تھا؟ یعنی ایسا ہی تھا۔ مہد: گہوارہ۔ نیروئے حالت: تیری اب جیسی طاقت (تائے خطاب ہے)۔ مگس راندن: مکھی ہانکنا۔ مجال: طاقت۔ رنجۂ: تو رنجیدہ تھا۔ سالار سر پنجۂ: یعنی تو آج طاقت و قوت کا سردار ہے۔ قعر: گہرائی، گڑھا۔ دفع مور: چیونٹی ہٹانا، بعد موت تم اپنے بدن سے چیونٹی بھی نہیں ہٹا سکتے۔ چوں: کیسے۔ کرم لحد: قبر کے کیڑے۔ پیہ: بیائے معروف و ہائے ملفوظ، چربی۔ پوشیدہ چشم: اندھا۔ کہ راہ نداند ہمی: جو چلتے وقت کنویں سے راستے کو ممتاز نہیں کر سکتا ہے۔ وگرنہ ......الخ: ورنہ تو بھی اندھا ہے۔ معلم: استاذ۔ فہم و رائے: یعنی عقل و دانائی۔ سرشت: تخلیق فرمائی۔ منع کردے: روک دیتا، یعنی نہ پیدا کرتا۔ حق نیوش: حق سننے والا، قبول کرنے والا۔ حقت: تاء بگوش کا مضاف الیہ ہے۔ عین باطل نمودے: بالکل باطل معلوم ہوتا۔

گفتار اندر صنع باری در ترکیب خلقت انسان

بہ بیں تا یک انگشت از چند بند	باقلیدسِ صنع درہم فگند
پس آشفتگی باشد و ابلہی	کہ انگشت بر حرفِ صنعش نہی
تأمل کن از بہرِ رفتارِ مرد	کہ چند استخواں پے زد و وصل کرد
کہ بے گردشِ کعب و زانو و پائے	نشاید قدم برگرفتن ز جائے
ازاں سجدہ بر آدمی سخت نیست	کہ در صلبِ و مہرہ یک لخت نیست
دو صد مہرہ بر یکدگر ساختست	کہ گِل مہرہ چوں تو پرداختست
رگت بر تنست اے پسندیدہ خوئے	زمینے درو سیصد و شصت جوئے
بصر در سر و فکر و رای و تمیز	جوارح بدل دل بدانش عزیز
بہائم بروی اندر افتادہ خوار	تو ہمچوں الف بر قدمہا سوار
نگوں کردہ ایشاں سر از بہرِ خور	تو آری بعزت خورش پیشِ سر
نزیبد ترا با چنیں سروری	کہ سر جز بطاعت فرود آوری
ولیکن بدیں صورتِ دلپذیر	فرفتہ مشو صورتِ خوب گیر
رہِ راست باید نہ بالائے راست	کہ کافر ہم از روئے صورت چو ماست
ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش	اگر عاقلی در خلافش مکوش
گرفتم کہ دشمن بکوبی بسنگ	مکن بارے از جہل با دوست جنگ
خردمند طبعانِ منّت شناس	بدوزند نعمت بمیخِ سپاس

حکایت

صنع باری: خدائے تعالیٰ کی کاری گری۔ بہ بیں: یعنی غور کر۔ از چند بند: کتنے جوڑوں سے۔ اقلیدس: ایک یونانی حکیم کا نام جو ہندسہ واشکال، ریاضیات وفلکیات کا ماہر تھا۔ (۳۰۶-۲۸۳ق م) اس کی کتاب کا نام بھی یہی ہے اور یہاں اشکال ہندسیہ مراد ہیں۔ آشفتگی: دیوانگی۔ ابلہی: بیوقوفی۔ کہ انگشت: یعنی عیب چینی کرے۔ کہ چند استخواں......الخ: کہ کتنی ہڈیوں میں پچھے لگا کر جوڑ ملایا۔ کعب: ٹخنہ اور گھٹنے کی ہڈی۔ قدم برگرفتن: قدم اٹھانا، بڑھانا۔ صلب: ریڑھ کی ہڈی۔ مہرہ: ریڑھ کے جوڑوں کی بے ڈول گول ہڈیاں، منکا۔ یکلخت: ایک جسم، ایک ٹکڑا۔ دوصد مہرہ: دوسو ہڈیوں کے جوڑ ایک دوسرے سے ملائے تب کہیں جا کر تجھ جیسا ایک خاکی پتلا تیار ہوا۔ زمینے: جسم کو زمین اور رگوں کو نہریں کہا ہے، بدن انسانی میں وریدوں اور شریانوں کی تعداد تین سو ساٹھ ہے گویا یہ رگیں نہروں کا ایک جال ہے۔ بصر: بینائی، آنکھ۔ جوارح: اعضا۔ دانش: عقل، سمجھ۔ بدانش عزیز: اس شعر میں ساخت کا لفظ مقدر ہے، یعنی دل کو عقل وخرد کے ذریعہ باعزت بنایا۔ بہائم: چوپائے، بہیمہ کی جمع ہے۔ بروے اندر افتادہ: منھ کے بل اوندھے۔ خوار: ذلیل۔ ہمچوں الف: یعنی انسان کو مستقیم القامت بنایا۔ نگوں: اوندھا۔ ایشاں: یعنی بہائم۔

خور: بواوٴ معدولہ، خوراک، چارہ۔ خورش: خوراک۔ چنیں سروری: یعنی مخلوقات پر سرداری، برتری۔ طاعت: یعنی خدا کی عبادت۔ فرفتہ: فریفتہ۔ صورت خوب گیر: صورت بامعنی یعنی اخلاق پسندیدہ اختیار کرو۔ بالائے راست: سیدھا قد۔ چو ماست: ہماری طرح، ہم جیسا ہے۔ خلافش: یعنی خدا کے خلاف۔ گرفتم: میں نے مان لیا۔ کہ دشمن: یعنی شیطان۔ بارے: تابع فعل ہے، الغرض، اب۔ دوست: یعنی اللہ ورسول۔ منت شناس: احسان پہچاننے والا، شکرگزار۔ بدوزند: یعنی عقل مند سرشت، شکرگزار لوگ شکر کی کیل سے نعمت خداوندی کو پائدار بناتے اور بڑھاتے ہیں۔

نبرد آزما: جنگجو یعنی بادشاہ۔ ادہم: اسپ سیاہ، مشکیں گھوڑا۔ بگردن درش مہرہ: یعنی اس کی گردن ٹوٹ گئی، جوڑ ادھر ادھر ہو گئے۔ چوں پیلش: ہاتھی کی

نبرد آزمائے ز ادہم فتاد | بگردن درش مہرہ برہم فتاد
چو پیلش فرو رفت گردن بتن | نگشتے سرش تا نگشتے بدن
پزشکاں بماندند حیران دریں | مگر فیلسوفے ز یوناں زمیں
سرش باز پیچید و تن راست شد | وگر وے نبودے زمن خواست شد
دگر نوبت آمد بنزدیکِ شاہ | نگرد آں فرومایہ در وے نگاہ
خردمند را سر فرو شد بشرم | شنیدم کہ میرفت و میگفت نرم
اگر دی نہ پیچیدمے گردنش | نہ پیچیدے امروز روی از منش
فرستاد تخمے بدستِ رہی | کہ باید کہ بر عود سوزش نہی
مَلِک را یکے عَطسہ آمد ز دود | سر و گردنش ہمچناں شد کہ بود
بُعذر از پئے مرد بشتافتند | بجستند بسیار و کم یافتند
مکن گردن از شکرِ مُنعم مپیچ | کہ روزِ پسیں سر بر آری بہیچ

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالیٰ

شب از بہرِ آسایشِ تست و روز | مہِ روشن و مہرِ گیتی فروز
سپہر از برائے تو فرّاش وار | ہمی گسترانند بساطِ بہار
اگر باد و برف است و باران و میغ | وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
ہمہ کاردارانِ فرماں برند | کہ تخمِ تو در خاک می پرورند
وگر تشنہ مانی ز سختی مجوش | کہ سقّائے ابر آبت آرد بدوش
ز خاک آورد رنگ و بوی و طعام | تماشا گہِ دیدہ و مغز و کام

طرح اس کی گردن دھڑ میں گھس گئی۔ نگشتے سرش: کہ اس کا سر نہ گھومتا جب تک پورا بدن نہ گھومتا۔ پزشک: (بکسر تین وسکون شین) طبیب و جراح۔ فیلسوف: فلسفی، حکیم۔ یونان زمیں: یعنی زمین یونان۔ زیونان زمیں: یعنی وہاں کا باشندہ۔ سرش: یعنی اس یونانی دانش مند نے اپنی حکمت سے اس کا سر گھمایا، علاج کیا تو پھر اس کا سر گھومنے لگا، یعنی درست ہو گیا۔ وے نبودے: یعنی اگر وہ دانش مند نہ رہا ہوتا تو یہ اپاج ہو چکا ہوتا۔ زمن: اپاج۔ نوبت: باری، مرتبہ، یعنی بادشاہ کے صحت یاب ہونے کے بعد۔ آمد: یعنی وہی دانش مند طبیب، یعنی نبرد آزما۔ فرومایہ: کمینہ، مراد بادشاہ ہے۔ فروشد: جھک گیا۔ می گفت نرم: دھیمے دھیمے کہہ رہا تھا۔ نہ پیچیدے: یعنی اگر میں نے اس کی گردن موڑ کر درست نہ کیا ہوتا تو آج وہ مجھ سے منہ نہ پھیرتا۔ تخم: بیج۔ رہی: غلام، نوکر چاکر۔ کہ باید: یعنی اس نے کہلوایا کہ۔ عود سوز: انگیٹھی جس پر عود جلاتے ہیں۔ ملک: بادشاہ۔ عطسہ: چھینک۔ دود: دھواں۔ ہمچناں شد کہ بود: یعنی جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہو گئی کہ سر اور گردن نہ موڑ سکتا تھا۔ بعذر: یعنی برائے عذر خواہی۔ از پئے مرد: مرد کے پیچھے یعنی اسی یونانی دانش مند کے پیچھے۔ کم یافتند: یعنی بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ (بسیار اور کم کا جمال قابل ملاحظہ ہے)۔ منعم: احسان وانعام کرنے والا۔ روز پسیں: پچھلا دن یعنی موت کا دن یا قیامت کا دن۔ مہ: ماہ کا مخفف، چاند۔ مہر گیتی فروز: دنیا روشن کرنے والا آفتاب۔ اس شعر میں شب کی مناسبت سے مہ روشن اور روز کی مناسبت سے مہر گیتی فروز میں لف ونشر مرتب ہے، مطلب یہ ہے کہ چاند اور سورج سب تمہاری آسائش کے لیے ہیں۔ سپہر: آسمان۔ فراش وار: فرش بچھانے والے کی طرح۔ بساط بہار: بہار کا بستر یعنی سبزہ اگاتا ہے۔ میغ: بادل۔ رعد: کڑک۔ چوگاں زند: بلا چلائے، یعنی آواز کرے۔ برق تیغ: یعنی خواہ بجلی تلوار چلائے، یعنی چمکے۔ کارداران: کام کرنے والے۔ فرماں بر: حکم ماننے والے۔ کہ تخم تو: جو تیرے بیج یعنی تیری غذا کے لیے کھیتیاں تیار کرتے ہیں۔ سقائے ابر: یعنی سیراب کنندہ بادل۔ دوش: کندھا، سقا کندھے پر لاد کر پانی لاتا ہے۔ رنگ، بو، مزہ: ان کا ادراک بترتیب آنکھ، دماغ اور حلق سے ہوتا ہے۔ ان میں لف ونشر مرتب ہے۔ تماشا گاہ: جائے حظ ولطف۔

عسل دادت از نحل و منّ از ہوا ٭ رُطب دادت از نخل و نخل از نوا

ہمہ نخلبنداں بخایند دست ٭ زحیرت کہ نخلے چنیں کس نہ بست

خور و ماہ و پرویں برائے تو اند ٭ قنادیل سقف سرائے تو اند

زخارت گل آورد و از نافہ مشک ٭ زر از کان و برگِ تر از چوبِ خشک

بدستِ خودت چشم و ابرو نگاشت ٭ کہ محرم باغیار نتواں گذاشت

توانا کہ آں نازنیں پرورد ٭ بالوانِ نعمت چنیں پرورد

بجاں گفت باید نفس بر نفس، ٭ کہ شکرش نہ کارِ زبانست و بس

خدایا دلم خوں شد و دیدہ ریش ٭ کہ می بینم انعامت از گفت بیش

نگویم دد و دام و مور و سمک ٭ کہ فوجِ ملائک بر اوجِ فلک

ہنوزت سپاس اندکے گفتہ اند ٭ ز بیوَر ہزاراں یکے گفتہ اند

برو سعدیا دست و دفتر بشوئے ٭ براہے کہ پایاں ندارد مپوئے

حکایت

یکے گوشِ کودک بمالید سخت ٭ کہ اے بوالعجب گوئے برگشتہ بخت

ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن ٭ نگفتم کہ دیوارِ مسجد بکن

زباں آمد از بہرِ شکر و سپاس ٭ بغیبت نگرداندش حق شناس

گذرگاہِ قرآن و پند ست گوش ٭ بہبتان و باطل شنیدن مکوش

دو چشم از پئے صنعِ باری نکوست ٭ زعیبِ برادر فرو گیر و دوست

گفتار اندر نظر در حالِ ناتواناں و شکر نعمتِ حق تعالیٰ

عسل: شہد۔ دادت: تجھ کو عطا کیا، یعنی پیدا کیا۔ نحل: شہد کی مکھی۔ منّ: ترنجبین، شیرینی دقوام میں شہد کے مانند ایک گوند جو موسم بہار میں بعض درختوں پر شبنم سے جم جاتا ہے، قوم موسیٰ علیہ السلام پر میدان تیہ میں ''من'' (ترنجبین) کی بارش ہوئی جو انہیں خوراک دی گئی تھی۔ رُطب: تروتازہ کھجور۔ نخل: کھجور کا درخت۔ نوا: گٹھلی (واحد نواۃ ہے)۔ نخلبند: باغباں جمع نخلبنداں۔ خائیدن: چبانا، دانت کاٹنا۔ نخلے چنیں کس نہ بست: کسی نے ایسی نخلبندی (قدرتی کاری گری) نہیں کی۔ خور: آفتاب۔ ماہ: ماہتاب۔ پروین: چھ ستاروں کا گچھا جو جاڑے میں باول شب نظر آتا ہے۔ قنادیل: واحد قندیل: ایک قسم کا فانوس، شیشے کا چراغ جسے چھت سے لٹکاتے ہیں۔ سقف: چھت۔ سرائے: گھر۔ از نافۂ مشک: یعنی ہرن کے نافہ سے مشک پیدا کیا۔ کان: کھان، معدن۔ از چوب خشک: یعنی خزاں کے بعد۔ نگاشت: چشم و ابرو کے نقش بنائے، یعنی تیری صورت بنائی۔ کہ محرم: انسان محرم اسرارِ الٰہی تھا، اسی لیے خود دست قدرت نے اس کی صورت بنائی کہ محرم غیروں کے حوالے نہیں کیا جاتا۔ توانا کہ: ایسا قادر مطلق جو۔ الوان نعمت: رنگا رنگ نعمتیں، قسم قسم کی نعمتیں۔ نفس بر نفس: دم بدم، ہر لحظہ، برابر۔ کہ بینم......الخ: کہ تیرے انعامات کہنے سے زیادہ دیکھتا ہوں، ان کا شکر یہ کیونکر ادا ہو۔ دد: درندہ۔ دام: غیر درندہ صحرائی جانور جیسے ہرن وغیرہ۔ مور: چیونٹی۔ سمک: مچھلی۔ کہ: بلکہ۔ ملائک: فرشتے۔ اوج فلک: آسمان کی بلندی۔ سپاس: حمد و ثنا۔ بیوَر: دس ہزار۔ ز بیور ہزاراں یکے: کروڑوں میں سے ایک۔ پایاں ندارد: یعنی تعریفیں بے انتہا ہیں، تم بیان کر نہیں سکتے، پس شکر ادا کیے جاؤ۔ بمالید: اینٹھ دیا۔ بوالعجب گوئے: انوکھی بات کہنے والا۔ برگشتہ بخت: پھرے مقدر والا، بدنصیب۔ تیشہ: کلہاڑی، بسولہ۔ بکن: کھود ڈال۔ بغیبت......الخ: یعنی زبان کو غیبت کے لیے نہیں چلانا چاہیے۔ یہ زبان کا حق ہے۔ گذرگاہ قرآں......الخ: یعنی کان حق سننے کو بنایا نہ کہ بہتان و باطل سننے کو۔ دو چشم......الخ: آنکھیں قدرت کی کاریگری دیکھنے کے لیے بنایا تا کہ معرفت حاصل ہو، عیب بینی کے لیے نہیں۔ فرو گیر: یعنی آنکھیں عیب بینی سے بند کر لے۔

مگر روزے افتد: یعنی جو مبتلائے مصیبت ہو چکا ہو اسے خوشی کے دنوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ سختی کشی: مشقت جھیلنا۔ تنگسال: قحط کا سال۔ سہل: آسان۔ سلیم: مارگزیدہ، سانپ کا ڈسا

ہوا۔ چند: یعنی چند روز۔ نالاں: روتا ہوا۔ شکر صحت بگفت: یعنی سانپ کا ڈسا ہوا تڑپ تڑپ کر کچھ وقت گزار لیتا ہے پھر اسے صحت ہو جاتی ہے تو اپنے مولیٰ کے لیے شکر صحت ادا کرتا ہے اور قدر صحت معلوم ہوتی ہے۔ تیز پائے: تیز قدم، تیز گام، تیز رفتار۔ کند پویاں: سست چلنے والے۔ بپائے: ٹھہرو، ساتھ دو۔ بر بہ بخشد جواں: یعنی جوان کو بوڑھے پر اور توانا کو ناتواں پر رحم و مروت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ جیحون: خراسان اور ماوراء النہر کے بیچ بلخ کے نزدیک مشہور دریا، پانی نہایت شیریں شفاف ہے۔ جیحونیاں: جیحون کے کنارے رہنے والے۔ واماندگاں: تھک جانے والے۔ در آفتاب: دھوپ میں۔ عرب: باشندۂ عرب۔ دجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔ قعود: نشست، بیٹھک، بود و باش۔ تشنگان: پیاسے۔ زرود: مکہ معظمہ کے راستے میں ایک بے آب صحرا کا نام۔ یک چند: کچھ دنوں۔ در تب گداخت: بخار میں پگھل چکا ہو۔ غلطی: غلطیدن سے مضارع حاضر کا صیغہ ہے، تو لوٹ رہا ہو، کروٹیں بدل رہا ہو۔ تیرہ شب: تاریک رات۔ براندیش: (فعل امر)

نداند کسے قدرِ روزِ خوشی
مگر روزے افتد بسختی کشی

زمستان و درویش در تنگسال
چہ سہلست پیشِ خداوندِ مال

سلیمے کہ یک چند نالاں بخفت
خداوند را شکرِ صحت بگفت

چو مردانہ رو باشی و تیز پائے
بشکرانہ باکند پویاں بپائے

بر پیرِ کہن بر بہ بخشد جواں
توانا کند رحم بر ناتواں

چہ دانند جیحونیاں قدرِ آب
ز واماندگاں پرس در آفتاب

عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود
چہ غم دارد از تشنگانِ زرود

کسے قیمتِ تندرستی شناخت
کہ یک چند بیچارہ در تب گداخت

ترا تیرہ شب کے نماید دراز
کہ غلطی ز پہلو بہ پہلوئے باز

براندیش از افتانِ خیزانِ تب
کہ رنجور داند درازیئے شب

بہ بانگِ دہل خواجہ بیدار گشت
چہ داند شبِ پاسباں چوں گذشت

حکایت سلطان طغرل با ہندوئے پاسبان

شنیدم کہ طغرل شبے در خزاں
گذر کرد بر ہندوئے پاسباں

ز باریدنِ برف و باران و سیل
بلرزش در افتادہ ہمچوں سہیل

دلش بر وے از رحمت آورد جوش
کہ اینک قبا پوستینم بپوش

دمے منتظر باش بر طرفِ بام
کہ بیروں فرستم بدستِ غلام

دریں بود و بادِ بہاری وزید
شہنشہ در ایوانِ شاہی خزید

وشاقے پری چہرہ در خیل داشت
کہ طبعش بدو اندکے میل داشت

فکر کر، سوچ۔ افتاں و خیزانِ تب: یعنی بخار میں مضطرب۔ رنجور: بیمار۔ دہل: یعنی صبح کا نقارہ۔ پاسباں: پہرے دار۔ طغرل: ایک سلجوقی بادشاہ کا نام ۴۲۹ھ میں بادشاہ بنا، ۲۶ سال حکومت کر کے بعمر ۷۰ سال ۴۵۵ھ میں انتقال کیا۔ خزاں: پت جھڑ کا موسم۔ ایران میں سخت جاڑوں میں یہ موسم آتا ہے۔ ہندوئے پاسباں: غلام چوکیدار۔ سہیل: ایک ستارہ ہے جو لرزتا ہوا نظر آتا ہے (اس کے بعض دیگر خواص بھی ہیں)۔ اینک: ابھی۔ قبا پوستین: (بفکِ اضافت) پوستین کی قبا، جاڑے کا ایک لباس ہے۔ دمے: تھوڑی دیر، لمحہ بھر۔ طرف: کنارہ۔ بام: چھت، بالا خانہ۔ دریں بود: وہ اسی گفتگو میں تھا کہ۔ در ایوان شاہی خزید: شاہی محل میں گھس گیا۔ وشاق: خدمت گار، غلام سادہ رو۔ خیل: یعنی غلاموں کی جماعت۔ کہ طبعش: کہ اس کی جانب اس کی طبیعت کچھ مائل تھی۔

تماشائے تُرکش چناں خوش فتاد ۔ کہ ہندوئے مسکیں بر قتش زیاد
قبا پوستینے گذشتش بگوش ۔ زبد بختیش در نیامد بدوش
مگر رنج سرما بر و بس نبود ۔ کہ جورِ سپہر انتظارش فزود
نگہ کن چو سلطاں بغفلت بخفت ۔ کہ چوبک زنش بامداداں چہ گفت
مگر نیک بختت فراموش شد ۔ چو دستت در آغوشِ آغوش شد
ترا شب بعیش و طرب میرود ۔ چہ دانی کہ برما چہ شب میرود
فرو بردہ سر کاروانے بدیگ ۔ چہ از پا فرو رفتگانش بریگ
بدار اے خداوندِ زورق بر آب ۔ کہ بیچارگاں را گذشت از سر آب
توقف کنید اے جوانانِ چست ۔ کہ در کاروانند پیرانِ سست
تو خوش خفتہ در ہودجِ کارواں ۔ مہارِ شتر در کفِ ساروان
چہ ہامون و کوہت چہ سنگ و رمال ۔ ز رہ باز پس ماندگاں پرس حال
ترا کوہ پیکر ہیون می برد ۔ پیادہ چہ دانی کہ خوں می خورد
بآرامِ دل خفتگاں در بنہ ۔ نہ دانند حالِ شکم گرسنہ

حکایت

یکے را عسس دست بر بستہ بود ۔ ہمہ شب پریشان و دل خستہ بود
بگوشش آمدش در شبِ تیرہ تنگ ۔ کہ شخصے ہمے نالد از دستِ تنگ
شنید ایں سخن دزدِ مغلول و گفت ۔ تو بارے زغم چند نالی بخفت
برو شکرِ یزداں کن اے تنگدست ۔ کہ دستت عسس تنگ بر ہم نہ بست
مکن نالہ از بینوائی بسے ۔ چو بینی ز خود بے نوا تر کسے

تماشا: نظارگی، دید بازی۔ ترک: یعنی وہی غلام۔ خوش فتاد: بھلا لگا۔ ہندوئے مسکین: وہی چوکیدار، سردی سے کانپتا غلام۔ قبا پوستینے ......الخ: یعنی قبا کا ذکر تو اس نے سنا مگر بدبختی کہ پہننے کو نہ ملی۔ مگر: شاید۔ رنج سرما: سردی کی تکلیف۔ انتظارش فزود: یعنی بدبختی نے انتظار کی شدت بڑھا دیا۔ نگہ کن: یعنی غور کرو۔ چوبک زن: نقارچی، پاسبانوں کا سردار، معمول یہ ہے کہ ایک لکڑی سے تختہ پر ضرب لگاتا ہے تاکہ اس کی آواز سے دوسرے پاسبان بیدار ہو کر نقارہ بجائیں۔ نیک بخت: اس پاسبان کا نام ہے۔ چوں دستت......الخ: جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا۔ (آغوش دوم بمعنی معشوق ہے)۔ عیش و طرب: عیش و نشاط، خوشی و مستی۔ چہ شب: چہ در شب۔ فرو بردہ سر: یعنی جو صاحب کارواں دیگ میں سر ڈالے ہوئے مزے لوٹ رہا ہو۔ چہ: چہ پروا دارد!، یعنی وہ صحرا کی گرم ریت میں پھنسے لوگوں کی کیا پروا رکھے گا۔ بدار: یعنی استادہ دار۔ خداوند زورق: چھوٹی کشتی والا۔ کہ بیچارگاں: اس لیے کہ مجبوروں کے سر سے پانی گزر گیا یعنی ڈوب رہے ہیں۔ توقف کنید......الخ: اے تیز و تند جوانو! ٹھہرو، کیونکہ قافلے میں کمزور بوڑھے بھی ہیں۔ خوش خفتہ: آرام سے سویا ہوا۔ ہودج: اونٹ کا کجاوہ، عماری، محمل۔ مہار: نکیل۔ در کف سارواں: ساربان کے ہاتھ میں ہے ("واؤ" با سے بدلا ہوا ہے)۔ ہامون: صحرا، جنگل۔ رمال: رمل کی جمع، ریت، بالو۔ پس ماندگاں: پیچھے رہ جانے والے یعنی تھکن کے سبب۔ کوہ پیکر: یعنی عظیم الجثہ۔ ہیون: بروزنِ زبون، اونٹ، گھوڑا۔ بنہ: بضم اول و فتح ثانی، منزل، قیام گاہ۔ شکم گرسنہ: یعنی گرسنہ شکم، بھوکے پیٹ کا۔ عسس: عاس کی جمع، نگرانِ شب، فارسی میں بمعنی مفرد استعمال کرتے ہیں، کوتوال، چوکیدار۔ دست بر بستہ بود: ہاتھ باندھ دیا تھا۔ تیرہ: سیاہ، تاریک۔ دست تنگ: تنگ دستی، خستہ حالی۔ دزدِ مغلول: طوق اور بیڑی ڈالا ہوا چور۔ چند نالی: کب تک نالہ و شیون کرتے رہو گے، سو جاؤ۔ نالہ: گریہ و زاری۔ بینوائی: بے سروسامانی، مفلسی۔ زخود بے نواتر: اپنے سے زیادہ قلاش۔

برہنہ تن: ننگا بدن۔ وام کرد: قرض لیا۔ کسوت خام: کچی کھال کا لباس، غریب لوگ کھال پہن کر زندگی گزارتے تھے۔ اے طالع بدلگام: اے سرکش ستارۂ قسمت! اے سرگشتہ مقدر!۔ بگرما: یعنی بسبب گرما۔ بپختم......الخ: اس کچی کھال میں میں پک گیا ہوں۔

حکایت

برہنہ تنے یک درم وام کرد	تن خویش را کسوتِ خام کرد
بنالید کاے طالعِ بدلگام	بگرما بپختم دریں زیرِ خام
چو ناپختہ آمد ز سختی بجوش	یکے گفتش از چاہِ زنداں خموش
بجای آور اے خام شکرِ خدائے	کہ چوں ما نہ خام بر دست و پائے

حکایت

یکے کرد بر پارسائے ... گذر	بصورت جہود آمدش در نظر
قفائے فرو کوفت بر گردنش	بہ بخشید درویش پیراہنش
خجل گفت کانچہ از من آمد خطا ست	بہ بخشائے برمن چہ جائے عطا ست
بشکرانہ گفتا بہ شر نایستم	کہ آنم کہ پنداشتی نیستم
نکو سیرتِ بے تکلّف بروں	بہ از نیک نامِ خراب اندروں
بنزدیکِ من شب روِ راہ زن	بہ از فاسقِ پارسا پیرہن

حکایت

زرہ باز پس ماندۂ میگریست	کہ مسکیں تر از من بریں دشت کیست
خرے بارکش گفتش اے بے تمیز	ز جورِ فلک چند نالی تو نیز
برو شکر کن چوں بخر بر نۂ	کہ آخر بزیرِ بر کساں خر نۂ

حکایت

فقیہے بر افتادہ مستے گذشت	بمستورئ خویش مغرور گشت
ز نخوت بدو التفاتے نکرد،	جواں سر بر آورد کاے پیر مرد

ناپختہ: ناتجربہ کار، نادان۔ از چاہِ زنداں خموش: قید کے کنویں سے کسی نے آواز دی خاموش رہو، طریقہ تھا کہ مجرمین کو کچی کھال میں ہاتھ پاؤں باندھ کر اندھے کنویں میں ڈال دیتے تھے۔ بجا آور شکر خدا اے خام: اے ناتجربہ کار خدا کا شکر بجالا۔ چو مانہ: تم ہماری طرح نہیں ہو کہ ہاتھ پاؤں پر بھی کھال چڑھی ہو یا یہ کہ خام بمعنی رسی اور کمند ہو، یعنی ہاتھ پاؤں کچے چڑے کی رسی سے بندھا ہو۔ بصورت: ظاہر میں۔ جہود: یہودی۔ آمد درنظر: یعنی پارسا کو اس نے یہودی سمجھا۔ قفائے فروکوفت: گھونسہ رسید کردیا۔ بہ بخشید: یعنی غصہ ہونے کے بجائے درویش نے اس کو اپنا لباس دے دیا۔ خجل: شرمندہ (ہوکر)۔ کانچہ از من آمد: جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا غلط تھا، مجھے معاف کردیں، عطا کا کیا موقع ہے؟ بشکرانہ......الخ: درویش نے کہا، انعام نہیں، شکرانہ میں دے رہا ہوں۔ بہ شر نایستم: یعنی بہ بدی استادہ نشودم۔ انتقام اور برائی کا برتاؤ نہ کرسکوں گا۔ کہ آنم......الخ: شکرانہ کا بیان ہے، تم نے مجھے جو سمجھا میں وہ نہیں ہوں (تم نے مجھے یہودی سمجھا جب کہ میں مسلمان ہوں، اپنا حال چھپا رکھا تھا)۔ بروں: ظاہر، یعنی جس کا ظاہر بے تکلف سادہ ہو۔ خراب اندروں: جس کا باطن خراب ہو، بد باطن۔ شب رو: راتوں کا سیاح، چور، بدکار۔ راہ زن: راہ مار، ڈاکو، لٹیرا۔ فاسق: بدعمل، بدکار۔ پارسا پیرہن: پارسا جیسے لباس والا۔ زرہ باز پس ماندہ: راستے کا تھکا ماندہ، تھکا ہارا۔ دشت: جنگل۔ خرے بارکش: بوجھ سے لدا گدھا۔ بے تمیز: ناسمجھ۔ ز جور فلک......الخ: تو بھی جور فلک سے کب تک روتا رہے گا۔ چوں بخر برنۂ: یعنی اگرچہ تو گدھے پر سوار تو نہیں پھر بھی گدھے کی طرح لوگوں کے نیچے تو نہیں ہے۔ فقیہ: عالم فقہ۔ افتادہ مست: بے ہوش پڑا ہوا، نشہ میں گرا ہوا۔ مستوری: زہد و پارسائی۔ مغرور گشت: مغرور ہوگیا۔ ز نخوت......الخ: تکبر کی وجہ سے اس کی جانب توجہ نہ کی، جوان نے سر اٹھا کر کہا اے پیر مرد۔

بر و شکر کن چوں بنعمت دری | کہ محرومی آید ز مستکبری
یکے را کہ در بند بینی مخند | مبادا کہ ناگہ در افتی بہ بند
نہ آخر در امکانِ تقدیر ہست | کہ فردا چو من باشی افتادہ مست
ترا آسماں حظ بہ مسجد نبشت | مزن طعنہ بر دیگرے در کنشت
بہ بند اے مسلماں بشکرانہ دست | کہ زنارِ مغ بر میانت نہ بست
نہ خود میرود ہر کہ جویانِ اوست | بعنفش کشاں میبرد لطفِ دوست
نگر تا قضا از کجا سیر کرد | کہ کوری بود تکیہ بر غیر کرد

گفتار اندر نظرِ صاحبدلان در حق نہ در اسباب

سرشتست باری شفا در نبات | اگر شخص را ماندہ باشد حیات
عسل خوش کند زندگان را مزاج | ولے دردِ مُردن ندارد علاج
رمق ماندۂ را کہ جاں از بدن | برآمد چہ سود انگبیں در دہن
یکے گرزِ پولاد بر مغز خورد | کسے گفت صندل بمالش بدرد
زپیشِ خطر تا توانی گریز | ولیکن مکن با قضا پنجہ تیز
دروں تا بود قابلِ شرب و اکل | بداں تازہ رویست و پاکیزہ شکل
خراب آنگہ ایں خانہ گردد تمام | کہ باہم نسازند طبع و طعام
مزاجت تر و خشک و گرمست و سرد | مرکب ازیں چار طبع است مرد
یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست | ترازوئے عدلِ طبیعت شکست
اگر بادِ سردِ نفس نگذرد | تفِ سینہ جاں در خروش آورد

چوں بہ نعمت دری: جب نعمت حق میں تم ہو تو خدا کا شکر ادا کرو، کیوں کہ تکبر کرنے پر نعمت حق سے محرومی آتی ہے، کفران نعمت زوالِ نعمت کا سبب ہے۔

بند: قید۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ ناگہ: ناگاہ کا مخفف، اچانک۔ نہ آخر: برائے استفہام اثباتی۔ در امکان تقدیر: تقدیر کے قابو میں۔ آسماں: مراد تقدیر اور قسمت ہے۔ حظ: نصیب، حصہ۔ کنشت: یہودیوں کا عبادت گھر، آتش کدہ، بت خانہ۔ بہ بند دست: شکرانہ میں ہاتھ باندھ لو، یعنی ادب سے شکریہ ادا کرو۔ زنار: جنیو۔ مغ: مجوس، آتش پرست (ان علاقوں میں یہی قوم جنیو باندھتی تھی)۔ بر میانت: یعنی تقدیر نے تیری کمر پر نہ باندھی۔ جویانِ او: حق کا طالب و متلاشی۔ عنف: سختی۔ کشاں می برد: یعنی طالب حق خود سے اس کی جانب نہیں جا رہا ہے بلکہ توفیق و لطف الٰہی اسے کشاں کشاں لیے جاتی ہے۔ نگر تا قضا الخ: غور کر قضائے الٰہی کہاں سے چلی ہے، یعنی ہمیشہ نظر قضائے الٰہی پر ہونی چاہیے۔ خدا کو چھوڑ کر غیروں پر اعتماد اندھاپن اور نادانی ہے۔ کوری: اندھاپن۔ تکیہ: اعتماد، بھروسہ۔ باری: خدائے تعالیٰ۔ نبات: پودے، جڑی بوٹیاں۔ ماندہ باشد: بچی ہوئی۔ عسل: شہد۔ مزاج: طبیعت۔ درد مردن: موت کا درد، مرض الموت۔ رمق: تھوڑی جان، آخری سانس۔ انگبیں: شہد۔ گرز پولاد: لوہے کا ہتھوڑا، گرز۔ مغز: دماغ۔ صندل: ایک خوشبودار لکڑی، اسے گھس کر لگانا دردِ سر میں مفید ہے۔ بمالش بدرد: اس کے درد پر صندل ملو، لگاؤ، (حالانکہ صندل چوٹ میں مفید نہیں، صرف حرارت سے پیدا شدہ دردِ بخار میں مفید ہے)، غلط تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ مکن با قضا پنجہ تیز: قضائے الٰہی کے ساتھ پنجہ مت لڑاؤ۔ دروں: باطن، جان۔ قابل شرب و اکل: کھانے پینے کے لائق۔ خراب: تباہ و برباد۔ ایں خانہ: یعنی یہ جسم۔ باہم نسازند: آپس میں موافقت نہ کریں۔ طبع: طبیعت، مزاج۔ مرکب ازیں......الخ: انسان ان ہی چاروں طبیعتوں سے مرکب ہے، انہیں اخلاط اربعہ کہتے ہیں۔ یافت دست......الخ: یعنی جب ان میں کوئی خلط غالب آجاتی ہے تو مزاج کا اعتدال و توازن بگڑ جاتا ہے (انسان بیمار پڑ جاتا ہے)۔ اگر بادِ سردِ نفس: اگر سانس کی ٹھنڈی ہوا (آکسیجن) جسم میں نہ گزرے (جو موجب تسکین و راحت ہے) تو سینے کی حرارت جان میں ایک ہلچل پیدا کر دیتی ہے۔

دگر دیگِ معدہ بجوشد طعام | تنِ نازنیں را شود کار خام
درایناں نہ بندد دل اہلِ شناخت | کہ پیوستہ باہم نخواہند ساخت
توانائیِ تن مداں از خورش | کہ لطفِ حقت میدہد پرورش
بحقّش کہ گر دیدہ بر تیغ و کارد | نہی حق شکرش نخواہی گذارد
چو روئے بخدمت نہی بر زمیں | خدا را ثنا گوی و خود را مبیں،
گدائیست تسبیح و ذکر و حضور | گدا را نباید کہ باشد غرور
گرفتم کہ خود خدمتے کردۂ | نہ پیوستہ اقطاعِ او خوردۂ

گفتار در سابقۂ حکمِ ازل و توفیقِ خیر

نخست او ارادت بدل در نہاد | پس ایں بندہ بر آستاں سر نہاد
گر از حق نہ توفیقِ خیرے رسد | کے از بندہ خیرے بغیرے رسد
زباں را چہ بینی کہ اقرار داد | بہ بیں تا زباں را کہ گفتار داد
درِ معرفت دیدۂ آدمیست | کہ بکشادہ بر آسمان و زمیست
کیَت فہم بودے نشیب و فراز | گر ایں در نکردے بروئے تو باز
سر آورد و دست از عدم در وجود | دریں جود بنہاد و در وے سجود
وگرنہ کے از دست جود آمدے | محالست کز سر سجود آمدے
بحکمت زباں داد و گوش آفرید | کہ باشند صندوقِ دل را کلید
اگر نہ زباں قصہ بر داشتے | کس از سرِّ دل کے خبر داشتے
وگر نیستے سعیِ جاسوسِ گوش | خبر کے رسیدے بسلطانِ ہوش

دیگِ معدہ: معدہ کی دیگ یعنی معدہ۔ بجوشد طعام: کھانے کو جوش دے دے، باہر پھینک دے، یعنی معدے کی گرمی سے قے ہو جاتی ہے۔ تن نازنیں: نازوں والا بدن۔ شود کارخام: کام کچا ہو جائے گا یعنی جسم کا نظام بگڑ جائے گا۔ ایناں: چاروں طبائع، سودا، صفرا، بلغم، خون۔ اہلِ شناخت: اہل معرفت۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ باہم نخواہند ساخت: یعنی یہ خلطیں ہمیشہ آپس میں موافقت نہیں کرسکتیں۔ توانائی تن: بدن کی طاقت۔ خورش: خوراک۔ لطف حق: خدا کی مہربانی۔ بحقش: باء قسمیہ ہے، یعنی خدا کے حق کی قسم!۔ گر دید: آنکھ اگر تلوار اور چھری پر تو رکھ دے یعنی اس کے ادائے شکر میں جس قدر بھی رنج ومشقت اٹھاؤ تاہم اس کا شکر ادا نہیں کرسکتے۔ چو روئے بخدمت......الخ: یعنی جب تو اس کے حضور سجدہ کرے۔ خود را مبیں: اپنے کو مت دیکھ (خود بینی چھوڑ دے)۔ گدائی ست: گدائی نام ہے ذکر وفکر وحضوری کا، ایک محتاج گدا کو کبھی مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ گرفتم: میں نے مان لیا۔ نہ پیوستہ: کیا ایسا نہیں کہ تو نے ہمیشہ اس کی جاگیر کھائی ہے۔ اقطاع: گوشہائے زمین وجاگیر کہ سلاطین عطا کرتے ہیں۔ سابقۂ حکم ازل: ازل کا سب سے پہلا قدیم حکم۔ ارادت: عقیدت، خواہش۔ درنہاد: ودیعت رکھی، پیدا کیا۔ آستاں: آستان الٰہی۔ گر از حق: یعنی خدا کی جانب سے بے عطائے توفیق بندہ بھلائی نہیں کرسکتا۔ اقرار: یعنی اقرار الوہیت۔ کہ: (مصرع دوم میں) کدامیہ ہے، کس نے۔ گفتار: قوت گویائی۔ درمعرفت: یعنی چشم انسان معرفت الٰہی کا دروازہ ہے، مصرع دوم دیدہ کی صفت ہے۔ کیَت: کے ترا۔ فہم بودے: تجھے کب سمجھ ہوتی۔ گر ایں در: یعنی درمعرفت، آنکھ۔ درجود بنہاد: یعنی ہاتھ میں سخاوت کی صفت رکھی اور سر میں سجدے کی تڑپ۔ صندوقِ دل را کلید: یعنی کان اور زبان دل کی کنجیاں ہیں، کان سے دل میں بات اترتی ہے، زبان سے دل کی بات نکلتی ہے۔ اگر نہ زباں قصہ......الخ: اگر زبان دل کا ماجرا بیان نہ کرتی، کوئی رازِ دل پر خبردار کب ہوتا۔ سعی: کوشش۔ جاسوس گوش: کان جو دل کو خبریں پہنچاتا ہے۔ سلطان ہوش: یعنی دل۔ اگر نیستے......الخ: اگر کان کے جاسوسوں کی کوشش نہ ہوتی تو شاہِ ہوش وخرد (دل) تک خبریں کب (کیسے) پہنچتیں۔

مرا لفظِ شیریں خوانندہ داد — ترا سمعِ درّاک داننده داد
مدام ایں دو چوں حاجباں بر دراند — ز سلطاں بسلطاں خبر میبرند
چہ اندیشی از خود کہ فعلم نکوست — ازاں در نگہ کن کہ تقدیرِ اوست
برد بوستاں باں بایوانِ شاہ — بہ تحفہ ثمر ہم ز بستانِ شاہ

حکایت سفرِ ہندوستان و ضلالتِ بُت پرستاں

بتے دیدم از عاج در سومنات — مرصّع چو در جاہلیّت منات
چناں صورتش بستہ تمثال گر — کہ صورت نہ بندد ازاں خوبتر
ز ہر ناحیت ... انہا روان — بدیدارِ آں صورتِ بے رواں
طمع کردہ رایانِ چین و چگل — چو سعدی وفا زاں بتِ سنگدل
زباں آوراں رفتہ از ہر مکاں — تضرّع کناں پیشِ آں بے زباں
فروماندم از کشفِ آں ماجرا — کہ حیّے جمادے پرستد چرا
مغے را کہ با من سرو کار بود — نکوگوی و ہم حجرہ و یار بود
بنرمی بپرسیدم اے برہمن — عجب دارم از کارِ ایں بقعہ من
کہ مدہوشِ ایں ناتواں پیکر اند — مقیّد بچاہِ ضلال اندر اند
نہ نیروے دستش نہ رفتار پائے — ورش بفگنی بر نخیزد ز جائے
نہ بینی کہ چشمانش از کہرباست — وفا جستن از تنگ چشماں خطاست
بریں گفتم آں دوست دشمن گرفت — چو آتش شد از خشم و در من گرفت
مغاں را خبر کرد و پیرانِ دیر — ندیدم دراں انجمن روئے خیر

سمعِ درّاک: آواز کو ادراک کر لینے والا کان۔ مرا لفظ شیریں......الخ: خدا نے مجھ جیسے شاعر کو پڑھے جانے والے میٹھے میٹھے لفظ دیے اور تجھ جیسے سامع کو جان لینے والے مدرک کان عطا کیے۔ ایں دو: یعنی زبان اور کان۔ حاجب: دربان، ڈیوڑھی بان۔ بردر: یعنی دل کے دروازے پر۔ ز سلطاں بسلطاں: یعنی متکلم کے دل سے مخاطب کے دل تک۔ تقدیر اوست: یعنی خدا ہی کی توفیق ہے۔ بوستاں باں: باغباں، مالی۔ ایوان شاہ: شاہی محل۔ ثمر: پھل۔ بستان شاہ: شاہی باغ (ہمارے افعال خیر کی مثال یوں ہے جو اس شعر میں بیان ہوئی کہ شاہی باغ کے پھل حضورِ شاہی میں باغباں پیش کرے، یہ شاہی نوازش ہی ہے)۔ ضلالت: گمراہی۔ بت پرست: مورت اور بے جان مجسمہ کو پوجنے والا۔ عاج: ہاتھی دانت۔ سومنات: جوناگڑھ، گجرات میں ایک قلعہ اور مندر تھا جس پر محمود غزنوی نے ۱۵ ۴ھ میں حملہ کر کے فتح کیا تھا اور بڑے بت کو خود پاش پاش کر کے محمود بت شکن مشہور ہوا، اس بت کے پیٹ سے اعلیٰ درجہ کے جواہرات اور سونے چاندی کی بھاری مقدار ہاتھ آئی، جن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، دو ہزار قصبوں کی آمدنی اس پر راجاؤں کی طرف سے وقف تھی، یہ ہندوؤں کا بہت بڑا مندر تھا، آزادی ہند کے بعد حکومت نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے، شیخ سعدی وہاں ساتویں صدی کی پانچویں یا چھٹویں دہائی میں پہنچے ہوں گے۔ مرصع: یعنی جواہرات سے مرصع، سجا سجایا۔ جاہلیت: دور جاہلیت، دورِ رسالت سے قبل، چھٹی صدی عیسوی سے قبل۔ منات: عرب میں ہذیل وخزاعہ کا مشہور بت۔ تمثال گر: بت تراش۔ ناحیت: ناحیہ، گوشہ، اطراف و جوانب۔ بے رواں: بے جان۔ رایاں: یعنی فرمانروایاں، راجگاں، اور بعض نسخوں میں ہے "یاراں"۔ چگل: بکسر اول وثانی، ترکستان کا ایک شہر جہاں کے آدمی غایت درجہ خوبرو ہوتے ہیں اور تیر اندازی میں نظیر نہیں رکھتے۔ چوں سعدی: یعنی جس طرح سعدی اپنے معشوق سے وفا کا طلب گار ہے۔ زباں آوراں: شاعر و خوش بیاں، اہل زبان۔ تضرع کناں: اس بے زبان بت کے سامنے روتے، گڑگڑاتے۔ کشف: تحقیق حال، کھولنا۔ حی: زندہ، یعنی انسان۔ جماد: یعنی بے جان بت۔ مغ: آتش پرست مراد ہے، مندر کا پجاری، پروہت۔ سروکار: تعلق، میل جول۔ برہمن: پنڈت، پجاری۔ بقعہ: سرزمین۔ ناتواں پیکر: یعنی بے طاقت جسم۔ ورش: یعنی اگر اس بت کو۔ کہربا: ایک قسم کا زرد رنگ کا مہرہ جو مقناطیس کی طرح تنکے کو کھینچ لیتا ہے، نیز اسی سے مشابہ ایک درخت کا گوند۔ تنگ چشم: کم بیں، معشوق کو تنگ چشم اسی لیے کہتے ہیں کہ غرور حسن سے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ بریں گفتم: گفت بمعنی گفتار، میم بمعنی مرا ہے۔ دشمن گرفت: دشمن بنا لیا، مان لیا۔ در من گرفت: مجھ سے لپٹ گیا۔ مغاں: پجاریوں کو۔ پیران دیر: مندر کے بزرگوں کو۔ روئے خیر: بھلائی۔

چو آں راہِ کج پیشِ شاں راست بود
رہِ راست در چشمِ شاں کج نمود

کہ مردار چہ دانا و صاحبدلست
بنزدیکِ بیدانشاں جاہلست

فروماندم از چارہ ہمچوں غریق،
بروں از مدارا ندیدم طریق

چو بینی کہ جاہل بکیں اندرست
سلامت بہ تسلیم و لیں اندرست

مہیں برہمن را ستودم بلند
کہ اے پیرِ تفسیرِ استا و ژند

مرا نیز با نقشِ ایں بت خوش است
کہ شکلے خوش و صورتے دلکش ست

بدیع آیدم صورتش در نظر
ولیکن ز معنیٰ ندارم خبر

کہ سالوکِ ایں منزلم عنقریب
بد از نیک نادر شناسد غریب

تو دانی کہ فرزینِ ایں رقعۂ
نصیحت گرِ شاہِ ایں بقعۂ

عبادت بتقلید گمراہی است
خنک رہروے را کہ آگاہی است

چہ معنی است در صورتِ ایں صنم
کہ اوّل پرستندگانش منم

برہمن ز شادی برافروخت روے
پسندید و گفت اے پسندیدہ گوے

سوالت صوابست و فعلت جمیل
بمنزل رسد ہر کہ جوید دلیل

جز ایں بت کہ ہر صبح ازینجا کہ ہست
برآرد بہ یزدانِ دادار دست

وگر خواہی امشب ہم اینجا باش
کہ فردا شود سرِّ ایں بر تو فاش

شب آنجا بودم بفرمانِ پیر
چو بیژن بچاہِ بلا در اسیر

شبے ہمچو روزِ قیامت دراز
مغاں گردِ من بے وضو در نماز

کشیشانِ ہرگز نیازردہ آب،
بغلہا چو مُردار در آفتاب

مگر کردہ بودم گناہے عظیم
کہ بُردم در آں شب عذابے الیم

راہِ کج: یعنی کفر و بت پرستی۔ راہِ راست: سیدھا راستہ، یعنی دینِ اسلام۔ بے دانش: بے عقل۔ غریق: ڈوبنے والا۔ بروں از مدارا: یعنی خوشامد وچاپلوسی کے سوا۔ تسلیم ولین: مان لینا اور نرمی کرنا۔ مہیں: بزرگ، بڑا۔ بلند: بمعنی بسیار۔ استا: کہتے ہیں کہ زردشت نامی شخص جو دینِ مجوس کا بانی تھا اس نے پہلی کتاب ''آستا'' تصنیف کی، پھر اس کی شرح بنام ''ژند'' لکھی، وہ بھی دقیق تھی تو اس کی شرح ''پاژند'' لکھی، یہی ان کی کتبِ مقدسہ ہیں جن میں آتش پرستی کے احکام کا بیان ہے اور بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ''استا'' ژند کی تفسیر ہے، یہی بات یہاں زیادہ میل کھاتی ہے۔ بدیع: نادر، انوکھی۔ معنیٰ: حقیقت۔ سالوک: سالک، راہ رو۔ عنقریب: یعنی تازہ تازہ۔ غریب: مسافر۔ فرزین: شطرنج کا ایک مہرہ جو وزیر ہے۔ رقعہ: یعنی بساط۔ شاہ: یہ بھی ایک مہرہ ہے۔ تو دانی: اس کا تعلق مصرعِ دوم سے ہے، یعنی تو جو کہ اس بساطِ شطرنج کا وزیر، شاہ کا مشیر ہے، اچھی طرح جانتا ہے کہ بے دلیل محض دیکھا دیکھی عبادت گمراہی ہے۔ راحت اسی سالک کو ہے جو حقیقت سے باخبر ہوتا ہے۔ چہ معنی است: آپ بتایئے کہ اس صنم کی صورت میں کون سی حقیقت پنہاں ہے تا کہ میں اس کے پہلے پرستاروں میں ہو جاؤں، یہ ''اَنَـا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ'' سے تلمیح ہے۔ برہمن ز شادی......الخ: برہمن کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ صواب: درست۔ فعلت: تیرا کام۔ جمیل: عمدہ۔ دادار: عادل، انصاف ور (مرکب ہے ''داد'' اور ''ار'' کلمۂ نسبت سے)۔ برآرد......الخ: وہ خدائے عادل کے حضور دعا کا ہاتھ اٹھاتا ہے۔ کہ فردا......الخ: کہ کل اس کا راز تجھ پر کھل جائے گا۔ بفرمانِ پیر: یعنی اس پروہت کے حکم کے مطابق۔ بیژن: ایک پہلوان کا نام، پسرِ گیو، رستم کا بھانجہ جسے افراسیاب کی بیٹی منیزہ سے عشق ہو گیا، جس کی پاداش میں اس نے اسے چاہِ بلا میں قید کر دیا تھا، جسے رستم چھڑا کر لایا۔ مغاں گردِ من......الخ: یعنی پجاری لوگ میرے گرد بے طہارت باطل پوجا میں مصروف رہے۔ کشیش: بروزن حریص، بت پرستوں کا پیشوا، برہمن۔ ہرگز نیازردہ آب: وہ ایسے پروہت تھے جنہوں نے کبھی پانی کو تکلیف نہ دی تھی (غسل نہ کرتے) جن کی بغلیں ماہِ تمبر کی دھوپ میں سڑے مردار کی طرح بدبو کر رہی تھیں۔ مگر کردہ بودم......الخ: شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا جس کی پاداش میں اس رات دردناک عذابِ جمیل رہا تھا۔

ہمہ شب دریں قیدِ غم مبتلا ‖ یکم دست بر دل یکے بر دعا
کہ ناگہ دہل زن فرو کوفت کوس ‖ بخواند از قضائے برہمن خروس
خطیبِ سیہ پوشِ شب بیخلاف ‖ برآورد شمشیرِ روز از غلاف،
فتاد آتشِ صبح در سوختہ ‖ بیکدم جہانے شد افروختہ
تو گفتی کہ در خطۂ زنگبار ‖ زیک گوشہ ناگہ درآمد تتار
مُغانِ تبہ رای ناشُستہ روئے ‖ بدیر آمدند از در و دشت و کوئے
کس از مرد در شہر و برزن نماند ‖ دراں بتکدہ جائے درزن نماند
من از غصّہ رنجور و از خواب مست ‖ کہ ناگہ تماثیل برداشت دست
بیکبار ازیشاں برآمد خروش ‖ تو گفتی کہ دریا درآمد بجوش
چو بتخانہ خالی شد از انجمن ‖ برہمن نگہ کرد خنداں بمن
کہ دانم ترا بیش مشکل نماند ‖ حقیقت عیاں گشت و باطل نماند
چو دیدم کہ جہل اندرو محکم است ‖ خیالِ محال اندرو مدغم است
نیارستم از حق دگر ہیچ گفت ‖ کہ حق ز اہلِ باطل بباید نہفت
چو بینی زبردست را زیردست ‖ نہ مردی بود پنجۂ خود شکست
زمانے بسالوس گریاں شدم ‖ کہ من زانچہ گفتم پشیماں شدم
بگریہ دلِ کافراں کرد میل ‖ عجب نیست سنگ ار بگردد بسیل
دویدند خدمت کناں سوئے من ‖ بعزّت گرفتند بازوئے من
شدم عذر گویاں برِ شخصِ عاج ‖ بکرسیِّ زر کوفت بر تختِ ساج
بتک را یکے بوسہ دادم بدست ‖ کہ لعنت برو باد و بر بت پرست

دریں قید: اسی اذیت میں۔ یکم دست......الخ: کبھی ہاتھ دل پر رکھ کے تسلی دیتا، کبھی گھبراہٹ میں ہاتھ دعا کے لیے اٹھاتا۔ دہل زن: نقارچی۔ کوس: نقارہ۔ قضا: موت۔ بخواند خروس: مرغ نے آواز دی۔ خطیب سیہ پوش: عباسی دور میں فاتح خطیب سیاہ کپڑے میں ملبوس ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتا تھا، وہیں سے یہ ترکیب ماخوذ ہے، یہاں مراد ہے رات گزر گئی دن ہوگیا۔ بے خلاف: بلا اختلاف۔ غلاف: میان۔ آتش صبح: یعنی آفتاب۔ سوختہ: چیتھڑے جنہیں چقماق کے نیچے رکھ کر آگ جلاتے تھے۔ خطۂ زنگبار: حبشیوں کا علاقہ، ملک حبش۔ تتار: تاتاری قوم، شب کو زنگبار اور دن کو تاتار سے تشبیہ دی ہے۔ مُغانِ تبہ رائے: بدعقل پجاری۔ ناشستہ روئے: بے منہ دھوئے۔ دیر: یعنی سومنات مندر۔ برزن: کوچہ گلی۔ جائے درزن نماند: ایک نسخے میں ہے "جائے سوزن نماند" سوئی رکھنے کی جگہ نہ رہی، اژدحام شدید کا مبالغہ ہے۔ از خواب مست: نیند سے بوجھل، رات بھر جاگنے کے سبب۔ تماثیل: یعنی بت، جمع بمعنی مفرد ہے، جیسے حضاجر۔ ازیشاں: یعنی اس بھیڑ نے اچانک بت کی جے کا نعرہ لگایا۔ خروش: شور وغل۔ انجمن: مجمع، بھیڑ۔ خنداں: ہنستے ہوئے، یعنی فتح مندی پر نازاں ہوکر۔ عیاں: ظاہر۔ محکم: مضبوط، جمی ہوئی۔ مدغم: جڑا ہوا، گھسا ہوا۔ نیارستم: بمعنی نتوانستم۔ کہ حق ز اہل باطل......الخ: کہ اہل باطل سے حق بات چھپالینی چاہیے، جب حق کے اثر انداز ہونے کے امکانات نظر نہ آئیں تو اسے ذلیل ہونے سے بچالینا چاہیے۔ چوں بینی......الخ: جب تم خود کو زبردست ہوتے ہوئے مقابلے میں عاجز و کمزور محسوس کرو تو وہاں اپنا پنجہ تڑوانا جوانمردی نہیں ہے۔ زمانے: تھوڑی دیر۔ سالوس: مکاری، دکھاوا۔ کہ: وگفتم کہ من۔ پشیماں: شرمندہ۔ بگریہ: رونے کے سبب۔ دل کافراں: یعنی پجاریوں کے دل۔ کرد میل: یعنی میری طرف مائل ہوگیا۔ سنگ......الخ: پتھر اگر بہاؤ سے ٹل جائے۔ خدمت کناں: یعنی میری عزت وخدمت کے لیے میری جانب دوڑ پڑے۔ شدم عذر گویاں: میں معذرت خواہ ہوا۔ برِ شخص عاج: ہاتھی دانت کے مجسمہ کے سامنے۔ بکرسیِ زر......الخ: جو کہ سال کے بنے ہوئے تخت پر رکھی ہوئی زرنگار کرسی پر نصب کیا ہوا تھا۔ بتک: بت کی تصغیر، حقیر بت۔ کہ لعنت......الخ: یعنی بت کو دکھاوے کا بوسہ دیا اور دل ہی دل میں کہا کہ اس پر اور بت پرست پر ہمیشہ خدا کی لعنت ہوتی رہے۔

بتقلید کافر شدم روزِ چند	برہمن شدم در مقالاتِ ژند
چو دیدم کہ در دیر گشتم امین	نگنجیدم از خرمی در زمین
درِ دیر محکم بہ بستم شبے	دویدم چپ و راست چوں عقربے
نگہ کردم از زیرِ تخت و زبر	یکے پردہ دیدم مکلل بزر
پسِ پردہ مطرانے آذر پرست	مجاور سرِ ریسمانے بدست
بفورم دراں حال معلوم شد	چو داؤد کآہن برو موم شد
کہ ناچار چوں درکشد ریسماں	برآرد صنم دستِ فریاد خواں
برہمن شد از روئے من شرمسار	کہ شنعت بود بخیہ بر روئے کار
بتازید و من در پئش تاختم	نگونش بچاہے در انداختم
کہ دانستم ار زندہ آں برہمن	بماند کند سعی در خونِ من
پسندد کہ از من برآید دمار	مبادا کہ رازش کنم آشکار
چو از کارِ مفسد خبر یافتی	ز دستش برآور چو دریافتی
کہ گر زندہ اش مانی آں بے ہنر	نخواہد ترا زندگانی.... دِگر
وگر سر بخدمت نہد بر درت	اگر دست یابد ببُرّد سرت
فریبندہ را پائے در پے منہ	چو رفتی و دیدی امانش مدہ
تمامش بکشتم بسنگ آں خبیث	کہ از مردہ دیگر نیاید حدیث
چو دیدم کہ غوغائے انگیختم	رہا کردم آں بوم و بگریختم
چو اندر نیستانش آتش زدی	ز شیراں بپرہیز اگر بخردی
مکش بچۂ مارِ مردم گزائے	چو کشتی دراں خانہ دیگر مپائے

بتقلید: دکھاوے کی پیروی میں۔ کافر شدم: صورتاً میں کافر جیسا (سادھو) بن گیا۔ برہمن: ژند کے اقوال اور اس کی گفتگو میں میں برہمن (پنڈت) مشہور ہوگیا۔ دیر: یعنی مندر۔ امین: معتبر، قابل اعتبار۔ نگنجیدم از خرمی: میں خوشی سے پھولے نہ سمایا، یعنی میں نہایت خوش ہوا۔ محکم: مضبوط۔ عقرب: بچھو۔ مکلل بزر: زردوزی کا کام کیا ہوا، زربفت۔ مطران: سرگروہ نصاریٰ وکفار، یہاں برہمن مراد ہے۔ مجاور......الخ: جملہ حالیہ ہے، یعنی میں نے دیکھا کہ ایک برہمن ایک رسی کا سرا پکڑے بیٹھا ہے۔ بفورم: فوراً مجھ کو، میم مرا کے معنی میں ہے۔ چو داؤد: حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہ بناتے، ان کا معجزہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہوجاتا۔ کہ ناچار......الخ: یعنی وہ برہمن جب رسی کھینچتا جس کا دوسرا سرا بت کے ہاتھ میں بندھتا تھا تو وہ بت دعا کا ہاتھ اٹھاتا تھا۔ ریسمان: رسی۔ صنم: بت۔ فریاد خواں: یعنی دعا کرنے والا۔ از روئے من: یعنی مجھے دیکھ کر۔ کہ شنعت بود: کہ برا ہوتا ہے۔ بخیہ بر روئے کار: یعنی راز کا فاش ہوجانا۔ بتازید: وہ بھاگا۔ نگونش: میں نے ایک کنویں میں اسے سر کے بل گرادیا۔ ار زندہ بماند: اگر وہ برہمن زندہ رہ گیا۔ درخونِ من: یعنی مجھے قتل کرادے گا۔ دمار: ہلاکت۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔

آشکار: ظاہر۔ چوں از کارِ مفسد: مقولۂ شیخ بطور جملہ معترضہ۔ مفسد: فسادی، بگاڑ پیدا کرنے والا۔ ز دستش برآور: اس کو نیست ونابود کردو۔ زندہ اش مانی: ماندن متعدی اور لازم دونوں آتا ہے، یہاں "مانی" متعدی بمعنی بگذاری ہے۔ نہد بر درت: اس کی جزا محذوف ہے، یعنی اس کی تواضع پر فریفتہ مت ہوجاؤ، کیونکہ اگر قوت وقدرت پائے گا تو۔ پائے در پے مَنِہ: تعاقب مت کرو۔ آں خبیث: یعنی کنویں میں گرانے کے بعد اس بد باطن برہمن کو سنگ وخشت سے پوری طرح مار ڈالا۔ حدیث: بات۔ غوغائے: شور وغل۔ رہا کردم آں بوم: اس سرزمین کو میں نے چھوڑ دیا۔ نیستاں: یعنی شیروں کے رہنے کی جھاڑی، کچھار۔ بہ برہیز: بچنے کی تدبیر کر۔ اگر بخردی: اگر تو عقل مند ہے! ورنہ کچھار سے نکل کر تجھے پھاڑ کھائیں گے۔ مردم گزائے: لوگوں کو ڈسنے والا۔ مپائے: مت ٹھہر۔

زنبور خانہ: (بہ ترکیب مقلوبی)، خانہ زنبور، بھڑ کا چھتہ۔ بیاشو: تم نے چھیڑ دیا ہے۔ از محلت: یعنی اس مقام سے۔ گرم اوفتی: تو جلد گر پڑے گا۔

چو زنبور خانہ بیاشوفتی | گریز از محلت کہ گرم اوفتی
بچابک تر از خود مینداز تیر | چو افتاد دامن بدنداں بگیر
در اوراقِ سعدی چنیں پند نیست | کہ چوں پائے دیوار کندی مایست
بہند آمدم بعد ازاں رستخیز | وزانجا براہِ یمن تا حجیز
ازاں جملہ تلخی کہ بر من گذشت | دہانم جز امروز شیریں نگشت
در اقبالِ تائید بوبکرِ سعد | کہ مادر نزاید چنو قبل و بعد
ز جورِ فلک دادخواہ آمدم | دریں سایہ گستر پناہ آمدم
دعا گوی ایں دولتم بندہ وار | خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار
کہ مرہم نہادم نہ در خوردِ خویش | کہ در خوردِ انعام و اکرامِ خویش
کے ایں شکرِ نعمت بجا آورم | وگر پائے گردد بخدمت سرم
فرج یافتم بعد ازاں بندہا | ہنوزم بگوش است ازاں پندہا
یکے آنکہ ہر گہ کہ دستِ نیاز | برآرم بدرگاہِ دانائے راز
بیاد آید آں لعبتِ چینیم | کند خاک در چشمِ خود بینیم
بدانم کہ دستے کہ برداشتم | بہ نیروئے خود بر نیفراشتم
نہ صاحبدلاں دست بر میکشند | کہ سر رشتہ از غیب در می کشند
درِ خیر باز است و طاعت ولیک | نہ ہر کس تواناست بر فعلِ نیک
ہمیں است مانع کہ در بارگاہ | نشاید شدن جز بفرمانِ شاہ
کلیدِ قدر نیست در دستِ کس | توانائے مطلق خدایست و بس
پس اے مردِ پویندہ بر راہِ راست | ترا نیست منت خداوند راست

چابک: ہوشیار۔ دامن بدنداں گرفتن: تیز بھاگنا اور عجز و فروتنی کرنا۔ اوراق سعدی: یعنی کتب نصائح۔ مایست: استادن سے فعل نہی۔ بہند آدم: میں گجرات سے بھاگ کر دہلی اور لاہور آیا، اس وقت ہند کی ملکی تقسیم پر صوبہ بطور اقلیم مانا جاتا تھا، پنجاب، دلی اور آگرہ کے صوبوں پر عام طور پر ہند بولا جاتا تھا اور بہار و بنگال کو ملک بنگالہ کہا جاتا تھا۔ رست خیز: قیامت۔ حجیز: حجاز کا امالہ ہے، عرب کا وہ علاقہ جس میں شہر مکہ و مدینہ واقع ہیں۔ ازاں جملہ تلخی: (یہاں سے پادشاہ اسلام کی مدح کی جانب گریز ہے) یعنی وہ تمام تلخیاں جو ہند کے اندر مجھ پر گزری ہیں اس دوران کبھی میرے اندر شیریں دہنی نہ پیدا ہوئی مگر آج جب کہ بادشاہ اسلام کی مدح و شکر گزاری میں رطب اللسان ہوں۔ بوبکر سعد: یعنی قتلغ خاں اتابک ابوبکر بن سعد زنگی (۶۲۳ھ - ۶۶۸ھ)۔ تخت شیراز کہ مادر نزاید: یعنی کسی ماں نے اس سے پہلے اور بعد اس جیسا نہ کبھی جنا نہ جنے گی۔ چنو: چوں او کا مخفف۔ داد خواہ: فریادی بن کر، انصاف کا خواہاں بن کر۔ ایں دولتم: اس حکومت ابوبکر سعد کے لیے۔ بندہ وار: غلامانہ۔ کہ

مرہم: یعنی جس نے میرے زخموں پر مرہم میرے زخم کے لائق نہیں بلکہ میری حاجت سے فزوں تر اپنی شان اکرام و انعام کے مطابق عظیم عنایتیں کیں۔ بخدمت سرم: یعنی سر کے بل خدمت انجام دوں۔ فرج: کشائش، شادمانی۔ ازاں بندہا: یعنی مصائب ہند و شدت سفر سے۔ ہنوزم: یعنی اب بھی اس بت سے حاصل شدہ بہت سی نصیحتیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ لعبت چینی: چینی گڑیا، مراد سومنات کا بت ہے۔ کند خاک: دھول جھونکتی ہے۔ خود بینی: تکبر۔ بہ نیروئے خود: اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے بلند کرتا ہوں۔ سر رشتہ: یعنی توفیق یا قضا و قدر کی رسی کا سرا۔ تواناست: ایسا نہیں کہ قادر ہے بلکہ توفیق الہی ضروری ہے۔ مانع: رکاوٹ۔ جز بفرمان شاہ: شاہی حکم و اجازت کے بغیر۔ کلید: کنجی۔ قدر: تقدیر۔ توانائے مطلق: قادر مطلق۔ مرد پویندہ بر راہ راست: صراط مستقیم پر چلنے والا شخص۔ ترا نیست منت: تیرا کوئی احسان نہیں بلکہ تجھ پر خدا ہی کا احسان ہے کہ اسی کی توفیق سے ہے۔

چو در غیب نیکو نہادت سرشت | نیاید ز خوئے تو کردار زشت
ز زنبور کرد ایں حلاوت پدید | ہماں کس کہ در مار زہر آفرید
چو خواہد کہ ملکِ تو ویراں کند | نخست از تو خلقے پریشاں کند
وگر باشدش بر تو بخشایشے | رساند بخلق از تو آسایشے
تکبر مکن بر رہِ راستی | کہ دستت گرفتند و برخاستی
سخن سودمند ست اگر بشنوی | بمرداں رسی گر طریقت روی
مقامے بیابی گرت رہ دہند | کہ بر خوانِ عزت سماطت نہند
ولیکن نباید کہ تنہا خوری | ز درویشِ درماندہ یاد آوری
فرستی مگر رحمتے در پسم | کہ بر کردۂ خویش واثق نیم

باب ۹ نہم در توبہ

بیا اے کہ عمرت بہفتاد رفت | مگر خفتہ بودی کہ بر باد رفت
ہمہ برگِ بودن ہمی ساختی | بتدبیرِ رفتن نپرداختی
قیامت کہ بازارِ مینو نہند | منازل باعمالِ نیکو دہند
بضاعت بچندانکہ آری بری | وگر مفلسی شرمساری بری
کہ بازار چندانکہ آگندہ تر | تہیدست را دل پراگندہ تر
ز پنجہ درم پنج اگر کم شود | دلت ریش سرپنجۂ غم شود
چو پنجاہ سالت بروں شد ز دست | غنیمت شمر پنج روزے کہ ہست
اگر مردہ مسکیں زباں داشتے | بفریاد و زاری فغاں داشتے

غیب: یعنی عالمِ غیب، تقدیر خداوندی۔ نیکو نہادت سرشت: تیری فطرت نیک بنائی۔ کردار زشت: برا کام۔ حلاوت: شیرینی۔ ہماں کس کہ: وہی ذات جس نے یعنی خدائے تعالیٰ۔ نخست: پہلے پہل۔ خلق: مخلوق۔ بخشائش: مہربانی۔ کہ دستت گرفتند: یعنی کارکنان قضا وقدر نے تیری دستگیری کی، توفیقِ ایزدی نے تیری مدد کی اور تو راہ راست پر چل سکا۔ سودمند: نفع بخش۔ بمرداں رسی: یعنی مردانِ کامل کے درجے تک پہنچ سکتا ہے۔ گر طریقت روی: اگر طریقت (راہ تصوف) پر چلے گا۔ مقامے بیابی: تجھے ایسا مقام ومرتبہ مل جائے گا۔ گرت رہ دہند: اگر کارکنان قضا وقدر تجھے راستہ دے دیں۔ خوان: طباق، دسترخوان۔ سماط: دسترخوان۔ نباید کہ تنہا خوری: یعنی اس مرحبۂ بلند پر پہنچ کر۔ درویش درماندہ: اس سے مراد خود مصنف شیخ سعدی ہیں۔ فرستی: شاید میرے لیے تو دعائے رحمت ومغفرت کرے۔ بر کردۂ خویش: اپنے اعمال پر۔ واثق: بھروسہ کرنے والا، پر اعتماد۔ (باب نہم در توبہ): ہفتاد رفت: ممکن ہے شیخ نے اپنے کو مراد لیا ہو کہ بوستاں کے سال تصنیف کے وقت ان کی عمر ستر کے لگ بھگ بنتی ہے۔ برباد رفت: کہ خیر جمع نہ کیا۔ برگ بودن: رہنے کا سامان دنیا۔ بتدبیر رفتن: یعنی توشۂ آخرت تیار نہ کیا۔ بازار مینو: عالم بالا کا بازار۔ نہند: یعنی کارکنانِ قضا وقدر، فرشتے۔ منازل: مرتبے، جنت کے درجے (جمع ہے، واحد منزل)۔ باعمالِ نیکو: نیک عملوں کے مطابق۔ بضاعت: سرمایہ، پونجی۔ بری: یعنی سرمایہ کے بقدر سامان خرید کر لے جاسکو گے۔ شرمساری بری: شرمندگی اٹھاؤ گے کہ ہاتھ سرمایہ سے خالی ہے۔ چنداں کہ آگندہ تر: جس قدر کہ سامانوں سے زیادہ بھرا ہو۔ تہی دست: خالی ہاتھ، مفلس۔ پراگندہ تر: زیادہ پریشان۔ پنجہ: پنجاہ کا مخفف۔ درم: درہم۔ ز پنجہ درم: اگر تیرے پچاس درہم میں سے پانچ درہم کم ہو جائیں (ضائع ہو جائیں) تو باعث رنج وغم ہوتا ہے۔ پنجاہ سال: پچاس سال، یعنی عمر کا بیشتر حصہ۔ بروں شد ز دست: ہاتھ سے نکل گئے، یعنی بے کار گزر گئے۔ پنج روز: یعنی مدت قلیل۔ فغاں: شور وغل، آہ وبکا۔

کہ اے زندہ چوں ہست امکانِ گفت	لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
چو مارا بغفلت بشد روزگار	تو بارے دمے چند فرصت شمار

حکایت پیر مرد و تحسّر بر روزگارِ جوانی

شبے در جوانی وطیبِ نِعَم	جواناں نشستیم چندے بہم
چو بلبل سرایاں چو گل تازہ روئے	زشوخی درافگندہ غلغل بکوئے
جہاں دیدہ پیرے زماں برکنار	زدورِ فلک لیلِ مویش نہار
چو فندق زباں از سخن بستہ بود	نہ چوں ما لب از خندہ چوں پستہ بود
جوانے فراز رفت کاے پیر مرد	چہ در کنجِ حسرت نشینی بدرد
یکے سر برآر از گریبانِ غم	بآرامِ دل با جواناں بچم
برآورد سر سالخورد از نہفت	جوابش نگر تا چہ پیرانہ گفت
چو بادِ صبا بر گلستاں وزد	چمیدن درختِ جواں را سزد
چمد تا جوانست و سرسبز خوید	شکستہ شود چوں بزردی رسید
بہاراں کہ باد آورد بید مشک	بریزد درختِ جواں برگِ خشک
نزیبد مرا با جواناں چمید،	کہ بر عارضم صبحِ پیری دمید
بقید اندرم جرّہ بازے کہ بود	دمادم سرِ رشتہ خواہد درود
شمارست نوبت بریں خواں نشست	کہ ما از تنعّم بشستیم دست
چو بر سر نشست از بزرگی غبار	دگر چشمِ عیشِ جوانی مدار
مرا برف بارید بر پرِ زاغ	نشاید چو بلبل تماشائے باغ

کہ اے زندہ: یہ نغاں کا بیان ہے، یعنی مردہ شور کرتے ہوئے یوں کہتا۔ امکان گفت: بات کرنے کی قدرت۔ از ذکر: یعنی خدا کی یاد سے۔ بشد روزگار: زمانہ گزر گیا۔ تو بارے ......الخ: تو اب چند سانسو کو غنیمت شمار کر۔ تحسر: حسرت و افسوس۔ طیب نعم: نعم جمع ہے واحد نعمت، نازو آسائش، ترکیب اضافۃ الصفۃ الی الموصوف کی قبیل سے ہے، عمدہ نعمتیں، بہتر سامان عیش ونشاط۔ نشستیم بہم: یعنی ہم چند جوان یک جا مل بیٹھے۔ چو بلبل سرایاں: یعنی ہم بلبل کی طرح ترنم ریزیاں کررہے تھے۔ چو گل تازہ روئے: پھول کی طرح ہمارے چہرے شگفتہ تھے۔ غلغل: غل غپاڑہ۔ زماں برکنار: یعنی سخت بڑھاپے کے سبب زمانے کے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ یا یوں ہو، زماں برکنار: ہم سے علاحدہ بیٹھا ہوا تھا۔ لیل مویش نہار: اس کے سیاہ بال سفید ہوچکے تھے۔ فندق: عناب، بیر کی قسم کا ایک نہایت سرخ رنگ کا پھل، اس سے کبھی لب معشوق کو کبھی معشوق کے حنابستہ سرانگشت کو تشبیہ دیتے ہیں، اس کا منھ بند ہوتا ہے، جب کہ پستہ کے منھ پر ایک لکیر ہوتی ہے جس کے سبب اسے مسکراتا ہوا تصور کیا جاتا ہے، یہاں مراد یہ ہے کہ وہ بوڑھا خاموش تھا ہماری طرح غل غپاڑہ نہیں کررہا تھا۔ فرا: قریب۔ کنج حسرت: گوشۂ حسرت۔ یکے: یعنی ذرا۔ بچم: چمیدن سے فعل امر، خرام ناز سے چلو۔ سالخورد: معمر بوڑھا۔ نہفت: یعنی گریباں۔ پیرانہ: بزرگانہ۔ درخت جواں را سزد: باد صبا کے چلنے سے باغ کے جوان (سرسبز) درختوں کا جھومنا زیب دیتا ہے۔ خوید: بروزن بعید و بروزن عید دونوں آیا ہے۔ سبز جو۔ چوں بزردی رسید: یعنی جب کھیتی پک گئی۔ بہاراں: یعنی موسم بہار۔ بید مشک: نہایت خوشبودار پھولوں والا ایک پودا، یعنی بوقت بہار باد بہاری مشک جیسی خوشبولاتی ہے۔ درخت جواں: یعنی سرسبز درخت خشک پتے گرادیتا ہے۔ عارض: رخسار۔ صبح پیری دمید: بڑھاپے کی صبح نمودار ہوچکی، یعنی بڑھاپے کے آثار نمایاں ہوگئے اور جوانی کی رونق ختم ہوچکی۔ جرہ باز: نرباز، قوی بازو، مراد روح ہے۔ سررشتہ: یعنی رشتۂ حیات کاٹنا چاہتا ہے۔ بریں خوان: یعنی خوان عیش وطرب۔ تنعم: حیات عیش ونشاط۔ از بزرگی غبار: یعنی بڑھاپے کی سفیدی۔ چشم مدار: امید مت رکھ۔ مرا برف بارید......الخ: میرے کوے کی پروں پر برف گرچکی، یعنی میرے سیاہ بال سفید ہوچلے۔

کند جلوہ: یعنی مور جو آرائش وزیبائش والا ہے جلوہ نمائی کرے زیب دے گا، بکر پر اکھڑے باز سے کیا جلوہ سامانی ہو سکتی ہے۔ تنگ: پوری۔ درو: یعنی

کند جلوہ طاؤس صاحب جمال ۔۔۔ چہ میخواہی از باز برکندہ بال

مرا غلہ تنگ اندر آمد درو ۔۔۔ شمارا کنون میدمد سبزہ نو

گلستانِ ما را طراوت گذشت ۔۔۔ کہ گلدستہ بندد چو پژمردہ گشت

مرا تکیہ جانِ پدر برعصاست ۔۔۔ دگر تکیہ بر زندگانی خطاست

مُسلّم جواں راست برپائے جست ۔۔۔ کہ پیراں برند استعانت بدست

گُلِ سرخ رویم نگر زرِ ناب ۔۔۔ فرو رفت چوں زرد شد آفتاب

ہوس پختن از کودکِ ناتمام ۔۔۔ چناں زشت نبود کہ از پیرِ خام

مرا می بباید چو طفلاں گریست ۔۔۔ ز شرم گناہاں نہ طفلانہ زیست

نکو گفت لقماں کہ نازیستن ۔۔۔ بہ از سالہا بر خطا زیستن

ہم از بامداداں درِ کلبہ بست ۔۔۔ بہ از سود و سرمایہ دادن ز دست

جواں تا رساند سیاہی بنور ۔۔۔ بَرَد پیرِ مسکیں سیاہی بگور

حکایت

کہن سالے آمد بنزدِ طبیب ۔۔۔ ز نالیدنش تا بمردن قریب

کہ دستم برگ بر بنہ اے نیک رائے ۔۔۔ کہ پایم ہمی بر نیاید ز پائے

بداں ماند ایں قامتِ خفتہ ام ۔۔۔ کہ گوئی بگل در فرو رفتہ ام

بدو گفت دست از جہاں برگسل ۔۔۔ کہ پایت قیامت بر آید ز گل

اگر در جوانی زدی دست و پائے ۔۔۔ در ایامِ پیری بہش باش و رائے

چو دورانِ عمر از چہل برگذشت ۔۔۔ مزن دست و پا کآبت از سر گذشت

نشاط آنگہ از من رمیدن گرفت ۔۔۔ کہ شامم سپیدہ دمیدن گرفت

کٹ چکنے کے بعد، اس مصرعے سے بھی یہی مراد ہے کہ میرے ایام جوانی گزر چکے۔ طراوت: ترو تازگی۔ کہ: کدام۔ چو پژمردہ: یعنی چوں گل پژمردہ گشت، کہ گل دستہ کے لیے پھولوں میں تازگی چاہیے۔ تکیہ: سہارا۔ جانِ پدر: منادیٰ ہے، اے فرزند! ۔ عصا: لاٹھی۔ تکیہ برزندگانی......الخ: اب زندگی پر اعتماد خطا ہے کہ پکا آم ہے کب ٹپک جائے۔ مسلّم: قابل تسلیم، مناسب۔ برپائے جستن: کھیل کود کرنا، اچھل کود کرنا۔ برند استعانت بدست: یعنی دوسروں کے ہاتھوں کی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں، بغیر دوسروں کی دست گیری کے چل پھر نہیں پاتے۔ گل سرخ رویم: یعنی میرا چہرہ جو گلاب کی طرح سرخ تھا اب خالص سونے کی طرح زرد ہو چکا۔ فرو رفت: غروب ہوگیا۔ ہوس پختن: لہو ولعب کرنا۔ ناتمام: یعنی نابالغ۔ پیر خام: بوالہوس وناتجربہ کار بوڑھا۔ طفلانہ: بچوں کی طرح۔ لقمان: آپ حکیم ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے، آپ کی نبوت میں اختلاف ہے، ہزار یا دو ہزار سال عمر پائی، ان سے حکمت کی بے شمار باتیں منقول ہیں۔ نازیستن: زندہ نہ رہنا، مرجانا۔ درِ کلبہ: دوکان کا دروازہ۔ سود: نفع۔ سیاہی بہ نور: سیاہی کو سفیدی تک یعنی جوانی کو بڑھاپے تک، مراہے جب تک جوان بوڑھا ہوگا، بوڑھا قبر میں پہنچ چکا رہے گا۔ کہن سال: عمر دراز، بوڑھا۔ ز نالیدنش: یعنی وہ اپنے رونے کے سبب۔ کہ دستم: یعنی کہ دست خود بہ رگ من بنہ: اس نے کہا کہ اپنا ہاتھ میری نبض پر رکھ کر دیکھیے۔ کہ پایم: ضعف کا بیان ہے یعنی میں ایک قدم بھی نہیں چل پا رہا ہوں۔ قامت خفتہ ام: میرا سویا ہوا جسم، یعنی کمزور۔ کہ گوئی......الخ: کہ گویا میں دلدل میں پھنس گیا ہوں۔ دست از جہاں: یعنی حیات دنیا سے ناامید ہوجاؤ کہ تیرا پیر اس دلدل سے قیامت ہی میں نکلے گا۔ زدی دست و پائے: یعنی اگر جوانی میں ہاتھ پاؤں مار چکے ہو، دوڑ دھوپ کر چکے ہو۔ مزن دست و پا: یعنی لایعنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔ کآبت از سر گذشت: کیونکہ پانی تیرے سر سے گزر چکا (تو ڈوب چکا)۔ نشاط: شادمانی وخوشی۔ کہ شامم......الخ: جب کہ میری شام سپیدۂ سحر بن کر نمودار ہونے لگی، یعنی میرے کالے بال سفید ہونے لگے اور جوانی رخصت ہونے لگی۔

بدر کردن: نکال دینا۔ دورِ ہوس بازی: ہوس بازی کا زمانہ یعنی جوانی۔ بسر آمد: ختم ہو چکا۔ بسبزی: سبزہ اور سبزی دونوں ایک معنی میں ہے، گیاہ سبز۔

بباید ہوس کردن از سر بدر ۔ کہ دورِ ہوس بازی آمد بسر

بسبزی کجا تازہ گردد دلم ۔ کہ سبزی بخواہد دمید از گلم

تفرج کناں در ہوا و ہوس ۔ گذشتیم بر خاکِ بسیار کس

کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند ۔ بیایند و بر خاکِ ما بگذرند

دریغا کہ فصلِ جوانی برفت ۔ بلہو و لعب زندگانی برفت

دریغا چناں روح پرور زماں ۔ کہ بگذشت بر ما چو برقِ یماں

زسودائے آں پوشم وایں خورم ۔ نپرداختم تا غمِ دیں خورم

دریغا کہ مشغولِ باطل شدیم ۔ ز حق دور ماندیم و غافل شدیم

چہ خوش گفت با کودک آموزگار ۔ کہ کارے نکردیم و شد روزگار

گفتار اندر غنیمت شمردن قوتِ جوانی پیش از ضعفِ پیری

جوانا رہِ طاعت امروز گیر ۔ کہ فردا جوانی نیاید ز پیر

فراغِ دلت ہست نیروئے تن ۔ چو میداں فراخست گوئے بزن

من ایں روز را قدر نشناختم ۔ بدانستم اکنوں کہ در باختم

قضا روزگارے ز من در ربود ۔ کہ ہر روزے از وے شبِ قدر بود

چہ کوشش کند پیر خر زیر بار ۔ تو میرو کہ بر بادپائے سوار

شکستہ قدح گر بہ بندند چست ۔ نیاورد خواہد بہائے درست

کنوں کوفتادت بغفلت ز دست ۔ طریقے ندارد بجز باز بست

کہ گفتت بجیحوں در انداز تن ، ۔ چو افتاد ہم دست و پائے بزن

بخواہد دمید از گلم: یعنی میری قبر کی مٹی سے سبز گھاسیں اگیں گی۔ تفرج کناں: تفریح کرتے ہوئے۔ برخاک بسیار کس: بہتیروں کی قبر پر۔ بہ غیب اندر اند: یعنی جو لوگ کہ ابھی پردۂ غیب میں ہیں (پیدا نہیں ہوئے ہیں)۔ دریغا: ہائے افسوس!۔ فصل: عہد و زمانہ، موسم۔ لہو ولعب: کھیل کود (غفلت)۔ روح پرور: تازگی بخش، حیات افزا، یعنی جوانی۔ برق یماں: بجلی جو یمن کی جانب سے چمکے یا یمنی بجلی جو عموماً بے بارش ہوتی ہے۔ سودا: فکر وخیال۔ آں پوشم ایں خورم: وہ پہنوں یہ کھاؤں، یعنی مشاغل دنیا۔ غم دین: یعنی دین وآخرت کی فکر نہ کر سکا۔ آموزگار: معلم، استاذ۔ شد روزگار: زمانہ گزر گیا۔ جوانا: (الف ندا کا ہے) اے جوان!۔ جوانی نیاید: یعنی جوانی جیسے کام انجام نہیں پا سکتے۔ نیرو: طاقت۔ فراخ: کشادہ۔ بدانستم...... الخ: اب میں نے سمجھا جب زندگی گنوادی۔ قضا: حکم الٰہی۔ در ربود: اچک لیا، یعنی بہت گزر گیا۔ کہ ہر روزے ...... الخ: جس کا ہر دن شب قدر تھا یعنی گراں مایہ اور قیمتی تھا۔ زیر بار: بوجھ کے نیچے۔ تو میرو: امر دوامی ہے، تم چلتے رہو۔ بر باد پا: تیز رفتار گھوڑے پر (تم سوار ہو) یعنی جوانی کی قوت رکھتے ہو۔ شکستہ قدح: ٹوٹا ہوا پیالہ۔ بہائے درست: صحیح وسالم پیالے کی قدر و قیمت کو نہیں پہنچ سکتا، بوڑھا ٹوٹے پیالے کے مانند ہے اور جوان سالم پیالے کے مشابہ ہے۔ بجز باز بست: دوبارہ جوڑنے کے سوا، یعنی اب تلافی مافات کرو۔ جیحون: دریائے جیحون، خراسان اور ماوراءالنہر کے بیچ بلخ کے نزدیک واقع مشہور دریا ہے۔ دست وپائے بزن: ہاتھ پاؤں چلاؤ، تیرنے کی کوشش کرو اور اپنے ساحل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

بغفلت بدادی ز دست آب پاک | چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک
چو از چابکاں در دویدن گرو | نبردی ہم افتان و خیزاں برو
گر آں بادپایاں برفتند تیز | تو بیدست و پائے از نشستن بخیز

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

شبے خوابم اندر بیابانِ فید | فرو بست پائے دویدن بقید
شتربانے آمد بہول و ستیز | زمامِ شتر بر سرم زد کہ خیز
مگر دل نہادی بمردن ز پس | کہ برمی نخیزی ببانگِ جرس
مرا ہیچو تو خوابِ خوش در سرست | ولیکن بیاباں بہ پیش اندرست
تو کز خوابِ نوشیں ببانگِ رحیل | نخیزی دگر کے رسی در سبیل
فرو کوفت طبلِ شتر ساروان | بمنزل رسید اولِ کارواں
خنک ہوشیارانِ فرخندہ بخت | کہ پیش از دہل زن بسازند رخت
برہ خفتگاں تا بر آرند سر | نہ بینند رہ رفتگاں را اثر
سبق برد رہرو کہ برخاست زود | پس از نقل بیدار بودن چہ سود
چو شیبت در آمد بروئے شباب | شبت روز شد دیدہ برکن ز خواب
من آں روز برکندم از عمر امید | کہ افتادم اندر سیاہی سپید
دریغا کہ بگذشت عمرِ عزیز | بخواہد گذشت ایں دمِ چند نیز
گذشت انچہ در ناصوابی گذشت | وزیں نیز دم در نیابی گذشت
کنوں وقتِ تخم ست اگر پروری | گر امید داری کہ خرمن بری

آب پاک: جب پاک پانی کھودیا اب تیمم کے سوا کوئی تدبیر نہیں۔ چابکاں: یعنی میدان حقیقت کے دوڑنے والے۔ گرو: سبقت۔ افتاں وخیزاں برو: گرتے پڑتے چلتے رہو۔ بادپایاں: واحد بادپائے، ہوا کی طرح دوڑنے والا (پوئیدن سے مشتق ہے)، مراد جوان لوگ ہیں، یا عبادات و ریاضات میں تیز رفتار لوگ۔ تو بیدست و پا: بڑھاپے کی کمزوری سے۔ از نشستن بخیز: بیٹھے نہ رہو، کچھ چلتے رہو کہ کسی دانش ور نے کہا ہے: مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ۔ جو چیز پوری نہ پائی جاسکے بالکل چھوڑ نہ دی جائے گی۔ ممکن ہے ''بخیز'' خیزیدن سے امر ہو، تب معنی ہوگا سرین کے بل گھسٹتے رہو۔ بیابان: جنگل۔ فید: مکہ معظمہ کے راستے میں ایک منزل یا قلعہ کا نام ہے۔ فرو بست ......الخ: یعنی نیند نے اس جنگل میں میرے تیز چلنے کے پاؤں باندھ دیے، یعنی میں سوگیا۔ بہول و ستیز: ہیبت اور غصہ سے۔ زمام: نکیل۔ مگر دل نہادی بمردن: شاید تو نے مرنے کی ٹھان لی ہے۔ ز پس: یعنی قافلے چلے جانے کے بعد۔ بانگ جرس: نقارے کی آواز۔ خواب خوش: میٹھی نیند۔ کز: کہ از۔ خواب نوشیں: میٹھی نیند۔ رحیل: کوچ، روانگی۔ دگر کے رسی: پھر قافلے تک کب پہنچ سکوگے۔ در سبیل: راستے میں۔ طبل شتر: اونٹ پر رکھا ہوا نقارہ جو بوقت روانگی کارواں کے اخیر میں بجاتے ہیں۔ اول کارواں: قافلے کا ابتدائی حصہ جو نقارے کی آواز سنتے ہی روانہ ہوچکا تھا۔ ساروان: ساربان، ''با'' کو واؤ بنالیتے ہیں۔ دہل زن: ڈھول بجانے والا، نقارچی۔ بسازند رخت: یعنی قبل روانگی سامان کی تیاری کرلیں۔ برہ خفتگاں......الخ: جو راستے میں پڑے سورہے ہیں، جب تک وہ نیند سے سر اٹھائیں گے اس وقت تک جانے والوں کا کوئی نشان نہ دیکھ سکیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ اس دنیا میں موقع بہت کم ہے، فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیے۔ رہرو: یعنی مسافر۔ پس از نقل: یعنی قافلے کی روانگی کے بعد۔ سود: فائدہ، نفع۔ شیب: یعنی بڑھاپا۔ شباب: جوانی۔ دیدہ برکن: آنکھ کھول دے۔ برکندم از عمر امید: زندگی سے امید توڑ لیا۔ افتادم: میم ضمیر متصل سیاہی کا مضاف الیہ ہے، یعنی میرے بالوں کی سیاہی میں سفیدی پھیل گئی۔ دریغا: ہائے افسوس! ایں دم چند: زندگی کی یہ چند سانسیں۔ در ناصوابی: یعنی بربادی و غفلت میں۔ در نیابی: اگر نفع اندوز نہ ہوگے یہ بھی گزر جائیں گے۔

بشہر قیامت مرو تنگدست ۔۔۔ کہ وجہے ندارد بحسرت نشست

گرت چشم عقلست تدبیر گور ۔۔۔ کنوں کن کہ چشمت نخورد است مور

بمایہ تواں اے پسر سود کرد ۔۔۔ چہ سود افتد آں را کہ سرمایہ خورد

کنوں کوش کآب از کمر در گذشت ۔۔۔ نہ وقتے کہ سیلاب از سر گذشت

کنونت کہ چشمست اشکے ببار ۔۔۔ زباں در دہان است عذرے بیار

نہ پیوستہ باشد رواں در بدن ۔۔۔ نہ ہموارہ گردد زباں در دہن

ز دانندگاں بشنو امروز قول ۔۔۔ کہ فردا بگیرد بتر سد ز ہول،

غنیمت شمار ایں گرامی نفس ۔۔۔ کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف ۔۔۔ کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

حکایت

قضا زندہ را رگ جاں برید ۔۔۔ دگر کس بمرگش گریباں درید

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش ۔۔۔ چو فریاد و زاری رسیدش بگوش

ز دست شما مردہ بر خویشتن ۔۔۔ گرش دست بودے دریدے کفن

کہ چندیں ز تیمار و دردم مپیچ ۔۔۔ کہ روزے دو پیش از تو کردم بسیج

فراموش کردی مگر مرگ خویش ۔۔۔ کہ مرگ منت ناتواں کرد و ریش

مبصر چو بر مردہ ریزد گلش ۔۔۔ نہ بر وے کہ بر خود بسوزد دلش

ز ہجراں طفلے کہ در خاک رفت ۔۔۔ چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت

تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک ۔۔۔ کہ ننگ است ناپاک رفتن بخاک

کنوں باید ایں مرغ را پائے بست ۔۔۔ نہ وقتے کہ سر رشتہ بردت ز دست

مرو تنگ دست: یعنی اعمال خیر کے توشہ سے خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ کہ وجہے ندارد: کیونکہ اس دنیا میں حسرت سے بیٹھ رہنا کوئی معقول سبب نہیں رکھتا، کہ تو قادر ہے ابھی اعمال حسنہ جمع کرسکتا ہے۔ تدبیر گور کن: یعنی توشۂ آخرت تیار کر۔ کہ چشمت......الخ: کہ ابھی تیری آنکھوں کو قبر کی چیونٹیوں (کیڑوں) نے نہیں کھایا ہے۔ مایہ: اصل مال، سرمایہ، پونجی۔ سود تواں کرد: حاصل کرسکتے ہو۔ کنوں کوش: ابھی کہ پانی کمر سے گزرا ہے کوشش کرلو کہ ساحل مقصود تک پہنچ سکتے ہو، اس وقت نہیں جب سیلاب سر سے گزر جائے۔ اشکے ببار: یعنی ندامت کے آنسو رولو۔ عذرے بیار: یعنی گناہوں سے توبہ کرلو۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ رواں: روح، جان۔ ہموارہ: ہمیشہ، ہر گھڑی۔ ز دانندگاں......الخ: یعنی علمائے دین سے مسائل زندگی کی تحقیق کرو۔ کہ فردا بگیر: یعنی کل قیامت میں زبان پکڑی جائے گی۔ ہول: دہشت۔ گرامی: باعزت، قابل قدر۔ بے مرغ: یعنی بے روح۔ قفس: یعنی جسم، جس قفس عنصری میں طائر لاہوتی نہیں وہ بے قدر ہے۔ فرصت: موقع۔ الوقت: کسی صوفی بزرگ کا قول ہے "اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ" "زندگی کے لیے وقت تیز کاٹنے والی تلوار ہے۔ قضا: حکم الٰہی۔ رگ جاں: شہ رگ۔ رگ جاں برید: یعنی موت آگئی۔ مرگ: موت۔

تیز ہوش: ہوش مند، عقل مند۔ ز دست شما: یعنی تمہاری فریاد و زاری اور نوحہ گری کے سبب۔ گرش دست بودے: اگر اسے قدرت ہوتی۔ کہ چندیں: یعنی اور مردہ کہتا کہ اتنا غم نہ کھاؤ۔ ز تیمار و دردم: میری تکلیف اور غم خواری سے۔ کردم بسیج: یعنی میں نے تم سے دو دن پہلے سامان سفر کیا ہے۔ مگر: شاید۔ کہ مرگ منت: یعنی جبھی میری موت نے تمہیں ناتواں اور غم ناک کردیا۔ مبصر: دور اندیش۔ ریزد گلش: یعنی جب قبر پر مٹی ڈالتا ہے اور احتمال ہے کہ گل بالضم بمعنی پھول ہو۔ ہجراں: جدائی۔ پاک آمد: بے گناہ آیا، بے گناہ گیا۔ بر حذر باش: محتاط رہو۔ کہ ننگ است......الخ: یعنی باعث شرم و عار ہے۔ ناپاک رفتن: یعنی گنہ گار ہو کر مرنا۔ ایں مرغ: یعنی نفسانیت اور شہوت کے پرند کا پیر ابھی باندھنا چاہیے۔ سر رشتہ: یعنی سر رشتۂ حیات، زندگی کی ڈوری کا سرا تیرے ہاتھ سے لے جائے۔

بجائے دگر کس: یعنی تم نے دوسروں کی جگہ لی اب دوسرے تمہاری جگہ لیں گے۔ پہلوانی: ہیائے خطاب۔ تیغ زن: تلوار چلانے والا ماہر۔ بدر بردن: یعنی اس دنیائے فانی سے۔ الا کفن: کفن کے سوا۔ خرِ وحش: گورخر، خرِ اہلی کا مقابل۔ ریگ: ریت۔ شود پائے بند: کہتے ہیں کہ گورخر ریت میں دھنس جانے کے بعد جنبش نہیں کرسکتا۔ ترا نیز چنداں: تجھے بھی اسی وقت تک طاقت ہے۔ سالخوردہ مکان: پرانا مکان یعنی دنیا۔ کہ گنبد......الخ: کہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہرتا یعنی دنیا گنبد کی طرح گول، ناپائیدار اورانسان اس پر اخروٹ کے مثل بے ثبات ہے۔ دے: گزشتہ کل۔ فردا: آئندہ کل۔ ہمیں یکنفس: اسی ایک گھڑی، فی الحال۔ فرورفت: انتقال کرگیا۔ جم: جمشید، مشہور بادشاہ ایران۔ نازنیں: نازوں کا پالا یعنی فرزند۔ چو کرمش: (اضمار قبل الذکر) ریشم کے کیڑے کی طرح۔ یہ کیڑا اپنے اوپر ریشم تنتا جاتا ہے، اپنے کوئے کے اندر ہی رہ کر مرجاتا ہے، گویا وہی ریشم اس کا کفن ہے۔ ابریشمیں: ریشم کا۔ دخمہ: مجوسیوں کا قبرستان، اور یہ بہت بڑا تہہ خانہ ہوتا جس میں کثیر محرابیں اور بڑے طاق ہوتے ہیں، مُردے کو آراستہ کر کے کسی طاق میں اور سامنے کسی طشت میں شیر برنج رکھ دیتے، کوّے جمع ہوکر کھاجاتے، اس رسم کو مردہ کے لیے

نشستی بجائے دگر کس بسے — نشیند بجائے تو دیگر کسے

اگر پہلوانی وگر تیغ زن — نخواہی بدر بردن الّا کفن،

خرِ وحش اگر بگسلاند کمند، — چو در ریگ ماند شود پائے بند

ترا نیز چنداں بود دستِ زور — کہ پایت نرفت است در ریگِ گور

منہ دل بریں سالخوردہ مکاں — کہ گنبد نپاید برو گردگاں،

چو دے رفت فردا نیاید بدست — حساب از ہمیں یکنفس کن کہ ہست

حکایت

فرو رفت جم را یکے نازنیں — کفن کرد چوں کرمش ابریشمیں،

بدخمہ درآمد پس از چند روز — کہ بروے بگرید بزاری و سوز

چو پوسیدہ دیدش حریریں کفن — بفکرت چنیں گفت با خویشتن

من از کرم برکندہ بودم بزور — بکندند ازو باز کرمانِ گور

دو بیتم جگر کرد روزے کباب — کہ میگفت گویندۂ با رُباب

دریغا کہ بے ما بسے روزگار — بروید گل و بشگفد لالہ زار

بسے تیر و دے ماہ و اردی بہشت، — برآید کہ ما خاک باشیم و خشت

حکایت

یکے پارسا سیرتِ حق پرست — فتادش یکے خشتِ زریں بدست

سرِ ہوشمندش چناں خیرہ کرد — کہ سودا دلِ روشنش تیرہ کرد

ہمہ شب در اندیشہ کیں گنج و مال — درو تا زیم رہ نیابد زوال

دگر قامت عجزم از بہرِ خواست — نباید برِ کس دوتا کرد راست

باعث نجات تصور کرتے۔ بروے: یعنی نازنیں فرزند پر۔ حریریں: ریشمیں۔ از کرم برکندہ بودم بزور: میں نے یہ ریشم کیڑے سے زبردستی علاحدہ کیا تھا۔ طریقہ ہے کہ کویوں کو گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے، جس سے ریشم کا کیڑا مرجاتا ہے اور وہ پھول جاتے ہیں تب اس کوئے سے ریشم اتار لیتے ہیں۔ دو بیتم جگر: میم ضمیر متصل جگر کا مضاف الیہ ہے، ایک دن دو شعروں نے میرے جگر کو کباب کردیا۔ رُباب: ایک قسم کا ساز ہے۔ دریغا: ہائے افسوس! بے ما: ہمارے بغیر یعنی جب ہم نہ رہیں گے۔ بسے روزگار: بہت زمانہ یعنی قیامت تک، تیر، دی ماہ، اردی بہشت، ایرانی مہینوں کے نام ہیں، تیر، ہندی مہینہ بیساکھ، دی ماہ، سرما کا مہینہ ہندی ماگھ، اردی بہشت، بہار کا مہینہ ہندی جیٹھ کا مہینہ۔ کہ ما خاک: کہ بیانیہ ہے۔ یعنی ہم گل کر خاک ہوچکے ہوں گے اور ہماری خاک سے اینٹ بنالی جائے گی۔ پارسا سیرت: پارسا صفت۔ خشت زریں: سنہری اینٹ۔ فتادش بدست: اس کے ہاتھ لگ گئی۔ خیرہ: حیران وعاجز۔ سودا: باطل خیال۔ تیرہ کرد: تاریک کردیا، یعنی اس نے زہد و پارسائی یک بارگی دور ڈال دیا۔ تا زیم: جب تک زندہ رہوں گا۔ درو رہ نیابد زوال: اس میں زوال نہیں آسکتا۔ از بہر خواست: سوال کرنے کے لیے ... دوتا: دوہری

سرائے کنم پائے بستش رخام | درختانِ سقفش ہمہ عودِ خام
یکے حجرہ خاطس از پئے دوستاں | درِ حجرہ اندر سرا بوستاں
بفرسودم از رقعہ بر رقعہ دوخت | تفِ دیگراں چشم و مغزم بسوخت
دگر زیرِ دستاں پزندم خورش | براحت دہم روح را پرورش
بسختی بکشت ایں نمد بسترم | رَوَم زیں سپس عبقری گسترم
خیالش خرف کرد و کالیوہ رنگ | بمغزش فرو برد خرچنگ چنگ
فراغِ مناجات و رازش نماند | خور و خواب و ذکر و نمازش نماند
بصحرا بر آمد سر از عشوہ مست | کہ جائے نبودش قرار و نشست
یکے بر سرِ گور گل می سرشت | کہ حاصل کنند زاں گلِ گور خشت
باندیشہ در خود فرو رفت پیر | کہ اے نفسِ کوتہ نظر پند گیر
چہ بندی دریں خشت زریں دلت | کہ یک روز خشتے کنند از گلت
طمع را نہ چنداں دہانست باز | کہ بازش نشیند بیک لقمہ آز
بدار اے فرومایہ زیں خشت دست | کہ جیحوں نشاید بیک خشت بست
تو غافل در اندیشۂ سود و مال | کہ سرمایۂ عمر شد پائمال
بریں خاک چنداں صبا بگذرد | کہ ہر ذرّہ از ما بجائے برد
غبارِ ہوا چشمِ عقلت بدوخت | سمومِ ہوس کشتِ عمرم بسوخت
بکن سرمۂ غفلت از چشم پاک | کہ فردا شوی سرمہ در زیرِ خاک

حکایتِ عداوت درمیانِ دو شخص

سرائے کنم: ایک گھر بناؤں گا۔ پائے بستش رخام: جس کی بنیاد سنگ مرمر کی ہوگی۔ درختانِ سقفش: چھت کی کڑیاں۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ از پئے دوستاں: دوستوں کے واسطے۔ سرا بوستاں: پائیں باغ۔ رقعہ بر رقعہ: پیوند پر پیوند۔ تف: بالفتح: گرمی، بالضم: تھوکنا، یعنی دوسروں کے طبخ کی گرمی۔ دگر زیرِ دستاں......الخ: اب میرے ماتحت لوگ میرا کھانا پکائیں گے۔ نمد بستر: (بقلب اضافت) کمبل کا بستر۔ عبقری گسترم: گراں مایہ کپڑوں کا فرش بچھاؤں گا۔ خرف: تباہی عقل۔ خرف کرد: پاگل کردیا۔ کالیوہ: سرگشتہ، دیوانہ۔ کالیوہ رنگ کرد: دیوانہ نما بنادیا۔ خرچنگ: کیکڑا۔ چنگ: چنگل۔ فراغ: فرصت۔ مناجات راز: عطف تفسیری ہے، خدا سے راز و نیاز، سرگوشی اور دعا۔ خور و خواب: کھانا اور سونا۔ نمازش نماند: حاصل یہ کہ دولت مندی کی دیوانگی نے ہر چیز سے غافل بنادیا۔ صحرا: جنگل۔ عشوہ: فریب خیال۔ جائے نبودش قرار و نشست: یعنی کہیں وہ ٹھہرتا نہیں تھا۔ یکے بر سرِ گور......الخ: یعنی اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایک قبر کی مٹی گوندھ رہا ہے۔ گلِ گور: قبر کی مٹی۔ خشت: اینٹ۔ باندیشہ در خود......الخ: یعنی یہ دیکھ کر بوڑھا سوچ میں پڑ گیا اور جی میں کہا۔ کوتہ نظر: ناعاقبت اندیش۔ پند گیر: نصیحت حاصل کرو، عبرت پکڑو۔ چہ بندی دریں......الخ: اس سونے کی اینٹ میں تم نے کیا دل لگا رکھا ہے جب کہ ایک دن تیری قبر کی مٹی سے لوگ اینٹ بنالیں گے۔ طمع: بے جا خواہش، لالچ۔ آز: حرص، زیادہ آرزومندی، مضاف مقدر ہے یعنی دہانِ آز۔ کہ بازش......الخ: لالچ کا منہ ایسا نہیں کہ ایک لقمہ کھا کر اس کی حرص فرو ہوجائے، یعنی وہ قناعت گزیں نہیں۔ فرومایہ: کمینہ، مفلس۔ زیں خشت: اس سونے کی اینٹ سے۔ جیحون: حرص کو جیحون سے تشبیہ دی ہے یعنی دریائے حرص۔ اندیشۂ سود: نفع کی فکر۔ سرمایۂ عمر: یعنی خود زندگی۔ کہ ہر ذرہ......الخ: کہ ہمارا ہر ذرہ جگہ جگہ اڑا لے جائے گی۔ غبار ہوا......الخ: خواہش و حرص نے تیری چشم عقل میں دھول جھونک دی، ہوسِ نفس کی لُو نے تیری کشت زارِ حیات کو جھلسا دیا۔ پاک: صاف۔ فردا: کل مرنے کے بعد۔ شوی سرمہ: یعنی کل تو خاک قبر میں سرمہ یعنی ریزۂ خاک ہوجائے گا۔ عداوت: دشمنی۔

میانِ دو تن دشمنی بود و جنگ	سر از کبر بر یکدگر چوں پلنگ
ز دیدار ہم تا بحدّے رماں	کہ بر ہر دو تنگ آمدے آسماں
یکے را اجل در سر آورد جیش	سر آمد برو روزگارانِ عیش
بد اندیشِ وے را دروں شاد گشت	بگورش پس از مدّتے برگذشت
شبستانِ گورش در اندوده دید	کہ وقتے سرایش زر اندوده دید
ز روئے عداوت بیازوئے زور	یکے تختہ برکندش از روئے گور
سرِ تاجور دیدش اندر مغاک	دو چشمِ جہاں بینش آگندہ خاک
وجودش گرفتارِ زندانِ گور	تنش طعمۂ کرم و تاراجِ مور
ز دورِ فلک بدرِ رویش ہلال	ز جورِ زماں سروِ قدّش خلال،
کفِ دست و سر پنجۂ زور مند	جدا کرده ایام بندش ز بند
چنانش برو رحمت آمد ز دل	کہ بسرشت بر خاک از گریہ گل
پشیماں شد از کردۂ خوئے زشت	بفرمود بر سنگِ گورش نبشت
مکن شادمانی بمرگِ کسے	کہ دہرت پس از وے نماند بسے
شنید ایں سخن عارفِ ہوشیار (ق)	بنالید کلے ۔ ۔ ۔ ۔ قادرِ کردگار
عجب گر تو رحمت نیاری برو	کہ بگریست دشمن بزاری برو
تنِ ما شود نیز روزے چناں	کہ بروے بسوزد دلِ دشمناں
مگر در دلِ دوست رحم آیدم	چو بیند کہ دشمن بخشایدم،
بجائے رسد کارِ سر دیر زود	کہ گوئی درو دیده ہرگز نبود
زدم تیشہ یک روز بر تلِ خاک	بگوشم آمد نالۂ دردناک

دوتن: دو شخص۔ کبر: غرور، گھمنڈ۔ چوں پلنگ: چیتا بہت کینہ ور ہوتا ہے۔ رماں: گریزاں اور متنفر۔ کہ بر ہر دو......الخ: کہ دونوں پر آسمان تنگ تھا کہ کوئی اپنے دشمن کے آسمان کے نیچے رہنے پر راضی نہ تھا چنانچہ آسمان اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ تھا۔ اجل: موت۔ جیش: لشکر، یعنی ایک پر موت کے لشکر نے حملہ کیا (ایک مرگیا)۔ سرآمد......الخ: اس کے عیش کے زمانے ختم ہوگئے۔ بد اندیش: بدخواہ، دشمن۔ دروں شادگشت: دل خوش ہوگیا، ایک نسخے میں ہے ”رواں شادگشت“ روح خوش ہوگئی۔ شبستان: خواب گاہ۔ دراندوده دید: در بگل اندوده دید کا مخفف۔ یعنی خواب گاہ قبر کا دروازہ مٹی سے لپا ہوا بند دیکھا جب کہ ایک وقت اس کا گھر زرنگار سنہری گلکاریوں سے آراستہ دیکھ چکا تھا۔ زروئے عداوت: دشمنی کے سبب سے۔ یکے تختہ......الخ: یعنی دشمنی میں اس کی قبر کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا۔ تاجور: تاج والا۔ مغاک: گڑھا۔ آگندہ خاک: مٹی بھری ہوئی۔ وجودش: اس کا جسم۔ زندان: قید خانہ۔ طعمۂ کرم: کیڑوں کی خوراک۔ تاراج مور: یعنی چیونٹیوں کا غارت شدہ دیکھا۔ دورِ فلک: گردشِ فلک، یعنی زمانے کا گزر۔ بدرِ رویش ہلال: یعنی زمانہ گزرنے کے سبب اس کا بدر جیسا چہرہ ہلال بن چکا تھا (روشن چہرہ بے رونق ہو چکا تھا)۔ جور: ظلم۔ سروِ قدش خلال: اس کا سرو جیسا خوب صورت قد و قامت تنکا بن چکا تھا (سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا)۔ کفِ دست: ہاتھ کی ہتھیلی۔ زورمند: طاقت ور۔ ایام: زمانہ۔ بند: جوڑ۔ سرشت از گریہ گل: رو کر آنسوؤں سے مٹی گوندھ دی یعنی زمین تر ہوگئی۔ خوئے زشت: بری عادت۔ نبشت: یعنی لکھنے کا حکم دیا۔ دہر: زمانہ۔ عارف: صاحبِ معرفت، اہلِ دل۔ بنالید: یعنی مناجات و دعا کیا۔ قادرِ کردگار: اے قدرت والے خدا! عجب گر: یعنی تعجب ہوگا اگر تو اس پر رحم نہ کرے۔ کہ بگریست......الخ: (تعجب کی علت ہے) جب کہ اس پر دشمن بھی زار زار رو پڑا۔ مگر: (کلمۂ تمنا ہے)، کاش کہ، شاید۔ دلِ دوست: دل کا ذکر لفظ دوست کی مناسبت سے ہے، مراد خود خدائے تعالیٰ ہے۔ آیدم: میم ضمیر متصل دوست کا مضاف الیہ ہے۔ دیر زود: (بحذف حرف تردید) دیر یا جلد، دیر سویر، جلد یا بدیر۔ زدم تیشہ: بطور تمثیل کہتے ہیں، تیشہ، کدال، پھاوڑا۔ تل: ٹیلہ۔ نالہ: رونے کی آواز:

ب ۹

که زنهار اگر مردی آهسته تر ۔۔۔ که چشم و بناگوش و رویست و سر

حکایت پدر و دختر

شبے خفته بودم بعزم سفر ۔۔۔ پئے کاروانے گرفتم مگر

برآمد یکے سهمگیں باد و گرد ۔۔۔ که بر چشم مردم جہاں تیره کرد

بره بر یکے دخترِ خانه بود ۔۔۔ بمعجر غبار از پدر میزدود

پدر گفتش اے نازنیں چہر من ۔۔۔ که شوریده داری دل از مهر من

نه چنداں نشیند دریں دیده گرد ۔۔۔ که بازش بمعجر تواں پاک کرد

ترا نفسِ رعنا چو سرکش ستور ۔۔۔ دواں میبرد تا بسر شیبِ گور

اجل ناگهت بگسلاند رکیب ۔۔۔ عناں باز نتواں گرفت از نشیب

موعظه و پند

خبرداری از استخوانِ قفس ۔۔۔ که جانِ تو مرغیست ونامش نفس

چو مرغ از قفس رفت و بگسست قید ۔۔۔ دگر ره نگردد بسعیِ تو صید

نگهدار فرصت که عالم دمیست ۔۔۔ دمے پیشِ دانا به از عالمیست

ق

سکندر که بر عالمے حکم داشت ۔۔۔ دراں دم که بگذشت و عالم گذاشت

میسر نبودش کزو عالمے ۔۔۔ ستانند و مهلت دهندش دمے

برفتند و هر کس درود آنچه کشت ۔۔۔ نماند بجز نامِ نیکو و زشت

چرا دل بریں کاروانگه نهیم ۔۔۔ که یاراں برفتند و ما بر رهیم

زنہار: خبر دار۔ بنا گوش: بضم اول، کان کی لو۔ روییست وسر: یعنی اس تودۂ خاک میں ایک شخص مدفون ہے جسے آج اس صورت میں دیکھ رہے ہو۔ بعزم سفر: سفر کے ارادے سے۔ گرفتم مگر: یعنی ایسا یاد پڑتا ہے کہ میں کارواں کے ہمراہ تھا۔ سہمگیں: خوفناک۔ باد وگرد: ہوا اور گرد یعنی آندھی۔ تیره کرد: تاریک کردیا، یعنی تاریکی چھاگئی۔ دختر خانہ: (باضافت) لڑکی جو باپ کے گھر زیر پرورش ہو اور ابھی اس کا نکاح نہ ہوا ہو۔ معجر: اوڑھنی، دوپٹہ۔ میزدود: صاف کررہی تھی (زدودن سے مشتق ہے)۔ نازنیں: نازوں کی پلی۔ نازنیں چہر: یعنی پاکیزہ صورت۔ شوریدہ: پریشان۔ مہر: محبت۔ نہ چنداں: نہ برائے استفہام انکاری۔ نشیند: صیغۂ مستقبل یعنی قبر میں گرد بیٹھے گی۔۔ دریں دیدہ: ان آنکھوں میں اتنی گرد بیٹھ جائے گی کہ جس کو پھر کسی اوڑھنی سے صاف کرنا ممکن نہ ہوگا۔ نفس رعنا: نفس زیبا۔ سرکش ستور: سرکش ومنہ زور گھوڑا۔ دواں می برد: دوڑا لیے جاتا ہے۔ تا بسر شیب گور: سر زائد ہے، شیب نشیب کا مخفف ہے، بمعنی پستی۔ یعنی قبر کے گڑھے کی طرف۔ اجل: موت۔ رکیب: رکاب کا امالہ ہے، وہ آہنی حلقہ جو گھوڑے کی زین میں تسمہ کے ذریعہ دونوں طرف لٹکتا رہتا ہے اور سوار اس پر پاؤں رکھ کر گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ عناں: باگ، لگام، باگ ڈور۔ نشیب: پستی، گڑھا۔ استخوان قفس: (بترکیب مقلوب) ہڈیوں کا پنجرہ یعنی جسم۔ کہ جان تو......الخ: جان، روح، کہ تیری جان اس کا پرند ہے جس کا نام نفس ہے۔ چوں مرغ: یعنی طائرِ روح جب قفس عنصری (جسم) سے پرواز کر جائے تو دوبارہ کوشش کے باوجود شکار نہیں ہوسکتا، (روح دوبارہ بدن میں لوٹ نہیں سکتی)۔ عالم دمے ست: دنیا ایک سانس (کا نام) ہے۔ دمے پیش دانا......الخ: عقلمند کے نزدیک ایک سانس برابر زندگی ایک جہان سے بہتر ہے، کہ پورا جہان اس کا عوض نہیں ہوسکتا۔ سکندر: اس نام اور صفات کے دو مشہور اولوالعزم بادشاہ گزرے ہیں، جن کے زمانوں میں باہم بہت سا تفاوت ہے، (۱) اول کو ذوالقرنین اکبر کہتے ہیں (۲) دوسرے کا نام سکندر رومی یا سکندر اعظم ہے، جو بادشاہ فیلقوس کا بیٹا، ارسطو حکیم کا شاگرد اور مغرب سے مشرق تک کا فاتح ہوا، دونوں بادشاہ بڑے صاحب اقبال ہوئے، اس وجہ سے لوگ طالع یاور کو سکندر کہنے لگے۔ بگذشت: مرگیا۔ میسر نبود: ممکن نہ ہوا۔ ومہلت دہندش: یعنی اس کو زندگی کی تھوڑی مہلت دے دیں۔ درود آنچہ کشت: وہی کاٹا جو بویا تھا، یعنی حسب اعمال جزا و سزا پایا۔ نماند: دنیا میں صرف اچھا برا نام رہ گیا۔ کارواں گہ: دنیا۔ کہ یاراں: کیوں کہ بہت سے ساتھی چلے گئے، ہم راستے میں ہیں اور چلنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

پس: بعد۔ ہمیں: باغ یوں ہی پھولتا پھلتا رہے گا۔ دلآرام: معشوق۔ دلآرام دنیا: یعنی دنیائے دلآرام۔ کہ ننشست: یعنی اس لیے کہ جس نے بھی اس سے میل محبت کی اس نے دل پھیر لیا۔

پس از ما ہمیں گل دہد بوستاں — نشینند بایکدگر دوستاں

دل اندر دلآرامِ دنیا مبند — کہ ننشست باکس کہ دل برنکند

چو در خاکدانِ لحد خفت مرد — قیامت بیفشاند از روی گرد

سر از جیبِ غفلت برآور کنوں — کہ فردا نماند بحسرت نگوں

نہ چوں خواہی آمد بشیراز در — سر و تن بشوئی زگردِ سفر

پس اے خاکسارِ گنہ عنقریب — سفر کرد خواہی بشہرِ غریب

برآں از دو سرچشمۂ دیدہ جوئے — ور آلایشے داری از خود بشوئے

حکایت در عالمِ طفولیت

زعہدِ پدر یادم آید ہمی — کہ بارانِ رحمت بر و ہر دمے

کہ در خردیم لوح و دفتر خرید — زبہرم یکے خاتمِ زر خرید

بدر کرد ناگہ یکے مشتری — بخرمائے از دستم انگشتری

چو نشناسد انگشتری طفلِ خرد — بشیرینی از وے تواں کند برد

تو ہم قیمتِ عمر نشناختی — کہ در عیشِ شیریں براند اختی

قیامت کہ نیکاں براعلیٰ رسند — ز قعرِ ثریٰ بر ثریا رسند

ترا خود بماند سر از ننگ پیش — کہ گردت برآید عملہائے خویش

برادر زکارِ بداں شرم دار — کہ در روئے نیکاں شوی شرمسار

دراں روز کز فعل پرسند و قول — اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول

بجائے کہ دہشت خورند انبیا — تو عذرِ گنہ را چہ داری بیا

چو در خاک دان لحد: انسان جب قبر میں (ابدی نیند) سوگیا تو اب قیامت ہی چہرے کی گرد صاف کرے گی (دوبارہ زندہ اٹھے گا)۔ جیب: گریبان۔ کہ فردا: تا کہ کل قیامت میں حسرت و پشیمانی سے جھکا نہ رہے۔ نہ چوں خواہی آمد: شیخ نے یہ شعر بطور موعظت اپنے کو مخاطب بنا کر کہا ہے کہ کیا ایسا نہیں ہے؟ کہ شہر شیراز میں داخل ہوتے ہو تو سفر کی کثافتوں سے نہا دھو لیتے ہو، یوں ہی شہر آخرت کی جانب واپسی کے وقت گناہوں کی کثافتوں سے ندامت کے آنسوؤں میں نہالو۔ شہر غریب: اجنبی شہر، یعنی شہر خموشاں، عالم آخرت۔ آلایش: گناہوں کی آلودگی۔ از خود بشوی: اشک ندامت کے پانی سے دھوڈالو۔ طفولیت: بچپن۔ عہد: زمانہ۔ یادم آید ہمی: یعنی ایک واقعہ مجھے یاد آرہا ہے۔ کہ باران رحمت......الخ: (جملہ معترضہ دعائیہ ہے) خدا کرے کہ ہر گھڑی ان پر باران رحمت برستا رہے۔ درخردیم: میرے بچپن میں۔ لوح: تختی، تختۂ مشق۔ دفتر: حساب کا رجسٹر، یہاں مطلق کتاب مراد ہے۔ خاتم زر: سونے کی انگوٹھی۔ مشتری: خریدار۔ بہ خرمائے: یعنی فریب دے کر ایک چھوہارے کے بدلے انگوٹھی میری انگلی سے نکال لی۔ انگشتری: انگوٹھی۔ بشیرینی: یعنی مٹھائی کے بدلے اس سے لی جاسکتی ہے۔ عمر: زندگی۔ عیش شیریں: میٹھے عیش ونشاط میں، رنگ رلیاں منانے میں۔ براند اختی: ضائع کردیا، یعنی بروز قیامت۔ براعلیٰ: یعنی برمرتبۂ اعلیٰ، اونچے مرتبہ پر۔ قعر: گہرائی۔ ثریٰ: نمناک مٹی۔ زقعر ثریٰ: یعنی زمین کی پستی سے ثریا کی بلندی پر۔ ثریا: پروین، چھ مجتمع ستارے جو فلک ہشتم پر ہیں۔ ننگ: خجالت، شرمندگی۔ گردت: یعنی تجھے تیرے اعمال گھیرلیں گے۔ کاربداں: بروں کے کام یعنی برے اعمال۔ شوی شرمسار: یعنی بروز قیامت۔ دراں روز: یعنی روز قیامت جس دن کہ قول وفعل پر پرشش ہوگی، اس ہولناک دن اولوالعزم رسولوں کے بدن بھی خوف سے لرز اٹھیں گے۔ اولوالعزم: پانچ رسول ہیں، حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم السلام، ان کی شریعتیں ماقبل کی ناسخ احکام ہیں۔ چہ داری بیا: کیا عذر ہے؟ پیش کر، اگر جرأت ہو، یعنی جرأت ہو نہیں سکتی۔

زنانے کہ طاعت برغبت برند ‌‌ ز مردانِ ناپارسا بگذرند

ترا شرم ناید ز مردیِ خویش ‌‌ کہ باشد زناں را قبول از تو بیش

زناں را بعذرے معیّن کہ ہست ‌‌ ز طاعت بدارند گہ گاہ دست

تو بیعذر یکسو نشینی چو زن ، ‌‌ رو اے کم ز زن لافِ مردی مزن

مرا خود چہ باشد زباں آوری ‌‌ چنیں گفت شاہِ سخن عنصری

مرا خود مبیں اے عجب در میاں ‌‌ ببیں تا چہ گفتند پیشینیاں

چو از راستی بگذری خم بود ‌‌ چہ مردی بود کز زنے کم بود

بناز و طرب نفس پروردہ گیر ‌‌ بایام دشمن قوی کردہ گیر

یکے بچۂ گرگ می پرورید ‌‌ چو پروردہ شد خواجہ برہم درید

چو بر پہلوئے جاں سپردن بخفت ‌‌ جہاندیدۂ بر سرش رفت و گفت

تو دشمن چنیں نازنیں پروری ‌‌ ندانی کہ ناچار زخمش خوری

نہ ابلیس در حقِّ ما طعنہ زد ‌‌ کز ایناں نیاید بجز کارِ بد

فغاں از بدیہا کہ در نفسِ ماست ‌‌ کہ ترسم شود ظنِّ ابلیس راست

چو ملعون پسند آمدش قہرِ ما ‌‌ خدایش بر انداخت از بہرِ ما

کجا سر بر آریم ازیں عار و ننگ ‌‌ کہ با او بصلحیم و با حق بجنگ

نظر دوست نادر کند سوئے تو ‌‌ چو در روئے دشمن بود روئے تو

گرت دوست باید کز و بر خوری ‌‌ نباید کہ فرمانِ دشمن بری

بسیمِ سیہ تا چہ خواہی خرید ‌‌ کہ خواہی دل از مہرِ یوسف برید

روا دارد از دوست بیگانگی ، ‌‌ کہ دشمن گزیند بہم خانگی

زنانے کہ ...... الخ: خوش دلی سے طاعت الٰہی بجالانے والی عورتیں بے شرع مردوں پر مرتبہ میں بازی لے جائیں گی۔ عذر معیّن: یعنی حیض ونفاس کہ جس میں ان سے نماز معاف ہے۔ گہ گاہ: یعنی گاہ گاہ، کبھی کبھی۔ یکسو نشینی: یعنی عبادت چھوڑ بیٹھے ہو۔ رو، اے کم ز زن: جا، دور ہٹ اے عورت سے کمتر!۔ زباں آوری: یعنی شاعری کا زور۔ شاہ سخن: شاعری کا بادشاہ۔ عنصری: بلخ کا بلند پایہ شاعر، سلطان محمود غزنوی کے دربار کا ملک الشعرا، ۴۳۱ھ میں وفات پائی۔ چو از راستی: (قول عنصری کا بیان ہے) جب راستی سے تو ہٹ جائے گا کجی آہی جائے گی۔ بناز وطرب: ناز وتعیش میں پلے نفس کی نگرانی رکھ۔ بایام: چند دنوں میں دشمن قوی ہو چکا ہے، خیال رکھو۔ یکے بچۂ: نفسِ دشمن کی مثال ہے۔ بچۂ گرگ: بھیڑیا کا بچہ۔ چو پروردہ شد: یعنی جب پل کر خوب طاقت ور بڑا ہو گیا، اس نے مالک (پالنے والے) کو پھاڑ ڈالا۔ بر پہلوئے جاں سپردن بخفت: یعنی موت کے پہلو پر سو گیا (مر گیا)۔ دشمن: یعنی نفس۔ نازنیں: یعنی ایسے دشمن کو فرزند نازنیں کی طرح پالا تھا۔ در حق ما: یعنی ہم اولاد آدم کے حق میں۔ کز ایناں: کہ ان سے برے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ فغاں از بدیہا: فریاد! ان برائیوں سے جو ہمارے نفس میں ہیں، کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ابلیس کا وہ گمان سچا نہ ہو جائے۔ قہر ما: ہمارا مقہور و ذلیل ہونا۔ بر انداخت: یعنی جنت سے نکال باہر کیا۔ کہ با او: جب کہ ہم اس ابلیس سے صلح رکھیں اور خدا سے جنگ۔ نادر کند: یعنی کیسے کرے جب دشمن سے تیرا ساز باز ہے۔ گرت: اگر تجھے ایسا دوست چاہیے جس سے تو فائدہ اٹھائے تو تجھے دشمن کی فرماں برداری نہیں کرنا چاہیے۔ سیم سیہ: کھوٹی چاندی۔ خواہی خرید: ظاہر ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے چاندی کے چند کھوٹے سکوں کے بدلے بیچ ڈالا، آخر ندامت وپشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ کہ خواہی دل: جب کہ اپنے دل کو محبت یوسف سے کاٹ لینا چاہتے ہو، یعنی خدا سے اپنا رشتۂ محبت جوڑ لو۔ روا داشتن: درست سمجھنا، جائز تصور کرنا۔ بیگانگی: اجنبیت، غیریت، انجانا پن۔ ہم خانگی: گھر میں ساتھ رہنا سہنا۔ کہ دشمن: ہر کہ دشمن روا دارد ...... الخ: دوست (خدا) کے ساتھ بیگانگی کو جائز سمجھتا ہے ہر وہ شخص جو دشمن (شیطان) کے ساتھ گھر میں رہنے سہنے کو اختیار کرتا ہے۔

ندانی کہ کمتر نہد دوست پائے ۔ چو بیند کہ دشمن بود در سرائے

حکایت

یکے بردبا پادشاہے ستیز ۔ بدشمن سپردش کہ خونش بریز
گرفتار در دستِ آں کینہ توز ۔ ہمیگفت باخود بزاری وسوز
اگر دوست برخود نیازردمے ۔ کے از دستِ دشمن جفا بردمے
تواز دوست گر عاقلی برمگرد ۔ کہ دشمن نیارد نگہ در تو کرد
بنا جورِ دشمن بدرّدش پوست ۔ رفیقے کہ برخود بیازرد دوست
توبادوست یکدل شو ویک سخن ۔ کہ خود بیخ دشمن برآید زبن،
نہ پندارم ایں زشت نامی نکوست ۔ بخشنودی دشمن آزار دوست

حکایت

یکے مال مردم بہ تلبیس خورد ۔ چو برخاست لعنت برابلیس کرد
چنیں گفت ابلیس اندر رہے ۔ کہ ہرگز ندیدم چنیں ابلہے
ترا با منست ازنہاں آشتی ۔ چرا تیغ پیکار برداشتی
دریغست فرمودۂ دیوزشت ۔ کہ دست ملک برتو خواہد نبشت
روا داری از جہل وناباکیت ۔ کہ پاکاں نویسند ناپاکیت
طریقے بدست آر وصلحے بجوئے ۔ شفیعے برانگیز وعذرے بگوے
کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں ۔ چو پیمانہ پُرشد بدورِ زماں
وگردستِ قوّت نداری بکار ۔ چو بیچارگاں دستِ زاری برآر
وگررفت ازاندازہ بیروں بدی ۔ چو گفتی کہ بدرفت نیک آمدی

کمتر: معنی نفی میں۔ کمتر نہد دوست: یعنی دوست قدم نہیں رکھتا جب جان لیتا ہے کہ دشمن گھر میں پڑا ہے۔ ستیز: جنگ، یعنی مخالفت۔ بدشمن: یعنی جلاد کے۔ خونش بریز: یعنی قتل کردو۔ کینہ توز: کینہ کش، حاسد، دل میں بغض رکھنے والا (توزیدن اور توختن سے صیغۂ امر ہے) یہاں جلاد مراد ہے۔ اگر دوست: یعنی اگر بادشاہ کو۔ گر عاقلی: تم اگر عقل مند ہو تو دوست سے مت پھرو کہ دشمن تجھ میں نگاہِ غلط کرنے کی ہمت نہیں لا سکتا۔ بنا جورِ دشمن: یہاں نسخے متعدد ہیں، صحیح تر یہ ہے کہ بنا چار دشمن بدرّید پوست...... الخ: دشمن سے مراد شیطان اور دوست سے مراد خدا ہے، یعنی یقیناً دشمن اسی رفیق کی کھال پھاڑ ڈالتا ہے جس نے دوست کو اپنے اوپر رنجیدہ کر رکھا ہو۔ یک سخن: یعنی دشمن کی فکر استیصال سے پہلے دوست کے ساتھ یک دل اور یک زبان ہوجا، تا کہ دشمن اپنی جڑ بنیاد سے اکھڑ جائے۔ زشت نامی: بدنامی۔ بخوشنودی دشمن: دشمن (شیطان) کو خوش ہونے کے لیے دوست (خدا) کو آزار دینا۔ تلبیس: مکاری وفریب۔ چو برخاست: یعنی جب مکر وفریب سے مالِ مردم کھا کر اٹھا۔ کہ ہرگز: کہ میں نے ایسا احمق کبھی نہ دیکھا۔ ازنہاں: باطن میں۔ آشتی: صلح۔ تیغ پیکار: جنگ کی تلوار یعنی لعنت چرا گفتی۔ دریغست: مقولۂ شیخ، قابل افسوس ہے کہ۔ فرمودۂ دیوزشت: فرمودہ کا مضاف امتثال مقدر ہے، یعنی برے شیطان کے احکام کی بجا آوری ہو جس کے سبب فرشتے تیرے گناہ تحریر کریں۔ جہل وناباکی: نادانی و بے خوفی۔ پاکاں: یعنی فرشتے نامۂ اعمال میں۔ ناپاکیت: تیری ناپاکی وبرائی، گناہ۔ طریقے بدست آر......الخ: یعنی اب ایک بہتر طریقہ اپناؤ اور برے اعمال چھوڑ دو۔ صلح بجوئے: یعنی خدا کی رضا جوئی کرو۔ شفیعے برانگیز: یعنی شفاعت کرنے والے (سفارشی) کو وسیلہ بناؤ۔ یک لحظہ: یعنی تھوڑی دیر بھی مہلتِ زندگی نہ ملے گی۔ چو پیمانہ پرشد: جب زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا یعنی موت کا وقت آپہنچا۔ بدورِ زماں: یعنی دنیا میں، ارشاد خداوندی ہے: وَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥ اگر دست قوت......الخ: یعنی اگر فوت شدہ کی ادائیگی اور ان کا تدارک تم نہیں کر سکتے۔ بے چارگاں: عاجزوں، مجبوروں۔ دستِ زاری برآر: گڑگڑاتے ہوئے دعا کا ہاتھ اٹھاؤ۔ وگررفت......الخ: اور اگر برائی اندازے سے باہر چلی جائے (یعنی گناہ کثیر سرزد ہوجائیں) پھر جب تو یہ کہہ دے کہ برائی ہوگئی تو تو نیک ہوگیا، یعنی جب تو نے قصور وخطا کا اعتراف کرلیا اور عذرِ گناہ بجالائے، توبہ واستغفار کرلیا تو اب تو گناہوں سے پاک ہوگیا۔

فراشو چو بینی درِ صلح باز | کہ ناگہ درِ توبہ گردد فراز
مرو زیرِ بارِ گنہ اے پسر | کہ حمّال عاجز بود در سفر
پئے نیکمرداں بباید شتافت | کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت
ولیکن تو دنبالِ دیوِ خسی | ندانم کہ در صالحاں چوں رسی
پیمبر کسے را شفاعت گرست | کہ بر جادۂ شرعِ پیغمبرست
رہِ راست رو تا بمنزل رسی | تو بر رہ نۂ زیں قِبَل واپسی
چو گاوے کہ عصّار چشمش ببست | دواں تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست

حکایت

گِل آلودۂ راہِ مسجد گرفت | ز بختِ نگوں طالع اندر شگفت
یکے زجر کردش کہ تبّت یداک | مرو دامن آلودہ در جائے پاک
مرا رقتے در دل آمد بریں | کہ پاکست و خرّم بہشتِ بریں
دراں جائے پاکانِ امیدوار | گِل آلودۂ معصیت را چہ کار
بہشت آں ستاند کہ طاعت برد | کرا نقد باید بضاعت برد
مکن دامن از گردِ ذلت بشوئے | کہ ناگہ ز بالا ببندند جوئے
مگو مرغِ دولت ز قیدم بجست | ہنوزش سرِ رشتہ داری بدست
وگر دیر شد گرم رو باش و چست | ز دیر آمدن غم ندارد درست
ہنوزت اجل دستِ خواہش نبست | بر آور بدرگاہِ دادار دست
مخسپ اے گنہ کردۂ خفتہ خیز | بعذرِ گنہ آبِ چشمے بریز
چو حکمِ ضرورت بود کآبروئے | بریزند بارے بریں خاکِ کوئے

فراشو: پیش قدمی کر۔ کہ ناگہ: کہ کہیں اچانک اجل آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے، یعنی موقع فوت ہوجائے۔ حمّال: بوجھ سے لدا۔ ہر کیں سعادت: جس نے کہ یہ سعادت یعنی نیکوں کی پیروی طلب کی پالیا۔ تو دنبالِ دیو خسی: تو کمینے شیطان کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے۔ درصالحاں: یعنی نیکوں کے مرتبے تک۔ شفاعت گر: سفارش کرنے والے۔ کہ بر جادۂ: جو شخص پیغمبر اعظم کی راہ شریعت پر گامزن ہو، حدیث کریم میں ہے شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ۔ راہ راست: سیدھی راہ، صراط مستقیم۔ تو بر رہ نۂ: یعنی تو سیدھی راہ پر نہیں ہے۔ زیں قبل واپسی: اسی وجہ سے تو گمراہی میں بھٹک رہا ہے۔ عصار: تیلی۔ چو گاو یکہ: تیلی کے بیل کی طرح جس کی آنکھیں اس نے باندھ دی ہیں رات تک چلتا رہا مگر رات کو بھی وہیں ہے جہاں سے چلا تھا۔ گِل آلودہ: مٹی میں لتھڑا ہوا، یعنی دامن آلودۂ گناہ۔ ز بختِ نگوں طالع: اوندھے ستارۂ مقدر سے متعجب ہوکر۔ زجر: سرزنش۔ تبّت یداک: تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، یعنی تو ہلاک ہو۔ جائے پاک: مسجد، قبر۔ مرا رقتے: اس بات پر میرے دل میں رقت طاری ہوئی کہ بہشت بریں تو پاک وشاداب مقام ہے وہاں آلودۂ گناہ کیسے جاسکیں گے۔ گِل آلودۂ معصیت: گناہوں کے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے۔ طاعت برد: خدا کی فرماں برداری کرے۔ بضاعت: پونجی، سرمایہ۔ مکن: یعنی دیر مت کر۔ دامن از گرد: یعنی دامنِ دل آلائشِ معاصی سے۔ بشوئے: دھو ڈال توبہ کرکے۔ جوئے: دریا یعنی موت آجائے۔ مرغ دولت: یعنی ایام جوانی۔ سررشتہ: یعنی توبہ کا امکان۔ گرم رو: تیز رفتار۔ غم ندارد: کہ مثل مشہور ہے دیر آید درست آید (قولِ شیخ ہے)۔ اجل: موت۔ دست خواہش: یعنی دعا کا ہاتھ۔ دادار: یعنی حق تعالیٰ۔ اے گنہ کردہ خفتہ: اے غافل گنہ گار! اٹھ! عذرِ گناہ میں آبِ چشم (آنسو) بہالے، رولے، توبہ کرلے۔ چو حکمِ ضرورت......الخ: جب ناچار وضروری ہے کہ آنسو بہائیں تو بارے بہتر یہی ہے کہ اسی خاکِ کوے میں (اسی بارگاہ خداوندی میں) بہائیں۔

درآبت نماند: اگر تیرے آنسو نہ ہوں، سفارشی پیش کرو۔ آبروی: عزت۔ رواں: روح۔ بزرگاں: انبیاء واولیا کو سفارشی بناؤ کہ مقبول بارگاہ ہیں۔

ورآبت نماند شفیع آر پیش — کسے راکہ ہست آبروی از تو بیش
بقہر ار براند خدای از درم — روانِ بزرگان شفیع آورم

حکایت

ہمی یادم آید زعہدِ صغر — کہ عیدے بروں آمدم با پدر
بہ بازیچہ مشغولِ مردم شدم — در آشوبِ خلق از پدر گم شدم
برآوردم از ہول و دہشت خروش — پدر ناگہانم بمالید گوش
کہ اے شوخ چشم آخرت چند بار — بگفتم کہ دستم ز دامن مدار
بہ تنہا نداند شدن طفلِ خرد — کہ مشکل بود راہ نادیدہ برد ق
تو ہم طفلِ راہی بسعی اے فقیر — برو دامنِ نیک مرداں بگیر
مکن با فرومایہ مردم نشست — چو کردی زہیبت فروشوی دست
بفتراکِ پاکانِ در آویز چنگ — کہ عارف ندارد ز دریوزہ ننگ
مریداں بقوت ز طفلاں کم اند — مشائخ چو دیوارِ مستحکم اند
بیاموز رفتار ازاں طفلِ خرد — کہ چوں استعانت بدیوار برد
ز زنجیرِ ناپارسایاں برست — کہ در حلقۂ پارسایاں نشست
اگر حاجتے داری ایں حلقہ گیر — کہ سلطان ازیں در ندارد گزیر
برو خوشہ چیں باش سعدی صفت — کہ گرد آوری خرمنِ معرفت

حکایتِ مستِ خرمن سوز

یکے غلہ مرداد مہ تودہ کرد — ز تیمارِ دے خاطر آسودہ کرد

عہد صغر: بچپن کا زمانہ۔ عیدے: ایک عید کے دن۔ بازیچہ: کھیل کود۔ مشغول مردم: لوگوں کے ساتھ مشغول ہوگیا۔ درآشوب خلق: لوگوں کی بھیڑ میں۔ ہول: خوف۔ خروش برآوردم: میں رونے چلانے لگا۔ مالید گوش: کان اینٹھ دیا۔ شوخ چشم: بے باک، نڈر۔ دستم زدامن: میم ضمیر متصل دامن کا مضاف الیہ ہے، ہاتھ سے میرا دامن نہ چھوڑو۔ شدن: بمعنی رفتن۔ کہ مشکل......الخ: کیونکہ ان دیکھی راہ چل لینا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ تو ہم: تو بھی راہ تصوف کا نادیدہ راہی ہے، اللہ والوں کا دامن تھام لے۔ فرومایہ: کمینہ۔ ہیبت: یعنی عزت ووقار۔ فتراک: شکار بند، شکاری چرمی تھیلا۔ درآویز چنگ: چنگل گاڑلو، یعنی مضبوط تھام لو۔ دریوزہ: گدائی۔ ننگ: شرم وعار۔ مریداں: راہ طریقت کے راہی، کسی پیر کے پیروکار۔ مشائخ: جمع ہے، پیروں، بزرگان دین۔ دیوار مستحکم: مضبوط دیوار۔ رفتار: یعنی چلنا۔ استعانت: مدد لینا، سہارا لینا۔ زنجیر ناپارسایاں: بدکاروں، فاجروں کی زنجیر اور بیڑی (جو انہیں روز قیامت پہنائی جائے گی)۔ برست: چھٹکارا پایا۔ حلقہ: جماعت، گروہ، مجلس۔ کہ درحلقہ: جو شخص اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہوگیا وہ بدکاروں کی طرح زنجیر وطوق پہننے سے رہائی پاگیا۔ اگر حاجتے داری: اگر تو حاجت مند ہو جائے انہیں بزرگوں کا حلقہ اختیار کر کہ بادشاہ بھی اس در سے گریز نہیں رکھتے یعنی وہ بھی ان بارگاہوں کے محتاج ہیں۔ خوشہ چیں باش: جاؤ سعدی کی طرح بزرگوں کی بارگاہ کے خوشہ چیں بنو، تاکہ معرفت خداوندی کا خرمن اقبال جمع کرسکو (یعنی عارف کامل بن سکو)۔ خرمن سوز: کھلیان جلانے والا۔ مرداد مہ: خریف کی فصل کاٹنے کا مہینہ، ہندی مہینہ بھادوں۔ تودہ کرد: ڈھیر کرلیا، انبار کرلیا۔ دے: سخت سردیوں کا مہینہ، ہندی مہینہ ماگھ۔ زتیمار دے......الخ: ماہ سرما میں غلہ کی فکر سے آسودہ خاطر ہوگیا۔

شبے مست شد و آتشے برفروخت | نگوں بخت کالیوہ خرمن بسوخت
دگر روز در خوشہ چیدن نشست | کہ یک جو ز خرمن نماندش بدست
چو سرگشتہ دیدند درویش را | یکے گفت پروردۂ خویش را
نخواہی کہ گردی چنیں تیرہ روز | بدیوانگی خرمن خود مسوز
گر از دستِ عمرت شد اندر بدی | تو آنی کہ در خرمن آتش زدی
فضاحت بود خرمن اندوختن | پس از خرمنِ خویشتن سوختن
مکن جانِ من تخمِ دیں ریز و داد | مدہ خرمنِ نیکنامی بباد
چو برگشتہ بختے درافتد بہ بند | از و نیکبختاں بگیرند پند
تو پیش از عقوبت درِ عفو کوب | کہ سودے ندارد فغاں زیرِ چوب
برآر از گریبانِ غفلت سرت | کہ فردا نماند خجل در برت

حکایت

یکے متفق بود بر منکرے | گذر کرد بروے نکو محضرے
نشست از خجالت عرق کردہ روئے | کہ آیا خجل گشتم از شیخِ کوئے
شنید این سخن پیرِ روشن رواں | برو بر بشورید و گفت اے جواں
نیاید ہمی شرمت از خویشتن | کہ حق حاضر و شرم داری ز من
نیاسائی از جانب ہیچ کس | برو جانبِ حق نگہدار و بس
چناں شرم دار از خداوندِ خویش | کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش

حکایت

زلیخا چو گشت از مئے عشق مست | بدامانِ یوسف درآویخت دست

مست: نشہ میں متوالا۔ نگوں بخت: اوندھے مقدر کا، بدنصیب۔ کالیوہ: احمق، دیوانہ۔ خرمن بسوخت: غلے کا پورا انبار جلا دیا۔ یک جو ز خرمن: انبار میں سے ایک جو برابر۔ سرگشتہ: پریشان۔ یکے گفت: بطریق پند نصیحت۔ پروردۂ خویش را: یعنی اپنے فرزند سے۔ تیرہ روز: بدقسمت۔ خرمن خود مسوز: یعنی اپنی عمر برباد مت کرنا۔ شد اندر بدی: برائی میں گزری ہو۔ فضاحت: رسوائی۔ مکن: مصرع ثانی میں نفی کی تاکید ہے۔ جان من: منادیٰ محذوف النداء ہے۔ تخم دیں ریز وداد: یہاں نسخے بہت ہیں، صحیح تر یہی ہے، یعنی اے جان من! دین داری اور انصاف پسندی کی تخم ریزی کرو۔ مدہ خرمن: نیک نامی کے خرمن اقبال کو برباد نہ کرو۔ برگشتہ بخت: بگڑے مقدر کا۔ بند: قید، مصیبت۔ نیک بختاں: سعادت مند لوگ۔ بگیرند پند: نصیحت حاصل کرتے ہیں کہ یہی سعادت مندی کا طریقہ ہے۔ عقوبت: سزا۔ درعفو کوب: معافی کا دروازہ کھٹکھٹا یعنی توبہ واستغفار کر۔ فغاں: نالہ وفریاد۔ زیر چوب: چوب زنی کے وقت، یعنی جب چھڑی مارنے کی کارروائی شروع ہو چکی۔ فردا: کل بروز قیامت۔ خجل: شرمندہ۔ در برت: یعنی تیری آغوش میں سر جھکا نہ رہے۔ متفق: یعنی عادی۔ منکر: برا کام۔ نکو محضر: خوش خصال، اچھی عادت والا۔ نشست: یعنی وہی عادی بدکار۔ عرق کردہ روئے: چہرے پر پسینہ لائے ہوئے۔ آیا: یعنی ہائے افسوس!۔ شیخ کوئے: محلے کے بزرگ، یعنی وہی نیک محضر۔ روشن رواں: روشن ضمیر، نورانی باطن والے۔ بشورید وگفت: غصہ سے چیخ کر کہا۔ کہ حق حاضر: کہ خدا موجود ہے۔ نیاسائی: تم کسی سے بھی آسودگی نہیں پاؤ گے۔ برو جانب حق: جاؤ صرف خدا کی جانب توجہ رکھو اور بس۔ کہ شرمت: جس طرح تم اپنوں اور بیگانوں سے شرم کرتے ہو اسی طرح اپنے خدا سے شرم رکھو۔ زلیخا: بروزن سویدا، عزیز مصر قطفیر مصری کی بیوی، یہ اس زمانے میں مصر کے بادشاہ ریان بن ولید بن نزوان عملیقی کا وزیر اعظم تھا، جسے عزیز مصر کہتے تھے، زلیخا یوسف علیہ السلام کے حسن عالم افروز پر شیفتہ وفریفتہ تھی۔ مئے عشق: شراب عشق۔ مست: متوالا۔ درآویخت دست: یعنی یوسف علیہ السلام کی محبت میں شراب عشق سے مخمور و بے قرار ہو کر آپ کا دامن پکڑ لیا آپ بھاگے، اس نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ آپ کا دامن

چناں دیو شہوت رضا دادہ بود — کہ چوں گرگ در یوسف افتادہ بود
بتے داشت بانوئے مصر از رخام — برو معتکف بامدادان و شام
دراں لحظہ رویش بپوشید و سر — مبادا کہ زشت آیدش در نظر
غم آلودہ یوسف بکنجے نشست — بسر بر ز نفس ستمگارہ دست
زلیخا دو دستش ببوسید و پائے — کہ اے سست پیماں و سرکش درآئے
بسنداں دلی روئے در ہم مکش — بہ بندے پریشاں مکن وقت خوش
رواں گشتش از دیدہ بر چہرہ جوئے — کہ برگرد و ناپاکی از من مجوئے
تو در روئے سنگے شدی شرمسار — مرا شرم ناید ز پروردگار
چہ سود از پشیمانی آید بکف — چو سرمایۂ عمر کردی تلف
شراب از پئے سرخروئی خورند — وزو عاقبت زرد روئی برند
بعذر آوری خواہش امروز کن — کہ فردا نماند مجال سخن

حکایت

پلیدی کند گربہ برجائے پاک — چو زشتش نماید بپوشد بخاک
تو آزادی از ناپسندیدہا — نترسی کہ بروے فتد دیدہا
براندیش ازاں بندۂ پر گناہ — کہ در خواجہ آبق شود چند گاہ
اگر باز گردد بصدق و نیاز — بزنجیر و بندش نیارند باز
بکیں آوری با کسے بر ستیز — کہ از وے گزیرت بود یا گریز
کنوں کرد باید عمل را حساب — نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب
کسے گرچہ بد کرد ہم بد نکرد — کہ پیش از قیامت غم خود بخورد

دیو شہوت: شہوت کا بھوت۔ رضا دادہ بود: خوشنودی دے دی تھی، یعنی اس پر شہوت کا ایسا بھوت سوار ہوا کہ اس سے مغلوب ہو کر بھیڑیے کی طرح یوسف علیہ السلام کے پیچھے پڑ گئی (بھی برادران یوسف نے بھی کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا)۔ بانوئے مصر: یعنی زلیخا۔ رخام: سنگ مرمر۔ برو معتکف: اس پر آسن جما کر بیٹھتی اور پوجا کرتی۔ بامداداں: صبح۔ دراں لحظہ: اس گھڑی جب دامن یوسف پر ہاتھ ڈالا۔ مبادا کہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ۔ زشت: برا۔ آیدش در نظر: شین ضمیر بت کی طرف راجع یعنی کہیں ایسا نہ ہو اس کی یہ حرکت بت کی نظر میں بری معلوم ہو، جسے وہ اپنی ناقص العقلی کے سبب خدائے بینا تصور کر بیٹھی تھی۔ غم آلودہ: غمگین۔ کنج: گوشہ۔ بسر بر: تقدیر عبارت یوں ہے۔ دست برسر خود زد از نفس ستمگار: یعنی زلیخا کے ظالم نفس کے سبب اس کی نازیبا حرکتوں پر حضرت یوسف نے اپنا سر پیٹ لیا، یا یہ کہ افسوس سے اپنا سر تھام لیا۔ سست پیمان: کمزور عہد بے وفا۔ درآئے: یعنی مجھ سے مشغول ہو جاؤ۔ سنداں: نہائی جو بڑی سخت ہوتی ہے۔ سنداں دلی: سخت دلی۔ بہ بندے: کسی فکر میں۔ پریشاں مکن: یعنی ضائع مت کرو۔ رواں گشتش: یعنی ان کے چہرے پر آنسوؤں کا دریا جاری ہو گیا۔ کہ برگرد: یعنی دگفت کہ برگرد: یعنی انہوں نے کہا کہ لوٹ جاؤ۔ ناپاکی: گناہ، ناروا مباشرت۔ در روئے سنگے: ایک پتھر کے سامنے یعنی وہی سنگ مرمر کا بت۔ مرا شرم ناید: (سوالیہ ہے) کیا مجھ کو اپنے پروردگار سے شرم نہ آئے گی؟ سود: فائدہ، نفع۔ کف: ہتھیلی، ہاتھ۔ تلف: ضائع، برباد۔ سرخ روئی: عزت وتوقیر۔ زرد روئی: شرمندگی۔ خواہش: التجا و دعا۔ فردا: کل بوقت موت۔ مجال سخن: التجا و دعا کی گنجائش و طاقت۔ پلیدی: پاخانہ۔ زشت: برا۔ بپوشد بخاک: بلی کی عادت ہے کہ اپنا پاخانہ مٹی سے چھپا دیتی ہے۔ از ناپسندیدہا: ناپسندیدہ کام، معائب، یعنی بلی تو حیوان لایعلم ہو کر اپنا عیب چھپا دیتی ہے اور تم اپنے عیبوں سے بے پروا رہتے ہو۔ فتد دیدہا: لوگوں کی نگاہیں پڑیں۔ خواجہ: آقا۔ آبق: بھگوڑا غلام۔ باز گردد: یعنی وہ بھاگا ہوا غلام۔ با کسے بر ستیز: اس سے لڑو جس سے تجھے چارہ و مقابلہ ممکن ہو یا بچاؤ، مگر بتاؤ خدا کے ساتھ کیا ہوگا۔ کنوں کرد: ابھی اپنے اعمال کا محاسبہ کر لینا چاہیے۔ منشور گردد: کھل جائے۔ کتاب: کتاب عمل، نامۂ اعمال۔ کہ پیش از قیامت: جب کہ قیامت سے پہلے اپنی فکر کر لی، توبہ و استغفار کر لیا، سارے گناہ مٹ گئے۔

از آہ: یعنی سانس کی ہوا اور بھاپ سے۔ آئینۂ دل باہ: مگر دل کا آئینہ آہوں سے روشن و تاب ناک ہو جاتا ہے۔ ایں نفس: اس گھڑی، دنیا میں۔

گر آئینہ از آہ گردد سیاہ | شود روشن آئینۂ دل باہ
بترس از گناہانِ خویش ایں نفس | کہ روزِ قیامت نترسی ز کس

حکایت

غریب آمدم در سوادِ حبش | دل از دہر فارغ سر از عیشِ خوش
بَرَہ بر یکے دکّہ دیدم بلند | تنے چند مسکیں بر و پائے بند
بسیجِ سفر کردم اندر نفس | بیاباں گرفتم چو مرغ از قفس
یکے گفت کیں بندیاں شب روند | نصیحت نگیرند و حق نشنوند
چو بر کس نماند ز دستت ستم | ترا گر جہاں شحنہ گیرد چہ غم
نکو نام را کس نگیرد اسیر | بترس از خدای و مترس از امیر
نیاورد عامل غش اندر میاں | نیندیشد از رفعِ دیوانیاں
وگر عفتش را فریبست زیر | زبانِ حسابش نگردد دلیر
چو خدمت پسندیدہ آرم بجائے | نیندیشم از دشمنِ تیرہ رائے
اگر بندہ کوشش کند بندہ وار | عزیزش بدارد خداوندگار
وگر کندرایست در بندگی | ز جانداری افتد بخربندگی
قدم پیش نہ کز ملک بگذری | کہ گر باز مانی زِ دَد کمتری

حکایت

یکے را بچوگاں سشہِ دامغاں | بزد تا چو طبلش برآمد فغاں
شب از بیقراری نیارست خفت | برو پارسائے گذر کرد و گفت
بشب گر ببردے بر شحنہ سوز | گناہ آبرویش نبردے بروز

غریب: مسافر۔ غریب آمدم: میں سفر کرتا ہوا علاقہ حبش میں پہنچا۔ سوادِ حبش: حبش کا مضافاتی علاقہ۔ دہر: زمانہ۔ فارغ: مطمئن۔ خوش: یعنی مسرور۔ دکہ: چبوترہ۔ پائے بند: مقید، قیدی، پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئیں۔ بسیج: قصد و ارادہ، تیاری، آمادگی۔ اندر نفس: اسی گھڑی، فوراً۔ بیاباں: جنگل۔ چوں مرغ از قفس: جیسے پرندہ پنجرے سے بھاگ جاتا ہے۔ شب رو: چور۔ ستم: ظلم، زیادتی۔ جہاں شحنہ: (ترکیب مقلوب) شحنۂ جہاں، بادشاہ۔ ترا گر: تجھے اگر بادشاہ گرفتار کرلے کیا غم ہے؟ اسیر: قیدی، گرفتار۔ امیر: حاکم، گورنر۔ عامل: کارگزار، کارکن۔ غش: کھوٹ۔ نیندیشد: وہ کچہری والوں کے محاسبہ کی کوئی فکر نہیں کرتا۔ عفت: پاک دامنی، پارسائی۔ وگر عفتش: اور اگر اس کی پارسائی میں فریب چھپا ہوا ہو (اور واقع میں خائن ہو) تو محاسبہ کے وقت اس کی زبان میں جرأت و بے باکی نہ ہوگی۔ تیرہ رائے: بدعقل۔ بندہ وار: بندوں کی طرح، غلامانہ، عاجزانہ۔ کندرائے: سست رائے۔ در بندگی: غلامی میں، غلامانہ کام کرنے میں۔ جانداری: یساول کا عہدہ، فوج کی نقابت کا بلند عہدہ۔ خربندگی: گدھوں کی خدمت گزاری، نگرانی، یعنی وہ ایک بلند مرتبہ خدمت گزاری سے ایک ذلیل درجہ خدمت گزاری پر اتار دیا جائے گا۔ کز ملک بگذری: یعنی قدم بڑھا تاکہ تو فرشتوں سے بڑھ جائے۔ دد: جانور، چوپایہ۔ چوگان: گیند کھیلنے کا بلا، ڈنڈا۔ دامغاں: قہستان یا طبرستان کا ایک شہر، طوائف الملوکی کے بعد ایک ملک بن گیا۔ بزد تا چوں: اتنا مارا کہ ڈھول کی طرح اس سے آہ و فغاں کی آواز نکل پڑی۔ از بیقراری: مار کھانے کی تکلیف سے۔ بشب گر: رات میں اگر کوتوال کے پاس صدق و سوز سے منت سماجت کر لیتا تو دن میں اس کی خطائیں اس کی آبروریزی نہ کرتیں، یعنی اپنے خدا سے توبہ و استغفار کرو، آبروریزی سے محفوظ رہو گے۔

روزِ محشر: قیامت کے دن، محاسبۂ اعمال کے دن۔ خجل: شرمندہ۔ درگہ۔ درگاہ کا مخفف: یعنی بارگاہ خداوندی۔ داور: خدا۔ بخواہ: سوال کر، دعا کر۔ تقصیر: کوتاہی، یعنی کوتاہیوں کی بخشش کا سوال کر۔ سرِ صلح: صلح کا خیال۔ بیم: خوف۔ کریم: مہربان۔ لطیف: لطف ومہربانی والا خدا۔ از نیست ہست: یعنی جس نے تجھے معدوم سے موجود بنادیا۔ دست حاجت: دعا کا ہاتھ۔ آب حسرت بہار: یعنی حسرت کے آنسو رول۔ سیل ندامت: ندامت کے آنسو۔ نریزد خدا: خدا اس شخص کی آبرو ریزی نہیں کرتا جس کے آنسو گناہوں کو بہالے جائیں۔ صنعا: یمن کا ایک شہر جو اس کا پایۂ تخت ہے۔

کسے روزِ محشر نگردد خجل، | کہ شبہا بدرگہ برد سوزِ دل
اگر ہوشمندی ز داور بخواہ | شبِ توبہ تقصیرِ روزِ گناہ
ہنوز ار سرِ صلح داری چہ بیم | درِ عذر خواہاں نہ بندد کریم
لطیفے کہ آوردت از نیست ہست | عجب گر بیفتی نگیردت دست
اگر بندۂ دستِ حاجت برآر | وگر شرمسار آبِ حسرت ببار
نیامد بریں در کسے عذر خواہ | کہ سیلِ ندامت نشستش گناہ
نریزد خدا آبروئے کسے | کہ ریزد گناہ آبِ چشمش بسے

حکایت

بصنعا درم طفلے اندر گذشت | چگویم کزانم چہ بر سر گذشت
قضا نقشِ یوسف جمالے نکرد | کہ ماہیِ گورش چو یونس نخورد
دریں باغ سروے نیامد بلند | کہ بادِ اجل بیخش از بن نکند
عجب نیست بر خاک اگر گل شکفت | کہ چندیں گل اندام در خاک خفت
بدل گفتم اے ننگِ مرداں بمیر | کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر
ز سودا و آشفتگی بر قدش | برانداختم سنگے از مرقدش
ز ہولم دراں جائے تاریک و تنگ | بشورید حال و بگردید رنگ
چو باز آمدم زاں تغیر بہوش | ز فرزندِ دلبندم آمد بگوش
گرت وحشت آمد ز تاریک جائے | بہش باش و با روشنائی درآئے
شبِ گور خواہی منور چو روز | ازیں جا چراغِ عمل بر فروز
تنِ کارکن می بلرزد ز تب | مبادا کہ نخلش نیارد رطب

درم: در اور اندر زائد ہے۔ بصنعا درم: یعنی صنعائے یمن میں میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا، کیا بتاؤں اس کی وجہ سے میرے سر پر کیا گزری (مجھے کتنا رنج و ملال پہنچا)۔ قضا: حکم الٰہی۔ یوسف جمال: حضرت یوسف جیسے حسن وجمال والا، نہایت حسین وجمیل۔ ماہی: مچھلی۔ چو یونس: حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ ماہی گور: قبر کو حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی سے تشبیہ دیا ہے۔ قضا نقش یوسف: قضائے الٰہی نے حضرت یوسف جیسا حسن وجمال والا کوئی ایسا نقش نہ بنایا کہ آخر کار جس کو قبر کی مچھلی نے حضرت یونس کی طرح نہ نگل لیا ہو، یعنی اسے قبر میں جانا ہی پڑا۔ دریں باغ: اس باغ ہستی یعنی دنیا میں۔ سرو: ایک خوب صورت درخت جس سے قامت معشوق کو تشبیہ دیتے ہیں۔ باد اجل: یعنی موت کی تند ہوا۔ گل اندام: گلبدن، یعنی حسین وخوب رو۔ ننگ مرداں: لوگوں کے لیے باعث شرم وعار۔ کہ کودک رود: یعنی اس بات پر تو شرم سے مرجا کہ بچہ تو گناہوں سے پاک جائے اور تو بوڑھا گناہوں میں آلودہ ہوکر۔ سودا: دیوانگی۔ آشفتگی: رنجیدہ خاطری، باؤلا پن۔ برانداختم: میں نے اس کی قبر کا ایک پتھر اکھاڑ ڈالا۔ ہول: خوف۔ بشوریدہ حال: حال مضطرب ہوگیا۔ بگردید رنگ: رنگ اڑ گیا یعنی میں مضطرب اور مدہوش ہوگیا۔ چو باز آمدم: یعنی جب مجھے افاقہ ہوا۔ باروشنائی درآئے: یعنی ایمان وعمل کا نور لےکر آؤ۔ منور: روشن، نورانی۔ ازیں جا: یہیں سے یعنی دنیا ہی سے۔ کارکن: یعنی باغباں۔ تب: بخار۔ مبادا کہ: کہیں ایسا نہ ہوکہ، خدا نہ کرے کہ۔ نخل: کھجور کا درخت۔ رطب: تر وتازہ کھجور، یہاں مطلق پھل مراد ہے، یعنی یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ہمارا نخل عمل بار آور ثابت ہوگا یا نہیں؟ امید وبیم میں ہیں (کہ ہمارے اعمال مقبول ہیں یا نہیں؟)۔

گروہے فراواں طمع: کثرت حرص والا ایک گروہ ایسا ہے جو گمان رکھتا ہے کہ بے گندم چھینٹے کھلیان جمع کر لے گا۔ بر: پھل۔ سعدی: منادیٰ بحرف ندا محذوف۔ برآں خورد......الخ: اے سعدی! پھل اس نے کھایا جس نے درخت لگایا، کھلیان وہ لے گیا جسنے بیج بویا (کاشت کی)۔ (باب دہم) مناجات: سرگوشی، خدا سے دعا کرنا۔ بیا: یعنی اے نفس! آؤ ہم دعا کریں۔ دستے: ہاتھ۔ فردا: یعنی قبر میں۔ فصل خزاں: پت جھڑ کا موسم۔ در نہ بینی: در زائد ہے۔ ز سرمائے سخت: ایران میں موسم خزاں سخت سردیوں میں پڑتا ہے۔ دستہائے نیاز: درخت کی ننگی شاخیں گویا ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہیں۔ مپندار: گمان مت کر۔ کہ ہرگز نہ بست: جو حاجت مند پر کبھی بند نہ ہوا۔ کہ نومید گردد: مپندار کا مفعول ہے، کہ ناامید ومحروم واپس ہو۔ برآوردہ دست: دعا ومناجات کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے شخص۔ مسکین نواز: محتاج نواز (خدا)۔ چو شاخ برہنہ: ننگی شاخ کی طرح ہم بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں۔ کہ بے برگ: یعنی بے عمل۔ ازیں بیش: یعنی ازیں بعد۔ خداوندگارا: الف برائے ندا، اے خدائے کارساز۔ بجود: یعنی بخشش ومعافی کی نظر فرما۔ کہ جرم آمد: اور بعض نسخوں میں "آید" ہے، استقبال برائے استمرار، یعنی کیوں کہ جرم سرزد ہوجایا کرتا ہے۔ بامید عفو

گروہے فراواں طمع ظن برند		کہ گندم نیفشاندہ خرمن برند
برآں خورد سعدی کہ بیخے نشاند		کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند

باب دہم در مناجات

بیاتا برآریم دستے ز دل		کہ نتواں برآورد فردا ز گل
بفصلِ خزاں در نہ بینی درخت		کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
برآرد تہی دستہائے نیاز	ق	ز رحمت نگردد تہیدست باز
مپندار ازیں در کہ ہرگز نہ بست		کہ نومید گردد برآوردہ دست
ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز		بیاتا بدرگاہِ مسکیں نواز
چو شاخ برہنہ برآریم دست	ق	کہ بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
خداوندگارا نظر کن بجود		کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
گناہ آید از بندۂ خاکسار		بامیدِ عفوِ خداوندگار
کریما برزقِ تو پروردہ ایم		بانعام و لطفِ تو خو کردہ ایم
گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز		نگردد ز دنبالِ بخشندہ باز
چو مارا بدنیا تو کردی عزیز		بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس		عزیزِ تو خواری نہ بیند ز کس
خدایا بعزت کہ خوارم مکن		بذلِ گنہ شرمسارم مکن،
مسلط مکن چوں منی بر سرم		ز دستِ تو بہ گر عقوبت برم
بگیتی بتر زیں نباشد بدے		جفا بردن از دستِ ہمچوں خودے

خداوندگار: خدا کی رحمت ومعافی کی امید پر گناہ سرزد ہوجایا کرتا ہے۔ کریما: اے کریم ومہربان۔ بانعام ولطف تو: تیرے انعام ومہربانی کی ہم نے عادت بنالی ہے۔ گدا: یعنی سائل جب آقا ومولیٰ کا کرم اور لطف وناز برداری دیکھتا ہے۔ نگردد ز دنبال: یعنی بخشش وعطا کرنے والے کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کردی عزیز: یعنی تو نے عزت وکرامت سے نوازا۔ بعقبیٰ: آخرت میں بھی تجھ سے ہم یہی امید رکھتے ہیں۔ عزیزی......الخ: عزت وذلت صرف تو ہی عطا کرتا ہے۔ عزیز تو: جسے تو عزت سے سرفراز کردے۔ بعزت: یعنی اپنی عزت کے طفیل۔ شرمسار: شرمندہ۔ مسلط مکن......الخ: یعنی مجھے جیسے انسان کو مجھ پر مسلط نہ کرنا، اگر مجھے سزا ہونی ہے تو تیری ہی ہاتھ سے بہتر ہے۔ بہتر زیں: یعنی دنیا میں اس سے بدتر کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کے ہاتھوں ذلت وخواری کی سزا جھیلیں۔

دگر شرمسارم مکن: یعنی مجھے کسی اور کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ ز تو سایۂ: یعنی تیرا سایۂ کرم۔ سپہرم بود: یعنی آسمان میرا کمترین مرتبہ ہوگا۔ اگر تاج بخشی: اگر تو مجھے تاج عطا فرما دے تو میرا

سر بلند ہوجائے گا تو مجھے اوپر اٹھا دے تاکہ مجھے کوئی گرانہ سکے۔ تنم می بلرزد: میرا بدن کانپ اٹھتا ہے۔ شوریدۂ: دیوانہ مستانہ۔ در حرم: یعنی حرم کعبہ میں۔ بزاری: زار وقطار روتے ہوئے۔ میفگن: مجھے قعر ذلت میں نہ گرانا کیونکہ پھر میرا کوئی ... نہ ہوسکے گا۔ یا براں از درم: یا مجھے اپنے در سے بھگا دے۔ بجز آستانت: تیرے آستانے کے سوا۔ فرو ماندہ: عاجز ومجبور۔ نفس امارہ: جو نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔ کہ عقلش ...الخ: کہ عقل اس کی باگ پکڑ سکے یعنی نفس بڑا زور آور ہے۔ کہ: کہ امیہ ہے۔ کہ با نفس و شیطاں: نفس اور شیطان کے ساتھ بے تائید ایزدی زور میں کون غالب آسکتا ہے۔ نبرد پلنگاں: چیتوں کے ساتھ جنگ چیونٹیوں سے نہ ہوسکے گی، یعنی نفس خوں خوار درندہ ہے اور انسان چیونٹی کی طرح بے بلیہ کمزور ذات ہے "خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا"۔ بمردان راہت: یعنی انبیا اور اولیا کے طفیل۔ وزیں دشمنانم: ان دشمنوں یعنی نفس وشیطان سے مجھے پناہ دے۔ ان اشعار میں "باء" قسمیہ یا برائے توسل ہے۔ بلبیک: حجاج کرام بعد احرام لبیک پڑھتے ہیں وہ دعا یوں ہے "لبیک اللّٰھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک"۔ حجاج: حاج کی جمع ہے، حاجی۔ بیت الحرام: خانۂ کعبہ کو بیت الحرام بھی کہتے ہیں، عزت وحرمت والا گھر۔ مدفون یثرب: یعنی نبی

مرا شرمساری زروئے تو بس	دگر شرمسارم مکن پیشِ کس
گرم بر سر افتد ز تو سایۂ	سپہرم بود کمتریں پایۂ
اگر تاج بخشی سر افرازدم	تو بردار تاکس نیندازدم

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم	مناجاتِ شوریدۂ در حرم
کہ میگفت با حق بزاری بسے	میفگن کہ دستم نگیرد کسے
بلطفم بخواں یا براں از درم	ندارد بجز آستانت سرم
تو دانی کہ مسکین و بیچارہ ایم	فرو ماندہ با نفسِ امارہ ایم
نمی تازد ایں نفسِ سرکش چناں	کہ عقلش تواند گرفتن عناں
کہ با نفس و شیطاں برآید بزور	نبردِ پلنگاں نیاید زمور
بمردانِ راہت کہ راہے بدہ	وزیں دشمنانم پناہے بدہ
خدایا بذاتِ خداوندیت	باوصافِ بے مثل و مانندیت
بلبیکِ حجاجِ بیت الحرام	بمدفونِ یثرب علیہ السلام
بتکبیرِ مردانِ شمشیر زن	کہ مردِ وغا را شمارند زن،
بطاعاتِ پیرانِ آراستہ	بصدقِ جوانانِ نوخاستہ
کہ مارا دراں ورطۂ یکنفس	ز ننگِ دو گفتن بفریاد رس
امیدست ازاناں کہ طاعت کنند	کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند
بپاکاں کز آلایشم دور دار	وگر زلتے رفت معذور دار
بہ پیرانِ پشت از عبادت دوتا	ز شرمِ گنہ دیدہ بر پشتِ پا

کریم، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم جو مدینہ طیبہ کی سرزمین میں اپنی حیات جسمانی کے ساتھ قبر انور میں آرام فرما ہیں۔ یثرب: مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ سرکار نے اسے طیبہ، طیب وطاہر بنادیا اور پہلے وہ بلاؤں کا گھر (یثرب) کہلاتا تھا۔ تعجب ہے کہ شیخ نے مدفون یثرب کیسے کہہ دیا، تاریخ کا یہ شعر اب بھی روضۂ اطہر کی جالیوں سے اوپر مکتوب میں نے بچشم خویش دیکھا ہے۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمه   فطاب من طيبهن القاع والاكم ☆ نفسي الفداء لقبرانت ساكنه   فيه العفاف وفيه الجود والكرم

مدینہ طیبہ کے بے شمار فضائل ہیں، شعر کو یوں پڑھ سکتے ہیں۔

"بمدفون طیبہ علیہ السلام" یا شاید شیخ نے نقل حکایت کیا ہے۔ تکبیر: اللہ اکبر کہنا۔ مردان شمشیر زن: غزاۃ ومجاہدین۔ وغا: شور وغوغا، جنگ۔ مرد وغا: یعنی مردان جنگ کو، اپنے مقابل کو۔ بطاعات: ببرکت۔ آراستہ: یعنی زیور شریعت سے۔ بصدق ..... الخ: نوخیز جوانوں کی ارادت واعتقاد کی برکت سے۔ کہ مارا: جواب قسم ہے۔ ورطہ: بھنور یعنی جائے ہلاکت۔ یکنفس: یعنی دم نزع۔ دو گفتن: یعنی دو خدا کہنا، جب شیطان بوقت نزع بہکاتا ہے۔ بفریاد رس: فریاد کو پہنچ اور شیطان کے فریب سے بچا۔ بہ پاکاں: بزرگوں کے طفیل۔ آلایش: یعنی گناہ۔ زلت: لغزش، خطا۔ بہ پیران ..... الخ: یعنی ان باصفا بزرگوں کے صدقے میں جن کی پشتیں عبادت سے دہری ہوئی رہتی ہیں، رکوع وسجود میں رہتے ہیں، پھر بھی شرم گناہ ... جھکی ...

کہ چشم ز روئے سعادت مبند | زبانم بوقتِ شہادت مبند
چراغِ یقینم فرا راہ دار | زبد کردنم دست کوتاہ دار
بگرداں زنادیدنی دیدہ ام | مدہ دست بر ناپسندیدہ ام
من آں ذرہ ام در ہوائے تو نیست | وجود و عدم در ظلامم یکیست
زخورشیدِ لطفت شعاعے بسم | کہ جز در شعاعت نہ بیند کسم
بدے را نگہ کن کہ بہتر کس است | گدا را ز شاہ التفاتے بس است
مرا گر بگیری بانصاف و داد | بنالم کہ عفوم نہ ایں وعدہ داد
خدایا بذلت مراں از درم | کہ صورت نہ بندد درِ دیگرم
ور از جہل غائب شدم روز چند | کنوں کآمدم در بروئیم مبند
چہ عذر آرم از ننگِ تر دامنی | مگر عجز پیش آورم کاے غنی
فقیرم بجرمِ گناہم مگیر | غنی را ترحم بود بر فقیر
چرا باید از ضعفِ حالم گریست | اگر من ضعیفم پناہم قویست
خدایا بغفلت شکستیم عہد | چہ زور آورد با قضا دستِ جہد
چہ برخیزد از دستِ تدبیرِ ما | ہمیں نکتہ بس عذرِ تقصیرِ ما
ہمہ ہر چہ کردم تو برہم زدی | چہ قوت کند با خدائی خودی
نہ من سر ز حکمت بدر میبرم | کہ حکمت چنیں میرود بر سرم

حکایت

سیہ چردۂ را کسے زشت خواند | جوابے بگفتش کہ حیراں بماند
نہ من صورتِ خویش خود کردہ ام | کہ عیبم شماری کہ بد کردہ ام

کہ چشم: میری آنکھوں کو چہرۂ سعادت کی نظارگی سے بند نہ کرنا، یعنی مجھے سعادت عطا فرما۔ بوقت شہادت: یعنی بوقت موت کلمہ شہادت کی ادائیگی سے۔ چراغ یقین: ایمان کی پختگی کا چراغ۔ دست کوتاہ دار: میرے ہاتھوں کو روک دے۔ نادیدنی: ناقابل دید، محرمات یعنی محارم۔ مدہ دست: قدرت مت دے۔ در ہوائے تو نیست: کہ تیری محبت میں اپنے کو نابود کرلیا ہے۔ وجود و عدم در ظلام: تاریکی میں میرا وجود و عدم یکساں ہے۔ زخورشید لطفت: تیرے آفتاب لطف کی ایک کرن مجھے کافی ہے۔ در شعاعت: یعنی تیری معرفت کے نور میں۔ بدے را نگہ کن: یہ شعر بعض نسخوں میں نہیں، ظاہراً الحاقی ہے، سخت اختلال ہے، تقدیر ضروری ہے، وہ یوں ہے: چو من بدے را نگہ کن کہ بہتر کس شود: اے مولیٰ! مجھ برے پر نگاہ کرم ڈال دے تاکہ میں بہتر شخص ہو جاؤں۔ التفاتے: توجہ، نگاہ کرم۔ گر بگیری: اگر عدل و انصاف کی وجہ سے میرا مواخذہ تو فرمائے، تو میری گرفت فرمائے۔ بنالم: تو میں فریاد کروں گا کہ مجھ سے تیرے عفو و کرم کی شان نے یہ وعدہ نہ کیا تھا یعنی عدل نہیں میں تیرے فضل کا طالب ہوں۔ کنوں کآمدم: اب کہ میں آگیا ہوں در تو یہ مجھ پر بند نہ فرما۔ تر دامنی: گنہ گاری۔ کاے غنی: کہ اے خدائے بے نیاز۔ بجرم گناہم: جرم گناہ پر میری گرفت نہ فرما۔ ترحم: ترس کھانا۔ ضعف حال: ناتوانی، کمزوری۔ پناہم قوی ست: یعنی اگر چہ میں کمزور ہوں مگر میری جائے پناہ قوی ہے (یا پشت پناہ)۔ عہد: یعنی عہد الست۔ قضا: تقدیر الٰہی، قضا و قدر۔ دست جہد: کوشش کا ہاتھ۔ چہ برخیزد: یعنی ہماری تدبیر کے ہاتھوں کیا کام ہو سکتا ہے۔ عذر تقصیر ما: ہماری کوتاہیوں کے عذر کو۔ ہمہ ہر چہ کردم: میں نے جو کچھ قصد کیا تو نے برہم کر دیا۔ گزشتہ شعر میں مذکور نکتے کا بیان ہے، کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے رب کو فسخ عزائم سے پہچانا (یعنی سب کچھ تقدیر پر موقوف ہے)۔ با خدائی خودی: یعنی خدائی کے مقابلہ میں خودی۔ (واضح ہو کہ تقدیر کے ہاتھوں بندہ کو مجبور محض ماننا فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے اور جبریہ اور قدریہ دونوں گمراہ فرقے ہیں، ان چند شعروں میں انہیں کے عقیدے پر بات کہی گئی ہے، شاید وہ شخص اسی فرقے کا رہا ہو۔) زحکمت: میں سر کو تیرے حکم سے خود باہر نہیں لے جاتا ہوں، بلکہ تیرا ہی حکم میرے حق میں ایسا ہوا کرتا ہے، یعنی تقدیر کے ہاتھوں بندہ مجبور ہے۔ سیہ چردہ: سیہ فام، کالا کلوٹا۔ زشت خواند: برا کہا، عیب لگایا۔ نہ من صورت خویش: ایسا نہیں ہے کہ میں نے اپنی صورت خود بنائی ہے (یعنی یہ اعتراض تو خلاق کائنات پر ہوا)۔

از زشت رویم: میری بدصورتی سے۔ نہ آخر منم: اچھی یا بری صورت بنانے والا میں تو نہیں؟۔ ازانم کہ بر سر نبشتی ۔ ۱؎: یہاں سے مقولۂ شیخ بطریق مناجات ہے۔ زپیش: یعنی روز ازل۔

ترا با من از زشت رویم چہ کار	نہ آخر منم زشت و زیبا نگار
ازانم کہ بر سر نبشتی زپیش	نہ کم گردم اے بندہ پرور نہ بیش
تو دانائی آخر کہ قادر نیم ،	توانائے مطلق توئی من کیم
گرم رہنمائی رسیدم بخیر	وگر گم کنی باز ماندم ز سیر
جہاں آفریں گر نہ یاری کند	کجا بندہ پرہیزگاری کند

حکایت

چہ خوش گفت درویشِ کوتاہ دست	کہ شب توبہ کرد و سحر گہ شکست
گر اُو توبہ بخشد بماند درست	کہ پیمانِ ما بے ثبات ست و سست
بحقت کہ چشمم ز باطل بدوز	بنورت کہ فردا بنارم مسوز
ز مسکینیم روئے در خاک رفت	غبارِ گناہم بر افلاک رفت
تو یک نوبت اے ابرِ رحمت ببار	کہ در پیشِ باراں نپاید غبار
ز جرمم دریں مملکت جاہ نیست	ولیکن بملکِ دگر راہ نیست
تو دانی ضمیرِ زباں بستگاں	تو مرہم نہی بر دلِ خستگاں

حکایت

مُغے در بروی از جہاں بستہ بود	بُتے را بخدمت میاں بستہ بود
پس از چند سال آں نکوہیدہ کیش	قضا حالتے صعبش آورد پیش
بپائے بُت اندر بامّید خیر	بنالید بیچارہ بر خاکِ دیر ،
کہ درماندہ ام دست گیر اے صنم	بجاں آمدم رحم کن بر تنم
بزارید در خدمتش بارہا	کہ ہیچش بساماں نشد کارہا

کردم: بمعنی شوم۔ بندہ پرور: یعنی خدائے تعالیٰ، یعنی میں مقدر کے لکھے سے کم وبیش نہیں ہوسکتا، جو ہونے والا تھا ہو چکا۔ جف القلم بما ھو کائن۔ تو دانائی: تو جانتا ہے۔ توانائے مطلق: قادر علی الاطلاق، قادر مطلق۔ من کیم: من کہ ہستم۔ گرم رہنمائی: اگر تو مجھے معرفت کی راہ دکھائے تو خیر (حق) تک پہنچ جاتا ہوں اور اگر تو گم کردے تو سیر سے باز رہ جاؤں یعنی عالم معرفت کی سیر سے۔ جہاں آفریں: دنیا پیدا کرنے والا۔ یاری: مدد۔ درویش کوتاہ دست: مفلس وتہی دست فقیر۔ کہ شب توبہ: جو رات کو توبہ کرتا صبح کو توڑ ڈالتا۔ گر او توبہ بخشد: گر وہ توبہ بخشے گا تو وہ ٹھیک ہوگی۔ پیمان ما: ہماری توبہ۔ بے ثبات: ناپائیدار۔ سست: کمزور۔ بحقت: تجھے تیرے حق کی قسم، تیری خدائی کی قسم۔ کہ چشم: جواب قسم۔ بنورت: تجھے تیرے نور کی قسم، اپنے نور کے طفیل۔ نار: آتش جہنم۔ در خاک رفت: یعنی میں ذلیل وخوار ہوگیا۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ برافلاک رفت: آسمانوں پر پہنچ گیا، یعنی گناہ نہایت کثیر ہوگئے۔ یک نوبت: ایک بار۔ ابر رحمت: رحمت ایزدی کا بادل (رحمت کو ہی ابر کہا ہے)۔ نپاید غبار: غبار نہیں ٹھہرتا ہے، دھل دھلا کر صاف ہوجاتا ہے۔ ز جرمم: یعنی کثرت عصیاں کے سبب۔ دریں مملکت: یعنی بارگاہ مملکت خداوندی میں۔ جاہ: مرتبہ، عزت ووقار۔ ملک دگر: یعنی کوئی دوسری بارگاہ۔ ضمیر: دلوں کا راز، دلوں کی بات۔ زباں بستگاں: خاموش رہنے والے۔ تو مرہم نہی: تو ہی زخمیوں کے دل پر مرہم رکھتا ہے، تو ہی غم زدوں کا غم خوار وغم گسار ہے۔ مغ: آتش پرست، پادری، جمع مغاں۔ از جہاں بستہ بود: یعنی ترک دنیا کرلیا تھا۔ میاں: کمر۔ نکوہیدہ کیش: ناپسندیدہ خصلت، بدمذہب۔ قضا: تقدیر۔ صعب: سخت، دشوار۔ بامید خیر: بھلائی کی امید میں۔ دیر: بت خانہ۔ درماندہ ام: میں عاجز ہوں۔ صنم: بت۔ بجاں آمدم: میں عاجز آچکا ہوں۔ بزارید: گڑگڑایا۔ بارہا: باربار۔ کارہا بساماں نہ شد: اس کے کام کچھ بھی سرانجام نہ ہوئے، یعنی اس کی کوئی مصیبت نہ ٹلی۔

بتے چوں برآرد: ایسا بت کیسے کسی کے بڑے بڑے کام انجام دے سکتا ہے جو بت کہ اپنے جسم سے مکھی نہ ہانک سکے (یہ قول شیخ ہے)۔ برآشفت: وہ

بتے چوں برآرد مہماتِ کس — کہ نتواند از خود براندن مگس
برآشفت کاے پائے بندِ ضلال — بباطل پرستیدمت چند سال
مہمے کہ در پیش دارم برار — وگرنہ بخواہم ز پروردگار
ہنوز از بت آلودہ رویش بخاک — کہ کامش برآورد یزدانِ پاک
حقائق شناسے دریں خیرہ شد — سرِ وقتِ صافی برو تیرہ شد
کہ سرگشتہ دونِ یزداں پرست — ہنوزش سر از خمِ بتخانہ مست
دل از کفر و دست از جنایت نشست — خدایش برآورد کامے کہ جست
فرو رفتہ خاطر دریں مشکلش — کہ پیغامے آمد بگوشِ دلش
کہ پیشِ صنم پیرِ ناقص عقول — بسے گفت و قولش نیامد قبول
گر از درگہ ما شود نیز رد — پس آنگہ چہ فرق از صنم تا صمد
دل اندر صمد باید اے دوست بست — کہ عاجز تراند از صنم ہر کہ ہست
محالست اگر سر بریں در نہی — کہ باز آیدت دست حاجت تہی
خدایا مقصر بکار آمدیم — گنہگار و امیدوار آمدیم

حکایت مست و مؤذن

شنیدم کہ مستے ز تابِ نبید — بمقصورۂ مسجدے در دوید
بنالید بر آستانِ کرم — کہ یارب بفردوسِ اعلیٰ برم
مؤذن گریباں گرفتش کہ ہیں — سگ و مسجد اے فارغ از عقل و دیں
چہ شائستہ کردی کہ خواہی بہشت — نمی زیبدت ناز با روئے زشت

غصہ ہوگیا، بگڑ گیا اور کہا۔ کاے پائے بندِ ضلال: کہ اے گمراہی کے گرفتار۔ بباطل: اتنے سالوں بیکار میں نے تیری پوجا کی۔ مہم: بڑا کام۔ برآر: پورا کردے۔ پروردگار: یعنی پروردگار عالم۔ ہنوز از بت......الخ: ابھی بت کے سجدے سے اس کا چہرہ خاک آلودۂ معصیت ہی تھا کہ ناگاہ اس کا مقصد خدائے پاک نے پورا کردیا۔ حقائق شناس: عارف کامل۔ خیرہ شد: حیران رہ گیا۔ صافی: صاف۔ تیرہ: گدلا، تاریک۔ تیرہ شد: یعنی وہ عارف سوچ میں پڑ گئے کہ ہائے تعجب! خدا نے اس کی حاجت برآری کردی پھر بھی بت کا نشہ نہیں اترا۔ کہ سرگشتہ: تیرہ کا بیان ہے۔ دون: کمینہ۔ یزداں پرست: مجوس، مجوس کے اعتقاد میں ایک خالق خیر ہے اور ایک خالق شر، پہلے کو یزداں دوسرے کو اہرمن کہتے ہیں، وہ خدا کو قادر مطلق نہیں سمجھتے۔ از خم بت خانہ مست: بت خانہ کو خم قرار دیا کیونکہ وہاں بھی عقل زائل ہوجاتی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہوکر جماد کو پوجتا ہے۔ از جنایت نشست: گناہ سے نہ دھویا، یہاں نسخے متعدد ہیں، صحیح تر خباثت ہے۔ کام: مقصد۔ فرورفتہ: اسی مشکل میں اس کا دل ڈوبا ہوا تھا کہ۔ مشکلش: شین ضمیر خاطر کا مضاف الیہ ہے اور حقائق شناس کی طرف راجع ہے۔ پیغامے: یعنی غیب سے ایک پیغام۔ ناقص عقول: بدعقل، پاگل، عقول کا استعمال مفرد کی جگہ ہے (بضرورت شعری)۔ نیامد قبول: یعنی بت کو۔ شود نیز رد: یعنی اگر ہماری بارگاہ سے بھی لوٹا دیا جائے۔ صمد: بے نیاز خدا۔ دل اندر صمد: یعنی خدا سے دل لگائے رکھو۔ (یہاں چوتھائی صفحہ باقی ہے)

پیر: یعنی سوزن۔ بدار دست: یعنی ملامت مت کرو، معذور رکھو اور مجھ سے سروکار مت رکھو۔ عجب: تعجب۔ لطف: مہربانی۔ گنہ گارے: کہ ایک گنہ گار بخشش

بگفت ایں سخن پیر وبگریست مست ۔۔۔ کہ مستم بدار از من اے خواجہ دست
عجب داری از لطفِ پروردگار ۔۔۔ کہ باشد گنہگارے امیدوار
ترا می نگویم کہ عذرم پذیر ۔۔۔ درِ توبہ باز است و حق دستگیر
ہمی شرم دارم زلطفِ کریم ۔۔۔ کہ خوانم گنہ پیشِ عفوش عظیم
کسے را کہ پیری درآرد زپائے ۔۔۔ چو دستش نگیرد نخیزد زجائے
من آنم زپای اندر افتادہ پیر ۔۔۔ خدایا بفضلت تو ام دستگیر
نگویم بزرگی و جاہم بخش ۔۔۔ فرو ماندگی و گناہم بخش
اگر یارے اندک زلل داندم ۔۔۔ بنابخردی شہرہ گرداندم
تو بینا و ما خائف از یکدگر ۔۔۔ کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در
برآوردہ مردم زبیروں خروش ۔۔۔ تو با بندہ در پردہ و پردہ پوش
بنادانی ار بندگاں سرکشند ۔۔۔ خداوندگاراں قلم درکشند
اگر جرم بخشی بمقدارِ جود ۔۔۔ نماند گرفتارے اندر وجود
وگر خشم گیری بقدرِ گناہ ۔۔۔ بدوزخ فرست و ترازو مخواہ
گرم دستگیری بجائے رسم ۔۔۔ وگر بفگنی برنگیرد کسم
کہ زور آورد گر تو یاری دہی ۔۔۔ کہ گیرد چو تو رستگاری دہی
دو خواہند بودن بمحشر فریق ۔۔۔ ندانم کداماں دہندم طریق
عجب گر بود راہم از دستِ راست ۔۔۔ کہ از دستِ من جز کژی برنخاست
دلم میدہد وقت وقت ایں امید ۔۔۔ کہ حق شرم دارد زموئے سپید
عجب دارم ار شرم دارد زمن ۔۔۔ کہ شرمم نمی آید از خویشتن

کا امید وار بنے۔ درِ توبہ باز: توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور حق تعالیٰ مددگار ہے۔ زلطف کریم: یعنی کریم مطلق کے بے پایاں لطف وکرم سے شرم رکھتا ہوں کہ اپنے گناہوں کو اس کی شان عفو وکرم کے سامنے بڑا سمجھوں۔ کسے را: جس کو بڑھاپا عاجز بنادے وہ بے دستگیری کیسے کھڑا ہو۔ من آنم: میں بھی بڑھاپے کے سبب گر پڑا ہوں۔ اے خدا! اپنے فضل سے تو دستگیری فرما۔ نگویم: میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مجھ کو بزرگی اور مرتبہ عطا فرما بس اپنی اطاعت سے میری کوتاہیوں اور گناہ کو معاف فرمادے۔ زلل: لغزش، جرم وخطا۔ اگر یارے: اگر کوئی دوست میری تھوڑی لغزش جان لیتا ہے تو مجھے بے عقل مشہور کردیتا ہے۔ ما خائف از یک دگر: ہم ایک دوسرے سے خوف زدہ ہیں۔ ما پردہ در: ہم پردہ چاک کرنے والے یعنی عیب کھولنے والے ہیں۔ برآوردہ مردم: لوگ جائے گناہ کے باہر سے ہی بے دیکھے شور کرنے لگتے ہیں، جب کہ تو بندے کے ساتھ پردہ میں ہوتا ہے پھر بھی پردہ پوشی کرتا ہے۔ بنادانی: اگر غلام اپنی نادانی سرکشی اور نافرمانی کریں تو آقایانِ نعمت اپنے فضل سے معاف کردیا کرتے ہیں۔ اگر جرم بخشی: اگر جرم اور خطاؤں کو اپنی شان سخاوت کی مقدار کے مطابق بخش دے تو کوئی شخص گرفتار عذاب نہ رہ جائے کہ تیرا فضل عظیم ہے اور اگر بقدر گناہ تو قہر وغضب فرمائے تو دوزخ میں بھیج دے اور ترازو کی حاجت نہیں، یعنی حشر میں میزان عمل کی کہ گناہ نہایت کثیر ہیں۔ بجائے رسم: یائے تنکیر برائے تعظیم، یعنی کسی بڑے مرتبے تک پہنچ جاؤں گا۔ کہ زور آورد: کہ: کدامیہ (استفہامیہ) ہے، اگر تو طاقت ومدد عطا فرمائے تو کون زور دکھا سکتا ہے۔ کہ گیرد: (استفہامیہ ہے) کون پکڑ سکتا ہے۔ رستگاری: رہائی، چھٹکارا، نجات۔ دو خواہند بودن: محشر میں دو فریق ہوں گے (۱) اصحاب یمین جن کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوگا (۲) اصحاب شمال جن کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، یا داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے یا یہ کہ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ مراد ہے۔ فریق: گروہ۔ طریق: راستہ۔ ندانم ......الخ: معلوم نہیں قضا وقدر کے فرشتے مجھے کن لوگوں کی راہ دیں گے۔ عجب گر بود: یعنی اگر میں اصحاب یمین میں سے رہوں تو نہایت تعجب ہوگا، کیوں کہ میرے ہاتھ سے کجی (برائی) کے سوا کچھ سرزد نہ ہوا۔ کژی: کجی سے تبدیل شدہ۔ وقت وقت: (باضافت) یعنی وقتِ انتباہ وآگاہی۔ وقت وقت: (بے اضافت) یعنی ہر وقت۔ دم بہ دم: ہمہ دم (تکرار از قبیل تاکید)۔ دلم می دہد: میرا دل ہر وقت مجھے یہ امید دلاتا ہے کہ حق تعالیٰ سپید بالوں سے حیا فرماتا ہے لہٰذا مجھے بخش دے گا۔ عجب دارم: مجھے تعجب ہے اگر وہ مجھ سے حیا فرمائے، کیوں کہ مجھے خود اپنے سے تو شرم آتی نہیں۔

نہ یوسف کہ: کلمہ نہ لفظ "کرد" سے مربوط ہے برسبیل استفہام انکاری، تینوں شعر باہم دست و گریباں ہیں (ترجمہ) کیا ایسا نہیں ہے کہ یوسف علیہ السلام جنہوں نے اتنی بلائیں اور قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں جب ان کا فرمان جاری ہوا (فرماں روا بن گئے) اور ان کا مرتبہ بلند ہو گیا تو۔ گنہ عفو کرد آلِ یعقوب را: حضرت یعقوب علیہ السلام کو اسرائیل بھی کہتے ہیں، آپ کے بارہ فرزند تھے، سب سے چھوٹے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، انہیں حضرت یعقوب علیہ السلام سب سے زیادہ چاہتے تھے، باپ کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے بھائیوں نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا، وہاں سے پھر مصر لائے گئے، یہاں جیل جانا پڑا، پھر باعزت رہا ہو کر عزیزِ مصر بنے، پھر گردشِ ایام کے مارے گیارہوں بھائی وہاں پہنچے آپ نے سب کی خطائیں معاف کیں اور وہ پھر سجدہ ریز ہوئے؛ شعر میں اسی کا ذکر ہے، (ترجمہ) فرزندان یعقوب علیہ السلام کی خطاؤں کو معاف کر دیا، کیوں کہ جمالِ صورت کے ساتھ کمالِ معنیٰ ہوا کرتا ہے۔ بکردار بد: چنانچہ ان کے برے کردار کی وجہ سے ان کو قید و بند میں نہیں ڈالا، نیز ان کی بے قدر پونجی کو رد نہیں فرمایا۔ بضاعاتِ مزجات: واحد بضاعۃ جمع بضاعات: پونجیاں۔ مزجاۃ: تھوڑی، قلیل، کھوٹی، قابلِ رد، برادرانِ

نہ یوسف کہ چندیں بلا دید و بند
چو حکمش رواں گشت و قدرش بلند

گنہ عفو کرد آلِ یعقوب را
کہ معنیٰ بود صورتِ خوب را

بکردار بدشاں مقید نکرد
بضاعاتِ مزجاتِ شاں رد نکرد

زلطفت ہمیں چشم داریم نیز
بدیں بے بضاعت ببخش اے عزیز

بضاعت نیاوردم الا امید
خدایا ز عفوم مکن نا امید

مجلس برکات
الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
اعظم گڑھ

یوسف علیہ السلام غلہ لینے آئے تو انہوں نے کہا تھا: جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں (سورہ یوسف آیت ۸۸)۔ زلطفت: ہم تیرے لطف و کرم سے یہی امید رکھتے ہیں یعنی معافی کی، چنانچہ تو اس بے مایہ کو بھی بخش دے اے عزت و غلبہ والے مہربان خدا!۔ بضاعت نیاوردم: امید کے سوا میں کوئی دوسرا سرمایہ نہیں لایا ہوں، اے خدا! مجھے اپنی معافی سے ناامید و محروم نہ فرما۔ بضاعت: سرمایہ از قسم طاعت و عبادت۔ عفو: بالفتح: معاف کر دینا یعنی کسی کی تقصیر پر سزا ترک کر دینا۔

للّٰہ الحمد والمنۃ کہ ۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۲؍مئی ۲۰۰۵ء بہ شب پنجشنبہ ایک بجے اس حاشیہ نگاری سے میں فارغ ہوا، فالحمد للّٰہ الحمید القوی

نصر اللہ رضوی بن محمد یونس برکاتی
... فیض العلوم محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

باب الف ممدودہ ومقصورہ بترتیب حروف تہجی

الف ممدودہ

آب بردن بے رونق کرنا
آب چشم۔ آنسو۔
آبق۔ بھگوڑا۔
آذر۔ آگ ایک فارسی مہینہ کا نام
آزمند۔ صاحب حرص۔
آستین افشاندن۔
عطا و بخشش کرنا۔
آشفتہ حال۔ میل جول۔
آشفتن۔ برہم و غضبناک ہونا۔
آفتاب بکوہ رفتن۔
زندگانی و دولت۔ کامرانی
آفاق۔ اطراف عالم۔
آلا۔ جمع الا نعمت و نکوئی۔
آماج۔ ہدف و نشانہ
آہو۔ عیب۔ ہرن۔

الف مقصورہ

ابن السبیل۔ مسافر۔
ابوزید سروجی۔ نام شطرنج باز و مکار
ابدال۔ اولیاء اللہ۔
ابرو بہم در کشیدن۔ ناخوش ہونا
ابل۔ اونٹ۔
اتابک۔ اتالیق و خطاب و
لقب شاہ شیراز۔
ادیم زمین۔ روئے زمین۔
ادراک۔ معلوم کرنا۔
ادہم۔ سیاہ رنگ گھوڑا۔
ادرار۔ روزینہ و وظیفہ۔

ارمغان۔ تحفہ و سوغات۔
اُردی بہشت۔ نام ماہ بہار
از پا در آمدن۔ گرجانا۔
ازدحام۔ ہجوم کرنا۔
اسرار۔ راز۔
اسیر۔ قیدی۔
استخوان جبشیوں کا ایک تعویذ
اسفندیار۔ نام پہلوان۔
اُستا۔ زرتشت کی کتاب۔
استیلا۔ غالب ہونا۔
اصم۔ بہرا۔
اعزاز۔ عزت دینا۔
افواہ۔ جمع فوہ بمعنی منہ۔
اقصیٰ۔ اطراف۔
اقلیدس۔ نام کتاب جو مصنف
کے نام پر مشہور ہوگئی ہے۔
اقبیل۔ اقبال کا امالہ ہے۔
اقطاع۔ جاگیر۔
الوند۔ ہمدان کا پہاڑ
الپ ارسلان۔ الپ ارسلان
تھا جو ایک سلجوقی بادشاہ کا نام ہے
الف۔ ہزار۔
التہاب۔ آگ کا بھڑکنا۔
انگار۔ تصور۔
انبان۔ خرجین۔
انباز۔ شریک و سہیم۔
انگشت پیچیدن۔ شمار کرنا
اندرز۔ نصیحت۔
انار۔ برتن۔
اوباش۔ کمینہ۔

اُوی۔ بجائے او۔
اہرمن۔ دیو و شیطان۔
ایست۔ امر ایستادن۔
ایوان۔ محل۔
ایثار۔ داد و دہش۔
اینک۔ تصغیر این۔
ایمن۔ امن
ایدر۔ اب۔
ایاب۔ واپسی۔

باب بائے موحدہ تازی

بالا و پست۔ آسمان و زمین۔
بالا و شیب۔ آسمان و زمین۔
بازارگان۔ تاجر۔
باج۔ خراج۔
باختر۔ مغرب و مشرق۔
بامدادان۔ صبح۔
بارگاہ۔ دربار۔
باپس۔ واپس۔
باددست۔ مفلس۔
بادپای۔ تیز رفتار۔
بالوعہ۔ چربچہ۔
بادسنج۔ بیہودہ گو۔
بابای کوہی۔ کوہ نشین فقیر
بدر۔ چودھویں کا چاند نام متعلق
بدزہرہ۔ بلہوس۔
بدسگال۔ بداندیش۔
بدیع۔ نادر و نو پیدا۔
بذلہ۔ لطیفہ۔
برنشست۔ سوار ہوا۔

برومند۔ کامیاب۔
برگشتہ۔ برہم و درہم۔
برہ۔ بکری کا بچہ۔
برگ۔ اسباب جمعیت سامان
برخ۔ پارہ و حصہ و بہرہ۔
برنا۔ جوان۔
بُرجاس۔ نشانہ تیر وغیرہ۔
برزن۔ کوچہ۔
بزرگی از سر نہادن۔ عجز ظاہر کرنا
بسیج۔ ساختگی و قصد۔
بسند۔ کافی۔
بط۔ مرغابی۔
بغداد۔ دراصل باغ داد تھا
یعنی انصاف گاہ نوشیرواں
بقال۔ سبزی فروش۔
بقعہ۔ سرزمین
بقراط۔ سکندر کا استاد۔
بکم۔ گونگے۔
بلاغت۔ مناسب بات۔
بلیلانہ۔ بلالانہ یعنی بلال جیسا
بیم۔ خوف۔
بم۔ ستار کا وہ تار جو بلند
نغمہ پیدا کرتا ہے۔
بنگاہ۔ خیمہ۔
بن۔ جڑ۔
بول۔ پیشاب۔
بوم۔ سرزمین۔ اُلو۔
بوالہوس۔ ہوسناک۔
بہل۔ چھوڑ۔
بہ۔ بہی۔ سفرجل۔

بہمن۔ اسفندیار کا لڑکا۔
بہرام۔ نام شاہ عراق عجم۔
بہلول۔ مشہور بزرگ کا نام
بی برگ۔ بے ساز و سامان۔
بیماری رشتہ۔ نارو۔
بیذق۔ پیادہ شطرنج۔
بیت المقدس۔ نام مسجد۔
ملک شام کی مشہور مسجد جس کو
بیلک۔ دو شاخہ تیر
بیل۔ چوڑے پھل کا تیر
بیور۔ دس ہزار ۱۰۰۰۰

باب بائے فارسی

پاسبان۔ چوکیدار۔
پاہنگ مخفف پالاہنگ باگ ڈور
پرنیاں۔ حریر و دیبائے منقش
پرتاب کردن تیر۔ پھینکنا۔
پرتو۔ سایہ و نور۔
پردہ دریدن۔ راز فاش کرنا
پرویزن۔ چھلنی۔
پریشیدہ۔ پراگندہ۔
پزشک۔ طبیب و معالج چارپایاں
پشیز۔ پیسہ
پگاہ۔ اول صبح۔
پلارک۔ شمشیر جوہر دار۔
پنجہ مخفف پنجاہ۔
پوزش۔ عذر و معذرت۔
پوئیدہ۔ تیز گام۔
پوستین دریدن۔
عیب جوئی کرنا۔
پوست کادیدن۔

افشلتہ۔ راز کرنا۔
پئے۔ قدم۔
پیلتن۔ قوی و تناور۔
پیمان۔ عہد و شرط۔
پیشرو۔ مقدمہ و ہراول۔
پیل۔ توشہ دان چرمین۔
پیغولہ۔ گوشہ۔
پیس۔ برص۔

باب تائے مثناۃ فوقانی

تامل۔ غور کرنا۔
تاجیک۔ غیر ترک۔
تاوان۔ ڈانڈ۔
تاراج۔ لوٹ مار کرنا۔
تابوت۔ صندوق۔
تبسم۔ مسکراہٹ۔
تبار۔ متعلقین۔
تبریز۔ زبیدہ خاتون کا بنایا ہوا شہر
تبجیل۔ تعظیم کرنا۔
تتار۔ ترکستان کا مشہور شہر۔
تتر۔ مخفف تتار۔
تحمل۔ برداشت کرنا۔
تحویل۔ دوسرے کے سپرد کرنا
تدریج۔ رفتہ رفتہ کرنا۔
ترک۔ تاجیک کے بالمقابل۔
تریاک۔ زہر کی دوا۔
ترہ۔ سبزی۔
تشریف۔ خلعت۔
تشنیع۔ سرزنش کرنا۔
تصحیف۔ کسی کلمہ کے نقطہ بدلنا

تضرّع۔ زاری کرنا۔
تطاول۔ دست درازی کرنا
تظلّم۔ فریاد کرنا۔
تعنّت۔ عیب جوئی کرنا ظلم کرنا
تعلّل۔ بہانہ بازی کرنا۔
تغلق۔ ایک قسم کا تیر ہے۔
تغابن۔ ٹوٹا۔
تفو۔ تھوک۔
تف سینہ۔ حرارت۔
تفقّد۔ مہربانی۔
تقلید۔ پیروی کرنا۔
تکلّف۔ تکلیف برداشت کرنا
تکلہ۔ نام پادشاہ۔
تکش۔ نام پادشاہ۔
تگ۔ دوڑ۔
تگرگ۔ اولا۔
تل۔ ٹیلہ۔
تلبیس۔ مکر و فریب۔
تمکین۔ عزت۔
تمتّع۔ نفع اٹھانا۔
تمثال۔ صورت۔
تنگ ترکاں۔ ملک ترکاں۔
تنگنای۔ تنگ کوچہ۔
تنعّم۔ عیش و عشرت۔
تنگ دل۔ نرم دل۔
توقیع۔ مہر لگانا۔
تولّی۔ دوستی کرنا۔
توقیر و توافر۔ عزت۔
توفیر۔ افزونی۔
تہدید۔ سرزنش کرنا۔
تہوّر۔ دلیری کرنا۔
تہلیل۔ لا الٰہ الا اللہ کہنا۔
تیہ۔ بیابان۔
تیر دار۔ جس کو امان دیدی گئی ہو۔

تیماری۔ غمخواری۔
تیر ترکش زختن۔ آمادۂ جنگ ہونا
تیر۔ نام ماہ خزاں۔

باب ثائے مثلثہ

ثریا۔ آٹھویں آسمان پر چھ
ستاروں کا مجموعہ۔
ثریٰ۔ خاک نمناک۔
ثعبان۔ اژدہا۔
ثقب۔ جمع ثقبہ۔ سوراخ۔
ثمرہ۔ پھل۔ نتیجہ۔
ثوابت۔ ٹھہرے ہوئے ستارے

باب جیم تازی۔

جاہ۔ مرتبہ۔
جاوید۔ جاویدان۔ پائندہ۔
جادہ۔ کشادہ۔ راستہ۔
جان و ہوش بودن متفقہ ہونا
جام گیتی نما۔ جام جمشید۔
جدال۔ بحث و خصومت۔
جرّاح۔ زخم لگانے والا۔
جرم۔ جسم و جثہ و تن۔
جرّہ۔ باز۔ نرباز۔
جزائر۔ جمع جزیرہ۔
جسر۔ پل۔
جسد۔ تن و جسم۔
جعدہ۔ گھنگرالو بال۔
جعبت۔ خیرہ در کی۔
جلال۔ غضب۔
جلّاب۔ گلاب۔
جلّ۔ جھول و مع گل۔
جمال۔ خوبصورتی۔
جمشید۔ نام بادشاہ۔

جم۔ جمشید۔
جنایت۔ گناہ۔
جور۔ ظلم۔
جولان۔ گھوڑ دوڑ۔
جوزا۔ نام برج۔
جو فروش گندم نما۔
دغاباز۔
جوع۔ بھوک۔
جوشن۔ زرہ۔
جوارح۔ اعضا۔
جہد۔ مشقت۔
جہول۔ سخت نادان۔
جہود۔ یہود قوم۔
جیش۔ لشکر۔

باب جیم فارسی۔

چاشت۔ صبح کا کھانا۔
چاوش۔ نقیب۔
چالش۔ رفتار۔
چشم برہم زدن۔ پلک جھپکانا
چشم داشتن۔ امید رکھنا۔
چشمارد۔ وہ چیز جو کھیتی پر نگاہ
بد سے بچنے کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں
چگل۔ ترکستان کا مشہور شہر
جس کے حسین مشہور ہیں۔
چنو۔ مخفف چون او۔
چنبر۔ حلقہ۔
چندلا۔ یعنی چندنا۔
چرہ۔ تیز۔
چوبک زن۔ نقارچی۔
چہر۔ مخفف چہرہ۔
چہ۔ مخفف چاہ۔

باب حائے حطی۔

حامل وحی۔ جبرئیل۔
حانوت۔ دکان۔
حالی۔ فوراً۔
حاتم۔ بشہرۂ آفاق سخی و
جواں مرد۔
حبل۔ رسّی۔
حبوب۔ جمع حب۔ دانہ
حجاج بن یوسف ثقفی۔
عبد الملک کا مشہور ظالم گورنر
حجّاج۔ جمع حاج۔ حاجی۔
حجاز۔ عرب کا وہ علاقہ جس
میں مکہ و مدینہ واقع ہیں۔
حجّت۔ دلیل۔
حجیز۔ امالہ حجاز۔
حدی۔ اونٹوں کا گانا۔
حرفہ۔ پیشہ۔
حراق۔ کپڑا وغیرہ جس سے
آگ سلگاتیں۔
حرز۔ حفاظت۔
حرب۔ جنگ کارزار۔
حرون۔ سرکش گھوڑا۔
حربا۔ گرگٹ۔
حسیب۔ حساب۔
حسود۔ بدخواہ۔
حسک۔ گوکھرو۔
حسام۔ تلوار۔
حشیش۔ خشک گھاس۔
حشو۔ عیب۔
حضر۔ ضد سفر۔
حطب۔ ایندھن۔
حکیم۔ مضبوط۔ دانا
حلہ۔ لباس فاخرہ۔

حلقوم۔ گلا۔
حلقہ بر در زدن۔
دروازہ کھلوانا۔
حلقہ در گوش۔ مطیع و فرمانبردار
حمام۔ گرمابہ۔
حمام۔ کبوتر۔
حمول۔ بہت بوجھ اٹھانے والا۔
حیّ۔ اللہ کا نام ہے۔
حیف۔ ظلم و افسوس۔

باب خائے معجمہ

خاصان۔ اولیا و انبیا۔
خائن العین۔ دزدیدہ نگاہ
خایسک۔ ہتوڑا۔
خام۔ چمڑا۔
خامش۔ مخفف خاموش۔
خبیر۔ خبردار۔
خجل۔ شرمندہ و نادم۔
خدیو۔ خداوند و پادشاہ۔
خدم۔ نوکر چاکر۔
خد۔ رخسار۔
خرد۔ ریزہ ریزہ۔
خرمن۔ انبار غلہ۔
خرابات۔ شراب خانہ۔
خرقہ۔ گدڑی۔
خردل۔ رائی۔
خرزہرہ۔ کنیز۔
خرمہرہ۔ کوڑی۔
خروس۔ مرغا۔
خرچنگ۔ کیکڑا۔
خسرو۔ نوشیروان کا پوتا۔
خساست۔ کمینگی۔

خشت۔ نیزہ۔
خشم۔ غصہ و غضب۔
خصم۔ دشمن۔
خفرق۔ بدصورت۔
خفتان۔ ایک جنگی لباس ہے
خلف۔ اچھا جانشین۔
خلافت۔ جانشینی۔
خلاص۔ چھٹکارا۔
خلق۔ پرانا۔
خلال۔ کنایہ از باریک۔
خندہ زیر لبی۔ مسکراہٹ۔
خوان یغما و خوان کرم۔
عام دسترخوان۔
خواجۂ بعث و نشر۔
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خوان گاہ۔ لنگر خانہ۔
خوشیدن۔ خشک کرنا۔
خون خوردن۔ غم کھانا۔
خور۔ آفتاب و مہر آسمان۔
خوید۔ کچے جو کا چارا۔
خوارزم۔ ترکستان کا مشہور شہر
خوص۔ پانی میں گھسنا۔
خیر۔ نیکی۔
خیل۔ گھوڑے۔
خیرہ روئے۔ سرکش۔ شوخ
خیرہ۔ بیحیا۔

باب دال مہملہ

دارا۔ پادشاہ۔
داعی۔ طلبگار۔
دار السلام۔ بہشت۔
داور۔ حاکم عادل مراد خدا

داد خواہ۔ فریادی۔
دانگ۔ درم کا چھٹا حصہ۔
دام۔ وحشی جانور غیر درندہ جیسے ہرن۔
داؤد طائی۔ شیخ ابوسلیمان ابن نصیر مشہور ولی۔
دجلہ۔ بغداد کا دریا۔
دخمہ۔ پارسیوں کا قبرستان۔
دختر خانہ۔ کنواری لڑکی۔
دُخت۔ ترخیم دختر۔
دَد۔ چار پایہ درندہ۔
دریای خون یعنی دریا کی جوشش الٰہی
دریغ۔ افسوس۔
دُرِّ مکنوں۔ بیش بہا موتی۔
در پای افگندن۔ بیکار کرنا
درشت۔ سخت۔
در خورد۔ لائق سزاوار۔
درنگ۔ تاخیر۔
در گِل فرو ماندن۔ عاجز ہونا
دُرُست۔ یعنی اشرفی وغیرہ ناچیز
در بیتق زدن۔ روزی کمانا
دُرّاج۔ چکور۔
دربند۔ نام شہر و دو ملکوں کے درمیان کا فاصلہ
دُرج۔ نامہ و کتاب۔
دَرزَن۔ سوئی۔
دسترس۔ قدرت۔
دستار بند۔ عالم۔
دست درخون داشتن۔ قتل کی کوشش کرنا۔
دست برلب گرفتن۔ خاموش کرنا
دست یافتن۔ قابو پانا۔
دست داشتن۔ معاف کرنا

دست چیر۔ غالب۔
دستاں۔ مکر و حیلہ۔
دست از دامن داشتن آزاد کرنا۔
دست از کار داشتن۔ کام چھوڑ دینا۔ بیکار ہو جانا۔
دست از ہم دادن۔ متفرق ہونا۔
دست رنج۔ مزدوری۔
دست در قلیہ کردن۔ کنایہ تجبہ گری کرنا۔
دستور۔ وزیر۔
دشخوار۔ دشوار۔
دغل۔ دغاباز۔
دکہ۔ دکان و زمین ہموار۔
دلو۔ ڈول۔
دلق۔ گدڑی۔
دلدل۔ آنحضور حضرت علی کا خچر
دم در کشیدن۔ خاموش ہونا
دمع۔ آنسو۔
د دم۔ ۔ ۔
دمشق۔ ملک شام کا دار الحکومت
دمار۔ ہلاکی۔
دم بے قدم۔ بے عمل۔
دُنبال۔ پچھاڑی۔
دندان تیز کردن۔ طمع کرنا و کینہ کرنا۔
دنداں بزیر خاییدن۔ کنایہ دشمنی کی بات کرنا۔
دنداں بکام بُردن۔ کامیاب ہونا۔
دُو کون۔ دنیا و آخرت۔
دُوک۔
دواب۔ چوپائے۔

دَوْر۔ زمانہ۔
دویست۔ دو سو۔
دولاب۔ رہٹ۔
دُودہ۔ خاندان۔
دوشاب۔ چھواروں کا شیرہ
دُہل۔ ڈھول۔
دہقاں۔ چودھری۔
دِہی۔ زمیندار۔
دہ مردہ گوی۔ زیادہ بکواس کرنے والا۔
دہ خدای۔ زمیندار۔
دیو مرید۔ شیطان سرکش
دیر باز۔ زمانہ دراز۔
دیوان نہادن۔ عدالت کرنا
دیہیم۔ تاج بادشاہی۔
دیو سفید۔ نام پہلوان۔
دیگران سرد۔ مرد بخیل۔
دِی۔ روز و شب گزشتہ۔
دَی۔ نام ماہ بہار۔
دیر۔ بت خانہ۔
دیّار۔ صاحب دار۔
دیس یعنی مانند خورد یسی مانند آفتاب۔

باب ذال معجمہ

ذقن۔ ٹھوڑی۔
ذل۔ ذلت و خواری۔
ذوالنون مصری مشہور بزرگ
ذیل۔ دامن۔

باب رائے مہملہ

راعی۔ چرواہا۔
راغ۔ دامن کوہ جنگل۔

ربع۔ منزل۔
رجا۔ امید۔
رحم۔ بچہ دان۔
رحیل۔ کوچ۔
رخنہ۔ عیب۔
رخام۔ سنگ مرمر۔
رز۔ درخت انگور۔
رسم۔ طور طریقہ۔
رست۔ از رسیدن بہنا۔
رطب۔ تازہ کھجور۔
رفع دیوانی۔ دیوانی مقدمہ
رفق۔ نرمی۔
رکیب۔ آلہ رکاب۔
رگ زن۔ فصاد۔
رمال۔ جفار رمل یعنی دیتا۔
رواں۔ روح۔
روز امید و بیم۔ روز قیامت
روئین کانسی
رود بار۔ نام شہر
روشن قیاس۔ صاف فراست
روستائی۔ دیہاتی۔
روضہ۔ باغیچہ۔
رو سرکہ کردن چین بجبین ہونا
روزگاران۔ غلبہ روزگار
روزگار شمردن۔ دن کاٹنا
رہی۔ غلام۔
ریش۔ زخم۔
ریسمان دراز کردن مہلت دینا
ریو۔ مکر و حیلہ۔

باب زائے معجمہ تازی

زال۔ بوڑھا بوڑھی۔
زاد بوم۔ وطن اصلی۔

زابل۔ سیستان۔
زاولسان رستم پہلوان کا وطن
زجر۔ سرزنش کرنا۔
زحل۔ نام ستارہ۔
زحف شکست و شکستگی۔
زرق۔ حیلہ و مکر و دروغ۔
زرع۔ کھیتی۔
زرہ۔ جامہ آہنی۔ پوستین۔
زُراف۔ زرافہ۔
زر مغربی۔ خالص سونا۔
زرود۔ بکار ریگستان۔
زقوم۔ تھوہڑ۔
زمرہ۔ گروہ۔
زمی۔ مخفف زمین۔
زنہار۔ مخفف زینہار امان۔
زنخدان بجیب فرو بردن مراقبہ کرنا۔
زنبیل۔ کشکول۔
زنگبار۔ ملک حبش۔
زورق۔ کشتی۔
زِہ۔ چلہ کمان۔
زہی کلمہ استعجاب یعنی خوشا
زہرہ۔ پتہ۔
زی۔ ہیأت۔
زیر۔ باریک آواز۔
زیت۔ روغن زیتون۔

باب زائے معجمہ فارسی

ژاژخای۔ بیہودہ گو۔
ژندہ۔ گدڑی۔
ژوبین چھوٹا نیزہ۔
ژالہ۔ اولا۔

ژرف۔ گہرا۔
ژند۔ نام کتاب زردشت

باب سین مہملہ

سالک۔ راہ خدا پر چلنے والا
سالار بیت الحرام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سادہ روئے۔ معشوق۔
سامان۔ قدر و اندازہ۔
سالوس۔ مکر و فریب۔
ساتگین۔ قدح و پیالہ۔
ساطور۔ مکار و بزرگ۔
سارواں۔ ساربان۔
ساج۔ سال۔
سبیل۔ راستہ۔
سبق بردن۔ پیش دستی کرنا
سبو۔ گھڑا۔
سبلت۔ مونچھ۔
سبیل کردن۔ وقف کرنا۔
سبابہ۔ انگشت شہادت
سباحت۔ تیراکی۔
سپاہاں۔ فارس کا ایک شہر
ستیزندہ جنگ جو۔
سجل۔ قبالہ۔
سخن سنج۔ شاعر۔
سرشت۔ طبیعت۔
سرتافتن۔ نافرمانی کرنا۔
سرگشتہ۔ سرگرداں۔
سرسبز۔ سرخروئی۔
بسر خیال۔
سرپنجہ۔ ظالم و زبردست۔
سروش۔ فرشتہ غیب۔

سرآمد۔ سردار۔
سر برخط نہادن۔ اطاعت کرنا
سر برزدن۔ نکلنا۔
سرما لحان۔ خطیب مسجد
سراویل کلی۔ سرخ پاجامہ۔
سفرہ۔ دسترخوان۔
سفال۔ مٹی کا برتن۔
سقلاب۔ روم کا خطہ ہے۔
سقمونیا۔ دوا کا نام ہے۔
سقط۔ بیہودہ۔
سقف۔ چھت
سقای نیل۔ ابر۔
سگالیدن۔ اندیشہ کرنا۔
سلیم۔ سالم۔
ستم۔ سیر لمبی۔
سمن۔ چنبیلی۔
سمک۔ مچھلی۔
سمر۔ کہانی۔
سمرقند۔ توران کا شہر ہے۔
سماط۔ دسترخوان۔
سنگ ترازو۔ باٹ۔
سنگلاخ۔ سخت زمین۔
سوفار۔ تیر کی نوک۔
سودا۔ دیوانگی۔
سوگوار۔ غمگین۔
سومنات گجرات کا شہر بت خانہ
سیمرغ۔ عنقا۔
سیہ چال۔ اندھیرا آب کنواں
سیکی۔ شراب مثلث۔
سیستان۔ رستم پہلوان کا شہر
سیہ۔ غلام۔
سیاحت۔ سیر۔
سیر۔ لہسن۔

باب شین منقوطہ

شاہ لشکر۔ سردار فوج۔
شاپور۔ وہ عالم و نقاش
جس نے خسرو اور شیریں کا دصال کرایا
شاطر۔ چالاک۔
شانہ۔ کنگھی۔
شب زندہ دار۔ شب بیدار۔
شبان۔ چرواہا۔
شاہد۔ معشوق و گواہ۔
شبلی۔ مشہور بزرگ ہیں۔
شب رو۔ چور۔
شبستان۔ خانۂ شب باشی۔
شخ۔ مخفف شاخ۔
شغال۔ گیدڑ۔
شغاد۔ رستم کا بھائی۔
شقائق۔ گل لالہ۔
شکیب۔ صبر۔
شکوہ۔ دبدبہ۔
شکرلب۔ خوش آواز
شگفت۔ عجیب و نادر۔
شل۔ اپاہج۔
شمشاد۔ ایک درخت ہے۔
شنعت۔ برائی۔
شنگ۔ شوخ۔
شور برآمدن۔ عاجز کر دینا۔
شور طرب۔ غلبہ خوشی۔
شورہ بوم۔ زمین ناقص و نمکین
شوریدہ۔ مستانہ۔
شہریار۔ حاکم۔
شہر بند۔ قید خانہ۔
شیرویہ۔ خسرو پرویز کا لڑکا

شہید۔ مکر۔
سطیاد۔ مکار۔
شیوہ۔ طور۔

باب صاد مہملہ

صائم الدہر۔ ہمیشہ روزہ رکھنے والا
صاحب خبر۔ ایلچی۔
صدر۔ بالانشین۔
صدف۔ سیپی۔
صلا۔ بلاوا۔
صلب۔ پشت
صعب۔ سخت۔
صم۔ بہرے۔
صفا۔ تخت گاہ دین۔
صنوبر۔ سرو کوہی۔
صنع۔ کاریگری۔
صنم۔ یعنی بت و معشوق
صنعان ایک بزرگ کا نام ہے۔
صور جسکو اسرافیل قیامت
میں پھونکیں گے۔
صوم۔ روزہ۔
صیت۔ نیک شہرت۔

باب ضاد معجمہ

ضراعت۔ عاجزی۔
ضعف۔ دوچنداں۔
ضلال۔ گمراہی۔
ضیف۔ مہمان۔

باب طای مہملہ

طاعت۔ عبادت۔
طامات۔ مشیخت کی باتیں۔

طارم۔ بام و سقف۔
طبل۔ نقارہ۔
طبقری۔ گانوں کا نام ہے۔
طرب۔ مستی۔
طریف۔ نادر۔
طغرل۔ بادشاہ کا نام ہے۔
طلعت۔ دیدار۔
طلسم۔ خزانہ کانت۔
طنین۔ مکھی کے پر کی آواز۔
طیرہ۔ غصہ۔

باب ظای معجمہ

ظفر۔ فتحیابی۔
ظل۔ سایہ
ظن۔ گمان۔
ظئر۔ دایہ۔

باب عین مہملہ

عارض۔ رخسار۔
عاصی۔ نافرمان۔
عامی۔ جاہل۔
عاج۔ ہاتھی دانت۔
عبقری۔ قیمتی۔
عتیب۔ اہل عتاب۔
عذاب الحریق۔ جہنم کا عذاب
عرین۔ شیر کی کچھار۔
عقوبت۔ عذاب۔
عنکبوت۔ مکڑی۔

باب غین معجمہ

غازی۔ نٹ۔
غریق۔ ڈوبا ہوا۔

غزا۔ جنگ۔
غش۔ خیانت۔
غلطاق۔ گرتا۔
غول۔ بھوت۔

باب فا۔

فانیذ۔ ایک قسم کا حلوا ہے۔
فاریاب۔ ترکستان کا ایک شہر
فرسنگ۔ تین میل۔
فرس۔ گھوڑا۔
فروغ۔ روشنی۔
فرخ۔ مبارک۔
فرسودہ روزگار۔ تجربہ کار زمانہ

باب قاف۔

قاف۔ پہاڑ ہے۔
قامت۔ قد و بالا۔
قحبہ۔ بدکار۔
قدوم۔ آنا۔
قفا۔ گدی۔
قلم زن۔ نقشی۔
قوس قزح دھنک کمان۔
قیاس۔ اندازہ

باب کاف تازی

کاخ۔ محل۔
کاردان۔ مراد عاقل۔
کبک۔ چکور۔
کتف۔ کاندھا۔
کروبیاں۔ ملائکہ مقرب۔
کعب۔ ٹخنہ۔
کنار۔ بغل۔

کنشت۔ بت خانہ۔
کوس۔ نقارہ۔
کہتر۔ چھوٹا۔
کیلہ و کیل۔ پیمانہ۔

باب کاف فارسی

گاز۔ قینچی۔
گالردن۔ نام مقام۔
گرم راندن۔ جلدی کرنا۔
گرمابہ و گرمادہ۔ حمام۔
گردبالشن۔ گول تکیہ۔
گردان۔ شجاع و قوی۔
گردگان۔ اخروٹ۔
گزدم۔ بچھو۔
گلیم۔ کمل۔
گلفام۔ گلرنگ۔
گو۔ مخفف گئے۔
گوا۔ مخفف گواہ۔
گوپال۔ گرز آہنی۔
گیتی۔ عالم۔

باب لام

لالا۔ روشن۔
لاجرم۔ لاچار۔
لانہ۔ آشیانہ و خانۂ زنبور۔
لاغ۔ ہزل و ظرافت۔
لا و نعم۔ انکار و اقرار۔
لحن۔ آواز خوش و خوشخوانی۔
لولو۔ مروارید۔
لوس۔ تملق و چرب زبانی۔
لین۔ نرم۔

باب میم

ماجرا۔ چیز گذشتہ یعنی احوال
ماہیت۔ حقیقت۔
ماویٰ۔ جائے بازگشت۔
مجال۔ قوت۔
مجرم۔ گنہگار۔
محامد۔ خوبیاں۔
محتسب۔ حاکم۔
محشر نام و ننگ۔ قیامت
محک۔ کسوٹی۔
مخلص۔ دوست بے ریا۔
مدح۔ تعریف۔
مدام۔ ہمیشہ و شراب۔
مُدبّر۔ واضع قانون۔
مُدبِر۔ بدبخت۔
مدین۔ نام شہر۔
مرکب۔ سواری۔
مرغزار۔ سبزہ زار۔
مرغ سحر۔ بلبل و قمری وغیرہ۔
مرفوع۔ بلند۔
مُرائی۔ ریاکار و مکار۔
مرقع۔ خرقہ۔
مرفق۔ کہنی۔
مرغز۔ نام موضع۔
مرحبا۔ آفریں و شاباش۔
مرو۔ ایران کا ایک شہر ہے۔
مرصع۔ جڑاؤ۔
مستغنی۔ بے پروا۔
متکبر۔ مغرور۔
مستسقی۔ صاحب مرض۔
مستجاب۔ مقبول۔
مسمار۔ کیل۔
مسلّم۔ درست۔
مسلّط۔ غالب۔
مشرف۔ صاحب دیوان
مشت زن۔ پہلوان۔
مشتغل۔ مشغول۔
مشعبد۔ بازیگر
مصاف۔ جنگ۔
مُطرب۔ گویا۔
معمور۔ آباد۔
معروف کرخیؒ۔ ایک بزرگ کا نام
معمار۔ آباد کنندہ۔
معطل۔ بیکار۔
مزرف۔ چربدار۔
مغفر۔ خود۔
مغیل۔ کیکر۔
مغ۔ قوم آتش پرست۔
مغاک۔ گڑھا۔
مقبل۔ صاحب اقبال۔
مقصورہ۔ حجرہ۔
مقل۔ بجھوگل۔
مکافات۔ بدلا۔
ملخ۔ ٹیڈی۔
مل۔ شراب۔
ملک صالح۔ بادشاہ کا نام ہے
مملکت۔ سلطنت۔
منشور۔ فرمان۔
منعم۔ مالدار۔
منازل۔ مراتب۔
من۔ احسان۔
منظر۔ دیدار۔
منلخ۔ اونٹ کے بیٹھنے
منقار۔ چونچ۔
منجلی۔ روشن اور کشادہ۔
مناجات۔ دعا۔ التجا۔
مناخر۔ ناک کے نتھنے۔
موبد۔ حکیم دانشمند
موش کور۔ چھچھوندر۔
موسیٰ۔ استرہ۔
مہان۔ بڑے۔
مہتر۔ سردار۔
مہد۔ گہوارہ۔
مُہیل۔ ہولناک۔
مُہرۂ پشت۔ کمر کا جوڑ۔
میان دو عید۔ ماہ ذیقعدہ
میغ۔ ابر و سحاب۔
مینو۔ بہشت۔

باب نون

نظر۔ جاسوس و ہرکارہ۔
ناز۔ مند۔ نیاز۔
ناحیت۔ جانب۔
ناورد۔ جنگ و کارزار۔
ناگفتہ دان۔ عالم الغیب
نالہ۔ آواز سوز دل۔
ناح۔ آواز نوحہ۔
ناطور۔ نگہبان زراعت و باغ۔
ناموس۔ عزت۔
ناخلف۔ ناشائستہ۔
نبیذ۔ خراب۔
نخاس۔ چیکی
نخست۔ اول و آغاز۔
نخچیر۔ شکار۔
نرو دیو۔ دیو کفت زبردست
نزع روان۔ جان کندنی۔
نزلی۔ مہمانی۔
نزار۔ لاغر۔
نژاد۔ نسل و اصل۔
نسق۔ روشن
نسخہ۔ نوشتہ و کتابت۔
نصیر۔ مددگار۔
نطق۔ گویائی۔
نظامیہ۔ مدرسہ نظامیہ۔
نغز۔ خوب و نادر۔
نفیر۔ نالہ و فریاد۔
نفس۔ سانس۔
نکموں۔ اندھا۔
نمط۔ طریقہ و طور۔
نوشیں۔ شیریں۔
نوم۔ نیند۔
نوا۔ جمعیت سامان فرزند۔
نوال۔ بخشش۔
نوع۔ قسم۔
نہاد۔ سرشت و خلقت۔
نیرو۔ زور و طاقت۔
نیایش۔ دعا و تضرع کرنا۔
نیک محضر۔ نیک ذات۔
نیسان۔ برسات کا ایک مہینہ
نیران۔ آگ۔

باب واؤ

وادیٔ صحرا۔ جنگل۔
وام۔ قرض۔
واثق۔ استوار۔
وجود۔ ہستی۔
وحل۔ کیچڑ۔
وحش۔ بدخشاں میں ایک شہر
وحل۔ کیچڑ۔
ورا۔ خلق۔
ورزیدن۔ عمل کرنا اختیار کرنا
ورع۔ تقویٰ۔
وسواس۔ اندیشہ۔
وُشاق۔ خدمت گار۔
وغا۔ جنگ۔
وقود۔ ایندھن
وقید۔

باب ہائے ہوز

ہامون۔ جنگل۔
ہاتف۔ فرشتہ غیبی۔
ہجوع۔ نیند۔
ہرمز۔ نوشیرواں کا لڑکا۔
ہرم۔ بڑھاپا۔
ہراس۔ خوف۔
ہزیمت۔ شکست۔
ہزبر۔ شیر ببر۔
ہش۔ مخفف ہوش۔
ہمایوں۔ مبارک۔
ہمانا۔ تحقیق۔
ہمت۔ قصد و ارادہ۔
ہمتا۔ ہمراہ و نظیر۔
ہمای۔ ایک فرضی پرندہ ہے۔
ہمباز۔ شریک۔
ہم کاسہ۔ دوست۔
ہمخانہ۔ زوجہ۔
ہول۔ خوف۔
ہوشمند۔ صاحب ہوش۔
ہودج۔ مہری چھتری عماری۔
ہیکل۔ جسم صورت۔
ہیبت۔ خوف۔
ہیجا۔ جنگ۔
ہیزم۔ ایندھن۔
ہیہات۔ افسوس۔
ہیون۔ اونٹ و گھوڑا۔
ہٹن۔ کرتیں عمر

باب یائے مثناۃ تحتانی

یاور۔ مددگار۔
یاجوج۔ ایک قوم ہے۔
یادگار۔ نشان۔
یاوہ گوئی۔ بیہودہ گوئی۔
یارا۔ طاقت و حوصلہ۔
یتیم۔ طفل بے پدر۔
یارستن۔ طاقت رکھنا
یثرب۔ نام مدینہ منورہ۔
ید۔ دست۔
یدین۔ ہر دو دست۔
یزک۔ قراول، مقدمۃ لشکر۔
یغما۔ لوٹ۔
یک سوارہ۔ تنہا۔
یکرہ۔ تمام۔
یکسر۔ تمام۔
یکراں توسن۔ اصیل گھوڑا
یل۔ پہلوان۔
یلدا۔ شب تاریک۔
یمن۔ نام ملک۔
یمان۔ ملک یمن۔
یم۔ دریا۔
یونس۔ نام نبی علیہ السلام
یوزر۔ چیتا۔
یہودا۔ حضرت یوسفؑ کا بڑا بھائی۔
یہود۔ ایک قوم ہے۔